www.KitaoSunnat.com

مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین میں فقاہت عطا فرما دیتے ہیں

فقہ الحدیث

اسلامی طرز زندگی سے متعلق فقہی احکام و مسائل

امام شوکانی رحمہ اللہ کی فقہ کی معروف کتاب "الدرر البھیۃ" کا

ترجمہ و تشریح بمعہ تخریج و تحقیق

جلد اوّل

تالیف و تخریج:

حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

تحقیق و افادات:

محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی

فقہ الحدیث پبلیکیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جلد اوّل

COPY RIGHT
All rights reserved

Exclusive rights by:
Fiqh-ul-Hadith Publications Lahore Pakistan. No part of this publication may be translated, reproduced, distributed in any form or by any means or stored in a data base retrieval system, without the prior written permission of the publisher.

نام کتاب

فقہ الحدیث

اسلامی طرزِ زندگی سے متعلق فقہی احکام و مسائل

تالیف و تخریج:

حافظ عمران ایوب لاہوری

تحقیق و افادات:

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

تاریخ اشاعت
فروری ۲۰۰۴ء

مطبوعہ
آصف یٰسین پرنٹرز لاہور

ناشر

فقہ الحدیث پبلیکیشنز لاہور پاکستان
Phone: 0300-4206199
E-mail: fiqhulhadith@yahoo.com
Wibsite:fiqhulhadith.com

ڈسٹری بیوٹر

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
Phone: 042-7321865
E-mail: nomania2000@hotmail.com
Website: nomanibooks.com

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ (بخاری)

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین میں فقاہت عطا فرما دیتے ہیں۔

اسلامی طرزِ زندگی سے متعلق فقہی احکام و مسائل

امام شوکانیؒ کی فقہ کی معروف کتاب "الدرر البهية" کا

ترجمہ و تشریح بمعہ تخریج و تحقیق

جلد اوّل

تالیف و تخریج:

حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

تحقیق و افادات:

محدث العصر علامہ ناصر الدین البانیؒ

فقہ الحدیث

فقہ الحدیث پبلیکیشنز

تفہیم کتاب و سنت کا تحقیقی وطباعتی ادارہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرس

www.KitaboSunnat.com

صفحہ نمبر	عنوانات
43	تقریظ
45	پیش لفظ
48	چند ضروری اصطلاحات بترتیب حروف تہجی
51	مقدمہ
51	فقہ کا معنی ومفہوم
52	فقہ کی اہمیت وضرورت
53	فقہ کے مآخذ
53	قرآن
55	سنت
58	اجماع
60	اقوال صحابہ
61	قیاس
64	استحسان
65	استصحاب
66	مصالح مرسلہ
66	سد الذرائع
68	عرف
69	پہلی شریعتوں کے احکام
70	مختلف ادوار میں فقہ اسلامی کا ارتقاء
70	عہد رسالت
73	عہد کبار صحابہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❂ عہد صغار صحابہ و تابعین	76
❂ عہد تدوین فقہ و حدیث اور دو ر ائمہ	79
❂ عہد مناظرہ و بحث و تمحیص	86
❂ عہد تقلید محض اور اس کی تردید	87
❂ مذاہب اربعہ اور ان کا مختصر تعارف	89
❂ اختلاف فقہاء کے اسباب	93
❂ چند اصولی مباحث	95
❂ اجتہاد	95
❂ تقلید	97
❂ تعارض اور اس کا حل	100
❂ سختی و نرمی	102
❂ حلال و حرام قرار دینے میں جلد بازی سے اجتناب	104
❂ شرعی دلائل کی ترتیب	105
❂ چند ضروری قواعد	106
❂ امام شوکانی ؒ کے سوانح حیات اور علمی خدمات	108
❂ شیخ البانی ؒ کے سوانح حیات اور علمی و تحقیقی خدمات	115

① کتاب الطهارة طہارت کے مسائل

باب 1 **پانیوں کی اقسام کا بیان**	127
❂ پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے	127
❂ ان دونوں اوصاف سے اسے ایسی نجاست خارج کر دیتی ہے جو اوصاف ثلثہ.........	128
❂ پاک کرنے والے وصف سے اسے ایسی پاک اشیاء بھی خارج کر دیتی ہیں جو اسے سادہ پانی نہ رہنے دیں	129
❂ قلیل اور کثیر پانی کے درمیان اور دو مٹکوں سے زیادہ یا کم پانی کے درمیان کوئی فرق نہیں	130
❂ متحرک اور ساکن پانی کے درمیان کوئی فرق نہیں	133
❂ مستعمل اور غیر مستعمل پانی کے درمیان میں کوئی فرق نہیں	135

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متفرقات	138
1- نبیذ کے ساتھ وضو کا حکم	138
2- پانی کے متعلق اگر نجس ہونے کا شبہ ہو؟	139
3- ایسے پانی کا حکم جو کسی جگہ زیادہ دیر ٹھہرنے کی وجہ سے متغیر ہو جائے	140
4- سمندر کے پانی سے طہارت حاصل کرنا	140
5- جس پانی میں بلی منہ ڈال جائے اس کا حکم	140
6- ایک من گھڑت روایت	141
7- برف وغیرہ سے پگھلے ہوئے پانی کا حکم	141
8- ایسے پانی کا حکم جس میں حشرات اور کیڑے مکوڑے گر جائیں	141
باب 2 **نجاستوں کا بیان**	142
پہلی فصل: نجاستوں کے احکام	142
نجاستیں یہ ہیں: مطلق طور پر انسان کا پیشاب اور پاخانہ	142
مگر دودھ پیتے بچے کا پیشاب نجس نہیں	143
9- ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب پاک ہے	144
10- تمام غیر ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب کو نجس قرار دینا درست نہیں	146
کتے کا لعاب دہن نجس ہے	146
گوبر اور حیض کا خون نجس ہے	148
11- مطلقا خون کا حکم	149
خنزیر کا گوشت نجس ہے اور............	151
12- مردہ انسان کے طاہر یا نجس ہونے میں اختلاف ہے	151
13- کیا منی پاک ہے؟	151
ہر چیز میں اصل طہارت ہے اور اس وصف سے اسے کوئی چیز خارج نہیں کرتی مگر صرف............	154
14- مذی اور ودی کا حکم	154
15- مردار کا چمڑا نجس ہے	155

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

16- سونے والے شخص کے منہ سے بہنے والے پانی کا حکم	156
17- کتے کے علاوہ دیگر جانوروں کے لعاب کا حکم	156
18- قے کے نجس ہونے پر اجماع کا دعویٰ باطل ہے	157
شراب کی نجاست معنوی ہے حسی نہیں	157
19- شرک کی نجاست حسی نہیں بلکہ حکمی ومعنوی ہے	158
20- زندہ جانوروں سے کاٹے ہوئے گوشت کا حکم	159
21- مچھلی اور ٹڈی مردار بھی حلال اور پاک ہیں	159
22- جو نمازی لاعلمی کی وجہ سے نجاست لگے کپڑوں میں نماز پڑھ لے؟	160
دوسری فصل : نجاستوں کی تطہیر	161
جو چیز ناپاک ہو جائے وہ اس قدر دھونے سے پاک ہو جاتی ہے کہ اس کی ذات'........ باقی نہ رہے	161
جوتا زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے	161
نجاست کی حالت کا بدل جانا باعث طہارت ہے	162
جس چیز کو دھونا ممکن نہ ہو مثلاً زمین اور کنواں وغیرہ اسے پاک کرنے کا طریقہ	163
طہارت حاصل کرنے کا اصل ذریعہ پانی ہے کوئی چیز اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی........	165
23- مردار کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے	166
24- مردار کا چمڑا کھانا بالاتفاق حرام ہے	167
25- ایسے گھی کو پاک کرنے کا طریقہ جس میں چوہا گر گیا ہو	168
26- ایسی اشیاء کی تطہیر کا طریقہ جن میں مسام نہ ہوں	168
27- مشرکین کے برتن نجس نہیں	169
باب 3 **قضائے حاجت کا بیان**	170
جسے ضروری حاجت ہو اس پر لازم ہے کہ زمین کے قریب ہونے سے پہلے کپڑا نہ اٹھائے	170
آبادی سے دور چلا جائے یا بیت الخلا میں داخل ہو جائے	171
اس دوران باتیں نہ کرے اور قابل احترام تمام اشیاء اپنے آپ سے علیحدہ کر دے	172
ایسی جگہوں میں قضائے حاجت سے اجتناب کرے جن سے شریعت نے منع کیا ہے یا........	173
28- غسل خانے میں پیشاب کرنا جائز نہیں	173

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

29- کسی جانور کی بل میں پیشاب کرنا	173
30- کھڑے پانی میں پیشاب کرنا جائز نہیں	174
31- جاری پانی میں پیشاب کرنا کسی صحیح حدیث میں منع نہیں	174
32- بوقت ضرورت برتن میں پیشاب کرنا جائز ہے	174
قبلے کی طرف منہ یا پشت نہ کرے	174
تین پتھروں یا ان کے قائم مقام کسی پاک چیز سے استنجاء کرنا	176
33- پانی سے استنجاء کرنے کا حکم	179
34- پانی کی موجودگی میں پتھروں سے استنجاء	180
35- پانی اور پتھر دونوں سے استنجاء کرنا	181
قضائے حاجت کی ابتداء میں پناہ مانگنا اور فراغت کے بعد استغفار و حمد کرنا مستحب ہے	181
36- کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا حکم	182
37- خوراک یا کسی قابل احترام چیز سے استنجاء کرنا جائز نہیں	184
38- پیشاب کے چھینٹوں سے اجتناب ضروری ہے	185
39- دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا حرام ہے	185
40- بلا ضرورت شرمگاہ کو دیکھنا درست نہیں	186
41- سورج اور چاند کی طرف منہ کر کے قضائے حاجت	186
42- دوران قضائے حاجت بائیں پاؤں پر وزن دینا	186
43- بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے کون سا قدم رکھا جائے؟	186
باب 4 وضوء کا بیان	187
پہلی فصل : وضوء کے فرائض	187
ہر مکلف پر واجب ہے کہ اگر اسے یاد ہو تو (ابتدائے وضوء میں) بسم اللہ پڑھے	187
کلی کرے اور ناک میں پانی چڑھائے	192
پھر اپنے سارے چہرے کو دھوئے اور پھر کہنیوں سمیت اپنے بازو دھوئے	194
پھر اپنے سر اور کانوں کا مسح کرے	195
44- کانوں کے مسح کا طریقہ	198

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❂ 45- کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینا	198
❂ 46- کیا مسح صرف ایک مرتبہ کرنا ضروری ہے؟	198
❂ 47- گردن کا مسح	199
❂ سر کے کچھ حصے اور پگڑی پر مسح کفایت کر جاتا ہے	200
❂ پھر ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں دھوئے	201
❂ اور اس کے لیے موزوں پر مسح کرنا بھی جائز ہے	203
❂ 48- موزوں پر مسح کے لیے انہیں پہنتے وقت باوضو ہونا شرط ہے	204
❂ 49- موزے کے کس حصے پر مسح کیا جائے؟	204
❂ 50- مقیم اور مسافر کے لیے مدت مسح	205
❂ 51- مدت مسح میں جنابت کی وجہ سے موزے اتار دیے جائیں لیکن بول و براز یا..........	205
❂ 52- جرابوں اور جوتیوں پر مسح کا حکم	205
❂ وضوء میں نیت ضروری ہے	206
❂ 53- زبانی الفاظ کے ساتھ نیت کا حکم	207
❂ 54- ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال واجب ہے	209
❂ 55- داڑھی کا خلال واجب ہے	209
❂ 56- دائیں جانب سے وضوء کی ابتدا کرنا واجب ہے	210
❂ 57- وضوء میں موالاۃ یعنی پے در پے اعضاء کو دھونا واجب ہے	211
❂ 58- وضوء میں ترتیب واجب ہے	212
❂ دوسری فصل : وضوء کی سنتیں	213
❂ سر کے علاوہ بقیہ اعضاء تین تین مرتبہ دھونا مستحب ہے	213
❂ مقررہ حد سے اعضاء کو زیادہ دھونا اور ابتدائے وضوء میں مسواک کرنا مستحب ہے	214
❂ ابتدائے وضوء میں تین مرتبہ کلائیوں تک ہاتھ دھونا مستحب ہے	215
❂ 59- ہر نماز کے لیے الگ وضوء کرنا مستحب ہے	216
❂ 60- وضوء سے فراغت کے بعد کی دعائیں	217
❂ 61- وضوء کے بعد آسمان کی طرف دیکھنا اور انگلی اٹھانا	217
❂ 62- وضوء کے بعد تولیے کا استعمال	217

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

63- دوران وضوء کلام جائز ہے	218
تیسری فصل : وضوتوڑنے والی اشیاء	219
وضوء بول و براز' یا ہوا خارج ہونے' یا غسل واجب کر دینے والے اسباب سے ٹوٹ جاتا ہے	219
لیٹ کر سونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے	219
اونٹ کا گوشت کھانے سے اور قے کرنے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے	221
اس طرح کی دوسری اشیاء سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے	223
شرمگاہ کو چھونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے	224
ناقض وضوء ہونے میں مرد و عورت کی شرمگاہ اور قبل و دبر میں کوئی فرق نہیں	225
64- عورت کا بوسہ لینے یا مجرد چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا	226
65- محض شک کی بنا پر دوبارہ وضوء کرنا ضروری نہیں	227
66- آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا	227
67- قہقہہ سے وضوء نہیں ٹوٹتا	227
68- کسی گناہ کے ارتکاب سے وضوء کا ٹوٹنا	228
69- شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا	228
70- جن افعال کے لیے وضوء کرنا مستحب ہے	228
71- تلاوت قرآن بغیر وضوء بھی درست ہے	230
72- کیا قرآن پکڑنے کے لیے وضوء ضروری ہے؟	230
باب 5 **غسل کا بیان**	234
پہلی فصل : غسل کو واجب کر دینے والی اشیاء	234
غسل شہوانی خیالات یا ختنے ملنے کی وجہ سے منی کے خارج ہونے سے واجب ہو جاتا ہے	234
حیض یا نفاس ختم ہونے پر غسل واجب ہو جاتا ہے	236
احتلام کی وجہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے جبکہ تری کا وجود ہو	236
موت یا اسلام لانے سے غسل واجب ہو جاتا ہے	237
73- حائضہ اور جنبی کے لیے قرآن پڑھنا حرام نہیں بلکہ مکروہ ہے	238

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✿ 74- کیا حائضہ اور جنبی قرآن پکڑ سکتے ہیں؟	241
✿ 75- کیا حائضہ اور جنبی مسجد میں قیام کر سکتے ہیں؟	241
✿ 76- ایک ہی غسل کے ساتھ زیادہ بیویوں سے مباشرت	242
✿ 77- میاں بیوی کا اکٹھے غسلِ جنابت کرنا	243
✿ دوسری فصل: غسل کا طریقہ	244
✿ واجب غسل کا طریقہ........	244
✿ غسل میں نیت کا حکم	245
✿ غسل میں قدموں کے سوا وضوء کے بقیہ اعضاء پہلے دھو لینا اور دائیں اطراف سے شروع کرنا مستحب ہے	245
✿ 78- دوران غسل سر پر تین مرتبہ پانی بہانا مستحب ہے	247
✿ 79- غسل کے بعد تولیے کا استعمال اور ہاتھوں کو جھاڑنا	247
✿ 80- فرض غسل کے دوران عورت کا سر کی مینڈھیاں کھولنا	248
✿ 81- آپ ﷺ کتنے پانی سے غسل فرماتے؟	248
✿ 82- غسل کے وقت چھپنا اور ستر ڈھانپنا	249
✿ تیسری فصل : مسنون غسلوں کا بیان	250
✿ نماز جمعہ کے لیے غسل مشروع ہے	250
✿ عیدین کے لیے غسل مشروع ہے	253
✿ میت کو غسل دینے والے کے لیے غسل مشروع ہے	254
✿ احرام باندھنے کے لیے اور مکہ میں داخل ہونے کے لیے غسل مشروع ہے	255
✿ 83- مستحاضہ عورت کے لیے غسل	256
✿ 84- جس پر غشی طاری ہو جائے........	257
✿ 85- مشرک کو دفن کرنے کے بعد........	258
✿ 86- ہر جماع کے وقت غسل کرنا مستحب ہے	258
✿ 87- کیا دو غسلوں سے ایک ہی غسل کفایت کر جاتا ہے؟	258
✿ 88- خواتین کے لیے حمام میں جا کر غسل کرنا	259
باب 6 **تیمم کا بیان**	260

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✪ جس شخص کو پانی میسر نہ ہو سکے لیے تیمّم کے ساتھ وہ کام جائز ہو جاتے ہیں جو وضوء اور	260
✪ جسے پانی کے استعمال سے نقصان کا اندیشہ ہو	262
✪ تیمّم کے ارکان چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں	263
✪ ایک مرتبہ مٹی پر ہاتھ مار کر ایک مرتبہ چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرنا	265
✪ تیمّم میں نیت' بسم اللہ پڑھنا' اور اسے توڑنے والی اشیاء	266
✪ 89- اگر دوران نماز پانی مل جائے	266
✪ 90- کیا نماز کا وقت ختم ہونے سے تیمّم ٹوٹ جاتا ہے؟	268
✪ 91- کیا تیمّم صرف مٹی سے کیا جائے گا؟	268
✪ 92- نماز کا وقت ختم ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمّم	269
✪ 93- اگر پانی میسر ہو لیکن ناکافی ہو؟	270
✪ 94- لاچار و بے بس مریض کیا کرے؟	270
✪ 95- اگر کچھ بھی میسر نہ ہو تو کیا بغیر طہارت نماز درست ہے؟	270
باب 7 **حیض اور نفاس کا بیان**	272
✪ پہلی فصل : حیض کے مسائل	272
✪ حیض اور طہر کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کی تعیین کے متعلق کوئی قابل حجت دلیل نہیں	272
✪ جس عورت کی عادت کے کچھ ایام مقرر ہوں وہ انہی کے مطابق عمل کرے گی	273
✪ جس کے ایام مقرر نہیں وہ قرائن کی طرف رجوع کرے گی	274
✪ حیض کا خون دوسرے خون سے ممتاز ہوتا ہے	275
✪ جب اسے اس کے علاوہ کوئی اور خون نظر آئے تو وہ مستحاضہ ہو گی	276
✪ مستحاضہ عورت ہر نماز کے لیے وضوء کرے گی	276
✪ حائضہ عورت نہ نماز پڑھے گی اور نہ ہی روزہ رکھے گی	278
✪ حائضہ عورت سے حالت طہر میں آنے کے بعد غسل تک ہم بستری نہیں کی جا سکتی	279
✪ 96- جماع کے علاوہ حائضہ عورت سے مباشرت کا حکم	279
✪ 97- انقطاع حیض پر غسل سے پہلے مباشرت کا حکم	280
✪ 98- حالت حیض میں جماع کا کفارہ	281

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❂ حائضہ عورت صرف روزوں کی قضائی دے گی	283
❂ دوسری فصل: نفاس کے مسائل	284
❂ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے	284
❂ 99- اگر چالیس دن کے بعد بھی خون آتا رہے؟	285
❂ نفاس کی کم از کم کوئی حد مقرر نہیں ہے اور یہ احکام و مسائل میں حیض کی طرح ہے	286
❂ 100- کیا حاملہ حائضہ ہو سکتی ہے؟	287
❂ 101- حائضہ عورت کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟	287
❂ 102- طواف بیت اللہ کے علاوہ حائضہ تمام مناسک ادا کرے گی	288
❂ 103- حائضہ عورت اپنے خاوند کے سر میں کنگھی کر سکتی ہے	288
❂ 104- خاوند اپنی حائضہ بیوی کی گود میں قرآن پڑھ سکتا ہے	288
❂ 105- حیض آلود کپڑا دھونا	289
❂ 106- حائضہ کے ساتھ سونا جائز ہے	289
❂ 107- حائضہ عورت اور عیدین	289
❂ 108- حائضہ عورت بوقت ضرورت مسجد میں داخل ہو سکتی ہے	289
❂ 109- حالت حیض میں عورت کو طلاق دینا حرام ہے	289
❂ 110- اگر عورت کو وقفے وقفے سے حیض آئے؟	290
❂ 111- مستحاضہ عورت سے جماع کرنا جائز ہے۔	290
❂ 112- کیا حیض ختم ہونے کی آخری عمر مقرر ہے؟	290
❂ 113- ولادت کے بعد اگر نفاس کا خون نہ آئے......	290
❂ 114- نفاس والی عورت کو اگر وقفے وقفے سے خون آئے؟	291
❂ 115- حائضہ کے لیے قراءت قرآن	291
❂ 116- مانع حیض ادویات استعمال کرنا	291

کتاب الصلاۃ نماز کے مسائل

باب 1 اوقات نماز کا بیان	295

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظہر کا ابتدائی وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے	295
117- تارک نماز کا شرعی حکم	296
118- بچوں کو نماز کا حکم تربیت کے لیے ہے نہ کہ وجوب کے لیے	299
119- کافر پر مسلمان ہونے کے بعد گذشتہ نمازوں کی قضائی واجب نہیں	299
120- اسلام اوقات نماز کی حفاظت کا درس دیتا ہے	300
121- موسم گرما میں نماز ظہر ذرا تاخیر سے ادا کرنا	301
ظہر کا آخری وقت اور عصر کا ابتدائی وقت	302
عصر کا آخری وقت	303
122- نماز عصر پر محافظت کی تاکید	304
مغرب کا ابتدائی اور آخری وقت	305
123- کیا شفق سے مراد سرخی ہے؟	307
124- نماز مغرب کے وقت کھانا حاضر ہو جائے؟	308
125- نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں	308
عشاء کا ابتدائی اور آخری وقت	309
126- نماز عشاء کو تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے	310
127- قبل از عشاء سونا اور بعد از عشاء گفتگو کرنا مکروہ ہے	311
فجر کا ابتدائی اور آخری وقت	312
128- رسول اللہ ﷺ نماز فجر اندھیرے میں ادا فرماتے تھے	312
جو شخص سو گیا یا اسے نماز پڑھنا بھول گیا اس کی نماز کا وقت وہی ہے جب اسے یاد آجائے	314
جو شخص کسی عذر کی وجہ سے وقت میں صرف ایک ہی رکعت حاصل کر سکے	315
وقت پر نماز پڑھنا واجب ہے	316
کسی عذر کی وجہ سے نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے	317
129- رسول اللہ ﷺ نے بغیر کسی عذر کے بھی نمازوں کو جمع کیا ہے	317
تیمم کرنے والا اور جس کی نماز یا طہارت میں کوئی کمی رہ گئی ہو..........	318
کراہت کے اوقات	319
130- کیا مکروہ اوقات سے مسجد حرام مستثنی ہے؟	320

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

131- بعد از نماز عصر دو رکعتوں کی ادائیگی	321
132- دائمی نقشہ اوقاتِ نماز کی شرعی حیثیت	323
133- نمازیں جمع کرتے وقت ایک آذان اور دو اقامتیں کہی جائیں گی	324
باب 2 آذان کا بیان	325
ہر آبادی والوں کے لیے مؤذن مقرر کرنا مشروع ہے	325
134- کیا صرف مکلّف مرد کو مؤذن مقرر کیا جائے گا؟	327
135- کیا عورت آذان کہہ سکتی ہے؟	327
مؤذن مسنون الفاظ میں آذان دے گا	328
136- ترجیع والی یعنی دوہری آذان مشروع ہے	329
جب نماز کا وقت ہو جائے تب مؤذن آذان دے گا	330
آذان سننے والے کے لیے اس کے الفاظ دہرانا مشروع ہے	331
137- ایک مؤذن کا جواب دیا جائے یا جتنے مؤذنوں کی آذان سنائی دے؟	332
138- آذان کے بعد کے اذکار	332
پھر آذان سے کچھ وقفے پر مسنون و ماثور طریقے سے اقامت کہنی چاہیے	333
139- اقامت کا جواب	334
140- کیا اقامت کے بعد بھی وہ دعائیں پڑھی جا سکتی ہیں جو آذان کے بعد پڑھی جاتی ہیں؟	334
141- اقامت کے بعد کلام	335
142- کیا آذان دینے کے لیے وضوء ضروری ہے؟	335
143- اگر کہیں آدمی اکیلا ہو تو آذان و اقامت کہہ کر نماز پڑھ سکتا ہے؟	336
144- مؤذن کو اونچی آواز سے آذان دینی چاہیے	336
145- اچھی آواز کا حامل مؤذن مقرر کیا جائے	336
146- دوران آذان شہادت کی انگلیاں کانوں میں رکھنا..........	336
147- آذان کہنے کے لیے قرعہ ڈالنا	337
148- آذان و اقامت کے درمیان نوافل	337
149- آذان و اقامت کے درمیان دعا رد نہیں ہوتی	337

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✪ 150- آذان واقامت کے لیے بھی نیت واجب ہے	337
✪ 151- بیٹھ کر یا قبلہ کے علاوہ کسی اور سمت میں آذان کہنا	338
✪ 152- کیا آذان کہنے والا ہی اقامت کہے گا؟	338
✪ 153- کیا مؤذن کو آذان کی اجرت دی جاسکتی ہے؟	339
✪ 154- فوت شدہ نمازوں کے لیے آذان	340
✪ 155- آذان کے بعد مؤذن کا صلاۃ وسلام	340
✪ 156- قواعد تجوید کے بغیر آذان کہنا	341
✪ 157- مؤذن کی جگہ ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے آذان	341
✪ 158- دوران آذان انگوٹھوں کے ساتھ آنکھیں چومنا	341
✪ 159- کیا مؤذن آذان واقامت کے بعد خود ہی جماعت بھی کرواسکتا ہے؟	341
✪ 160- پیدائش کے وقت بچے کے کان میں آذان واقامت کہنا	342
باب 3	
نماز کی شرائط کا بیان	343
✪ نماز پڑھنے والے کے لیے اپنے کپڑے، اپنا جسم اور نماز کی جگہ پاک کرنا ضروری ہے	343
✪ 161- کیا لاعلمی سے نجاست لگے کپڑوں میں پڑھی ہوئی نماز ہو جائے گی؟	344
✪ 162- حدث اکبر وحدث اصغر سے طہارت صحت نماز کے لیے شرط ہے	345
✪ نمازی اپنا ستر ڈھانپے	345
✪ 163- مرد کا ستر	346
✪ 164- ناف اور گھٹنے خود ستر میں شامل نہیں	347
✪ 165- آزاد عورت اور لونڈی کا ستر	348
✪ 166- نماز میں ستر پوشی کے علاوہ مرد پر کتنا کپڑا لینا ضروری ہے؟	349
✪ 167- نماز میں عورت کا لباس کتنا ہونا چاہیے؟	349
✪ اشتمال صماء اور سدل سے ممانعت	350
✪ تہبند ٹخنوں سے نیچے نہ لٹکائے اور اپنے بالوں یا کپڑوں کو نہ سمیٹے	351
✪ 168- کیا ازار لٹکانے سے وضوء یا نماز ٹوٹ جاتی ہے؟	351
✪ 169- کیا ازار لٹکانے والے امام کے پیچھے نماز درست ہے؟	352

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریشمی شوخ اور چھینے ہوئے لباس میں نماز نہ پڑھے	353
170- چار انگلیوں کے برابر ریشم پہننا جائز ہے	353
171- ریشم پر بیٹھنا بھی ممنوع ہے	353
172- معصفر لباس پہننا ممنوع ہے	354
قبلہ رخ ہونا ضروری ہے	355
اگر قبلہ سامنے نہ ہو تو کوشش و تحقیق کے بعد اس کی جہت کی طرف رخ کرلے	357
173- اگر دورانِ نماز قبلے کا علم ہو جائے	357
174- عین قبلہ کی جانب رخ کرنا	358
175- اگر کوئی ایسے بلند و بالا پہاڑ پر نماز پڑھے	358
176- ہوائی جہاز اور کشتی میں قبلہ رخ ہونا اور بیٹھ کر نماز پڑھنا	359
177- مجبوری یا حالت مرض میں قبلہ رخ ہونا	359
178- نقش و نگار والے مصلے پر اور اس طرح کے پردوں کے سامنے نماز	359
179- نماز کے لیے مصلے کا استعمال	360
180- جوتوں اور موزوں سمیت نماز پڑھنا	360
181- وجوبِ نماز کے لیے عقل و بلوغت شرط ہے	361
182- قبروں کی جانب رخ کر کے نماز پڑھنا	362
183- حمام میں نماز پڑھنا ممنوع ہے	362
184- جانوروں کے باڑوں میں نماز پڑھنا	362
185- غصب شدہ زمین پر نماز پڑھنا	363
186- پتلون یعنی پینٹ میں نماز پڑھنا	363
187- باریک و شفاف کپڑوں میں نماز	363
مساجد کا بیان	364
188- مساجد کی تعمیر اور ان کی طہارت و نظافت کا اہتمام	364
189- مساجد اللہ کی پسندیدہ جگہیں ہیں	364
190- مساجد کی تزئین و آرائش	364
191- مساجد کی طرف تیز چل کر آنا ممنوع ہے	365

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✪ 192- کچی لہسن اور پیاز کھا کر مسجد میں آنا ممنوع ہے	365
✪ 193- مسجد میں داخلے کی دعا	366
✪ 194- مسجد سے نکلنے کی دعا	366
✪ 195- مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعتوں کی ادائیگی ضروری ہے	366
✪ 196- مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنا جائز نہیں	366
✪ 197- مسجد میں خرید و فروخت ممنوع ہے	366
✪ 198- مسجد میں ایسے اشعار پڑھنا جو غیر شرعی نہ ہوں جائز ہے	367
✪ 199- مسجد میں لیٹنا جائز ہے	367
✪ 200- مسجد میں سونا جائز ہے	367
✪ 201- مسجد میں مریض کے لیے خیمہ لگانا	367
✪ 202- عورت کا مسجد میں رات گزارنا	367
✪ 203- مساجد میں قصاص و حدود قائم کرنا حرام ہے	368
✪ 204- مسجد میں تھوکنا گناہ ہے	368
✪ 205- مسجد میں عسکری تربیت اور جنگی مشق کا مظاہرہ جائز ہے	368
✪ 206- مسجد میں کھانا جائز ہے	369
✪ 207- بوقت ضرورت مشرک مسجد میں داخل ہوسکتا ہے	369
✪ 208- آذان کے بعد مسجد سے نکلنا	369
✪ 209- مسجد میں نماز کا انتظار نماز ہی شمار ہوتا ہے	370
✪ 210- مسجد میں مباح کلام اور ہنسنا	370
✪ 211- خانہ کعبہ میں داخل ہو کر نماز ادا کرنا جائز ہے	370
✪ 212- قبروں کے درمیان مسجد بنانا	370
✪ 213- قربت کی غرض سے صرف تین مساجد کی طرف سفر جائز ہے	371
نمازی کے سترے کا بیان	371
✪ 214- سترے کا حکم	371
✪ 215- سترے کی لمبائی کتنی ہونی چاہیے؟	372
✪ 216- سترے اور نمازی کے مابین فاصلہ	372

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✿ 217- فضا اور مسجد دونوں جگہ سترہ ضروری ہے	373
✿ 218- سترے کو کچھ دائیں یا بائیں جانب رکھنا	373
✿ 219- مقتدی کے لیے امام کا سترہ ہی کافی ہے	373
✿ 220- اگر کوئی سترے کے آگے سے گزر جائے..........	373
✿ 221- سترہ نہ ہو تو سامنے خط کھینچ لینا کیسا ہے؟	374
✿ 222- نمازی کے آگے سے گزرنا ممنوع ہے	374
✿ 223- نمازی کو چاہیے کہ گزرنے والے کو روکے	374
✿ 224- اگر گدھا' حائضہ عورت اور کالا کتا نمازی کے سامنے سے گزر جائیں..........	375
✿ 225- اگر گذشتہ اشیاء کے علاوہ کوئی آدمی وغیرہ نمازی کے سامنے سے گزر جائے..........	375
باب 4 **نماز کی کیفیت کا بیان**	376
✿ نماز میں نیت کا حکم	376
✿ 226- نماز کا مختصر طریقہ	376
✿ 227- ابتدائے نماز سے پہلے صفوں کی درستگی	377
✿ نماز کے تمام ارکان فرض ہیں	377
✿ درمیانی تشہد کے قعدے اور جلسہ استراحت کا حکم	380
✿ نماز کے اذکار میں سے صرف تکبیر کہنا ہی واجب ہے	382
✿ 228- تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع الیدین بھی مشروع ہے	383
✿ سورہ فاتحہ کا حکم	383
✿ 229- ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے	384
✿ مقتدی کے لیے سورہ فاتحہ کا حکم	385
✿ آخری تشہد واجب ہے	389
✿ 230- تشہد کے الفاظ	390
✿ 231- تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ	391
✿ 232- تشہد میں انگلی کا اشارہ اور ہاتھوں کی کیفیت	392
✿ 233- دوران تشہد نظر کہاں ہو؟	393
✿ 234- صحیح احادیث سے ثابت درود	393

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

235- کیا تشہد کے بعد درود پڑھنا فرض ہے؟	394
236- کیا درمیانے تشہد میں بھی درود پڑھنا مشروع ہے؟	395
237- آخری تشہد میں درود کے بعد چار چیزوں سے پناہ مانگنا ضروری ہے	396
238- استعاذہ کے بعد حسب منشاء کوئی بھی دعا پڑھی جا سکتی ہے	396
سلام پھیرنا واجب ہے	397
239- سلام کے الفاظ اور اس کا طریقہ	399
نماز کی سنتیں اور چار مرتبہ رفع الیدین	400
240- سجدوں میں رفع الیدین ثابت نہیں	404
241- رفع الیدین کرتے ہوئے انگلیوں کی کیفیت	404
ہاتھ باندھنا سنت ہے	404
242- ہاتھ باندھنے کے تین طریقے	405
243- ہاتھ باندھنے کی جگہ	405
تکبیر تحریمہ کے بعد دعائے استفتاح پڑھنا	406
تعوذ کہنا سنت ہے	408
244- کیا ہر رکعت میں تعوذ کہا جائے گا؟	408
245- تعوذ کے بعد بسم اللہ کی قراءت	409
آمین کہنا سنت ہے	411
246- اونچی آواز سے آمین کہنا مشروع ہے	412
فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورت یا آیت تلاوت کرنا سنت ہے	413
247- تیسری اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت پڑھنا جائز ہے	414
248- مختلف نمازوں میں فاتحہ کے علاوہ قراءتِ قرآن کا بیان	414
درمیانے تشہد کا حکم	415
ہر رکن میں مسنون اذکار پڑھنا	415
دنیا و آخرت کی بہتری کے لیے بہت زیادہ دعا کرنا مشروع ہے خواہ مسنون ہو یا نہ ہو	419
249- سلام پھیرنے کے بعد کے اذکار	419
250- دوران نماز نگاہ سجدے کی جگہ پر رکھنی چاہیے	421
251- قراءتِ قرآن میں سورتوں کی ترتیب	421

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

252- جو فاتحہ اور قرآن پڑھنے سے عاجز ہو وہ کیا کرے؟	421
253- نماز میں قرآن سے دیکھ کر قراءت	422
254- دوران قراءت رحمت کی آیت پر سوال کرنا اور......	422
255- دو رکعتوں میں ایک ہی سورت کی قراءت جائز ہے	423
256- دوران قراءت ہر آیت پر وقف کرنا چاہیے	423
257- قراءت سے پہلے اور بعد میں سکتہ	423
258- رکوع وسجدہ میں قراءتِ قرآن ممنوع ہے	424
259- رکوع کی کیفیت	424
260- سجدے کی کیفیت	424
261- سجدے میں کثرت سے دعا کرنی چاہیے	426
262- نماز کے بعد انگلیوں کو اذکار کی گنتی کے لیے استعمال کرنا چاہیے	427
263- نماز کے بعد اجتماعی دعا	427
264- عورت اور مرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں	428
265- دو سجدوں کے درمیان انگشت شہادت کو حرکت دینا	429
266- نماز میں وساوس وخیالات کا حل	429
267- چارزانو بیٹھ کر نماز پڑھنا	429
268- ننگے سر نماز پڑھنا	430
باب 5	
نماز کب باطل ہوتی ہے اور کس سے ساقط ہوتی ہے	431
پہلی فصل: نماز میں جو امور جائز نہیں	431
باتیں کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے	431
غیر متعلقہ کام میں مشغول ہونے سے نماز باطل ہو جاتی ہے	433
269- ایسے افعال جو دوران نماز سنت سے ثابت ہیں لیکن انہیں عملِ کثیر نہیں کہا جا سکتا	433
کسی شرط یا رکن کو جان بوجھ کر چھوڑ دینے سے نماز باطل ہو جاتی ہے	436
270- امام کو لقمہ دینا	437
271- دوران نماز قہقہہ کا حکم	437

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

272- نماز میں کسی دوسرے واجب پر عمل کا حکم	437
273- دوران نماز آسمان کی طرف نظر اٹھانا	438
274- حائضہ عورت' گدھا اور کالا کتا نماز باطل کر دیتے ہیں	438
275- نماز میں اِدھر اُدھر جھانکنا ممنوع ہے	439
276- مسجد میں اور نماز کے لیے کیے ہوئے وضوء کے بعد تشبیک ممنوع ہے	440
277- نماز میں سجدہ گاہ سے کنکریاں ہٹانا	440
278- دونوں پہلوؤں پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا ممنوع ہے	440
279- نماز میں آنکھیں بند کرنا	441
280- تصویر والی گھڑی میں نماز	441
281- نماز میں قنوت نازلہ مشروع ہے	441
282- سلام کے بعد امام مقتدیوں کی طرف رخ پھیرے	443
دوسری فصل: فرض نمازیں کس پر لازم اور کس سے ساقط ہیں	445
غیر مکلّف آدمی پر نماز فرض نہیں	445
جو شخص اشارے سے بھی نماز پڑھنے سے عاجز ہو یا جس پر غشی طاری ہو جائے..........	445
بیمار شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو.........	446
باب 6 **نفل نماز کا بیان**	447
ظہر سے پہلے اور اس کے بعد چار چار رکعتیں اور عصر سے پہلے چار رکعتیں	447
مغرب کے بعد دو رکعتیں	449
283- مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا مشروع ہے	449
دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر سے پہلے	450
284- فجر کی سنتوں کی اہمیت	450
285- اگر کوئی فجر کی جماعت سے پہلے سنتیں نہ پڑھ سکے..........	451
286- اگر کوئی یہ سنتیں طلوع آفتاب تک نہ پڑھ سکے.........	451
287- فجر کی سنتیں زیادہ طویل نہیں پڑھنی چاہییں	451
288- فجر کی سنتوں میں قراءتِ قرآن	451

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

289- فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا	451
چاشت کی نماز	452
290- نماز چاشت کا وقت	453
291- نماز چاشت کی رکعتوں کی تعداد	453
رات کی نماز یعنی تہجد اور تراویح وغیرہ	453
اس کی زیادہ سے زیادہ تیرہ رکعتیں ہیں	454
292- رات کی نماز دو دو رکعتیں ہے	455
293- قیام اللیل میں طویل سجدہ کرنا مستحب ہے	455
294- تہجد کی رکعات میں طویل قیام کرنا مستحب ہے	455
295- قیام اللیل میں سری اور جہری قراءت	455
296- تہجد کا وقت	455
297- قیام اللیل کی ثابت رکعات سے تجاوز درست نہیں	456
ان کے آخر میں ایک رکعت وتر پڑھے	456
298- وتروں کی تعداد	456
299- وتر کا حکم	457
300- وتر کا وقت	458
301- وتر کی قضاء	459
302- وتر میں قراءت	459
303- قنوت وتر	460
304- قنوتِ وتر کی دعائیں	460
305- وتر کے بعد نوافل	461
تحیۃ المسجد	462
306- اگر کوئی بھول کر تحیۃ المسجد کی رکعتیں پڑھے بغیر بیٹھ جائے؟	463
307- اگر جماعت کھڑی ہو اور کوئی مسجد میں آئے؟	464
308- ممنوعہ اوقات میں تحیۃ المسجد کا حکم	464
نماز استخارہ	464
309- استخارہ صرف بعض اولیاء کے لیے خاص نہیں	465

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر آذان اور اقامت کے درمیان دو رکعتیں	465
نمازِ تراویح کا بیان	466
310- باجماعت نمازِ تراویح کی شرعی حیثیت	466
311- نمازِ تراویح کی تعدادِ رکعات	468
312- قیامِ رمضان میں قرآن سے دیکھ کر قراءت	469
313- تین راتوں سے کم میں قرآن ختم کرنا درست نہیں	469
314- ہر مرتبہ وضوء کے بعد کچھ نفل پڑھنا	470
315- نوافل گھروں میں پڑھنا افضل ہے	470
316- نوافل کی جماعت بھی درست ہے	470
317- نوافل بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے	471
318- اقامت کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں	471
باب 7 **باجماعت نماز کا بیان**	472
باجماعت نماز سنت مؤکدہ ہے	472
کم از کم جماعت دو آدمیوں کے ساتھ بھی منعقد ہو جاتی ہے	475
319- اکیلے مرد کی اکیلی عورت کے ساتھ جماعت درست ہے	476
جب نمازی زیادہ ہوں گے تو ثواب بھی زیادہ ہوگا	476
غیر افضل شخص کے پیچھے بھی نماز درست ہے	477
320- دو ضعیف روایات	477
امام قابل احترام لوگوں میں سے ہو	478
مرد عورتوں کی امامت کرا سکتا ہے جبکہ عورت مردوں کی نہیں	478
فرض پڑھنے والا نفل پڑھنے والے کی اور نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی امامت کرا سکتا ہے	479
321- نفلوں کی جماعت	480
نماز باطل کر دینے والے کاموں کے علاوہ ہر کام میں امام کی پیروی واجب ہے	481
322- اگر مریض امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو کیا تندرست مقتدی بھی	482
آدمی ایسے لوگوں کی امامت نہ کرائے جو اسے ناپسند کرتے ہوں	483

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام کمزوروں کا خیال کرتے ہوئے نماز پڑھائے	484
امامت کا اولین مستحق حکمران اور پھر گھر کا مالک ہے	485
پھر جسے قرآن کا زیادہ علم ہو، پھر جو سنت کا زیادہ عالم ہو اور پھر جو عمر میں بڑا ہو	485
اگر امام کی نماز میں کچھ خلل واقع ہو جائے تو اس کا بوجھ امام پر ہوگا مقتدیوں پر نہیں	486
مقتدی امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے اِلا کہ اگر اکیلا ہو تو امام کے دائیں جانب کھڑا ہوگا	487
عورتوں کی امام پہلی صف کے درمیان میں کھڑی ہوگی	488
سب سے آگے مردوں کی صفیں ہوں، پھر بچوں کی اور پھر عورتوں کی	488
323- اگر امام کے ساتھ ایک مرد اور ایک عورت ہو..........	489
پہلی صف میں کھڑے ہونے کے سب سے زیادہ مستحق عقلمند و سمجھدار لوگ ہیں	489
نمازیوں پر صفیں برابر کرنا اور خلا کو پر کرنا لازم ہے	490
نمازی پہلی صف کو پہلے مکمل کریں پھر اس سے قریبی صف کو اور پھر اسی طرح بقیہ صفوں کو	491
324- پہلی صفوں کی فضیلت	491
325- تاخیر سے پہنچنا اور پچھلی صفوں میں کھڑا ہونا	492
326- صف کے دائیں جانب کھڑا ہونا	492
327- عورتیں مساجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کر سکتی ہیں	493
328- خواتین کے لیے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے	493
329- عورتوں کا خوشبو لگا کر یا زیب و زینت کے ساتھ مساجد میں جانا	493
330- دور سے چل کر مسجد میں آنے کی فضیلت	494
331- نماز کے لیے مسجد کی طرف جاتے ہوئے اطمینان سے جانا چاہیے	494
332- اگر کوئی شخص جماعت کے ساتھ دوران رکوع ملے..........	495
333- ایک مسجد میں فرائض کی دوسری جماعت	496
334- کیا منفرد دوران نماز امام بن سکتا ہے؟	498
335- آذان میں " ألا صلوا في الرحال " کی نداء	499
336- کھانے کے دوران اگر جماعت کھڑی ہو جائے..........	499
337- کم سن بچے کی امامت	500
338- اندھے اور غلام کی امامت	500
339- مشرک کی اقتدا میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟	500

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✪ 340- بدعتی وگنہگار کے پیچھے نماز	501
✪ 341- تیمّم کرنے والے کے پیچھے باوضوء کی نماز	501
✪ 342- مقیم کے پیچھے مسافراور مسافر کے پیچھے مقیم کی نماز	501
✪ 343- بے وضوامام کے پیچھے نماز	501
✪ 344- صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز	502
✪ 345- دوران جماعت ملنے والا شخص..........	503
باب 8 **سجدہ سہو کا بیان**	504
✪ سجود السہو سلام پھیرنے سے پہلے یا بعد میں دو سجدے ہیں	504
✪ سجود السہو کے لیے تکبیر تحریمہ' تشہد اور سلام	507
✪ کسی مسنون فعل کو بھول کر چھوڑنے کی وجہ سے سجدہ سہو مشروع کیا گیا ہے	508
✪ بھول کر زیادتی کی وجہ سے خواہ ایک رکعت ہی زیادہ پڑھ لی جائے	509
✪ رکعتوں کی تعداد میں شک کی وجہ سے	509
✪ جب امام سجدہ سہو کرے تو مقتدی بھی اس کی پیروی کرے	510
✪ 346- اگر سہو زیادہ ہو جائیں تو کیا سجدے بھی زیادہ ہوں گے؟	511
✪ 347- سجدہ سہو کے اذکار	511
سجدہ تلاوت کے مسائل	512
✪ 348- مشروعیت	512
✪ 349- سجدہ تلاوت کا حکم	512
✪ 350- سجود تلاوت کی تعداد	514
✪ 351- پندرہ سجدوں کے مقامات	515
✪ 352- فرض نماز میں بھی سجدہ تلاوت مشروع ہے	516
✪ 353- نماز کے علاوہ بھی سجدہ تلاوت مشروع ہے	516
✪ 354- سجدہ تلاوت کے لیے وضو اور قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں	516
✪ 355- سجدہ تلاوت کے لیے تکبیر کہنا	517
✪ 356- سجدہ تلاوت کی دعا	517

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

357- سجدہ شکر کے مسائل	518
باب 9 **فوت شدہ نمازوں کی قضائی کا بیان**	519
کسی عذر کی وجہ سے نہیں بلکہ جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی جائے تو..........	519
اگر کسی عذر کی وجہ سے چھوڑی ہو تو..........	520
عید کی نماز دوسرے دن ادا کرنی چاہیے	521
358- زیادہ نمازوں کی قضا میں ترتیب کا حکم	522
359- نمازوں کی قضا میں آذان اور اقامت	523
360- کافر کی سابقہ نمازوں کی قضا	523
باب 10 **نماز جمعه كا بيان**	524
نماز جمعہ ہر مکلف پر واجب ہے	524
سوائے عورت' غلام' مسافر اور مریض کے	526
یہ عام نمازوں کی طرح ہی ہے اُن کے مخالف نہیں ہے	527
اس سے پہلے دو خطبے مشروع ہیں	530
361- دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا	531
362- دوران خطبہ وعظ ونصیحت	531
363- مختصر خطبہ اور لمبی نماز	531
364- کھڑے ہو کر خطبہ دینا	532
365- دوران وعظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت	533
366- خطبہ مسنونہ	533
اس کا وقت ظہر کا وقت ہی ہے	534
جمعہ کے لیے آنے والے پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے	535
دونوں خطبوں کے درمیان خاموش رہنا	537
367- امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد ابتدائے خطبہ سے پہلے کلام درست ہے	538
368- دوران خطبہ سلام کا جواب اور دیگر اذکار	538
جمعہ کے لیے جلدی آنا مستحب ہے	539

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✪ خوشبو لگانا اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر خوبصورت بننا مستحب ہے	539
✪ امام کے قریب بیٹھنا	540
✪ جس نے جمعہ کی ایک رکعت پالی اس کا جمعہ ہو گیا	541
✪ 369- اگر ایک رکعت سے کم ملے.........	541
✪ عید کے دن جمعہ آ جائے تو اس کی رخصت ہے	542
✪ 370- بروز جمعہ عید ہو تو کیا ظہر پڑھی جائے گی یا.........	542
✪ 371- کیا نماز جمعہ کے لیے دو آذانیں دی جائیں گی؟	543
✪ 372- جمعہ سے پہلے غیر محدود نوافل پڑھے جا سکتے ہیں	545
✪ 373- دوران خطبہ تحیۃ المسجد کا حکم	545
✪ 374- نماز جمعہ کے بعد نوافل	546
✪ 375- بروز جمعہ نماز فجر کی قراءت	547
✪ 376- نماز جمعہ کی قراءت	547
✪ 377- دوران خطبہ سورۂ ق کی قراءت	547
✪ 378- دوران خطبہ اونگھ آئے تو جگہ تبدیل کر لینی چاہیے	547
✪ 379- دوران خطبہ احتباء ممنوع ہے	547
✪ 380- بروز جمعہ قبولیت دعا کا وقت	548
✪ 381- بروز جمعہ سورۂ کہف کی تلاوت	549
✪ 382- بروز جمعہ کثرت سے درود پڑھنا	549
✪ 383- خطیب کے علاوہ کسی اور کا نماز جمعہ پڑھانا	550
✪ 384- خواتین کی جمعہ میں شرکت	550
باب 11 **نماز عیدین کا بیان**	551
✪ یہ نماز دو رکعتیں ہے	551
✪ 385- نماز عیدین کا حکم	551
✪ 386- نماز عید کے بعد گھر جا کر نماز	552
✪ 387- نماز عید کی قراءت	553
✪ پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ کہی جائیں گی	553

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⁂ 388- ہر دو تکبیروں کا درمیانی فاصلہ	555
⁂ 389- تکبیرات عیدین کا حکم	555
⁂ 390- تکبیرات عیدین کے ساتھ رفع الیدین	555
⁂ امام نماز کے بعد خطبہ دے	556
⁂ 391- خطبہ عید کا حکم	557
⁂ 392- نماز عید کا صرف ایک خطبہ ہے	557
⁂ عید کے دن صاف ستھرے لباس کے ساتھ خوبصورت بننا مستحب ہے	558
⁂ آبادی سے باہر نکلنا مستحب ہے	558
⁂ 393- کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں نماز عید	559
⁂ 394- نماز عید کے لیے پیدل چل کے جانا	559
⁂ راستہ تبدیل کرنا مستحب ہے	560
⁂ عید الفطر کے لیے جانے سے پہلے کچھ کھانا اور عید الاضحیٰ کے لیے جانے سے پہلے نہ کھانا بہتر ہے	560
⁂ نماز عید کا وقت سورج کے نیزے کے برابر بلند ہونے سے ڈھلنے تک ہے	561
⁂ اس نماز کے لیے نہ آذان ہے اور نہ اقامت	562
⁂ 395- خطبہ عید کے لیے منبر مشروع نہیں	562
⁂ 396- تکبیرات ایام تشریق اور عشرہ ذی الحجہ	562
⁂ 397- تکبیرات کے الفاظ	563
⁂ 398- عیدین کے متعلق ایک من گھڑت روایت	564
⁂ 399- عید کے روز ملاقات کے وقت دعا دینا	564
⁂ 400- عید کے روز جہادی کھیل اور بے ہودگی سے پاک اشعار کہنا مستحب ہے	564
باب 12 **نماز خوف کا بیان**	565
⁂ یہ نماز رسول اللہ ﷺ نے مختلف طریقوں سے ادا کی ہے	565
⁂ یہ سب طریقے کفایت کرنے والے ہیں	567
⁂ جب خوف سخت ہو جائے اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو جائے تو پیدل یا سوار..........	568
⁂ 401- ایک اشکال اور اس کا جواب	569

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 13 **نماز سفر کا بیان**	570
سفر میں قصر کا حکم	570
قصر کا وجوب ایسے شخص پر ہے جو اپنے شہر سے سفر کے ارادے سے نکلے خواہ اس کا سفر بارہ میل سے کم ہو	573
402- قصر نماز کی ابتدا اپنی بستی یا علاقے سے باہر نکل کر کرنی چاہیے	575
اگر انسان کسی شہر میں تردد کی حالت میں ہو تو بیس دن تک قصر کرے	576
اگر چار دن ٹھہرنے کا ارادہ کرے تو ان کے گزرنے کے بعد مکمل نماز پڑھے	578
مسافر دو نمازوں کو تقدیم و تاخیر کے ساتھ جمع کر سکتا ہے	579
ایک آذان اور دو اقامتوں کے ساتھ جمع کرے	580
403- مقیم کی اقتداء میں مسافر مکمل نماز پڑھے	580
404- کیا مسافر مقیم حضرات کی امامت کرا سکتا ہے؟	580
405- روزانہ کاروبار کے سلسلے میں سفر کرنے والا شخص	580
باب 14 **نماز کسوف کا بیان**	581
یہ نماز سنت ہے	581
اس کی دو رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں دو رکوع ہیں	582
تین، چار اور پانچ رکوع بھی منقول ہیں	582
نمازی ہر دو رکوعوں کے درمیان قراءت کرے اور ہر رکعت میں ایک رکوع بھی......	582
اس موقع پر دعا، تکبیر، صدقہ اور استغفار کرنا مستحب ہے	584
406- نماز کسوف با جماعت ادا کرنا	584
407- نماز کسوف میں جہری قراءت ہوگی یا سری؟	585
408- نماز کسوف کے بعد خطبہ کی شرعی حیثیت	585
409- نماز کسوف کے لیے آذان و اقامت کہنا	586
410- کسوف و خسوف سے اللہ کے بندوں کو ڈرانا مقصود ہے	586
411- ایک ضعیف روایت	586
باب 15 **نمازِ استسقاء کا بیان**	587

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قحط سالی کے وقت ایسی دو رکعت نماز جس کے بعد خطبہ ہو مسنون ہے	587
خطبہ میں ذکر الٰہی' اطاعت کی ترغیب' نافرمانی سے بچنے کی تلقین' امام اور.........شامل ہونی چاہیے	589
412- بارش طلب کرنے کے لیے مسنون دعائیں	589
تمام لوگ اپنی چادریں پلٹیں	590
413- بارش طلب کرنے کے لیے نماز کے سوا صرف دعا بھی ثابت ہے	590
414- بارش رحمت ہے	591
415- بارش کو دیکھ کر کیا کہنا چاہیے؟	591
416- ایک ضعیف روایت	591

کتاب الجنائز جنازے کے مسائل

پہلی فصل: قریب المرگ شخص کے متعلق احکام	595
مریض کی عیادت کرنا مسنون ہے	595
417- عیادت کے وقت مریض کو دعا دینا	596
قریب الموت شخص کو کلمہ شہادت کی تلقین کرنا	596
قریب الموت شخص کو قبلہ رخ کرنا اور وفات کے بعد اس کی آنکھیں بند کرنا	597
سورہ یس کی قراءت اور کفن دفن میں جلدی کرنا	598
میت کا قرض ادا کرنا' اسے کسی کپڑے سے ڈھانپنا اور اس کا بوسہ لینا جائز ہے	599
مریض کو چاہیے کہ اپنے رب پر اچھا گمان رکھے اور اس کی طرف رجوع کرے	601
موت سے پہلے اپنی تمام تر ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو جائے	601
418- وصیت ثلث مال سے زائد نہ ہو	602
419- ورثاء کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں	602
420- موت کی آرزو کرنا جائز نہیں	603
421- اہل وعیال کو وفات کے وقت رونے سے روکنا	603
422- قریب المرگ کافر کے پاس دعوتِ اسلام کے لیے جانا	603
423- میت کے اقرباء پر لازم ہے کہ صبر کریں اور" إنا لله وإنا إليه راجعون " پڑھیں	604
424- میت کے چہرے سے کپڑا اٹھانا	604

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

425- وفات کی اطلاع دینا	604
426- حسن خاتمہ کی علامات	605
دوسری فصل: میت کو غسل دینے کا بیان	607
زندہ افراد پر مسلمان میت کو غسل دینا واجب ہے	607
میت کو قریبی رشتہ دار غسل دیں..........	608
میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دینے کے زیادہ مستحق ہیں	608
غسل تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ پانی اور بیری کے پتوں..........	609
427- غسل کے لیے عورت کے بال کھولنا	610
428- میت کے بالوں میں کنگھی کرنا بالخصوص عورت کے	610
داہنے اعضاء کو پہلے دھویا جائے اور شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا	611
429- جن پر شہید کا لفظ بولا گیا ہے انہیں غسل دینا	612
430- نبی ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا	612
تیسری فصل : میت کو کفن دینے کا بیان	613
میت کو ایسا کفن دینا واجب ہے جو اسے چھپا لے خواہ وہ اس کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہ ہو	613
حسب توفیق عمدہ کفن پہنانے میں کوئی حرج نہیں لیکن بہت زیادہ قیمتی نہ ہو	614
شہید کو انہی کپڑوں میں کفن دیا جائے جن میں وہ شہید ہوا ہے	615
میت کے جسم اور کفن کو خوشبو لگانا بہتر ہے	615
431- کفن کے لیے چند مستحب اعمال	616
چوتھی فصل: نماز جنازہ کا بیان	618
میت پر نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے	618
امام مرد کے سر کے برابر اور عورت کے درمیان میں کھڑا ہو	618
چار یا پانچ تکبیریں کہے	619
پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے	621
432- جنازے میں قراءت سری اور جہری دونوں طرح ثابت ہے	621
بقیہ تکبیروں کے درمیان مسنون دعائیں پڑھے	622
433- چند مسنون دعائیں	622

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

434- آخری تکبیر کے بعد دونوں جانب سلام پھیرا جائے	623
خائن، خودکشی کرنے والے، کافر اور شہید کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی	623
نماز جنازہ قبر پر اور غائبانہ بھی پڑھی جاسکتی ہے	626
435- کفار و منافقین کی نماز جنازہ یا ان کے لیے دعا و استغفار قطعاً ناجائز ہے	628
436- جسے شرعی حد لگائی گئی ہو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی	629
437- بچہ خواہ مردہ پیدا ہو اس کی نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے	629
438- بوقت ضرورت مسجد میں بھی نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے	630
439- قبروں کے درمیان نماز جنازہ جائز نہیں	630
440- جنازے کی تکبیروں میں رفع الیدین	630
441- اگر زیادہ جنازے اکٹھے ہو جائیں........	631
442- خواتین کی نماز جنازہ میں شرکت	631
443- نماز جنازہ کے لیے صفیں طاق ہونا ضروری نہیں	632
444- نمازیوں کی تعداد جتنی زیادہ ہوگی میت کو اتنا زیادہ فائدہ ہوگا	632
445- نماز جنازہ کی فضیلت	632
446- نماز جنازہ کے بعد اجتماعی دعا	632
پانچویں فصل : جنازے کے ساتھ چلنا	633
جنازے کو لے کر جلدی چلنا چاہیے	633
جنازے کے ساتھ چلنا اور اسے کندھا دینا سنت ہے	634
جنازے کے آگے اور پیچھے چلنے میں کوئی حرج نہیں	635
جنازے کے ساتھ سوار ہو کر جانا مکروہ ہے	636
447- گاڑی پر جنازہ لے کر جانا	636
موت کا اعلان کرنا اور نوحہ کرنا حرام ہے	637
448- میت پر رونے کی جائز صورت	638
جنازے کے ساتھ آگ لے کر جانا، گریبان پھاڑنا اور ہلاکت و بربادی کی دعا کرنا حرام ہے	639
جنازے کے ساتھ جانے والا اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ رکھ نہ دیا جائے	640
جنازے کے لیے کھڑا ہونا منسوخ ہے	641
449- میت اٹھانے والے کے لیے وضوء مستحب ہے	642

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

450- جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے اونچی آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے	642
چھٹی فصل : میت کی تدفین	643
میت کو ایسے گھڑے میں دفن کرنا واجب ہے جو اسے درندوں سے بچا سکے	643
451- ایک قبر میں ایک سے زائد افراد کی تدفین	643
سیدھی قبر میں کوئی حرج نہیں لیکن لحد زیادہ بہتر ہے	643
میت کو قبر کے پچھلے یعنی نچلے حصے سے داخل کیا جائے	644
میت کو دائیں پہلو پر قبلہ رخ رکھا جائے	645
ہر حاضر شخص پر تین لپ مٹی ڈالنا مستحب ہے	645
452- میت کو قبر میں داخل کرتے وقت یہ دعا پڑھی جائے	645
453- میت خواہ عورت ہو اسے قبر میں صرف مرد ہی اتاریں گے	646
454- میت کے اولیا اسے قبر میں اتارنے کے زیادہ مستحق ہیں	646
455- خاوند اپنی بیوی کو دفن کر سکتا ہے	646
456- غیر عورت کو قبر میں کیسا مرد اتارے؟	646
قبر کو ایک بالشت سے زیادہ بلند نہ کیا جائے	646
457- قبر کو کوہان نماں بنانا مستحب ہے	647
458- قبر پر پتھر یا اس جیسی کوئی نشانی رکھی جا سکتی ہے	647
459- قبر پر لکھنا جائز نہیں	648
460- تدفین کے بعد میت کے لیے استغفار کرنا مشروع ہے	648
461- تدفین کے وقت قبر کے قریب بیٹھنا جائز ہے	648
462- میت کو کسی شرعی عذر کی بنا پر قبر سے نکالا جا سکتا ہے	648
463- تدفین سے پہلے میت کو کسی دوسرے شہر منتقل کرنا	649
464- وفات سے پہلے اپنی قبر خود کھود لینا	649
465- تین اوقات میں تدفین ممنوع ہے	649
466- رات کو دفن کرنا	649
467- مسلمانوں کو کفار کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم	650
قبروں کی زیارت مشروع ہے اور زائر قبلہ رخ کھڑا ہو	650
468- خواتین بھی قبروں کی زیارت کر سکتی ہیں بشرطیکہ..........	651

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

469- صرف عبرت کے لیے مشرک کی قبر کی زیارت جائز ہے	653
470- کافر کی قبر کی زیارت کرتے ہوئے اسے دعا نہیں بلکہ آگ کی بشارت دی جائے	653
471- زیارت کے دوران قرآن کی قراءت یکسر ثابت نہیں	653
472- قبروں کی زیارت کرنے والا یہ دعا پڑھے	653
473- مسلمانوں کی قبروں کے درمیان جوتیاں پہن کر نہیں چلنا چاہیے	654
قبروں کو مسجدیں بنا لینا حرام ہے	654
قبروں کو مزین کرنا اور چراغوں سے روشن کرنا حرام ہے	655
قبروں پر بیٹھنا اور مرنے والوں کو گالیاں دینا حرام ہے	655
474- قبر کو پختہ کرنا' اس پر لکھنا' اس پر عمارت بنانا اور زائد مٹی ڈالنا ممنوع ہے	656
475- قبر کو عید بنا لینا ممنوع ہے	657
476- قبروں کی طرف سفر کر کے جانا ممنوع ہے	657
477- مردے کی ہڈی توڑنا جائز نہیں	657
478- قبروں پر جانور ذبح کرنا حرام ہے	658
تعزیت کرنا مشروع ہے	658
479- تعزیت کے الفاظ	659
480- مصیبت زدہ شخص ابتدائی طور پر صبر کا مظاہرہ کرے	659
481- مصیبت زدہ شخص مندرجہ ذیل دعائیں پڑھے	659
میت کے گھر والوں کے لیے کھانا بھیجنا مشروع ہے	659
482- تعزیت کے لیے کسی ایک جگہ پر اکٹھے ہونا	659
483- یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور اس کا اکرام کرنا مستحب ہے	660
484- وفات کے بعد میت کو جن اشیاء کا فائدہ ہوتا ہے	660
485- قبر پر میت کا نام اور تاریخ وفات لکھنا	662
486- وفات کے تیسرے اور چالیسویں دن ختم وغیرہ کی مجالس	662

(4) کتاب الزکاة   زکوۃ کے مسائل

زکوۃ کی ادائیگی واجب ہے جبکہ مالک مکلف ہو	665
487- زکوۃ ادا نہ کرنے والے کا انجام	667

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

488- نابالغ کے مال میں وجوب زکوۃ کی روایات ضعیف ہیں	670
باب 1 **جانوروں کی زکوۃ کا بیان**	671
مویشیوں میں صرف اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریوں پر زکوۃ واجب ہے	671
پہلی فصل: اونٹوں کی زکوۃ	671
اونٹوں کی زکوۃ کا نصاب	671
دوسری فصل: گائے کی زکوۃ	673
گائیوں کی زکوۃ کا نصاب	673
تیسری فصل: بھیڑ بکریوں کی زکوۃ	674
بھیڑ بکریوں کی زکوۃ کا نصاب	674
چوتھی فصل: جانوروں کو اکٹھا کرنے، علیحدہ علیحدہ کرنے اور اوقاص کا بیان	675
زکوۃ ادا کرنے کے خوف سے متفرق جانوروں کو اکٹھا کر لینا اور..........	675
نصاب سے کم تعداد پر اور دو متعین مقداروں کے درمیانی اجزاء پر زکاۃ واجب نہیں	675
شراکت دار زکوۃ میں برابری کے ساتھ شریک ہوں گے	676
زکوۃ میں بوڑھا، بھینگا، عیب دار، عمر میں چھوٹا، ....وصول نہیں کیا جائے گا	676
489- گھٹیا اور ردی قسم کی اشیاء زکوۃ میں دینا جائز نہیں	677
490- گدھوں، خچروں اور گھوڑوں پر زکوۃ نہیں	677
491- پالتو جانوروں پر زکوۃ فرض نہیں	677
باب 2 **سونے اور چاندی کی زکوۃ کا بیان**	678
سال گزر جائے تو ان میں سے چالیسواں حصہ ادا کیا جائے گا	678
سونے کا نصاب بیس دینار ہے اور چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے اور اس سے کم مقدار پر زکوۃ نہیں	679
سونے چاندی کے علاوہ جواہرات، تجارتی اموال اور دیگر نفع رساں اشیاء کی زکوۃ	680
492- سونے چاندی کے زیورات کی زکوۃ	682
493- غلام اور گھوڑے کی زکوۃ	684
باب 3 **زرعی پیداوار کی زکوۃ کا بیان**	685

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✿ گندم، جو، مکئی، کھجور اور منقے میں سے دسواں حصہ دینا واجب ہے	685
✿ جو فصلیں رہٹ وغیرہ کے ذریعے سیراب کی جاتی ہیں ان میں بیسواں حصہ فرض ہے	687
✿ اس کا نصاب پانچ وسق ہے	687
✿ سبزیوں کی زکوٰۃ کا حکم	688
✿ 494- پھلوں کا درختوں پر تخمینہ لگانا	689
✿ شہد میں دسواں حصہ واجب ہے	689
✿ زکوٰۃ وقت سے پہلے دینا بھی جائز ہے	690
✿ حاکم وقت پر لازم ہے کہ وہ ہر جگہ کے اغنیاء کی زکوٰۃ وہیں کے فقراء پر صرف کرے	691
✿ زکوٰۃ ادا کرنے والا اپنی زکوٰۃ حاکم وقت کے سپرد کرنے سے ہی بری الذمہ ہو جاتا ہے	692
✿ 495- حاکم وقت زکوٰۃ نہ دینے والوں سے زبردستی بھی وصول کر سکتا ہے	692
باب 4 **زکوٰۃ کے مصارف کا بیان**	693
✿ زکوٰۃ کے مصارف آٹھ ہیں جیسا کہ آیت میں مذکور ہے	693
✿ 496- کیا زکوٰۃ آٹھوں مصارف میں صرف کرنا لازم ہے؟	696
✿ زکوٰۃ بنو ہاشم اور ان کے آزاد کردہ غلاموں پر حرام ہے	697
✿ زکوٰۃ مالدار اور کمانے کے قابل افراد پر حرام ہے	699
✿ 497- پانچ قسم کے مالدار افراد کے لیے صدقہ جائز ہے	699
✿ 498- رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا افضل ہے	699
✿ 499- بیوی خاوند کو زکوٰۃ دے سکتی ہے	700
✿ 500- اپنے والدین اور اولاد کو زکوٰۃ دینا	700
✿ 501- لاعلمی میں غیر مستحق کو زکوٰۃ دے دینا کفایت کر جائے گا	701
✿ 502- زکوٰۃ کی ادائیگی میں نیت ضروری ہے	702
✿ 503- بھیک مانگنا پیشہ بنا لینا اور بغیر ضرورت دست سوال پھیلانا	702
باب 5 **صدقہ فطر کا بیان**	703
✿ صدقہ فطر روزمرہ کی خوراک میں سے ایک صاع ہر فرد کی طرف سے ادا کیا جائے گا	703
✿ 504- صدقہ فطر صرف مسلمانوں کی طرف سے ادا کیا جائے گا	703

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

505- صدقہ فطر کی مقدار اور اشیاء	704
506- کیا خوراک کے بدلے قیمت بھی دی جا سکتی ہے؟	705
صدقہ فطر کی ادائیگی کس پر واجب ہے؟ اور اس کی ادائیگی کا وقت	706
کس پر صدقہ فطر واجب نہیں؟	706
اس کا مصرف زکوۃ کا مصرف ہی ہے	707

(5) کتاب الخمس خمس کے مسائل

مال غنیمت اور دفینے سے پانچواں حصہ دینا ضروری ہے	708
کسی اور چیز میں خمس واجب نہیں اور خمس کا مصرف..........	709
507- رکاز سے خمس نکالنے کے لیے اس کا سونے یا چاندی کے نصاب کو پہنچنا ضروری نہیں	710
508- اہل ذمہ سے جزیہ کی وصولی	710

(6) کتاب الصیام روزے کے مسائل

باب 1 **روزے کے احکام کا بیان**	713
پہلی فصل : صیام رمضان کا وجوب	713
رمضان کے روزے واجب ہیں	713
کسی دیانتدار کی چاند دیکھنے کی شہادت کی بنا پر	714
509- ہلال شوال دیکھنے کے متعلق ایک آدمی کی گواہی	715
ماہ شعبان کے دن مکمل ہونے پر	716
510- مشکوک دن میں روزہ رکھنا ممنوع ہے	716
اگر تیس دنوں سے پہلے شوال کا چاند نظر نہ آئے تو تیس روزے رکھ لینے چاہیں	716
جب ایک علاقے والے چاند دیکھ لیں تو.........روزے فرض ہو جائیں گے	716
روزہ رکھنے والے پر فجر سے پہلے نیت کرنا ضروری ہے	717
511- نفلی روزے کی نیت	718
512- ہر روزے کے لیے الگ نیت کرنا ضروری ہے	718

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل : روزہ باطل کرنے والے امور	719
جان بوجھ کر کھانے پینے' جماع اور قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے	719
513- اگر کوئی بھول کر کھا پی لے..........	719
514- اگر کوئی بھول کر ہم بستری کر بیٹھے؟	720
وصال حرام ہے اور جو جان بوجھ کر روزہ توڑے اس پر ظہار کے کفارے کی طرح کفارہ لازم ہے	721
روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا اور سحری کھانے میں تاخیر کرنا مستحب ہے	723
515- اگر ہم بستری کے علاوہ کسی اور ذریعے سے انزال ہو جائے؟	723
516- دوران روزہ احتلام کا حکم	724
517- سینگی یا پچھنے لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا	724
518- دوران روزہ سرمہ لگانے کا حکم	725
519- روزے کی حالت میں انجیکشن لگوانا	725
520- حیض یا نفاس شروع ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے	726
521- دوران روزہ جھوٹ سے اجتناب لازم ہے	726
522- لغو اور رفث سے اجتناب	726
523- حالت جنابت میں روزہ رکھنا	726
524- دوران روزہ بیوی کا بوسہ لینا اور کلی کرنا	726
525- گرمی کی وجہ سے دوران روزہ غسل کرنا مسنون ہے	726
526- مبالغے سے ناک میں پانی نہ چڑھائے	727
527- افطاری کے وقت دعا کرنا	727
528- روزہ کس چیز سے افطار کیا جائے؟	727
529- افطاری کی دعا	727
530- روزہ کھلوانے کا اجر	727
تیسری فصل : روزے کی قضا کا بیان	728
جو شخص کسی شرعی عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑ دے اس کے لیے قضا دینا ضروری ہے	728
مسافر اور اس کی مثل دیگر افراد کے لیے روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے لیکن..........	728
531- حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے روزے کا حکم	731

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

✿ جو شخص ایسی حالت میں فوت ہو کہ اس کے ذمے روزے تھے تو..........	731
✿ ایسا بوڑھا شخص جو روزے رکھنے اور ان کی قضا دینے سے عاجز ہو..........	732
✿ 532- رمضان کی قضا پے درپے روزوں کے ساتھ یا الگ الگ؟	733
✿ 533- رمضان کی قضا تاخیر سے بھی درست ہے	734
باب 2 نفلی روزے کا بیان	735
✿ پہلی فصل : جن ایام میں روزے مستحب ہیں	735
✿ شوال کے چھ روزے رکھنا اور ذوالحجہ کی نو تاریخ کا روزہ رکھنا مستحب ہے	735
✿ 534- حاجیوں کے لیے نو ذوالحجہ کا روزہ	736
✿ محرم کے روزے مستحب ہیں	736
✿ 535- دس محرم کے روزے کی ابتدا اور مقصد	737
✿ 536- یوم عاشورا دس محرم یا نو؟	737
✿ مکمل شعبان کے اور سوموار اور جمعرات کے روزے مستحب ہیں	738
✿ 537- نصف شعبان کے بعد روزے رکھنا ممنوع ہے	738
✿ ایام بیض کے روزے رکھنا مستحب ہے	739
✿ سب سے افضل نفلی روزے 'ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن چھوڑنا' ہیں	740
✿ 538- راہِ جہاد میں روزہ رکھنا	740
✿ 539- ہفتے اور اتوار کا اکٹھا روزہ	740
✿ دوسری فصل : جن ایام کے روزے مکروہ ہیں	741
✿ ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ ہے	741
✿ جمعہ اور ہفتہ کا الگ الگ روزہ رکھنا بھی مکروہ ہے	741
✿ تیسری فصل : جن ایام کا روزہ حرام ہے	743
✿ عیدین' ایام تشریق اور رمضان کے استقبال کے لیے ایک یا دو دن پہلے روزے رکھنا حرام ہے	743
✿ 540- خاوند کی اجازت کے بغیر بیوی نفلی روزہ نہ رکھے	744
✿ 541- نفلی روزہ انسان جب چاہے افطار کر سکتا ہے	744

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 3

اعتکاف کے مسائل	745
اعتکاف مشروع ہے اور مساجد میں کسی بھی وقت درست ہے	745
542- اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں	745
543- حالت کفر میں مانی گئی نذر حالت اسلام میں پوری کی جائے گی	746
544- اعتکاف صرف مساجد میں ہی کیا جا سکتا ہے	746
یہ رمضان میں زیادہ موکد ہے بالخصوص آخری دس دنوں میں	747
ان دنوں میں اعمال کے لیے کوشش کرنا اور قدر کی راتوں میں نوافل پڑھنا مستحب ہے	747
545- قدر کی رات کونسی ہے؟	748
546- شب قدر نا معلوم ہونے کا سبب	749
547- شب قدر کی علامات	749
548- شب قدر کی مخصوص دعا	749
اعتکاف بیٹھنے والا کسی سخت حاجت کے وقت ہی باہر نکل سکتا ہے	750
549- اعتکاف کرنے والا اعتکاف کی جگہ میں کب داخل ہو؟	750
550- اعتکاف کی کم از کم مدت	751
551- اعتکاف کی جگہ میں چارپائی اور بستر بھی رکھا جا سکتا ہے	751
552- بیوی کا مسجد میں آنا' شوہر کے سر میں کنگھی کرنا..........	751
553- اعتکاف کرنے والا بغیر شہوت کے بیوی کو چھو سکتا ہے	751
554- خواتین بھی اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں	751
555- کیا استحاضہ کی بیماری میں مبتلا خواتین اعتکاف بیٹھ سکتی ہے؟	751
556- دوران اعتکاف ممنوع افعال	752

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

الحمد لله الذی خلق الإنسان وعلمه البیان وأخرجه من ظلمات التقلید والطغیان والصلاة والسلام علی رسوله محمد ﷺ وآله وصحبه أجمعین:

نبی مکرم امام اعظم فخر الرسل سیدنا محمد ﷺ جب عالم فنا سے عالم بقا کی طرف روانہ ہوئے تو اس امت مرحومہ کو ایسے دین پر چھوڑ گئے جس کی راتیں بھی دن کی طرح روشن تھیں اور اس کی تکمیل ہو چکی تھی اور اس میں ردوبدل اور آراء وقیاسات کی گنجائش نہ تھی۔ لیکن مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے جنہوں نے کتاب وسنت کی نصوص کے مقابلہ میں اقوال الرجال کو ترجیح دینا شروع کر دی اور قرآن وحدیث کو پس پشت ڈال دیا اور اپنے منتخب کردہ اہل علم کے فتاوی جات کو دین سمجھنے لگے اور قرآنی وحدیثی دلائل کا رخ اپنے لیڈروں کی طرف موڑنے لگے۔ کتاب وسنت کو میزان ومعیار بنانے کی بجائے اقوال الرجال کو میزان مقرر کر لیا۔ اور نعرۂ مستانہ بلند ہونے لگا کہ اقوال ائمہ کے خلاف جانے والی آیات واحادیث اور آثار مؤول ومنسوخ وغیرہ ہیں۔ [أصول الکرخی وغیرہ]

اور متاخرین نے تو یہاں تک کہہ اور لکھ دیا کہ ائمہ اربعہ سے باہر نکل کر بات کرنا 'خواہ قرآن کے مطابق ہو یا حدیث کے' کفر ہے اور قرآن وحدیث کے ظاہری معانی لینا کفر کی اصل جڑ ہے۔ [جاء الحق]

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان قیاسیوں کے مقابلہ میں قرآن وحدیث کا دفاع کرنے والی ایک ایسی جماعت کھڑی کر دی جن کے لیل ونہار قال اللہ وقال الرسول کی صداؤں میں بسر ہوتے ہیں اور وہ کتاب وسنت کے دلائل وبراہین کی ضیاء پاشیوں سے امت کا رخ صحیح منہج سلف کی طرف پھیر رہے ہیں اور لوگوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم دینے میں شب وروز مصروف اور ہمہ تن گوش ہیں۔ جبکہ مقلدین ائمہ نے اصل منہج سے ہٹ کر اپنے وضع کردہ قواعد وضوابط کے ذریعے قرآن وحدیث کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور ائمہ کی قیاس آرائیوں اور فقہی موشگافیوں کو حرز جان بنا لیا ہے۔ کتاب وسنت کی نصوص کو سمجھ کر اس کے مطابق فتویٰ دینے کی بجائے اقوال کی روشنی میں قرآن وحدیث کی تاویل وتنسیخ کرتے ہیں اور علم حدیث سے ناآشنائی قائم کر لی ہے۔

شاہ ولی اللہؒ نے کیا ہی خوب لکھا ہے کہ ((**اشتغالهم في علم الحديث قليل قديما وحديثا**)) [الإنصاف (ص/۷)] ''ان کا علم حدیث کے ساتھ ماضی اور حال میں اشتغال کم رہا ہے۔'' اور اس کی وجہ خود یہ بیان کرتے ہیں کہ ((**ذالک أنه لم یکن عندهم من الأحادیث والآثار ما یقدرون به علی استنباط الفقه علی الأصول التی اختارها أهل الحدیث**)) [حجة الله البالغه (۱۵۲/۲)] ''ان کے پاس احادیث وآثار کا اتنا ذخیرہ نہیں تھا جس میں وہ فقہی استنباط واستخراج کی طاقت ان اصولوں پر رکھتے جنہیں اہل الحدیث نے منتخب کیا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوران لوگوں کا' حدیثی مہارت کے بغیر ہی' فروعات فقہیہ کے انضباط پر رجحان رہا اور فروع در فروع نکالتے چلے گئے جس کی نقاب کشائی علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے یوں کی ہے: ((ومن الفقهاء من ليس لهم حظ إلا ضبط المسائل الفقهية من دون المهارة في الرواية الحديثيه))[عمدة الرعايه (ص/١٣)] ''اور فقہا میں سے کچھ ایسے ہیں جن کا مشغلہ روایت حدیث میں مہارت پیدا کیے بغیر ہی فقہی مسائل کو ضبط کرنا ہے۔''

اور جس فقہ کی بنیاد رسول مکرم ﷺ کی احادیث صحیحہ پر نہیں وہ قابل عمل نہیں ہوسکتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اہل الحدیث پر احسان عظیم ہے کہ اس نے انہیں کتاب وسنت کا صحیح فہم عطا کیا اور فقہ اسلامی یعنی قرآن وحدیث کی صحیح بصیرت عنایت فرمائی اور انہوں نے قیاس آرائیوں اور اقوال الرجال پر اپنی اساس وبنیاد قائم کرنے کی بجائے قرآن وحدیث کی نصوص پر بنیاد قائم کی اور جس مسئلہ پر کوئی شرعی دلیل نہیں ملتی اسے پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

ہمارے دینی مدارس میں الحمدللہ یہ رجحان موجود ہے اور فقہ الحدیث پر مبنی کتب کی تعلیم وتدریس کی جاتی ہے انہی کتب میں سے قاضی شوکانیؒ کی ''الدرر البهيه'' ہے جس میں انہوں نے احکام شرعیہ کو ضبط کیا ہے پھر اس کے دلائل پر مشتمل ''الدراری المضية'' شرح مرتب کی ہے' اسی طرح ان کے بیٹے نے بھی ''السموط الذهبية'' اور نواب صدیق حسن خان قنوجیؒ نے ''الروضة الندية'' کے نام سے اس کی شروحات لکھیں۔

اس کتاب کی اردو زبان میں سہل وآسان انداز میں کوئی شرح موجود نہیں تھی۔ ہمارے ارشد تلامذہ میں سے' **حافظ عمران ایوب** سلمہ اللہ وصانہ من کل تلہف وتاسف' نے اس کی شرح کا بیڑا اٹھایا اور بڑے ہی سلجھے ہوئے فقیہانہ انداز میں اس کی عمدہ اور جامع شرح مرتب کر ڈالی جس میں الفاظ کی لغوی واصطلاحی تشریح' مذاہب فقہا اور دلیل کی رو سے راجح موقف کی نشاندہی کی ہے۔ راقم اس شرح کو مفصل اور بنظر غائر تو ملاحظہ نہیں کر سکا۔ البتہ جستہ جستہ مقامات سے آنکھیں ٹھنڈی کی ہیں اور دل کو تسکین پہنچائی ہے اور یہ فقہ الحدیث کے ذخیرہ میں گراں قدر اضافہ' مایہ ناز کاوش' دلائل ومسائل کا عظیم ذخیرہ اور شرعی احکامات کا منبع ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے ان لوگوں کا غرور وتکبر خاک آلود ہو جاتا ہے جو اپنے آپ کو فقہ کے ٹھیکیدار سمجھتے ہیں اور اہل الحدیث کے بارے میں بے جا زبانِ طعن دراز کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہیں احادیث کی صحیح سمجھ اور بصیرت نہیں ہے۔

الحمدللہ اہل الحدیث طالبعلم کتاب وسنت کی نصوص کے دائرہ میں رہتے ہوئے مسائل کا انضباط اور استخراج کرتے ہیں اور بے دلیل بات کو تسلیم کرنے کے قریب تک نہیں جاتے۔ یہ امتیاز صرف اور صرف اہل الحدیث کو حاصل ہے اور' حافظ عمران ایوب' نے یہ شرح مرتب کر کے حاسدین وغالین کا منہ بند کر دیا ہے۔

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے طلبہ' عوام بلکہ اہل علم کو بھی کما حقہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور حافظ عمران ایوب صاحب جو ہمارے لائق ومحنتی تلامذہ میں سے ایک ہیں انہیں مزید ایسی پر انوار اور جامع کتب مرتب کرنے کی ہمت وتوفیق بخشے اور ان سے اپنے دین حنیف کا کام لے لے اور اس کتاب کو مؤلف' ناشر' طلبہ' عوام الناس اور راقم الحروف کے لیے نجات کا ذریعہ بنا دے۔ (آمین)

کتبہ: **ابو الحسن مبشر احمد ربانی عفا اللہ عنہ**

رئیس مرکز ام القریٰ اہل الحدیث A/266 جی بلاک

سبزہ زار سکیم لاہور۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

راقم الحروف کو دوران تدریس امام شوکانیؒ کی فقہی مسائل پر مبنی مختصر مگر جامع کتاب" الدرر البھیہ " پڑھانے کا موقع ملا۔ کتاب ہذا کی تفہیم کے لیے جن شروحات سے استفادہ کیا گیا ان میں "الروضة الندية " ازنواب صدیق حسن خانؒ، " الدراری المضية " از امام شوکانیؒ، "السموط الذهبية " از احمد بن محمد بن علی الشوکانیؒ اور" التعليقات الرضية على الروضة الندية " ازعلامہ ناصر الدین البانیؒ سرفہرست ہیں۔ اگرچہ یہی چاروں کتب "الدرر البھیہ"کی شروحات ہیں اور متعدد فوائد پر مشتمل ہیں مگر اس کے باوجود ان میں مذکور بہت سے فقہی مباحث میں ایک حد تک تشنگی محسوس ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ان میں فقہی مسائل واستدلال کے لیے روایات کی صحت وضعف کو بھی مکمل طور پر مدنظر نہیں رکھا گیا۔

راقم نے فقہی مسائل سے متعلقہ تفصیلات کے لیے فقہ کی امہات الکتب مثلا "الأم" از امام شافعیؒ، "المحلی" از ابن حزمؒ، "المجموع" از نوویؒ، "الشرح الصغیر" ازابو البرکات مالکیؒ، "الهداية" از مرغینانیؒ، "المغنی" از ابن قدامہؒ، "بدائع الصنائع" از کاسانیؒ، "نيل الأوطار" اور "السيل الجرار" از شوکانیؒ، "زاد المعاد" از ابن القیمؒ، کتب حدیث کی شروحات مثلاً "فتح الباری" از ابن حجرؒ، "عمدة القاری" ازعلامہ عینیؒ "شرح مسلم" از نوویؒ، "مرقاة شرح مشكاة" از ملا علی قاریؒ، "عون المعبود" ازشمس الحق عظیم آبادیؒ، " تحفة الأحوذی" از عبد الرحمن مبارکپوریؒ اور "سبل السلام " از امیر صنعانیؒ اور مختلف فتاوی جات بالخصوص "مجموع الفتاوى" از شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور " فتاوى اللجنة الدائمة " سعودی عرب، کا دوران تدریس بالاستیعاب مطالعہ شروع کیا۔ جس بنا پر ہر مسئلے کے متعلق اس قدر مواد جمع ہو جاتا کہ نہ صرف راقم کے لیے اسے دائمی طور پر محفوظ رکھنا مشکل ہوتا بلکہ طلباء بھی اپنی محدود علمی و ذہنی استعداد کے باعث اسے کما حقہ سمیٹنے سے قاصر رہتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دریں اثناء یہ خیال پیدا ہوا کہ اس علمی تحقیق کے ذخیرہ اور دلائل وحوالہ جات کی تہذیب وتنقیح کو کتابی شکل میں یوں اکٹھا کر دیا جائے کہ جس سے مدارس کے طلباء ہی نہیں بلکہ اساتذہ اور عوام الناس بھی مستفید ہو سکیں۔ پھر اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کی ایک وجہ یہ بنی کہ سوائے مختصر ترجمے کے کتاب ہذا (الدرر البھیۃ) کی اردو زبان میں کوئی ایسی محقق ومدلل شرح بھی موجود نہ تھی جو مدارس کے طلباء واساتذہ اور دیگر احباب کے لیے فقہی مسائل میں رہنمائی کے لیے کافی ہو اور جس میں مختلف مذاہب کے دلائل کی صحت وضعف پر بھی ناقدانہ نگاہ ڈالتے ہوئے ہر مسئلہ میں صحیح وراجح مؤقف پیش کر کے اختلافی مسائل کا حل مختصر اور سہل تر انداز میں پیش کیا گیا ہو۔ چنانچہ یہی وہ چند وجوہات تھیں جو اس کتاب کی تکمیل کا محرک ثابت ہوئیں۔

اس کتاب میں بالخصوص جن باتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے وہ دو ہیں: ایک تو اختصار؛ تا کہ پڑھنے میں اور حفظ و یاددہانی میں آسانی رہے اور دوسری پختہ دلائل وحوالہ جات۔ آیات واحادیث کے علاوہ حوالہ جات کی مزید تائید کی غرض سے اکثر مقامات پر مختلف ائمہ اور فقہا وعلما کے اقوال اور بعض مقامات پر اصولی قواعد بھی پیش کیے گئے ہیں۔ کتاب ہذا میں مسائل کے استنباط کے لیے صرف صحیح احادیث کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ احادیث کی تحقیق کے لیے سب سے زیادہ اعتماد شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق پر کیا گیا ہے چنانچہ ہر حدیث کے حوالہ کی ابتداء میں صحیح، حسن یا ضعیف کا حکم انہی کا ہے۔ شیخ رحمہ اللہ کی تحقیق کے علاوہ جن دیگر علما ومحققین کی تحقیق سے استفادہ کیا گیا ہے ان میں امام نووی رحمہ اللہ، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، امام ہیثمی رحمہ اللہ، امام حاکم رحمہ اللہ، امام ذہبی رحمہ اللہ، حافظ بوصیری رحمہ اللہ اور عصر حاضر کے شیخ شعیب ارنؤوط، شیخ عبد القادر ارنؤوط، شیخ محمد صبحی حسن حلاق، شیخ علی محمد معوض، شیخ عادل عبد الموجود اور شیخ حازم علی قاضی وغیرہ شامل ہیں۔

احادیث کی تخریج کے لیے معیاری نمبرنگ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ مسائل میں ائمہ اربعہ کے مؤقف کے ساتھ ساتھ اکثر مقامات پر دیگر ائمہ وفقہا مثلاً شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، امام ابن قیم رحمہ اللہ، امام نووی رحمہ اللہ، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، امام ابن قدامہ رحمہ اللہ، امام شوکانی رحمہ اللہ، امام ابن منذر رحمہ اللہ، امام ابن حزم رحمہ اللہ، امام صنعانی رحمہ اللہ، شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ، عبد الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ، نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ، سید سابق رحمہ اللہ، علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ، شیخ ابن باز رحمہ اللہ، شیخ صالح عثیمین رحمہ اللہ، شیخ ابن جبرین، شیخ ابن فوزان، شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ، شیخ عبد الرحمن سعدی، شیخ عبد اللہ بن حمید اور سعودی مجلس افتاء (اللجنۃ الدائمۃ للبحوث والافتاء سعودی عرب) میں شامل علما کے اقوال وفتاوی جات بھی نقل کیے گئے ہیں۔ نیز مذاہب اربعہ کے حوالہ جات کے لیے اکثر وبیشتر مقامات پر دکتور وھبہ زحیلی کی معروف کتاب ''الفقه الإسلامي وأدلته'' کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

یاد رہے کہ مذکورہ ائمہ وعلماء میں سے ہر ایک کے فتوے کے ساتھ اس کا حوالہ بھی درج کیا گیا ہے۔ اختلافی مسائل میں قرآن وسنت کے زیادہ قریب اور راجح مؤقف کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ کتاب کی فقہی جامعیت کو مؤثر بنانے کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسیار عرق ریزی کے ساتھ بہت سے ایسے مسائل بھی دیگر کتب فقہ سے تلاش کر کے متفرقات کے زیرعنوان اور بعض مقامات پر جہاں وہ مسئلہ مطلوب ہوتا بغیر اس عنوان کے بھی ایک سیریل نمبر کے ذریعے نشاندہی کرتے ہوئے نقل کیے گئے ہیں جن میں سے اکثر نہ تو مذکورہ کتاب میں امام شوکانی ؒ نے نقل فرمائے ہیں اور نہ ہی اس کی شروحات میں موجود ہیں۔ کوشش کی گئی ہے کہ اردو عبارت اس قدر آسان رکھی جائے کہ عام فرد بھی اس سے مستفید ہو سکے۔ نیز قارئین کی سہولت کے لیے چند ایسی ضروری اصطلاحات کہ جنہیں کتاب میں استعمال کیا گیا ہے ابتدا میں ہی درج کر دی گئی ہیں۔

علم و تحقیق میں تجربے اور کمال مہارت کے فقدان کے سبب اس بندۂ خطا کار سے خطا و کوتاہی کا وقوع یقیناً ناگزیر ہے لہذا قارئین سے التماس ہے کہ وہ کتاب ہذا میں علمی یا فنی حوالے سے جہاں کوئی سقم و نقص دیکھیں' اسے ورائے چشم و گوش ہی نہ رکھیں بلکہ اس عاجز کو اس سے آگاہ کریں تا کہ اس کی جلد از جلد تصحیح کی جا سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ راقم کی اس کاوش کو تمام مسلمانوں کے لیے ہدایت کا منبع و سرچشمہ بنائے' اسے راقم اور اس کے اہل و عیال کے لیے دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنائے اور ان تمام دوست احباب کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے راقم الحروف کا کسی بھی طریقے سے تعاون فرمایا۔ (آمین)

"وماتوفیقی إلا باللہ علیہ توکلت وإلیہ انیب"

حافظ عمران ایوب لاہوری

کتبہ بتاریخ : 3 نومبر 2003ء

بمطابق : 7 رمضان 1424ھ

ایڈریس: مکان نمبر 52 گلی نمبر 7 اورنگ زیب
پارک شمع کالونی مین شہباز روڈ شادباغ لاہور۔
فون: 0300-4411528
ای میل: hfzimran_ayub@yahoo.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند ضروری اصطلاحات بترتیب حروف تہجی

(1)	اجتہاد	شرعی احکام کے علم کی تلاش میں ایک مجتہد کا استنباطِ احکام کے طریقے سے اپنی بھرپور ذہنی کوشش کرنا اجتہاد کہلاتا ہے۔
(2)	اجماع	اجماع سے مراد نبی ﷺ کی وفات کے بعد کسی خاص دور میں (امت مسلمہ کے) تمام مجتہدین کا کسی دلیل کے ساتھ کسی شرعی حکم پر متفق ہو جانا ہے۔
(3)	استحسان	قرآن، سنت یا اجماع کی کسی قوی دلیل کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دینا۔ اس کے علاوہ بھی اس کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔
(4)	استصحاب	شرعی دلیل نہ ملنے پر مجتہد کا اصل کو پکڑ لینا استصحاب کہلاتا ہے۔ واضح رہے کہ تمام نفع بخش اشیاء میں اصل اباحت ہے اور تمام ضرر رساں اشیاء میں اصل حرمت ہے۔
(5)	اصل	اصول کا واحد ہے اور اس کے پانچ معانی ہیں۔ (1) دلیل (2) قاعدہ (3) بنیاد (4) راجح بات (5) حالت مستصحبہ۔
(6)	امام	کسی بھی فن کا معروف عالم جیسے فن حدیث میں امام بخاری اور فن فقہ میں امام ابوحنیفہ۔
(7)	آحاد	خبر واحد کی جمع ہے۔ اس سے مراد ایسی حدیث ہے جس کے راویوں کی تعداد متواتر حدیث کے راویوں سے کم ہو۔
(8)	آثار	ایسے اقوال اور افعال جو صحابہ کرام اور تابعین کی طرف منقول ہوں۔
(9)	اطراف	وہ کتاب جس میں ہر حدیث کا ایسا حصہ لکھا گیا ہو جو باقی حدیث پر دلالت کرتا ہو مثلاً تحفۃ الأشراف از امام مزی وغیرہ۔
(10)	اجزاء	اجزاء جزء کی جمع ہے۔ اور جزء اس چھوٹی کتاب کو کہتے ہیں جس میں ایک خاص موضوع سے متعلق بالاستیعاب احادیث جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہو مثلاً جزء رفع الیدین از امام بخاری وغیرہ۔
(11)	اربعین	حدیث کی وہ کتاب جس میں کسی بھی موضوع سے متعلقہ چالیس احادیث ہوں۔
(12)	باب	کتاب کا وہ حصہ جس میں ایک ہی نوع سے متعلقہ مسائل بیان کیے گئے ہوں۔
(13)	تعارض	ایک ہی مسئلہ میں دو مخالف احادیث کا جمع ہو جانا تعارض کہلاتا ہے۔
(14)	ترجیح	باہم مخالف دلائل میں سے کسی ایک کو عمل کے لیے زیادہ مناسب قرار دے دینا ترجیح کہلاتا ہے۔
(15)	جائز	ایسا شرعی حکم جس کے کرنے اور چھوڑنے میں اختیار ہو۔ مباح اور حلال بھی اسی کو کہتے ہیں۔
(16)	جامع	حدیث کی وہ کتاب جس میں مکمل اسلامی معلومات مثلاً عقائد، عبادات، معاملات، تفسیر، سیرت، مناقب، فتن اور روزِ محشر کے احوال وغیرہ سب جمع کر دیا گیا ہو۔
(17)	حدیث	ایسا قول، فعل اور تقریر جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی گئی ہو۔ سنت کی بھی یہی تعریف ہے۔ یاد رہے کہ تقریر سے مراد آپ ﷺ کی طرف سے کسی کام کی اجازت ہے۔
(18)	حسن	جس حدیث کے راوی حافظے کے اعتبار سے صحیح حدیث کے راویوں سے کم درجے کے ہوں۔
(19)	حرام	شارع علیہ السلام نے جس کام سے لازمی طور پر بچنے کا حکم دیا ہو نیز اس کے کرنے میں گناہ ہو جبکہ اس سے اجتناب میں ثواب ہو۔
(20)	خبر	خبر کے متعلق تین اقوال ہیں۔ (1) خبر حدیث کا ہی دوسرا نام ہے۔ (2) حدیث وہ ہے جو نبی ﷺ سے منقول ہو اور خبر وہ ہے جو کسی اور سے منقول ہو۔ (3) خبر حدیث سے عام ہے یعنی اس روایت کو بھی کہتے ہیں جو نبی ﷺ سے منقول ہو اور اس کو بھی کہتے ہیں جو کسی اور سے منقول ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(21)	راجح	ایسی رائے جو دیگر آراء کے بالمقابل زیادہ صحیح اور اقرب الی الحق ہو۔
(22)	سنن	حدیث کی وہ کتب جن میں صرف احکام کی احادیث جمع کی گئی ہوں مثلاً سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور سنن ابی داود وغیرہ۔
(23)	سدالذرائع	ان مباح کاموں سے روک دینا کہ جن کے ذریعے ایسی ممنوع چیز کے ارتکاب کا واضح اندیشہ ہو جو فساد وخرابی پر مشتمل ہو۔
(24)	شریعت	قرآن وسنت کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے احکامات۔
(25)	شارع	شریعت بنانے والا یعنی اللہ تعالیٰ اور مجازی طور پر اللہ کے رسول ﷺ پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔
(26)	شاذ	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں ایک ثقہ راوی نے اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کی ہو۔
(27)	صحیح	جس حدیث کی سند متصل ہو اور اس کے تمام راوی ثقہ' دیانت دار اور قوت حافظہ کے مالک ہوں۔ نیز اس حدیث میں شذوذ اور کوئی خفیہ خرابی بھی نہ ہو۔
(28)	صحیحین	صحیح احادیث کی دو کتابیں یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔
(29)	صحاح ستہ	معروف حدیث کی چھ کتب یعنی بخاری' مسلم' ابوداود' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ۔
(30)	ضعیف	ایسی حدیث جس میں نہ تو صحیح حدیث کی صفات پائی جائیں اور نہ ہی حسن حدیث کی۔
(31)	عرف	عرف سے مراد ایسا قول یا فعل ہے جس سے معاشرہ مانوس ہو' اس کا عادی ہو' یا اس کا ان میں رواج ہو۔
(32)	علت	علم فقہ میں علت سے مراد وہ چیز ہے جسے شارع علیہ السلام نے کسی حکم کے وجود اور عدم میں علامت مقرر کیا ہو جیسے نشہ حرمت شراب کی علت ہے۔
(33)	علت	علم حدیث میں علت سے مراد ایسا خفیہ سبب ہے جو حدیث کی صحت کو نقصان پہنچاتا ہو اور اسے صرف فن حدیث کے ماہر علماء ہی سمجھتے ہوں۔
(34)	فقہ	ایسا علم جس میں اُن شرعی احکام سے بحث ہوتی ہو جن کا تعلق عمل سے ہے اور جن کو تفصیلی دلائل سے حاصل کیا جاتا ہے۔
(35)	فقیہ	علم فقہ جاننے والا بہت سمجھ دار شخص۔
(36)	فصل	باب کا ایسا جزء جس میں ایک خاص موضوع سے متعلقہ مسائل مذکور ہوں۔
(37)	فرض	شارع علیہ السلام نے جس کام کو لازمی طور پر کرنے کا حکم دیا ہو نیز اسے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر گناہ ہو مثلاً نماز' روزہ وغیرہ۔
(38)	قیاس	قیاس یہ ہے کہ فرع (ایسا مسئلہ جس کے متعلق کتاب وسنت میں حکم موجود نہ ہو) کو حکم میں اصل (ایسا حکم جو کتاب وسنت میں موجود ہو) کے ساتھ اس وجہ سے ملا لینا کہ ان دونوں کے درمیان علت مشترک ہے۔
(39)	کتاب	کتاب مستقل حیثیت کے حامل مسائل کے مجموعے کو کہتے ہیں' خواہ وہ کئی انواع پر مشتمل ہو یا نہ ہو مثلاً کتاب الطہارۃ وغیرہ۔
(40)	مستحب	ایسا کام جسے کرنے میں ثواب ہو جبکہ اسے چھوڑنے میں گناہ نہ ہو مثلاً مسواک وغیرہ۔ یاد رہے کہ علم فقہ میں مندوب' نفل' اور سنت اسی کو کہتے ہیں۔
(41)	مکروہ	جس کام کو نہ کرنا اسے کرنے سے بہتر ہو اور اس سے بچنے پر ثواب ہو جبکہ اسے کرنے پر گناہ نہ ہو مثلاً کثرت سوال وغیرہ۔
(42)	مجتہد	جس شخص میں اجتہاد کا ملکہ موجود ہو یعنی اس میں فقہی مآخذ سے شریعت کے عملی احکام مستنبط کرنے کی پوری قدرت موجود ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(43)	مصالح مرسلہ	یہ ایسی مصلحت ہے کہ جس کے متعلق شارع علیہ السلام سے کوئی ایسی دلیل نہ ملتی ہو جو اس کے معتبر ہونے یا اسے لغو کرنے پر دلالت کرتی ہو۔
(44)	موقف	کسی مسئلہ میں کسی عالم کی ذاتی رائے جسے اس نے دلائل کے ذریعے اختیار کیا ہو۔
(45)	مسلک	اس کی بھی وہی تعریف ہے جو موقف کی ہے لیکن یہ لفظ مختلف مکاتب فکر کی نمائندگی کے لیے معروف ہو چکا ہے مثلاً حنفی مسلک وغیرہ۔
(46)	مذہب	لغوی طور پر اس کی بھی وہی تعریف ہے جو مسلک کی ہے لیکن عوام میں یہ لفظ دین (جیسے مذہب عیسائیت وغیرہ) اور فرقہ (جیسے حنفی مذہب وغیرہ) کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔
(47)	مراجع	وہ کتابیں جن سے کسی کتاب کی تیاری میں استفادہ کیا گیا ہو۔
(48)	متواتر	وہ حدیث جسے بیان کرنے والے راویوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہو کہ ان سب کا جھوٹ پر جمع ہو جانا عقلاً محال ہو۔
(49)	مرفوع	جس حدیث کو نبی ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔
(51)	موقوف	جس حدیث کو صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔
(52)	مقطوع	جس حدیث کو تابعی یا اس سے کم درجے کے کسی شخص کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔
(53)	موضوع	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں کسی من گھڑت خبر کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔
(54)	مرسل	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں کوئی تابعی صحابی کے واسطے کے بغیر رسول اللہ ﷺ سے روایت کرے۔
(55)	معلق	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں ابتدائے سند سے ایک یا سارے راوی ساقط ہوں۔
(56)	معضل	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کی سند کے درمیان سے اکٹھے دو یا دو سے زیادہ راوی ساقط ہوں۔
(57)	منقطع	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کی سند کسی بھی وجہ سے منقطع ہو یعنی متصل نہ ہو۔
(58)	متروک	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کے کسی راوی پر جھوٹ کی تہمت ہو۔
(59)	منکر	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کا کوئی راوی فاسق، بدعتی، بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا یا بہت زیادہ غفلت برتنے والا ہو۔
(60)	مسند	حدیث کی وہ کتاب جس میں ہر صحابی کی احادیث کو الگ الگ جمع کیا گیا ہو مثلاً مسند شافعی وغیرہ۔
(61)	مستدرک	ایسی کتاب جس میں کسی محدث کی شرائط کے مطابق ان احادیث کو جمع کیا گیا ہو جنہیں اس محدث نے اپنی کتاب میں نقل نہیں کیا مثلاً مستدرک حاکم وغیرہ۔
(62)	مستخرج	ایسی کتاب جس میں مصنف نے کسی دوسری کتاب کی احادیث کو اپنی سند سے روایت کیا ہو مثلاً مستخرج ابو نعیم الاصبہانی وغیرہ۔
(63)	معجم	ایسی کتاب جس میں مصنف نے اپنے اساتذہ کے ناموں کی ترتیب سے احادیث جمع کی ہوں مثلاً معجم کبیر از طبرانی وغیرہ۔
(64)	نسخ	بعد میں نازل ہونے والی دلیل کے ذریعے پہلے نازل شدہ حکم کو ختم کر دینا نسخ کہلاتا ہے۔
(65)	واجب	واجب کی تعریف وہی ہے جو فرض کی ہے جمہور فقہا کے نزدیک ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ حنفی فقہا اس میں کچھ فرق کرتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقَدّمة

فقہ کا معنی ومفہوم

لغوی وضاحت: لفظ فقہ فہم، سمجھ اور دانش کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل دلائل سے واضح ہے:

(1) ﴿ قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيراً مِّمَّا تَقُولُ ﴾ [ھود: ۹۱] ''انہوں نے کہا اے شعیب! تیری اکثر باتیں تو ہماری سمجھ میں ہی نہیں آتیں۔''

(2) ﴿فَمَا لِهَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا﴾ [النساء: ۷۸] ''انہیں کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات سمجھنے کے بھی قریب نہیں۔''

(3) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ ﴾ [التوبۃ:۱۲۲] ''ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت نکلے تاکہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں۔''

(4) حدیث نبوی ہے کہ ﴿من يرد الله به خيرا يفقه في الدين﴾ ''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں۔'' (۱)

یہ لفظ عربی گرائمر کے اعتبار سے باب فَقِهَ (سمع ' كرم) کا مصدر ہے۔ باب تَفَقَّهَ (تفعّل) بھی اسی معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ فَقَّهَ ' أَفْقَهَ (تفعيل' إفعال) یہ ابواب ''سکھانا اور سمجھانا'' کے معانی میں مستعمل ہیں۔ لفظِ فقیہ ''علم فقہ جاننے والے اور بہت سمجھ دار شخص'' پر بولا جاتا ہے۔ اس کی جمع ''فقهاء'' مستعمل ہے۔(۲)

اصطلاحی تعریف: ((العلم بالأحكام الشرعية العملية المكتسبة من أدلتها التفصيلية)) ''ایسا علم جس میں اُن شرعی احکام سے بحث ہوتی ہو جن کا تعلق عمل سے ہے اور جن کو تفصیلی دلائل سے حاصل کیا جاتا ہے۔'' (۳)

عموماً علم فقہ کی وہی تعریف کی جاتی ہے جو درج بالا سطور میں موجود ہے۔ علاوہ ازیں مختلف فقہاء نے اس کی مختلف تعریفیں

---

(۱) [بخاری (۷۱) كتاب العلم : باب من يرد الله به خيرا يفقه في الدين]

(۲) [القاموس المحيط (ص/۱۱۵۱) المعجم الوسيط (ص/۶۹۸)]

(۳) [إرشاد الفحول (۷/۱) المستصفى للغزالي (۱۸/۱) الإحكام للآمدي (۵۰/۱) البحر المحيط للزركشي (۱۱۰/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ی ہیں جنہیں یہاں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔
خلاصۂ کلام یہ ہے کہ علم فقہ میں صرف ان مسائل سے بحث کی جاتی ہے جو محض بندوں کے افعال سے تعلق رکھتے ہوں جیسے نماز' روزہ' نکاح' طلاق' خرید وفروخت اور جرائم وغیرہ۔ بالفاظ دیگر اس علم میں صرف ایسے احکام شامل ہیں جو عبادات اور معاملات سے متعلق ہوں اور ایسے احکام کا اس میں کوئی دخل نہیں جو عقائد وایمانیات سے تعلق رکھتے ہوں۔

فقہ کی اہمیت وضرورت

علم فقہ حاصل کرنا بعض اوقات تو فرض عین ہو جاتا ہے جیسا کہ ان امور ومسائل کا سیکھنا کہ جن کے بغیر کوئی فرض عین حکم ادا ہی نہ ہو سکتا ہو مثلاً وضوء' نماز اور روزے وغیرہ کا طریقہ وکیفیت۔ اور بعض علماء نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ﴿طلب العلم فریضة علی کل مسلم﴾ ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔'' (۱) کو اسی پر محمول کیا ہے (یعنی صرف اُن مسائل کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے جو اس پر فرض عین ہیں)۔ شافعیہ کے نزدیک کسی چیز کے وقتِ وجوب سے پہلے ہی اس کا سیکھ لینا لازم ہے جیسا کہ اُس شخص پر جمعہ کے لیے وقت سے پہلے ہی سعی وکوشش کر کے آنا لازم ہے جس کا گھر دور ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ ((مالا یتم الواجب إلا به فهو واجب)) ''جو چیز کسی واجب کی تکمیل کے لیے ناگزیر ہو وہ بھی واجب ہے۔'' (۲)
پھر اگر کوئی عمل فوری طور پر واجب ہوگا تو اسکی کیفیت سیکھنا بھی فوری طور پر واجب ہوگا اور اگر کوئی عمل تاخیر سے واجب ہوگا جیسا کہ حج تو اس کی کیفیت سیکھنا بھی تاخیر سے ہی واجب ہوگا۔ البتہ نکاح' خرید وفروخت اور تمام معاملات کے مسائل ہر ایک پر سیکھنا واجب نہیں ہے بلکہ جو شخص ان میں سے کچھ کرنا چاہتا ہوگا صرف اسی پر سیکھنا واجب ہوگا۔
بعض اوقات علم فقہ حاصل کرنا فرض کفایہ ہوتا ہے اور وہ یہ ہے جس کے بغیر اقامتِ دین کے لیے لوگوں کے پاس کوئی چارہ نہ ہو۔ مثلاً قرآن' احادیث اور ان کے علوم وغیرہ کو حفظ کرنا۔
اور بعض اوقات علم فقہ حاصل کرنا نفل بھی ہوتا ہے۔ اس میں وہ تمام علوم وادلہ شامل ہیں جو فرض کفایہ کی مقدار سے زائد ہیں نیز عوام الناس کا عمل کی غرض سے نفلی عبادات سیکھنا بھی اس میں شامل ہے۔
معلوم ہوا کہ ان تمام مسائل میں ادراک وفہم حاصل کرنا جو انسان پر فرض ہیں نہایت ضروری ہے اس لیے کوشش ومحنت کر کے انہیں سیکھ لینا چاہیے اور یقیناً علمِ فقہ حاصل کرنیوالا شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر وبرکت کا مستحق بھی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿من یرد الله به خیرا یفقه فی الدین﴾ ''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین میں فقاہت عطا فرما دیتے ہیں۔'' (۳)

(۱) [صحیح : صحیح ابن ماجة (۱۸۳) باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم' ابن ماجة (۲۲٤)]
(۲) [المجموع (۲٤/۱) حاشية ابن عابدين (۲٦/۱)]
(۳) [بخاری (۷۱) کتاب العلم : باب من یرد الله به خیرا یفقه فی الدین]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہ کے مآخذ

فقہ کے اساسی ماخذ دو ہیں: (1) قرآن (2) سنت۔ اور ذیلی مآخذ نو ہیں:

① اجماع ② اقوال صحابہ ③ قیاس
④ استحسان ⑤ استصحاب ⑥ مصالح مرسلہ
⑦ سد ذرائع ⑧ عرف ⑨ پہلی شریعتوں کے احکام

ان کی کچھ تفصیل حسب ذیل ہے:

❶ قرآن

قرآن کا تعارف

((هو كتاب الله المنزل على محمد رسول الله المكتوب في المصاحف المنقول إلينا عنه نقلا متواترا بلا شبهة)) ''قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی وہ کتاب ہے جو اللہ کے رسول محمد ﷺ پر نازل ہوئی' جو مصاحف میں لکھی ہوئی ہے' اور جو بغیر کسی شک وشبہ کے ہم تک تواتر کے ساتھ نقل ہو کر پہنچی ہے۔''(۱)

قرآن تیئیس (23) سال کے عرصہ میں نازل ہوا' کچھ مکہ میں اور کچھ مدینہ میں۔ آپ ﷺ کی مکی زندگی کے تیرہ (13) سالوں کے دوران جو سورتیں نازل ہوئیں ان میں زیادہ تر توحید' رسالت' گزشتہ اقوام کے واقعات' مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنا اور روز قیامت کے احوال وغیرہ کا بیان ہے۔ اور جو سورتیں مدنی زندگی کے تقریباً دس (10) سالوں کے دوران نازل ہوئیں ان میں عبادات' معاملات' جہاد' وراثت' عائلی قوانین' بین الاقوامی تعلقات' اہل کتاب سے خطاب اور منافقین کا نفاق ظاہر کرنے کے متعلق تفاصیل ہیں۔

خاصیات قرآن

(1) یہ اللہ تعالیٰ کا ایسا کلام ہے جو محمد ﷺ پر نازل ہوا یعنی چونکہ دوسری کتابیں مثلاً توراۃ' انجیل وغیرہ محمد ﷺ پر نازل نہیں ہوئیں اس لیے وہ قرآن نہیں۔

(2) قرآن کے الفاظ اور معنی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں۔ اس بنا پر احادیث قرآن میں شامل نہیں کیونکہ اگرچہ ان کے معانی ومفاہیم بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہی ہیں لیکن ان کے الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں۔

(3) یہ متواتر نقل ہو کر ہم تک پہنچا ہے یعنی اسے ہم تک پہنچانے والے افراد کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ یہ وہم وگمان ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ سب جھوٹ پر جمع ہو سکتے ہیں۔

---

(۱) [الوجيز (ص/۱۵۲) المستصفى للغزالي (۶۵/۱) الإحكام الآمدي (۲۲/۱) شرح مرقاة الوصول (۹۳/۱-۹۶)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(4) قرآن مجید ہر قسم کی کمی بیشی سے محفوظ کتاب ہے کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ [الحجر: ۹] ''بلاشبہ ہم نے قرآن نازل کیا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

(5) قرآن مجید عاجز کر دینے والی کتاب ہے۔ یعنی ساری انسانیت اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے یہ وضاحت ہوتی ہے:

① ﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى أَنْ يَّأْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا﴾ [الإسراء: ۸۸] ''آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمام انسان اور جنات اس جیسا قرآن لانے کے لیے جمع ہو جائیں تب بھی اس کی مثل نہیں لا سکیں گے خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ بن جائیں۔''

② ﴿أَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيَاتٍ﴾ [هود: ۱۳]
''کیا یہ یوں کہتے ہیں کہ اُس نے قرآن کو خود گھڑ لیا ہے تو ان سے کہ دیجیے کہ تم بھی اس قرآن جیسی دس سورتیں خود گھڑ کے لے آؤ۔''

③ ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ...... فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا﴾ [البقرة: ۲۴-۲۵] ''اگر تم کو اس کتاب کے متعلق شک ہے کہ جسے ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو تم اس جیسی ایک سورت ہی بنا کر لے آؤ......اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور یقیناً ہرگز تم ایسا نہیں کر سکو گے۔''

④ ﴿فَلْيَأْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖ إِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ﴾ [الطور: ۳۴] ''اچھا اگر یہ سچے ہیں تو بھلا اس جیسی ایک ہی بات یہ بھی تو لے آئیں۔''

اعجاز کے مختلف پہلو

(1) یاد رہے کہ قرآن کا اعجاز اس کی اس فصاحت و بلاغت کی وجہ سے ہے جس نے سارے عرب کو حیران و ششدر کر دیا۔

(2) اس کی اُن بیان کردہ پیش گوئیوں کی وجہ سے ہے کہ جو بعد میں بالفعل اسی طرح رونما ہوئیں۔

(3) اسی قرآن نے ایسی قوموں کے بھی حالات بیان کر دیے کہ جنھیں عرب کے لوگ یکسر بھول چکے تھے اور ان کے نام ونشان اور آثار بھی مٹ چکے تھے۔

(4) اور آج کی جدید سائنس شب و روز کی انتھک محنتوں سے کیے ہوئے تجربات و مشاہدات کے بعد جن حقائق کا انکشاف کر رہی ہے قرآن مجید صدیوں پہلے ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کر چکا ہے۔

مضامین قرآن

(1) بعض تو ایسے ہیں کہ جن کا تعلق توحید' رسالت اور آخرت سے ہے۔

(2) بعض کا تعلق اخلاقیات سے ہے مثلاً صلہ رحمی' ایفائے عہد' صدق' امانت و دیانت' جھوٹ سے اجتناب' والدین سے حسن سلوک اور عفت و عصمت وغیرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) اور بعض کا تعلق ایسے اعمال سے ہے جو یا تو عبادت سے متعلق ہیں مثلاً نماز' روزہ' حج' اعتکاف وغیرہ اور یا معاملات سے مثلاً جرائم' حدود' جہاد' گھریلو معاملات وغیرہ۔

سب سے پہلی اور آخری نازل ہونے والی آیات

مختلف اقوال میں سے صحیح ترین قول کے مطابق سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی ﴿إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ......﴾ [العلق : ۱ تا ۵]

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آخری آیات یہ ہیں ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا ..... وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾ [البقرة : ۲۷۸ تا ۲۸۱] (۱)

حجیت قرآن

تمام مسلمان اس امر پر متفق ہیں کہ قرآن سب کے لیے حجت ہے اور قانون سازی کا اولین ماخذ ہے۔ اس کی حجیت کی دلیل اس کا رب العالمین کی طرف سے نازل ہونا ہے اور اس بات کا ثبوت کہ کیا یہ واقعی اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے اس کا وہ اعجاز ہے کہ جسے پیچھے بیان کیا جا چکا ہے۔ چنانچہ جب یہ بات ثابت ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو سب پر لازم ہے کہ اس پر عمل کریں۔

❷ سنت

سنت کی تعریف

لغوی اعتبار سے سنت ہر ایسے دستور' سیرت اور طریقے کو کہتے ہیں جس پر لوگ چلنے کے عادی ہوں اور اس کی پابندی کرتے ہوں جیسا کہ اس آیت میں بھی یہی معنی مراد ہے ﴿سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ﴾ [الأحزاب : ٦٢] ''ان لوگوں میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہی دستور رہا ہے جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔''

تاہم اصطلاحی و شرعی اعتبار سے سنت کی تعریف یوں کی جاتی ہے ((ما أضيف إلى النبي من قول أو فعل أو تقرير)) ''جس چیز کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہو خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہو یا فعل ہو یا تقریر ہو (یاد رہے کہ تقریر سے مراد ہر ایسا کام ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو کرتے ہوئے دیکھا ہو لیکن اس پر کوئی اعتراض نہ کیا ہو)۔(۲)

قولی سنت کی مثال یہ حدیث ہے کہ ﴿كونوا عباد الله إخوانا﴾ ''اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔'' (۳)

فعلی سنت کی مثال وہ تمام احادیث ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فعل مذکور ہے مثلاً نماز ادا کرنا' روزہ رکھنا' حج کرنا' صدقہ و خیرات کرنا' مسواک کرنا' قیام اللیل کرنا وغیرہ۔

اور تقریری سنت کی مثال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں چند حبشی نوجوانوں کو جنگی مشق کرتے ہوئے دیکھا اور اس پر

---

(۱) [بخاری (قبل الحديث/ ۲۰۸٦) كتاب البيوع : باب موكل الرباء]

(۲) [الإحكام للآمدي (۲۳۱/۱) الوجيز (ص/ ۱٦۱)]

(۳) [بخاری (٦٠٦٣) كتاب الأدب : باب ما ينهى عن التحاسد والتدابر]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاموشی اختیار فرمائی۔[1] اسی طرح عید کے روز چند بچیوں کو جنگی اشعار گاتے ہوئے سنا تو اس پر بھی خاموشی اختیار فرمائی۔[2]

حجیت سنت

مندرجہ ذیل دلائل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سنت بھی قرآن کی طرح حجت ہے اور احکام شریعت کا دوسرا ماخذ ہے۔

(1) ﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ [النحل : ٤٤] ''اور ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کے لیے ان احکامات کو واضح کر دیں جو ان کی طرف (قرآن کی صورت میں) نازل کیے گئے۔''

(2) ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ [النجم : ٣-٤] ''وہ اپنی خواہشِ نفس سے نہیں بولتا۔ وہ تو ایک وحی ہے جو (اس کی طرف) نازل کی جاتی ہے۔''

(3) ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ [النساء : ٨٠] ''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔''

(4) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ [النساء : ٥٩] ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔''

(5) ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا﴾ [الحشر : ٧] ''اور رسول تمہیں جو کچھ دیں اسے لے لو اور جس چیز سے تمہیں منع کریں اس سے رک جاؤ۔''

(6) ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ [النساء : ٦٥] ''سو قسم ہے آپ کے رب کی وہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک وہ آپ ہی کو اپنے باہمی جھگڑوں میں منصف نہ بنا لیں۔''

(7) ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ [الأحزاب : ٣٦] ''کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ لائق نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیں تو پھر انہیں اپنے کام کا کوئی اختیار باقی رہ جائے۔''

(8) صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ عظام سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سنت نبوی سے شرعی احکام ثابت ہوتے ہیں اور آج تک سب مسلمان اسی ایمان و عقیدے پر قائم ہیں۔

(9) اگر سنت نبوی کو شریعت کا ماخذ تسلیم نہ کیا جائے تو قرآن مجید کے کتنے ہی ایسے احکامات ہیں جن پر عمل ناممکن ہو جائیگا۔ مثلاً قرآن مجید میں نماز کا حکم ہے لیکن اس کی رکعات، اس کے اوقات، اس کی دعائیں، اذکار اور طریقہ کار وغیرہ سب کچھ حدیث سے ملے گا۔ اسی طرح روزہ، حج، زکاۃ وغیرہ کے بھی قرآن مجید میں محض مجمل احکام ہیں ان سب کی تفصیل احادیث سے ہی ملتی ہے۔

سنت کی حفاظت

جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت فرمائی ہے اسی طرح سنت کی بھی حفاظت کی ہے کیونکہ گذشتہ آیت میں

---

(١) [بخاری (٤٥٤، ٤٥٥)]

(٢) [بخاری (٩٤٩) کتاب العیدین : باب الحراب و الدرق یوم العید]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ذکر" کا لفظ استعمال ہوا ہے اور اس میں وہ تمام احکامات شامل ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اور حدیث کے احکام بھی فی الحقیقت اللہ کی طرف سے ہی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "یہ نبی اپنی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ وہ تو ایک وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔" مزید برآں حدیث کو بھی ایک دوسری آیت میں ذکر کہا گیا ہے اور وہ یہ ہے ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ [النحل : ٤٤] "اور ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کے لیے وہ احکامات واضح کر دیں جو ان کی طرف (قرآن کی صورت میں) نازل کیے گئے ہیں۔"

سنت کی اقسام

سند کے اعتبار سے سنت کی دو قسمیں ہیں:

(1) **متواتر:** ایسی سنت جسے ابتدا سے انتہا تک لوگوں کی اتنی بڑی تعداد روایت کرے جن کا جھوٹ پر جمع ہو جانا عقلاً محال ہو۔ بعض اوقات یہ تواتر لفظی ہوتا ہے یعنی لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد حدیث کے ایک ہی الفاظ روایت کرتی ہو۔ اور کبھی یہ تواتر معنوی ہوتا ہے وہ اس طرح کہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت مختلف الفاظ سے روایت کرتی ہو لیکن ان سب کا معنی ایک ہو۔

یاد رہے کہ یہ دونوں تواتر پختہ و یقینی علم کا فائدہ دیتے ہیں اور بالاتفاق حجت ہیں۔

(2) **خبر واحد:** اس سے مراد ایسی سنت ہے جسے بیان کرنے والوں کی تعداد تواتر کی حد تک نہ پہنچتی ہو بالفاظ دیگر اس میں تواتر کی شرائط نہ پائی جاتی ہوں۔ اس کی تین اقسام ہیں:

① **مشہور:** جسے ہر دور میں کم از کم تین افراد روایت کریں اور وہ تواتر کی حد تک نہ پہنچے۔

② **عزیز:** جسے ہر دور میں کم از کم دو افراد نے روایت کیا ہو۔

③ **غریب:** جسے ابتدا اور انتہا کے مابین کسی دور میں صرف ایک فرد روایت کرے۔

یہ سنت اس وقت قابل حجت ہے جب اس کی سند متصل ہو، اس کے تمام راوی عادل و ضابط ہوں اور اس کی سند یا متن میں کوئی علت یا شذوذ نہ ہو۔ www.KitaboSunnat.com

سنت کی مقبول ہونے کے لحاظ سے چار اقسام ہیں:

(1) صحیح (2) صحیح لغیرہ (3) حسن (4) حسن لغیرہ

سنت کی مردود یا ضعیف ہونے کے لحاظ سے پندرہ اقسام ہیں:

(1) معلق (2) مرسل (3) معضل (4) منقطع (5) موضوع (6) متروک
(7) منکر (8) معلول (9) المخالفة للثقات (10) مدرج (11) مقلوب (12) مضطرب
(13) المصحف (14) شاذ (15) جس کا راوی مجہول، بدعتی یا سیئ الحفظ ہو۔

خبر واحد کی حجیت

خبر واحد حجت ہے اور اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿فَاسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [النحل : ٤٣] "اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہل علم سے دریافت کر لو۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کسی مسئلے کا علم نہ ہو تو کسی ایک عالم سے پوچھ لینا کافی ہے کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی شرط نہیں لگائی کہ علما کی جماعت سے پوچھنا ضروری ہے۔

(2) ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ﴾ [التوبة: ۱۲۲] ''ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ہر فرقے سے ایک طائفہ نکلے اور دین کی سمجھ حاصل کرے۔''

امام بخاریؒ فرماتے ہیں ''طائفۃ'' ایک آدمی کو بھی کہتے ہیں۔(۱)

معلوم ہوا کہ اگر ایک آدمی بھی دین کی سمجھ حاصل کر کے اپنی قوم کو احکام شریعت سکھائے تو درست ہے۔

(3) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لا يمنعن أحدكم أذان بلال من سحوره فإنه يؤذن أو قال ينادي ليرجع قائمكم و نبه نائمكم﴾ ''کسی شخص کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آذان سحری کھانے سے نہ روکے کیونکہ وہ صرف اس لیے آذان دیتے ہیں تا کہ جو نماز کے لیے بیدار ہیں وہ واپس آ جائیں اور جو سوئے ہوئے ہیں وہ بیدار ہو جائیں۔''(۲)

معلوم ہوا کہ ایک آدمی کی آذان نماز' سحری اور افطاری کے لیے معتبر ہے لہذا اس کی روایت بھی قابل عمل ہونی چاہیے بصورت دیگر ان دونوں کا انکار کیا جائیگا۔

(4) لوگ مسجد قبا میں بیت المقدس کی جانب رخ کر کے فجر کی نماز ادا کر رہے تھے۔ دریں اثنا ایک آدمی نے آ کر کہا ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس لیے تم بھی اس طرف رخ کر لو۔'' ﴿و كانت وجوههم إلى الشام فاستداروا إلى الكعبة﴾ ''ان لوگوں کے چہرے شام کی طرف تھے پھر وہ لوگ کعبہ کی طرف گھوم گئے۔''(۳)

معلوم ہوا کہ خبر واحد حجت ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو تمام صحابہ ایک آدمی کے کہنے پر دوران نماز ہرگز اپنا رخ نہ پھیرتے۔

(5) امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں خبر واحد کی حجیت پر ایک کتاب قائم کی ہے اور اس میں اکیس (21) احادیث اور چند آیات سے استدلال کرتے ہوئے خبر واحد کی حجیت کو ثابت کیا ہے مزید تفصیل کے لیے انہیں دیکھا جا سکتا ہے۔

فقہ کے ذیلی مآخذ حسب ذیل ہیں:

❶ اجماع

قرآن وسنت کے بعد فقہ کے ذیلی مآخذ میں سے پہلا ماخذ اجماع ہے اور جمہور علماء کے نزدیک یہ ماخذ دیگر مآخذ سے قوت وحجیت میں زیادہ قوی ہے۔

اجماع کی تعریف

لغوی اعتبار سے تو اجماع ''عزم پختہ ارادہ اور کسی بات پر متفق ہونے'' کو کہتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے ﴿لا صيام لمن لم

(۱) [بخاری (قبل الحديث/ ۷۲٤٦) كتاب الأحاد]

(۲) [بخاری (۷۲٤۷) كتاب الآحاد]

(۳) [بخاری (۷۲۵۱) كتاب الآحاد]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یجمع الصیام قبل الفجر﴾ ''اس شخص کا روزہ نہیں ہوگا جو فجر سے پہلے ہی روزہ رکھنے کی نیت نہ کرے۔'' (۱)

اور قرآن میں ہے کہ ﴿فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ﴾ [یونس: ۷۱] ''تم اپنا معاملہ اپنے شرکاء سے مل کر پختہ طور پر طے کر لو۔''

اصطلاحی اعتبار سے اجماع کی تعریف یہ کی جاتی ہے ((ھو إتفاق المجتھدین فی عصر من العصور علی حکم شرعی بعد وفاۃ النبی ﷺ بدلیل)) ''اجماع سے مراد نبی ﷺ کی وفات کے بعد کسی خاص دور میں (امت اسلامیہ کے) تمام مجتہدین کا کسی دلیل کے ساتھ کسی شرعی حکم پر متفق ہو جانا ہے۔'' (۲)

اجماع کی شرائط

(1) مطلوبہ مسئلے پر متفق ہونے والے افراد مجتہد ہوں ورنہ اجماع معتبر نہ ہوگا۔

(2) مجتہدین کے اتفاق سے مراد تمام مجتہدین کا اتفاق ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ صرف ایک شہر والے یا ایک بستی کے علماء ہی کسی مسئلے پر جمع ہوں کیونکہ ایک کی مخالفت بھی اجماع کے منعقد ہونے میں رکاوٹ ہے۔

(3) تمام مجتہد مسلمان ہوں۔

(4) جب کسی مسئلے پر تمام مجتہد متفق ہو جائیں تو پھر ضروری ہے کہ اتفاقی فیصلہ عمل میں آ جائے۔ علاوہ ازیں یہ شرط نہیں ہے کہ تمام مجتہدین کی موت بھی اس اتفاق پر ہی ہو۔

(5) اجماع کے لیے ضروری ہے کہ کسی شرعی حکم پر اتفاق ہو نہ کہ طب، ریاضی یا لغت سے متعلقہ کسی مسئلے پر ہو۔

(6) صرف وہی اجماع قابل قبول ہوگا جو نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ہوا ہو۔

(7) اجماع کے لیے کسی شرعی دلیل کا ہونا بھی ضروری ہے جس پر سب متفق ہوئے ہوں محض اپنی خواہش پر کیا جانے والا اجماع معتبر نہیں ہوگا۔

اجماع کی مثالیں

(1) مسلمان عورت کا کسی غیر مسلم مرد سے نکاح نہیں ہو سکتا۔

(2) پھوپھی اور بھتیجی، خالہ اور بھانجی کو بیک وقت نکاح میں نہیں رکھا جا سکتا۔

(3) مفتوحہ اراضی کو فاتحین کے درمیان دیگر اموال غنیمت کی طرح نہیں بانٹا جائے گا۔

(4) اگر سگے بھائی بہن نہ ہوں تو باپ کی طرف سے بننے والے بھائی بہن کو ان کا حصہ دیا جائے گا۔

اجماع کی حجیت

جمہور علماء کے نزدیک اجماع حجت ہے اور وہ حجیتِ اجماع کے جو دلائل پیش کرتے ہیں ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

(۱) [**صحیح**: صحیح نسائی (۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۵) کتاب الصیام: باب ذکر اختلاف الناقلین لخبر حفصۃ فی ذلک، نسائی (۲۳۴۰، ۲۳۴۱، ۲۳۴۲)]

(۲) [إرشاد الفحول (۲۵۸/۱) البحر المحیط للزرکشی (۴۳۵/۴) الإحکام للآمدی (۱۷۹/۱) المستصفی للغزالی (۱۷۳/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴾ [النساء : ۱۱۵] ''اور جس نے ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول کی نافرمانی کی اور مومنین کے راستے کے علاوہ کسی دوسرے راستے کی پیروی کی تو اسے ہم اُسی طرف لے جائیں گے جدھر وہ خود گیا اور اسے جہنم میں داخل کر دیں گے جو بہت بری جائے قرار ہے۔''

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إن أمتي لاتجتمع على ضلالة﴾ ''بلاشبہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔'' (۱)

(3) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لاتزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق﴾ ''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا۔'' (۲)

اجماع کی اقسام

(1) **اجماعِ صریح:** اس سے مراد یہ ہے کہ تمام مجتہد علماء کسی مسئلے پر اس طرح متفق ہوں کہ وہ اس کے متعلق صراحت سے اظہار کریں خواہ قول سے کریں یا افتاء سے کریں یا قضاء سے کریں۔ یہ اجماع بالاتفاق حجت ہے۔

(2) **اجماعِ سکوتی:** اس سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی مسئلہ پیش کیا جائے تو چند اہلِ اجتہاد علماء تو اس پر متفق ہو جائیں لیکن دیگر مجتہدین اس پر خاموشی اختیار کریں اور کوئی اعتراض نہ کریں۔ یہ اجماع احناف کے نزدیک حجت ہے جبکہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اسے اجماع تسلیم نہیں کرتے۔

❷ اقوالِ صحابہ

صحابی ایسے شخص کو کہتے ہیں جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو' آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہو اور پھر ایمان کی حالت میں ہی فوت ہوا ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بعض علم' فقہ اور فتوی وغیرہ میں بہت مشہور ہوئے۔ ان کے کیے ہوئے فیصلے اور ان کے فتوے بذریعہ روایت ہم تک پہنچے ہیں۔ اگر کسی مجتہد کو کتاب وسنت اور اجماع سے کسی مسئلے کے لیے دلیل نہ ملے تو کیا وہ صحابہ کے ان اقوال' فتاوی جات اور فیصلوں سے حجت لے سکتا ہے یا نہیں؟ تو اس میں کچھ تفصیل ہے۔

اقوالِ صحابہ کی حجیت

(1) صحابی کی وہ بات جو اجتہاد اور رائے کے ذریعے نہیں کہی جا سکتی علماء کے نزدیک حجت ہے کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ یقیناً یہ بات صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سنی ہوگی۔

(2) صحابی کے جس قول پر اجماع ہو چکا ہو علماء اسے شرعی حجت قرار دیتے ہیں۔

---

(۱) [**صحیح** : المشكاة (۱۷۳ ' ۱۷٤) ابن ماجة (۳۹۵۰) كتاب الفتن : باب السواد الأعظم ' أبو داود (٤۲۵۳) طبراني كبير (۳٤٤۰)]

(۲) [بخاري (۷٤۵۹) كتاب التوحيد : باب قول الله تعالى ﴿إنما قولنا لشيئ إذا أردناه﴾ ' مسلم (۱۹۲۱) أحمد (۲۷۸/۵)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) صحابی کا ایسا قول جو رائے اور اجتہاد پر مبنی ہو کیا وہ حجت ہے؟ اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے:

بعض علماء اسے شرعی حجت قرار دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جب کوئی مسئلہ کتاب و سنت اور اجماع سے نہ مل سکے تو صحابی کے قول پر عمل کرنا چاہیے کیونکہ اگر چہ وہ بات رائے پر مبنی ہے لیکن ان کی رائے ہماری رائے سے بہر حال بہتر ہے وہ اس لیے کہ وہ نزول وحی کے زمانے میں موجود تھے' تشریع احکام کی حکمت اور اسباب نزول سے واقف تھے' اور ایک لمبا عرصہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں بھی رہے تھے۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر ان کی آراء کو دوسروں کی آراء پر بڑی فضیلت حاصل ہے۔

اور بعض علماء اسے شرعی حجت نہیں گردانتے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم صرف کتاب و سنت کے دلائل پر عمل کے پابند ہیں اور صحابی کا قول ان میں شامل نہیں۔

ہمارے علم کے مطابق راجح بات یہ ہے کہ اگر چہ صحابی کے ایسے قول پر جو اجتہاد و رائے پر مبنی ہو عمل واجب نہیں لیکن اپنی رائے پر ان کی رائے کو ترجیح دینا یقیناً افضل ہے جیسا کہ اس کی وجوہات پہلے قول کے ضمن میں بیان کی جا چکی ہیں۔

(ابوحنیفہؒ) اگر اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں مجھے کوئی چیز نہیں ملتی تو میں صحابہ کے اقوال اختیار کر لیتا ہوں۔

(مالکؒ) انہوں نے اپنی کتاب مؤطا میں بہت سے صحابہ کے فتاوی جات نقل کیے ہیں اور اکثر مسائل میں انہی پر اعتماد کیا ہے۔

(شافعیؒ) اگر مجھے کتاب و سنت' یا اجماع' یا اس کے ہم معنی کسی دوسری چیز میں جو حکم لگانے والی ہو' یا اس کے ساتھ قیاس ہو' کوئی چیز نہیں ملتی تو میرا مسلک یہی ہے کہ صحابہ میں سے کسی کے قول کو اختیار کر لیا جائے۔

(احمدؒ) میں نے ہر مسئلے میں یا تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے جواب دیا...... یا صحابہ یا تابعین کے کسی قول سے۔(۱)

❸ قیاس

قیاس کی تعریف

لغوی اعتبار سے قیاس ایک چیز کو دوسری چیز سے ناپنے اور مقدار معلوم کرنے کو کہتے ہیں۔ اصطلاحی اعتبار سے قیاس کی تعریف یہ ہے ((هو إلحاق فرع بأصل في الحكم لعلة جامعة بينهما)) ''قیاس یہ ہے کہ فرع (ایسا مسئلہ جس کے متعلق کتاب و سنت میں حکم موجود نہ ہو) کو حکم میں اصل (ایسا حکم جو کتاب و سنت میں موجود ہو) کے ساتھ اس وجہ سے ملا لینا کہ ان دونوں کے درمیان علت مشترک ہے۔''(۲)

قیاس کی مثالیں

(1) قرآن مجید میں شراب نوشی کی حرمت کے متعلق نص موجود ہے لیکن نبیذ کے متعلق کوئی حکم موجود نہیں ہے چونکہ شراب (یعنی خمر) میں حرمت کی علت نشہ ہے اور نبیذ میں بھی یہ علت پائی جاتی ہے اس لیے نبیذ کو شراب پر قیاس کرتے ہوئے اس کے

---

(۱) [أبو حنيفه للشيخ أبي زهرة (ص/۳۰۹) مالك للشيخ أبي زهرة (ص/۲۵۹) الرسالة للشافعي (ص/۵۹۸) أصول الفقه لأبي زهرة (ص/۲۱۵) أصول الفقه وابن تيميه (ص/۳۵٦)]

(۲) [الإحكام للآمدي (۱٦۷/۳) المستصفى للغزالي (۲۲۸/۲) أعلام الموقعين (۱۰۱/۱) الأحكام لابن حزم (۳٦۸/۷) الوجيز (ص/۱۹٤)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم میں شامل کر لیا جائیگا۔

(2) آذانِ جمعہ کے وقت خرید وفروخت کی ممانعت نص سے ثابت ہے لیکن اس وقت نکاح کرنے، زمین کاشت کرنے اور کرائے پر لینے کی ممانعت شریعت میں ثابت نہیں ہے لیکن چونکہ خرید وفروخت سے ممانعت کی علت یہ ہے کہ یہ عمل نماز کے لیے جانے سے رکاوٹ بن جاتا ہے اس لیے اُن تمام افعال کو خرید وفروخت پر قیاس کرتے ہوئے ممنوع قرار دیا جائے گا جو نماز سے رکاوٹ بنتے ہیں کیونکہ ان میں بھی وہی علت موجود ہے جو خرید وفروخت میں ہے۔

حجیت قیاس

جمہور کے نزدیک قیاس حجت ہے اور وہ اس کی حجیت کے جو دلائل پیش کرتے ہیں ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿فَاعْتَبِرُوْا يَاُولِي الْاَبْصَارِ﴾ [الحشر: ٢] ''اے بصیرت رکھنے والو! عبرت حاصل کرو۔''

اس آیت میں لفظ '' فاعتبروا '' سے مراد یہ ہے کہ خود کو ان لوگوں پر قیاس کرو جن پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا یعنی اگر تم بھی وہ گناہ کرو گے جو انہوں نے کیے تو تم پر بھی اللہ تعالیٰ عذاب نازل فرما سکتے ہیں۔

(2) ﴿قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِیْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ [یٰس: ٧٩] ''کہہ دیجیے کہ انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دوسری مرتبہ پیدا کرنے کو پہلی مرتبہ پیدا کرنے پر قیاس کیا ہے۔

(3) ایک آدمی نے نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور اس کے ذمے ایک ماہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے قضائی دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا﴿لو كان على أمك دين أكنت قاضيه ؟ قال نعم قال : فدين الله أحق أن يقضى﴾ ''اگر تیری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے؟ اس نے کہا ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: سو اللہ کا قرض ادائیگی کا زیادہ مستحق ہے۔''(١)

(4) ایک عورت نے سیاہ رنگ کا بچہ جنا تو اس کے شوہر نے اسے اپنانے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا: کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کا رنگ دریافت کیا؟ تو اس نے کہا کہ سرخ رنگ کے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ کہاں سے آ گیا؟ اس نے کہا شاید اسے کوئی رگ کھینچ لائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا﴿وهذا لعله عرق نزعه﴾ ''اور اسے بھی شاید کوئی رگ کھینچ لائی ہو۔''(٢)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے بچوں کا رنگ مختلف ہونے کو اونٹوں کا رنگ مختلف ہونے پر قیاس کیا ہے۔ ان دلائل کے علاوہ متعدد آثار صحابہ سے بھی قیاس کی حجیت ثابت ہوتی ہے کہ جن کو بیان کرنے سے طوالت سے اجتناب کیا گیا ہے۔ تاہم

---

(١) [بخاري (١٩٥٣) كتاب الصوم : باب من مات وعليه صوم، مسلم (١١٤٨) أبو داود (٣٣١٠) ترمذي (٧١٦-٧١٧) ابن ماجة (١٧٥٨) ابن الجارود (٩٤٢) ابن حبان (٣٥١٩-الإحسان) مشكل الآثار (٣/٢٢١) بيهقي (٤/٢٥٥)]

(٢) [بخاري (٥٣٠٥) كتاب الطلاق : نسائي (٣٤٧٩) ابن ماجة (٢٠٠٢) حميدي (١٠٨٤) أحمد (٢/٢٣٩) ابن حبان (٤١٠٦)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ قیاس کا انکار کرتے ہیں وہ مندرجہ ذیل دلائل پیش نظر رکھتے ہیں:

(1) قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے۔[النحل : ۸۹] اس لیے کسی اور طرف جانے کی ضرورت نہیں۔

(2) قیاس کے ذریعے اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھنا لازم آتا ہے جو کہ قرآن میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔[الحجرات : ۱]

(3) قیاس ظنی چیز ہے اور ظن حقیقت سے کچھ فائدہ نہیں دیتا۔[یونس : ۳۶]

(4) ہمیں صرف اسی چیز کے ساتھ فیصلہ کرنے کا حکم ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے[المائدۃ : ۴۹] اور قیاس کے ذریعے ثابت ہونے والا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ نہیں ہے۔

اگرچہ یہ اور اس طرح کے دیگر دلائل قیاس کی نفی کے لیے پیش کیے جاتے ہیں لیکن راجح بات وہی ہے جسے جمہور نے اپنایا ہے یعنی قیاس حجت ہے۔(واللہ اعلم)

ارکان قیاس

قیاس کے چار ارکان ہیں:

(1) **اصل:** ایسی جگہ جہاں شریعت سے ثابت حکم پایا جاتا ہو مثلاً شراب۔

(2) **فرع:** ایسی چیز جسے اصل پر قیاس کر کے اس کا حکم معلوم کرنا مقصود ہو مثلاً نبیذ۔

(3) **علت:** اس سے مراد وہ وصف ہے جو اصل اور فرع کے درمیان مشترک ہو مثلاً نشہ۔

(4) **حکم:** اس سے مراد وہ شرعی حکم ہے جو اصل میں موجود ہے اور اسے فرع میں بھی لاگو کرنا مطلوب ہو اور وہ مذکورہ مثال میں حرمتِ شراب ہے۔

شرائط قیاس

(1) جس حکم کو فرع تک متعدی کرنا مقصود ہو وہ اصل میں نص (یعنی کتاب وسنت) سے ثابت ہو۔

(2) اصل میں ثابت ہونے والا حکم متفق علیہ ہو مختلف فیہ نہ ہو۔

(3) اصل میں موجود حکم شرعی ہو اور سمجھ میں آنے والا ہو۔

(4) اصل اور فرع میں مشترک علت ایسا وصف ہو جس کا حواس خمسہ سے ادراک ممکن ہو۔

(5) مشترک علت ایسا وصف ہو جو زمان ومکان کی تبدیلی سے تبدیل نہ ہوتا ہو۔

(6) وہ وصف متعدی ہو اور فرع میں بھی مکمل طور پر پایا جاتا ہو۔

(7) فرع کے لیے پہلے سے کوئی شرعی نص موجود نہ ہو۔

(8) فرع کا حکم اصل کے حکم کے مساوی ہو۔

اقسام قیاس

عموماً قیاس کی تین قسمیں بیان کی جاتی ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) قیاس علت: ایسا قیاس جس میں موجود علت حکم کو واجب کر دینے والی ہو۔

(2) قیاس دلالت: جس میں موجود علت حکم کو واجب کرنے والی تو نہ ہو مگر اس پر دلالت ضرور کرتی ہو۔

(3) قیاس شبہ: یہ ایسی فرع ہے جو دو اصلوں کے درمیان متردد ہو۔

❹ استحسان

لغوی اعتبار سے استحسان کسی چیز کو اچھا سمجھنے' اسے چاہنے اور اس کی طرف مائل ہونے کو کہتے ہیں۔ اور اصطلاحی اعتبار سے اس کی تعریف یہ ہے ((ترك القياس لدليل أقوى منه من كتاب أو سنة أو إجماع)) ''قرآن' سنت یا اجماع کی کسی قوی دلیل کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دینا۔''

امام شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اور احناف کے نزدیک استحسان یہ ہے کہ ((العمل بأقوى الدليلين)) ''دو دلیلوں میں سے زیادہ قوی پر عمل کرنا۔''(۱)

اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی عورت فوت ہو جائے اور اپنے پیچھے ورثاء میں شوہر' ماں' دو ماں کی طرف سے بھائی اور دو سگے بھائی چھوڑ جائے تو قیاس کا تقاضا ہے کہ شوہر کو نصف' ماں کو چھٹا حصہ' ماں کی طرف سے بھائیوں کو تیسرا حصہ اور سگے بھائیوں کو کچھ نہ ملے۔ لیکن استحسان کی وجہ سے دونوں سگے بھائیوں کو بھی تیسرے حصے میں ماں کی طرف سے بھائیوں کے ساتھ شریک کر لیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔

حجیت استحسان

یہ جمہور کے نزدیک حجت ہے اور اس کے لیے بطور دلیل قرآن کی یہ آیت ﴿وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ ''تمہارے رب کی طرف سے جو احکام تمہاری طرف نازل کیے گئے ہیں ان میں سے سب سے بہترین احکام کی پیروی کرو۔''

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول پیش کیا جاتا ہے ﴿ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن﴾ ''جس چیز کو مسلمان اچھا خیال کریں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔''(۲)

البتہ بعض علماء استحسان کو جائز قرار نہیں دیتے جیسا کہ امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ ﴿من استحسن فقد شرع﴾ ''جس نے استحسان کیا اس نے شریعت سازی کی۔''(۳)

غالباً امام شافعیؒ اور ان جیسے دیگر علماء نے استحسان کا انکار اس لیے کیا ہے کہ وہ استحسان اپنی خواہش کے ذریعے قانون بنانے کو سمجھتے ہیں تو فی الحقیقت بھی ایسا استحسان قابل قبول نہیں۔ لیکن ہم جسے استحسان تصور کرتے ہیں وہ محض دو دلیلوں کے درمیان قوی تر کو ترجیح دینا ہی ہے اور اس میں یقیناً نہ شریعت سازی ہے اور نہ ہی کسی کو اختلاف ہونا چاہیے۔

---

(۱) [البحر المحيط للزركشي (۸۷/۶) الإحكام للآمدي (۱۳۶/۴) الإحكام لابن حزم (۱۹۲/۶) الوجيز (ص/۲۳۰)]

(۲) [صحيح: أحمد (۳۶۰۰ ـ بتحقيق أحمد شاكر)]

(۳) [الإحكام للآمدي (۲۰۹/۴) الوجيز (ص/۲۳۴)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❺ استصحاب

استصحاب کی تعریف

لغوی اعتبار سے استصحاب ''ساتھ طلب کرنے یا صحبت کے باقی رہنے'' کو کہتے ہیں۔اور اصطلاحی اعتبار سے استصحاب کی تعریف علماء ان الفاظ میں کرتے ہیں ((أخذ المجتهد بالأصل عند فقد الدليل الشرعي)) ''شرعی دلیل نہ ملنے کے وقت مجتہد کا اصل کو پکڑ لینا (استصحاب کہلاتا ہے)۔'' (۱)

بعض علماء نے اس کی تعریف ان الفاظ میں بھی کی ہے ((هو بقاء الأمر على ما كان عليه ما لم يوجد ما يغيره)) ''جو چیز جس حالت میں پہلے تھی اسے اس وقت تک اسی طرح اپنی حالت میں باقی سمجھنا جب تک کہ کوئی ایسا سبب نہ پایا جائے جو اسے تبدیل کر دے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی کام جائز تھا تو اسے اس وقت تک جائز ہی سمجھا جائے گا جب تک کہ اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہ مل جائے اور اگر کوئی عمل ممنوع تھا تو اسے اس وقت تک ممنوع ہی سمجھا جائے جب تک کہ اسکے جواز کی کوئی دلیل نہ مل جائے۔مثلاً کوئی زندہ تھا تو اسے زندہ ہی سمجھا جاتا ہے جب تک کہ اس کی وفات کی خبر نہ مل جائے۔اسی طرح اگر کوئی غیر شادی شدہ تھا تو اسے غیر شادی شدہ ہی سمجھا جاتا ہے جب تک کہ اس کی شادی کی خبر نہ مل جائے۔

استصحاب کی حجیت

جمہور' مالکیہ' شافعیہ' حنابلہ اور اہل ظاہر کے نزدیک استصحاب حجت ہے اور یہی بات راجح ہے۔علاوہ ازیں بعض حنفیہ اور ان کے ہم رائے حضرات اسے صرف اس معنی میں حجت مانتے ہیں کہ جو حکم پہلے سے ثابت ہے اسے اسی طرح قائم رکھا جائیگا اور اس کے مخالف حکم کو رد کر دیا جائیگا یعنی یہ لوگ صرف نفی میں استصحاب کو حجت مانتے ہیں اور جمہور علماء نفی و اثبات دونوں میں اسے حجت تسلیم کرتے ہیں۔

استصحاب پر مبنی اصول

(1) **الأصل في الأشياء الإباحة:** تمام اشیاء میں اصل اباحت ہے یعنی تمام چیزیں اس وقت تک حلال و مباح ہیں جب تک کہ ان کی حرمت کی دلیل نہ مل جائے۔

(2) **الأصل براءة الذمة:** ''اصل میں انسان ہر ذمہ داری سے بری ہے۔'' یعنی انسان اس وقت تک ہر قسم کے بدلے' سزا اور جرم وغیرہ سے بری ہے جب تک کہ اس کا ارتکابِ جرم ثابت نہ ہو جائے۔

(3) **اليقين لا يزول بالشك:** ''یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔'' یعنی اگر کسی نے وضوء کیا ہے تو محض وضوء ٹوٹ جانے کا شک ہونے سے وضوء نہیں ٹوٹے گا بلکہ برقرار رہے گا۔

(۱) [الإحكام للآمدي (۱۱۱/٤) الإحكام لابن حزم (٥/٥) أعلام الموقعين (۲٥٥/۱) البحر المحيط (۱٦/٦) إرشاد الفحول (ص/۲۰۸)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❻ مصالح مرسلہ

مصالح مرسلہ کی تعریف

لغوی اعتبار سے مصلحت "نفع حاصل کرنے اور نقصان دور کرنے" کو کہتے ہیں۔ یہ مصلحتیں تین قسم کی ہیں: ایک وہ جنہیں شریعت نے معتبر سمجھا ہے مثلاً جان مال دین کی حفاظت وغیرہ ان مصلحتوں کو "مصالح معتبرہ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ دوسری قسم ان مصالح کی ہے جنہیں شریعت نے لغو قرار دیا ہے مثلاً حقِ وراثت میں مرد و عورت کی مساوات' سود کے ذریعے مال میں اضافہ کرنا اور جان بچانے کے لیے جہاد سے پیچھے بیٹھ رہنا وغیرہ ان مصلحتوں کو "مصالح ملغاة" کا نام دیا گیا ہے۔ تیسری قسم ایسی مصلحتوں کی ہے جن کے متعلق شریعت نے نہ معتبر ہونے کی وضاحت کی ہو اور نہ ہی انہیں لغو کہا ہو۔ ایسی مصلحتوں کو "مصالح مرسلہ" سے تعبیر کیا جاتا ہے اور علماء اس کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

((هي المصلحة التي لايعلم من الشارع ما يدل على اعتبارها و لاعلى إلغائها)) "یہ ایسی مصلحت ہے جس کے متعلق شارع علیہ السلام سے کوئی ایسی دلیل نہ ملتی ہو جو اس کے معتبر ہونے یا اسے لغو کرنے پر دلالت کرتی ہو۔"(۱)

یعنی ان مصالح میں وہ تمام مصلحتیں شامل ہیں جن کی شریعت نے نہ تو ترغیب دلائی ہو اور نہ ہی انہیں برا سمجھا ہو اور یہ کسی بھی دور اور زمانے میں پیش آ سکتی ہیں مثلاً جمع و تدوین قرآن کی مصلحت' خلافتِ عمر میں تقسیمِ وظائف اور مجاہدین کے لیے رجسٹر بنا لینے کی مصلحت وغیرہ۔ www.KitaboSunnat.com

مصالح مرسلہ کی حجیت

بالاتفاق عبادات میں مصالح مرسلہ حجت نہیں کیونکہ عبادت کے متعلق تمام امور تعبدی و توقیفی ہوتے ہیں۔ ان میں اجتہاد اور رائے کی قطعاً گنجائش نہیں۔ البتہ معاملات میں مصالح مرسلہ کی حجیت کے متعلق اختلاف ہے۔ تاہم جمہور مالکیہ اسے حجت تسلیم کرتے ہیں اور یہی بات راجح ہے۔ (واللہ اعلم)

❼ سد الذرائع

سد الذرائع کی تعریف

لغوی اعتبار سے سد کا معنی "روکنا یا بند کر دینا" ہے اور ذرائع ان وسائل کو کہتے ہیں جن کے ذریعے کسی بھی چیز تک پہنچا جا سکے خواہ وہ نفع بخش ہو یا ضرر رساں۔ تاہم یہاں سد الذرائع سے مراد ان وسائل کا انسداد ہے جو معصیت' مفاسد اور نقصان تک پہنچاتے ہوں جیسا کہ اس کی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے ((هو المنع عما يتوصل به إلى الشيئ الممنوع المشتمل على مفسدة)) "سد الذرائع سے مراد ان کاموں سے روک دینا ہے جن کے ذریعے ایسی ممنوع چیز تک پہنچا جا سکتا ہو جو فساد و خرابی پر مشتمل ہو۔"(۲)

(۱) [الإحكام للآمدي (۱۳۹/٤) البحر المحيط (۷٦/٦) التحصيل من المحصول (۳۳۱/۲) المستصفى للغزالي (۱۳۹/۲)]

(۲) [الموافقات للشاطبي (۱۹۸/٤) أصول الفقة الإسلامي للدكتور وهبه زحيلي (۸۷۳/۲)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثلاً عورتوں کی طرف دیکھنا حرام ہے کیونکہ یہ زنا کا پیش خیمہ بنتا ہے۔شراب پینا حرام ہے کیونکہ یہ عقل اور دین کے نقصان اور عبادات میں کوتاہی کا باعث بنتا ہے۔اسی طرح مسلمانوں کے راستے میں کنواں کھود دینا یا ان کے کھانوں میں زہر ملا دینا بھی جائز نہیں کیونکہ یہ افعال نقصان کا ذریعہ ہیں۔

سد الذرائع کی حجیت

امام احمدؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک حجت ہے اور یہی بات برحق ہے جبکہ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ اسے حجت نہیں مانتے حالانکہ اگر شریعت کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے بے شمار مسائل میں اس اصول کو مدنظر رکھا ہے۔ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا﴾ [البقرة : ١٠٤] ''اے ایمان والو! راعنا کا لفظ نہ کہو۔'' اس سے روکنے کا سبب یہ تھا کہ یہودی اس لفظ کے ذریعے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ لفظ کہنے سے ہی روک دیا۔

(2) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے' ان پر چربیوں کو حرام کیا گیا لیکن انہوں نے چربیوں کو پگھلایا' انہیں فروخت کیا' اور پھر ان کی قیمت کھا گئے۔''(١)

(3) حدیث نبوی ہے کہ ﴿دع ما يريبك إلى ما لا يريبك﴾ ''شک وشبہ والی چیزوں کو چھوڑ کے ان اشیاء کو اپناؤ جن میں شک نہ ہو۔''(٢)

(4) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ﴿من وقع في الشبهات وقع في الحرام كالراعي يرعى حول الحمى يوشك أن يقع فيه﴾ ''جو شخص شبہات میں واقع ہو گیا وہ اس طرح حرام میں واقع ہو گیا جیسا کہ کوئی چرواہا باڑ کے اردگرد (اپنے جانور) چراتا ہے' قریب ہے کہ وہ اس (باڑ) میں واقع ہو جائے۔''(٣)

(5) آپ ﷺ نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے۔صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا کوئی آدمی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں' وہ کسی کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو جواب میں وہ اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔''(٤)

---

(١) [بخاری (٢٢٣٦) كتاب البيوع : باب بيع الميتة والأصنام' مسلم (١٥٨١) أحمد (٣٢٤/٣) أبو داود (٧٥٦/٣) ترمذی (١٢٩٧) نسائی (٣٠٩/٧) ابن ماجة (٢١٦٧) أبو يعلى (١٨٧٣) ابن الجارود (٥٧٨) بيهقی (١٢/٦) شرح السنة (٢١٨/٤)]

(٢) [**صحيح** : صحيح نسائی (٥٢٦٩) كتاب الأشربة : باب الحث على ترك الشبهات' ترمذی (٢٥١٨) نسائی (٥٧١٤) أحمد (٢٠٠/١) حاكم (٩٩/٤) أبو يعلى (١٣٢/١٢) ابن حبان (٥١٢۔ الموارد) الحلية لأبی نعيم (٢٦٤/٨)]

(٣) [بخاری (٥٢) كتاب الإيمان : باب فضل من استبرأ لدينه' مسلم (١٥٩٩) أبو داود (٣٣٢٩) نسائی (٢٤١/٧) ترمذی (١٢٠٥) ابن ماجة (٣٩٨٤) أحمد (٢٦٩/٤) دارمی (٢٤٥/٢) حميدی (٩١٨)]

(٤) [بخاری (٥٩٧٣) كتاب الأدب : باب لا يسب الرجل والديه' مسلم (١٣٠) أحمد (٦٥٤٥)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(6) نبی ﷺ نے منافقین کو اس لیے قتل نہیں کیا کہ کہیں لوگ یہ نہ کہنے لگیں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔(۱)

8 عرف

www.KitaboSunnat.com

عرف کی تعریف

عرف سے مراد ایسا قول یا فعل ہے جس سے معاشرہ مانوس ہو' اس کا عادی ہو' یا اس کا ان میں رواج ہو۔ عرف' رواج اور عادت تقریباً ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسا کہ تعریف سے واضح ہے کہ عرف کبھی قول ہوتا ہے اور کبھی فعل' اسی طرح کبھی عام ہوتا ہے اور کبھی خاص۔

عرف قولی کی مثال لفظ " دابة " ہے جسے چوپائے پر تو بولا جاتا ہے لیکن انسان پر نہیں۔ اسی طرح لفظ "طلاق" ازدواجی تعلقات کے خاتمے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

عرف فعلی کی مثال عام لوگوں کے لیے بنائے گئے حماموں میں غسل کے لیے داخل ہونا ہے۔

عرف عام وہ ہوتا ہے کہ جو قول یا فعل تمام معاشروں میں رواج پذیر ہو اور عرف خاص اسے کہتے ہیں جو کسی خاص ملک یا شہر یا طبقے میں ہی مروج ہو۔

عرف کی حجیت

یقیناً اسلام نے عرف و رواج کا لحاظ رکھا ہے اور عدل و انصاف' جرم و سزا کے قوانین میں اسے معتبر سمجھا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ کتاب و سنت میں دلیل نہ ملے تو عرف کو دلیل بنایا جا سکتا ہے۔ فی الحقیقت عرف بذات خود کوئی مستقل ماخذ شریعت نہیں ہے بلکہ یہ ان مآخذ کی طرف لوٹا تا ہے جن کا شریعت نے اعتبار کیا ہے۔ اور یہ بات بدیہی ہے کہ عرف ایک ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی بھی دانشمند انکار نہیں کر سکتا۔ مثلاً اگر کسی علاقے میں لفظ "دابة" صرف گھوڑے کے لیے استعمال ہوتا ہو۔ اور کوئی کہے کہ فلاں شخص نے میرا "دابة" چرایا ہے تو قاضی فیصلہ کرتے وقت یہ نہیں کہے گا کہ چونکہ دابہ چوپائے کے لیے استعمال ہوتا ہے اس لیے اسے بدلے میں کوئی بھی جانور دے دیا جائے بلکہ اس پر ضروری ہے کہ اس معاشرے کے رواج کے مطابق گھوڑا لوٹانے کا ہی فیصلہ کرے۔

مزید برآں عرف کی حجیت کے لیے مندرجہ ذیل دلائل بھی پیش کیے جاتے ہیں:

(1) ﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيراً فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ [النساء : ٦] "یتیم کے والی کے لیے رخصت دی گئی ہے کہ اگر وہ فقیر ہو تو معروف طریقے سے کھا سکتا ہے۔" یہاں یقیناً معروف کا معنی عرف و رواج ہی ہے۔

(2) قسم کے کفارے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ﴿مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ﴾ [المائدة : ٨٩] "ایسا متوسط کھانا جسے تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔" اس آیت میں بھی متوسط کھانے کو عرف پر ہی چھوڑ دیا گیا ہے۔

(3) حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے جب اپنے شوہر (حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ) کے بخیل ہونے کی شکایت کی تو نبی ﷺ نے فرمایا "تم

(۱) [بخاری (٤٩٠٧) کتاب التفسیر: باب یقولون لئن رجعنا إلى المدینة' مسلم (٤٦٨٢)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے مال سے بغیر اجازت اتنا لے لو جتنا معروف طریقے سے تمہارے اور تمہارے بیٹوں کے لیے کافی ہو جائے۔''(۱)

حجیت عرف کی شرائط

(1) عرف نص کے مخالف نہ ہو۔

(2) عرف اکثر مقامات پر مروج ہو اور لوگوں کی اکثریت اس سے واقف ہو۔

(3) جس مسئلے کے لیے عرف کو حجت بنایا جا رہا ہو ضروری ہے کہ عرف اس مسئلے سے پہلے موجود ہو۔

⑨ پہلی شریعتوں کے احکام

پہلی شریعتوں سے مراد وہ احکام ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے سابقہ امتوں پر ان کے نبیوں کے ذریعے بھیجا۔ ان احکام کی چار قسمیں ہیں:

(1) پہلی قسم میں وہ احکام شامل ہیں جن کا ذکر ہماری شریعت میں ہوا اور پھر یہ بھی بتلا دیا گیا کہ ہم پر بھی لازم ہے کہ ان احکام پر عمل کریں۔ ایسے احکام پر عمل کرنا بالاتفاق لازم ہے مثلاً قرآن مجید میں ہے ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ﴾ [البقرة : ۱۸۳] ''تم پر روزے اسی طرح فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے۔''

(2) دوسری قسم ان احکام کی ہے جنہیں ہماری شریعت میں بیان تو کیا گیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا گیا ہے کہ ان پر عمل کرنا ہمارے لیے جائز نہیں مثلاً سجدہ تعظیمی کرنا' مال غنیمت حرام سمجھنا وغیرہ۔ بالاتفاق ایسے احکام پر عمل کرنا ہمارے لیے جائز نہیں۔

(3) تیسری قسم میں وہ احکام شامل ہیں جن کا ذکر نہ تو ہماری کتاب میں ہے اور نہ ہی سنت نبوی میں ہے۔ احکام کی یہ قسم بالاتفاق ہمارے لیے شریعت نہیں۔

(4) چوتھی قسم ان احکام پر مشتمل ہے جن کا ذکر تو ہماری شریعت میں موجود ہے لیکن یہ نہیں بتلایا گیا کہ ان پر عمل کرنا ہمارے لیے بھی درست ہے یا نہیں مثلاً قرآن مجید میں ہے کہ ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ ...... الخ﴾ [المائدة : ۴۵] ''ہم نے ان (یہودیوں) پر تورات میں یہ بات فرض کی تھی کہ جان کے بدلے جان' آنکھ کے بدلے آنکھ' ناک کے بدلے ناک' کان کے بدلے کان' دانت کے بدلے دانت' اور اسی طرح خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے۔''

ایسے احکام کے متعلق فقہا نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ احکام ہمارے لیے بھی اسی طرح شرعی حیثیت رکھتے ہیں جیسے پہلے لوگوں کے لیے مشروع تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ ہمارے حق میں مشروع نہیں کیونکہ پہلی شریعتیں ہماری شریعت کی طرح ابدی اور ہمیشہ کے لیے نہیں تھیں۔ اور ایک تیسری رائے یہ بھی ہے کہ سابقہ شریعتوں کا ہر وہ حکم جو کتاب وسنت میں مذکور ہے اسکے متعلق یہ بھی لازماً موجود ہے کہ وہ ہمارے لیے بھی مشروع ہے یا نہیں مثلاً گذشتہ آیت میں قصاص کے متعلق جو احکامات بتلائے گئے ہیں یہ تمام احکام متعدد احادیث سے ثابت ہیں اور ہمارے لیے بھی مشروع ہیں۔

(۱) [بخاری (۵۳۵۹) كتاب النفقات : باب نفقة المرأة إذا غاب عنها زوجها ونفقة الولد]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف ادوار میں فقہ اسلامی کا ارتقاء

چونکہ فقہ احکامِ شریعت کے فہم اور عملی زندگی میں ان کے انطباق واستعمال کا نام ہے اس لیے یہ کہنا یقیناً بے جا نہ ہوگا کہ فقہ اسلامی کا آغاز نزول قرآن اور بعثت نبوی کے آغاز سے ہی ہوگیا تھا۔ اور یہ بات بھی حتمی ہے کہ علاقائی تنوع اور گردش زمانہ نئے نئے مسائل وجزئیات کی تخلیق کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں۔ پھر ہر دور میں ان مسائل کو وقت کی ضرورت کے مطابق حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ ہر کوئی اپنی زندگی میں حالات کے مطابق مسائل کا صحیح فہم حاصل کر سکے اور پھر ان پر عمل بھی کر سکے۔ لہذا فقہ کے تاریخی ارتقاء وتدوین کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اسے مختلف ادوار میں تقسیم کر دیا جائے سو اس لیے فقہ اسلامی کو آئندہ چھ ادوار میں تقسیم کر کے ان پر مختصر بحث کی جا رہی ہے۔

① عہد رسالت ② عہد کبار صحابہ ③ عہد صغار صحابہ وتابعین

④ عہد تدوین فقہ وحدیث اور دو دوائر ⑤ عہد مناظرہ وبحث وتمحیص ⑥ عہد تقلید محض اور اس کی تردید

❶ عہد رسالت

اس دور کی انفرادیت یہ تھی کہ اس میں ہر مسئلے کے حل، قانون سازی اور فتاوی کے لیے رسول اللہ ﷺ خود موجود تھے۔

اس دور میں فقہ کے دو ہی بنیادی ماخذ تھے: (1) قرآن (2) حدیث

(1) قرآن

قرآن کریم نبی ﷺ پر تئیس (23) برس کے عرصے میں نازل ہوا۔ تیرہ سال آپ ﷺ کی مکی زندگی کے دوران اور دس سال آپ ﷺ کی مدنی زندگی کے دوران حالات وواقعات کی ضرورت کے مطابق بتدریج نازل ہوتا رہا۔ قرآن کی سورتوں کی کل تعداد ایک سو چودہ (114) ہے جن میں سے تئیس (23) مدنی اور باقی مکی ہیں۔ مکی آیات میں زیادہ تر توحید، رسالت، آخرت، اخلاقیات اور گزشتہ اقوام کے قصص وواقعات موجود ہیں جبکہ مدنی آیات زیادہ تر معاملات اور معاشرتی احکام مثلاً عائلی زندگی، نکاح، طلاق، خرید وفروخت، جہاد اور بین الاقوامی تعلقات وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

عہد رسالت میں فقہ کے تین بنیادی اصولوں کو مدنظر رکھا گیا:

(1) عدم حرج (2) قلت تکلیف (3) تدریج

عدم حرج

عدم حرج سے مراد تنگی نہ ہونا ہے یعنی فقہی قوانین وضع کرتے ہوئے یہ اصول پیش نظر رکھا جائے تاکہ احکامات ایسے ہوں جن سے لوگوں کو تنگی نہ ہو جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات میں یہی وضاحت کی گئی ہے:

(1) ﴿مَايُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ﴾ [المائدۃ : ٦] ''اللہ تعالیٰ تم پر تنگی نہیں کرنا چاہتے۔''

(2) ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ [البقرۃ : ١٨٥] ''اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی چاہتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنگی ودشواری نہیں چاہتے۔''

(3) ﴿ وَمَاجَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ﴾ [الحج : ۷۸] ''اللہ تعالیٰ نے دین کے معاملے میں تمہارے لیے کوئی تنگی نہیں رکھی۔''

قلت تکلیف

فی الحقیقت یہ عدم حرج کا لازمی نتیجہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ احکام کا زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ﴾ [البقرة : ۲۸۶] ''اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔'' ایک اور مقام پر فرمایا ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ أَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ﴾ [النساء : ۲۸] ''اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ تمہارا بوجھ ہلکا کردیں۔''

تدریج

تدریج کا مطلب ہے کہ ٹھہر ٹھہر کے' آہستہ آہستہ کسی کام کا حکم دینا۔ چونکہ جاہلی معاشرے کے عرب کی حالت اس قدر بگڑ چکی تھی کہ انہیں دین سکھانے اور بری عادات کی اصلاح کے لیے ضروری تھا کہ آہستہ آہستہ حکمت کے ساتھ احکام نازل کیے جائیں چنانچہ قرآنی احکام تیئیس (23) سال کے عرصے میں حالات وتقاضے کے لحاظ سے نازل ہوئے۔ اس کی واضح مثال حرمت شراب ہے جس کے متعلق نازل ہونے والی پہلی آیت یہ تھی ﴿ قُلْ فِيْهِمَا إِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ﴾ [البقرة : ۲۱۹] ''آپ فرمادیجیے کہ ان دونوں (یعنی شراب اور جوئے) میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے فوائد بھی ہیں لیکن ان دونوں کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ بڑا ہے۔''

اس آیت میں شراب کی قباحت تو بیان کی گئی لیکن صریح حرمت بیان نہیں کی گئی پھر اس کے بعد نشے کی حالت میں نماز کے قریب جانے سے روک کر مزید اس کی برائی ثابت کی گئی ﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقْرَبُوْا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكٰرٰى ﴾ [النساء : ۴۳] ''اے ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔''

اس کے بعد تیسری مرتبہ حرمت شراب کا قطعی حکم نازل فرمادیا گیا ﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ [المائدة : ۹۰] ''اے ایمان والو! شراب' جوا' بت اور جوئے کے تیر روحانی ناپاکی اور شیطان کے کام ہیں اس لیے ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔''

(2) حدیث

ہر ایسا قول' فعل یا تقریر جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی جائے حدیث کہلاتی ہے۔ حدیث کی تین قسمیں کی جاتی ہیں:

قولی حدیث: جس میں آپ ﷺ کا کوئی قول بیان کیا گیا ہو۔

فعلی حدیث: جس میں آپ ﷺ کا کوئی فعل مذکور ہو۔

تقریری حدیث: جس میں یہ مذکور ہو کہ آپ ﷺ کے سامنے کوئی کام کیا گیا یا آپ ﷺ کے علم میں آیا لیکن آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی۔

قرآن میں بار ہا اطاعتِ الٰہی کے بعد اطاعت رسول کا حکم دیا گیا ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے رسول اللہ ﷺ کی ذمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داری قرآن کی تشریح وتفسیر کر کے امت کی مشکلات حل کرنا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

(1) ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ [النساء : ٥٩] ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔''

(2) ﴿وَمَا آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ [الحشر: ٧] ''اور جو کچھ رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے روکے اس سے باز آ جاؤ۔''

(3) ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ [النحل : ٤٤] ''ہم نے آپ کی طرف اس لیے ذکر نازل فرمایا تاکہ آپ لوگوں کی طرف نازل شدہ احکامات کو واضح کر دیں۔''

(4) رسول اللہ ﷺ نے "غير المغضوب عليهم ولا الضالين" کے متعلق بتلایا کہ اس سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔'' (١)

(5) قرآن میں ہے کہ مردار اور خون حرام ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے بتلایا کہ دو مردار ''مچھلی اور ٹڈی'' اور دو خون ''جگر اور تلی'' حلال ہیں۔ (٢)

علاوہ ازیں حدیث میں بعض ایسے احکام بھی موجود ہیں جن کا سرے سے قرآن میں ذکر ہی نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ''پھوپھی اور بھتیجی' خالہ اور بھانجی کو نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔'' (٣)

قرآن اور سنت کے متعلق مزید معلومات کے لیے گذشتہ مآخذ فقہ کا مطالعہ کیجیے۔

عہد رسالت میں صحابہ کے اجتہاد کی چند مثالیں

عہد رسالت میں صحابہ کے اجتہاد کی بھی چند مثالیں ملتی ہیں لیکن یہ اجتہاد اس قسم کا تھا کہ اس کی تصدیق یا تکذیب رسول اللہ ﷺ خود ہی فرما دیا کرتے تھے۔

(1) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ سخت سردی میں جنبی ہو گئے تو انہوں نے بیمار ہونے کے خدشے سے اس آیت کو سامنے رکھا ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة : ١٩٥] ''اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔'' اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی جب نبی ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا۔'' (٤)

(2) ایک دفعہ دو صحابہ سفر پر تھے نماز کا وقت ہوا تو پانی میسر نہ تھا اس لیے انہوں نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔ بعد ازاں نماز کے وقت میں ہی پانی مل گیا تو ایک نے وضوء کر کے دوبارہ نماز پڑھ لی اور دوسرے نے نہ پڑھی۔ جب انہوں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ ﷺ نے دوبارہ نماز پڑھنے والے کے لیے کہا: تجھے دوہرا اجر ملے گا۔ لیکن جس نے نماز دوبارہ نہیں پڑھی تھی آپ ﷺ نے اس سے کہا: ﴿أصبت السنة﴾ ''تم سنت کو پہنچے ہو۔'' (٥)

---

(١) [**حسن** : بیهقی (٤٣٢٩) عبدالرزاق (فی التفسیر) أحمد (٣٢/٥) طبری (١٩٨)]

(٢) [**صحیح** : صحیح ابن ماجة (٢٦٧٩) كتاب الأطعمة : باب الكبد والطحال ' ابن ماجة (٣٣١٤)]

(٣) [مسلم (٢٠١٦) كتاب النكاح : باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها ...... ' أبو داود (٢٠٦٥)]

(٤) [**صحیح** : صحیح أبو داود (٣٢٣) كتاب الطهارة : باب إذا خاف الجنب البرد أيتيمم؟ ' أبو داود (٣٣٤)]

(٥) [**صحیح** : صحیح أبوداود (٣٢٧) كتاب الطهارة : باب المتيمم يجد الماء بعد مايصلي في الوقت ' أبو داود (٣٣٨)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) نبی ﷺ نے صحابہ کو روانہ کرتے وقت فرمایا: عصر کی نماز بنوقریظہ پہنچ کر پڑھیں۔ وہاں پہنچنے میں تاخیر ہوگئی اور اگر صحابہ بنوقریظہ پہنچنے کا انتظار کرتے رہتے تو یقیناً نماز وقت سے مؤخر ہو جاتی اس لیے کچھ نے تو راستے میں ہی یہ کہتے ہوئے نماز پڑھ لی کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ مقصد نہیں تھا کہ راستے میں نماز ادا نہ کرنا اور کچھ نے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے نہ پڑھی۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ تم راستے میں نماز نہ پڑھنا تاہم دونوں کی نماز صحیح ہے۔(۱)

❷ عہد کبار صحابہ

یہ دور 11ھ سے 40ھ تک ہے۔ اس دور میں صحابہ قرآن وسنت کے علاوہ اجماع وقیاس کے ذریعے بھی مسائل کا استنباط کرنے لگے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اسلامی سلطنت کی روز افزوں وسعت کے پیش نظر نت نئے اور پیچیدہ مسائل پیش آ جاتے جن کے لیے احکام موجود نہیں ہوتے تھے۔ اس صورت حال میں صحابہ کو مجبوراً مشورے اور رائے سے کام لینا پڑتا۔

جن مسائل پر صحابہ نے اجماع کیا

اس دور میں بعض مسائل پر صحابہ میں اجماع بھی ہوا مثلاً مرتدین کے خلاف جنگ' منکرین زکوۃ کے خلاف جہاد' جمع وتدوین قرآن' خوارج اور باغیوں کے خلاف جنگ' غیر مسلموں سے معاہدات اور باجماعت نماز تراویح کا اہتمام وغیرہ۔

استنباط احکام کے طریقے

اس دور میں مسائل کے استنباط کی دو ہی صورتیں تھیں:

(1) قرآن وحدیث میں موجود ظاہری نصوص سے احکام مستنبط کیے جاتے۔

(2) جو مسائل قرآن وحدیث میں موجود نہ ہوتے ان کا حکم تلاش کرنے کے لیے قرآن وحدیث کی کوئی ایسی نص تلاش کی جاتی جس میں وہی علت ہوتی جو اس مسئلے میں پائی جاتی۔ پھر علت مشترک ہونے کے باعث نص کا حکم مطلوبہ مسئلے پر لگا دیا جاتا۔ اس طریقے کو رائے اور قیاس کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ طریقہ بہت محدود اور نادر تھا۔ اسے صرف اُس وقت استعمال کیا جاتا تھا جب اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا۔

خلفائے اربعہ کا طریقہ کار

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معمول یہ تھا کہ جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو اسے قرآن میں تلاش کرتے۔ اگر قرآن میں نہ ملتا تو حدیث میں تلاش کرتے اور اگر حدیث میں بھی نہ ملتا تو اہل علم صحابہ سے مشورہ کرتے پھر وہ سب جس پر متفق ہو جاتے تو اس کے مطابق فیصلہ فرما دیتے۔

عہد صحابہ میں اجتہاد کی چند مثالیں

(1) ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا لیکن اس کا حق مہر مقرر نہیں کیا اور پھر اس سے ہم بستری سے پہلے وفات پا گیا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عورت کے لیے مہر مثل کا فتویٰ دیا اور فرمایا ''اگر یہ فیصلہ صحیح ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور خطا

(۱) [بخاری (۹٤٦) کتاب الجمعة : باب صلاة الطالب والمطلوب راكبا وإيماء]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتو میری اور شیطان کی طرف سے ہے' اللہ اور اس کا رسول دونوں اس سے بری ہیں۔'' یہ فیصلہ سن کر اس مجلس میں موجود صحابی حضرت معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ نے کہا'' آپ نے وہی فیصلہ کیا ہے جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروع بنت واشق اشجعیہ کے لیے کیا تھا۔'' یہ سن کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس قدر خوش ہوئے کہ اس سے پہلے کبھی اتنے خوش نہ ہوئے تھے۔(۱)

(2) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بعض قبائل نے زکوۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا' حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کا ارادہ کیا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کے خلاف جہاد کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ وہ مسلمان ہیں۔لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اجتہاد سے کام لیتے ہوئے کہا کہ ان کے خلاف جہاد اس لیے ضروری ہے کیونکہ یہ نماز اور زکوۃ میں فرق کرتے ہیں ﴿لأقاتلن من فرق بين الصلاة و الزكوة﴾ ''میں اس سے ضرور قتال کروں گا جو نماز اور زکاۃ کے درمیان فرق کرے گا۔''(۲)

(3) سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے بیوہ عورت کی عدت چار ماہ دس دن مقرر فرمائی ہے جبکہ سورۂ طلاق میں حاملہ کی عدت وضع حمل بتائی گئی ہے۔اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا موقف یہ ہے کہ دونوں میں سے جو مدت طویل ہے وہ عدت ہے (یعنی أبعد الأجلين) اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حاملہ عورت کی عدت صرف وضع حمل ہی ہے (یہی قول راجح ہے)۔(۳)

اجتہاد صحابہ میں اختلاف کی وجوہات

واضح رہے کہ صحابۂ کرام کے مابین استنباطِ احکام میں اختلاف تو ہوا لیکن بہت کم اور جو اختلاف ہوا اس میں انہیں صرف حق مطلوب ہوتا تھا نہ کہ تعصب و تنگ نظری۔اختلاف صحابہ کے تجزیے سے مندرجہ ذیل وجوہات سامنے آتی ہیں:

(1) لفظ کے ایک سے زیادہ معانی ہوں:

جیسا کہ قرآن میں مطلقہ عورت کی عدت ﴿ثلاثة قروء﴾ [البقرة : ۲۲۸] ''تین قروء'' بیان ہوئی ہے۔لفظ قرء حیض کے لیے بھی آتا ہے اور طہر کے لیے بھی۔اس لیے اس کے معنی کی تعیین میں صحابہ کے درمیان اختلاف ہو گیا۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس سے حیض مراد لیتے ہیں جبکہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ طہر مراد لیتے ہیں۔(٤)

(2) حدیث کا عدم سماع:

یعنی ایک صحابی نے حدیث سن لی اور دوسرے نے نہ سنی بلکہ اپنے اجتہاد کے ذریعے فیصلہ کر دیا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما غسل کے وقت خواتین کو سر کے بال کھولنے کا حکم دیا کرتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر اظہار تعجب کرتے ہوئے کہا کرتی تھیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور میں صرف اپنے سر پر تین چلو ڈال لیا کرتی تھی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات برحق ہے)۔(٥)

---

(۱) [**صحيح** : صحيح أبو داود (۱۸۵۷) كتاب النكاح : باب فيمن تزوج ولم يسم صدا قاحتى مات' أبو داود (۲۱۱٤)]

(۲) [بخاری (۱۳۹۹ ' ۱٤۰۰) كتاب الزكاة : باب وجوب الزكاة]

(۳) [تفسير ابن كثير (۱/۵۷۰)]

(٤) [تفسير ابن كثير (۱/٥٤۲)]

(٥) [الإنصاف فى معرفة الراجح من الخلاف (ص/۷) مسلم (۱/۲٦۰)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) فعل کا حکم سمجھنے میں فرق:

یعنی لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو کوئی کام کرتے ہوئے دیکھا تو بعض نے اسے سنت سمجھ لیا اور بعض نے محض مباح وجائز۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے حج سے واپسی پر ابطح مقام پر قیام فرمایا۔(۱)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اسے حج کی سنت قرار دیتے ہیں جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اسے محض ایک اتفاقی عمل قرار دیتے ہیں۔

(4) سہو ونسیان:

مراد یہ ہے کہ کوئی صحابی نبی ﷺ کا کوئی فعل بیان کرے اور اس میں بھول کر غلط حکم لگا دے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ نبی ﷺ نے ماہ رجب میں عمرہ کیا۔(۲)

لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر کہا کہ ابن عمر نے بھول کر یہ بات کہہ دی ہے فی الحقیقت آپ ﷺ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

(5) ضبط کا مختلف ہونا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ ''میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔'' جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسے وہم شمار کیا کرتی تھیں۔(۳)

(6) حکم کی علت میں اختلاف:

مثلاً جنازے کے لیے کھڑا ہونا۔ بعض صحابہ کا مؤقف تھا کہ اس کی علت فرشتوں کی تعظیم ہے اس لیے مومن اور کافر دونوں کے لیے کھڑا ہونا چاہیے۔ بعض کا مؤقف تھا کہ یہ حکم موت کی ہولناکی کے باعث ہے اس لیے انہوں نے بھی مومن اور کافر دونوں کے لیے کھڑا ہونا ثابت کیا۔ اور بعض کہتے تھے کہ نبی ﷺ یہودی کے جنازے کے لیے اس لیے کھڑے ہوئے تھے کہ کہیں وہ آپ ﷺ کے سر سے بھی اونچا نہ ہو جائے اس لیے صرف کافر کے جنازے کے لیے کھڑا ہونا چاہیے مسلمان کے جنازے کے لیے نہیں (فی الحقیقت یہ قیام ہر ایک کے لیے منسوخ ہو چکا ہے)۔

(7) مختلف روایات کو جمع کرنے میں اختلاف:

جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ رخ ہو کر قضائے حاجت کی۔ بعض نے آپ ﷺ کے عمل کو ممانعت کے لیے ناسخ قرار دیا ہے اور بعض نے ممانعت کو صحراء کے ساتھ خاص کیا ہے اور عمارت یا بیت الخلاء میں قبلہ رخ ہو کر قضائے حاجت کی اجازت دی ہے۔

---

(۱) [بخاری مع الفتح (۳/۳۹۱)]

(۲) [بخاری مع الفتح (۳/۱۵۱) مسلم (۲/۱۲۴۲)]

(۳) [**صحیح**: صحیح أبو داود (۲۶۸۳) کتاب الجنائز: باب فی النوح ' أبو داود (۳۱۲۹)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دور میں فقہ کی خصوصیات

یہ دور چونکہ بالکل نبی ﷺ سے متصل تھا اور اس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا تھا ﴿خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم﴾ ''زمانوں میں بہترین میرا زمانہ ہے پھر اُن کا جو ان کے قریب ہوں گے اور پھر اُن کا جو ان کے قریب ہوں گے۔''(۱)

اس لیے اس میں دینداری' تقوی' خدا پرستی' خشوع وخضوع اور عجز وانکساری زیادہ تھی۔ صحابہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے تھے۔ کسی بھی مسئلہ کے استنباط میں بہت زیادہ احتیاط کیا کرتے تھے اور انہیں آپ ﷺ کا وہ فرمان بھی ہر لحہ یاد رہتا تھا ﴿من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار﴾ ''جس شخص نے جان بوجھ کر کوئی جھوٹی بات میری طرف منسوب کی وہ اپنا ٹھکانہ آگ بنا لے۔''(۲)

اور اگرچہ ان میں اختلاف ہوتا لیکن ایک دوسرے کا بے حد احترام کرتے تھے جیسا کہ قرآن نے بھی اس کی تصدیق کی ہے ﴿رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾[الفتح : ۲۹] ''صحابہ آپس میں نہایت رحمدل ہیں۔'' ان میں ایک یہ بھی خصوصیت موجود تھی کہ اگر کوئی حدیث مل جاتی تو پھر اپنے اجتہاد پر مصر نہ رہتے بلکہ فوراً اپنی بات چھوڑ کر حدیث کے مسئلے کو تسلیم کر لیتے۔

اس دور کے فقیہ صحابہ

اس دور میں شرعی احکام کے استنباط اور تفقہ واجتہاد میں جن صحابہ کے نام سرفہرست نظر آتے ہیں ان میں حضرت عمر' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت علی' حضرت ابن عمر' حضرت ابن عباس' حضرت زید بن ثابت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کثرت سے فتوے دیا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ حضرت ابوبکر' حضرت عثمان' حضرت انس' حضرت ابو ہریرہ' حضرت ابو سعید خدری' حضرت سعد بن أبی وقاص' حضرت سلمان فارسی' حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت عبدالرحمن بن عوف' حضرت معاذ بن جبل' حضرت جابر' حضرت عبادہ بن صامت' اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم بھی فتوے دیا کرتے تھے۔

❸ عہد صغار صحابہ وتابعین

یہ دور 41ھ سے دوسری صدی ہجری کے آغاز تک ہے۔ اس دور کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں صحابہ کرام مدینہ سے نکل کر دور دراز علاقوں میں چلے گئے اور لوگوں کو دین کی تعلیم دینے لگے۔ صحابہ کی علمی وعملی بصیرت کے باعث تشنگانِ علم کثرت کے ساتھ ان کے گرد جمع ہو گئے۔ اس طرح جہاں وسیع پیمانے پر دین کی نشر واشاعت ہوئی وہاں صاحب علم تابعین کی ایک ایسی جماعت بھی تیار ہو گئی کہ لوگ جن سے استفادے کے محتاج ہو گئے۔

عہد صحابہ میں چونکہ کتاب وسنت ہی احکام کا مرجع تھا اور قیاس کی بہت کم ضرورت پیش آتی تھی اس لیے قیاس یا رائے کے متعلق زیادہ بحث وتمحیص اور اختلاف وجود میں نہ آیا لیکن اس دور میں مسائل کی کثرت کے باعث کثرت قیاس کی ضرورت پیش آئی تو یہ مسئلہ کھڑا ہو گیا کہ کیا قیاس جائز ہے یا نہیں؟ ان حالات میں فقہا ومفتیان کے دو طبقے ابھرے:

---

(۱) [بخاری (۲٦٥١) کتاب الشهادات : باب لايشهد على شهادة جور إذا أشهد]

(۲) [صحيح : صحيح أبو داود (۳۱۰۲) كتاب العلم : باب التشديد في الكذب على رسول الله ' أبو داود (۳٦٥۰)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) اہل حدیث (2) اہل رائے

اہل حدیث

یہ وہ لوگ تھے جو ہر مسئلے میں فیصلہ کرتے وقت صرف نصوص شرعیہ یعنی کتاب وسنت تک محدود رہتے۔ اگر انہیں ان میں کوئی مسئلہ نہ ملتا تو توقف وسکوت اختیار کر لیتے اور رائے وقیاس سے حتی الوسع اجتناب کی ہی کوشش کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں اس قدر مسائل واحکام مدون نہ ہو سکے جتنے اہل الرائے کے پاس ہو گئے۔

اہل رائے

اس گروہ میں شامل لوگ مسائل کا حقیقی مصدر وسر چشمہ تو کتاب وسنت کو ہی تسلیم کرتے تھے لیکن جب انہیں کتاب وسنت میں کوئی واضح حکم نہ ملتا تو قیاس ورائے کے ذریعے فتویٰ دیتے۔ شرعی احکام کے علل واسباب اور اغراض ومقاصد کو استنباط مسائل میں ملحوظ رکھتے اور اصول وقوانین کی روشنی میں مسائل کا حل تلاش کرتے۔ ایسے لوگ اکثر اہل عراق ہیں اور اہل حدیث زیادہ اہل حجاز ہیں۔

مفتیان مدینہ

اس علاقے کے مشہور فقیہ صحابہ کے نام یہ ہیں:

(1) اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
(2) حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
(3) حضرت ابو ہریرۃ عبدالرحمٰن بن صخر الدوسی رضی اللہ عنہ

ان صحابہ سے علم حاصل کرنے والے کبار تابعین مندرجہ ذیل ہیں:

(1) سعید بن مسیب مخزومیؒ (2) عروہ بن زبیرؒ
(3) ابوبکر بن عبدالرحمٰن مخزومیؒ (4) زین العابدین بن حسینؒ
(5) عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہؒ (6) سالم بن عبداللہ بن عمرؒ
(7) سلیمان بن یسارؒ (8) قاسم بن محمد اُبی بکرؒ
(9) نافع مولی عبداللہ بن عمرؒ (10) محمد بن مسلمؒ
(11) ابو جعفر محمد بن علی بن حسینؒ (12) ابوالزنادؒ
(13) یحیی بن سعید انصاریؒ (14) ربیع بن اُبی عبدالرحمٰنؒ

مفتیان مکہ

صحابہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ ان سے علم حاصل کرنے والے چند نمایاں تابعین مندرجہ ذیل ہیں:

(1) مجاہد بن جبیرؒ (2) عطاء بن ابی رباحؒ
(3) عکرمہ مولی ابن عباسؒ (4) ابوالزبیر محمد بن مسلمؒ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفتیان کوفہ

اس علاقے کے فقیہ صحابہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ، حضرت علی رضی اللہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ شامل ہیں۔ ان صحابہ سے کسب فیض کرنے والے تابعین مندرجہ ذیل ہیں:

(1) علقمہ بن قیسؒ
(2) ابراہیم نخعیؒ
(3) مسروقؒ
(4) سعید بن جبیرؒ
(5) عبیدہ بن عمرو السلمانیؒ
(6) عامر بن شراحیلؒ
(7) شریح بن حارث کندیؒ

مفتیان بصرہ

صحابہ میں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ اس علاقے میں اشاعت دین کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اور تابعین میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں:

(1) ابوالعالیہ رفیع بن مہران الریاحیؒ
(2) قتادہ بن دعامہؒ
(3) حسن بن ابی الحسن یسارؒ
(4) ابوالشعثاء جابر بن زیدؒ
(5) محمد بن سیرینؒ

مفتیان یمن

اس علاقے میں مندرجہ ذیل تابعین موجود تھے:

(1) طاؤس بن کیسانؒ
(2) یحییٰ بن ابی کثیرؒ
(3) وھب بن منبہؒ

مفتیان مصر

قاری قرآن صحابی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ اس علاقے کے مفتی تھے اور تابعین میں سے چندایک یہ ہیں۔

(1) ابوالخیر مرشد بن عبداللہؒ
(2) یزید بن ابی حبیبؒ

مفتیان شام

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اشعری رضی اللہ، کو حضرت عمر رضی اللہ نے اس علاقے میں علم فقہ کی تعلیم کے لیے روانہ کیا۔ اس علاقے کے فقیہ تابعین مندرجہ ذیل ہیں:

(1) رجاء بن حیاۃ کندیؒ
(2) قبیصہ بن ذویبؒ
(3) مکحول بن ابی مسلمؒ
(4) ابوادریس خولانیؒ
(5) عمر بن عبدالعزیزؒ

○ یہی وہ دور ہے جس میں دو متعصب اور غالی قسم کے فرقوں کا ظہور ہوا۔ ان میں سے ایک شیعہ حضرات ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرے خوارج ہیں۔

شیعہ حضرات

اس فرقے کی بنیاد حب اہل بیت یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کی محبت میں غلو کاری اور بزرگ و برتر صحابہ کی شان میں گستاخی پر رکھی گئی۔ انہوں نے پہلے تینوں خلفائے راشدین کو غاصب خلافت قرار دے کر ہدف لعن طعن بنایا اور دیگر صحابہ سے بھی بیزاری کا اظہار کیا یہی وجہ ہے کہ صحابہ سے حاصل ہونے والی احادیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ انہوں نے ضائع ورد کر دیا اور من گھڑت خیالات واوہام کو کذب وافتراء کے ذریعے روایات کا درجہ دے دیا۔ یہی نہیں بلکہ قرآن مجید کو بھی محرف قرار دیا۔ اسی لیے علمائے حدیث نے ایسے شیعہ حضرات کی روایات کو قبول کرنے میں بہت زیادہ توقف سے ہی کام لیا۔

خوارج

انہوں نے اپنے عقائد کی بنیاد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض وعداوت پر رکھی۔ یہ دین سے خارج ایسے لوگ تھے جو بظاہر اسلام کا ہی لبادہ اوڑھے ہوئے تھے لیکن ان کا یہ تعصب ونفرت شرعی احکام کے استنباط میں بھی گہرا اثر کر چکا تھا۔ چونکہ ان کے عقائد ونظریات بعید از اسلام اور محض تشدد وجارحیت پر مبنی تھے اس لیے مختلف جنگوں کے ذریعے ان کی قوت کا خاتمہ ہوتا گیا' بالآخر دور عباسیہ کی ابتداء تک ان کا نام ونشان بھی مٹ گیا۔

4 عہد تدوین فقہ وحدیث اور دور ائمہ

اس دور کا عرصہ حیات دوسری صدی ہجری کے آغاز سے چوتھی صدی ہجری کے نصف تک ہے۔ اس دور میں کثرت فتوحات' دیگر اقوام سے روابط وتعلقات اور یونانی وروی کتب کے عربی میں تراجم کے باعث مسلمانوں کی علمی حیثیت کو جہاں ارتقاء حاصل ہوا وہاں متعدد مسائل نے بھی جنم لیا جن میں سے چند نمایاں مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

(1) ایسے لوگ رونما ہوئے جنہوں نے دین کو عقل کے تابع بنانے کی مذموم کوششیں کیں' ثابت شدہ عقائد میں بھی شکوک وشبہات پیدا کر دیے' حجیت حدیث پر ضرب لگانے کی کوشش کی اور بے حد سعی وجدوجہد کے ذریعے نئے نئے دقیق مسائل پیدا کر دیے۔ جیسا کہ مسئلہ خلق قرآن وغیرہ۔ یہ لوگ اہل یونان کے فلاسفر سے متاثر تھے ان میں معتزلہ ومتکلمین شامل ہیں۔
چونکہ حق کے مقابلے میں باطل بالآخر مٹ کر ہی رہتا ہے لہذا علمائے اسلام اور محدثین کرام کی ان سازشوں کے خلاف سرتوڑ کوشش کے نتیجے میں ان لوگوں کی حیلہ کاریوں اور فتنہ پردازیوں کا خاتمہ ہوا اور یہی مؤقف غالب رہا کہ کتاب وسنت ہی شرعی احکام کے اصلی بنیادی مآخذ ہیں۔

(2) وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ رفتہ رفتہ مسلمان دور دراز علاقوں تک پھیلتے گئے' ان کے تہذیب وتمدن میں وسعت ہوتی گئی اور ان کی سیاست ومعاشرت میں ارتقاء ہوتا گیا۔ حالات وواقعات میں تبدیلی' جدید ضروریات وتقاضوں کے باعث ہر شعبے میں نئے نئے مختلف مسائل پیدا ہو گئے۔ پھر ضرورت پیش آئی کہ ان متنوع مسائل کو از حد سعی وجدوجہد کے ذریعے قرآن وسنت اور اجتہاد سے حل کیا جائے۔

ان حالات کے پیش نظر مسلمانوں کے حاذق وباشعور اور نکتہ دان ومتبحر العلوم علما ومفتیان نے قرآن وسنت سے ان مسائل کو استنباط کر کے عملی زندگی میں ان کے انطباق کے لیے اپنے تمام اوقات قربان کر دیے اور شب وروز بے پایاں محنت وجفاکشی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مصروف ہو گئے اس محنت و کاوش نے علوم فقہ میں وسعت و فراخی پیدا کر دی اور پھر اس کے نتیجے میں تدوین حدیث وفقہ کا عمل بھی وجود میں آیا۔

تدوین حدیث

تدوین حدیث کے اعتبار سے بھی اس دور کو سنہری دور کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں تدوین حدیث پر ہر شہر میں خصوصی توجہ دی گئی۔ اس سلسلے میں سبقت لے جانے والے حضرات مندرجہ ذیل ہیں:

(1) مدینہ میں امام مالک بن انسؒ
(2) مکہ میں عبدالملک بن عبدالعزیزؒ
(3) کوفہ میں سفیان ثوریؒ
(4) بصرہ میں حماد بن سلمہؒ اور سعید بن ابی عروبہؒ
(5) شام میں عبدالرحمٰن اوزاعیؒ
(6) خراسان میں عبداللہ بن مبارکؒ
(7) یمن میں معمر بن راشدؒ

ان لوگوں کا زمانہ 140ھ کے قریب قریب اور 160ھ تک تھا۔ اس دور میں حدیث پر کام تین مراحل میں ہوا۔

(1) اس زمانے میں جو کتابیں مرتب ہوئیں ان میں احادیث نبوی کے ساتھ ساتھ صحابہ و تابعین کے اقوال بھی درج کر دیے جاتے جیسا کہ مؤطا امام مالک ہے۔

(2) پھر اقوال صحابہ و تابعین اور احادیث رسول دونوں کو الگ کر دیا گیا۔

(3) اس کے بعد محدثین کا دور آیا جنہوں نے بڑے ذخیرے سے چھان بین کر کے کتابیں مرتب کیں۔

صحاح ستہ

اس طبقے کے محدثین اور ان کی تصنیف کردہ کتب حسب ذیل ہیں:

(1) ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ (194ھ تا 256ھ): انہوں نے صحیح بخاری تالیف فرمائی۔

(2) ابوالحسین مسلم بن حجاج نیشاپوریؒ (204ھ تا 261ھ): انہوں نے صحیح مسلم تالیف فرمائی۔ ان دونوں محدثین کو شیخین اور ان کی کتب کو صحیحین کہا جاتا ہے۔

(3) ابوداود سلیمان بن اشعث السجستانیؒ (202ھ تا 275ھ): انہوں نے سنن ابی داود مرتب کی۔

(4) ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائیؒ (214ھ تا 303ھ): انہوں نے سنن نسائی تصنیف کی۔

(5) ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینیؒ (209ھ تا 273ھ): انہوں نے سنن ابن ماجہ تالیف فرمائی۔

ان تینوں کتابوں میں صرف احکام کی احادیث جمع کی گئی ہیں اسی لیے انہیں سنن کا نام دیا گیا۔

(6) ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ (200ھ تا 279ھ): ان کی ترتیب شدہ کتاب کو جامع ترمذی کہا جاتا ہے۔

ان چھ کتابوں کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی دیگر محدثین نے احادیث کی کتب تصنیف کیں لیکن جو قبولیت ان کو حاصل ہوئی وہ دوسری کتب کو نہ ہو سکی۔

علم اسماء الرجال

اس فن کا مقصد یہ تھا کہ احادیث کو کذب و افتراء سے محفوظ کیا جا سکے اور صحیح اور ضعیف و من گھڑت روایات میں واضح

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امتیاز کیا جا سکے۔ جو لوگ یہ عظیم خدمت سرانجام دیتے انہیں رجال جرح وتعدیل کہا جاتا۔ اس فن کو ''فن اسماء الرجال'' کہتے ہیں۔ محدثین نے احادیث کے راویوں کے حالات' ان کی عدالت' حفظ وضبط' امانت ودیانت' اخلاق وعادات' اوصاف وخصائل' شب وروز کی مصروفیت اور لوگوں سے تعلقات الغرض ان کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو اظہر من الشمس کر کے ساری دنیا کے سامنے واضح کر دیا تاکہ کسی بھی راوی کے درجہ ثقاہت وقبولیت کو جاننے میں مشکل پیش نہ آئے۔ یقیناً حدیث کی تدوین اور جمع وترتیب کے بعد اس کے تحفظ کے لیے اس علم وفن کا معرض وجود میں آنا نہایت ضروری تھا یہی وجہ ہے کہ اس علم کو اس دور کا ایک بہت بڑا اقدام وکارنامہ تصور کیا جاتا ہے۔

اہل حدیث واہل رائے

سابقہ دور کی طرح اس دور میں بھی مسائل شریعت کے استنباط اور اجتہاد کرنے والے علماء کے یہ دونوں طبقات موجود تھے۔ اہل حدیث استنباط احکام کے لیے صرف کتاب وسنت کو مرجع ومصدر گردانتے اور اہل الرائے قرآن وسنت سے اصول مستنبط کر کے اور نصوص کی علل پر نظر دوڑا کر احکام مستنبط کرتے۔

تدوین فقہ

اس دور میں فقہ کی تدوین اس طرح ہوئی کہ اس دور میں ایسے مجتہد افراد پیدا ہوئے جنہوں نے ساری زندگی انتھک محنت وکوشش کے ذریعے اجتہاد واستنباط کا کام کیا پھر بعد ازاں ان کے مستنبط مسائل واحکام کو مدون کیا گیا۔ ان کے شاگردوں نے ان کے اقوال کو مختلف کتب کی صورت میں جمع کر لیا اور لوگ ان مجتہدین کو فقہ میں اپنا امام تسلیم کرنے لگے حتی کہ ان کے مذہب وموقف کو سیکھ کر اس پر عمل کرنا ہی راہ عمل سمجھا جاتا۔ جن مجتہدین کی فقہ مدون ہوئی اور آج تک متعدد ممالک میں ان کے کثرت کے ساتھ تابع فرمان موجود ہیں وہ چار ہیں۔

① امام ابوحنیفہؒ ② امام مالکؒ ③ امام شافعیؒ ④ امام احمدؒ

انہیں ائمہ اربعہ کہا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ بعض اور فقہاء ومجتہدین نے بھی فقہ کے میدان میں محنت کی لیکن انہیں وہ مقام ومرتبہ اور قبولیت حاصل نہ ہو سکی جو ائمہ اربعہ کو ہوئی۔ ان اماموں کے مختصر حالات مندرجہ ذیل ہیں:

① امام ابوحنیفہؒ

ابتدائی حالات

آپ کا نام نعمان بن ثابت اور کنیت ابوحنیفہ ہے۔ آپ کی پیدائش 80ھ میں کوفہ شہر میں ہوئی۔ جب جوان ہوئے تو اسی شہر میں اپنے والد کے ساتھ کپڑے کا کاروبار کرنے لگے۔

تعلیم وتربیت

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ایک دن بازار سے گزر رہے تھے کہ اس وقت کے مشہور محدث وفقیہ امام شعبیؒ سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کیا پڑھتے ہو؟ آپ نے جواب میں کہا کہ کچھ نہیں۔ امام شعبیؒ نے کہا کہ تعلیم حاصل کرو' تمہارے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چہرے سے نور ٹپک رہا ہے۔اس دن سے آپ نے تعلیم کی طرف رغبت وتوجہ شروع کر دی۔

امام شعبیؒ، امام عطاء بن ابی رباحؒ، حضرت نافعؒ اور حضرت عبداللہ بن دینارؒ وغیرہ تابعین سے آپ نے علم حدیث حاصل کیا اور کوفہ کے بہت مشہور و نامور فقیہ حماد بن سلیمانؒ سے علم فقہ کا اکتساب کیا۔ آپ کو نہایت ذکاوت و ذہانت کے باعث امام حمادؒ کے شاگردوں میں اس قدر مقام حاصل ہوا کہ 120ھ میں امام حمادؒ کی وفات کے بعد آپ کو ان کا جانشین مقرر کر دیا گیا۔

کیا امام ابو حنیفہؒ تابعی تھے؟

بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت کی اور بعض نے تو چند اور صحابہ کی زیارت کا بھی دعوی کیا ہے مثلاً حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ اور اور حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ وغیرہ لیکن تحقیق شدہ دراجح بات یہ ہے کہ امام صاحب نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا کیونکہ جن حضرات نے بھی یہ دعوی کیا ہے کہ آپ نے صحابہ کی زیارت کی ان کے پاس سوائے دعوے کے کوئی صحیح و ثابت دلیل نہیں۔

اجتہاد کا طریقۂ کار

امام ابو حنیفہؒ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے خود فرمایا جب مجھے قرآن میں کوئی حکم مل جائے تو اسے لے لیتا ہوں۔ اگر قرآن میں نہ ملے تو اس کے متعلق حدیث رسول لے لیتا ہوں۔ اگر قرآن وحدیث دونوں میں نہ ملے تو صحابہ کے اقوال و آثار سے اخذ کرتا ہوں اور ان کے مقابلے میں کسی کے قول کو ترجیح نہیں دیتا لیکن امام ابراھیمؒ، امام شعبیؒ، امام ابن سیرینؒ، امام عطاءؒ اور حضرت سعید بن جبیرؒ نے جیسے اجتہاد کیا ہے اس طرح میں اجتہاد بھی کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں آپ متواتر دلائل کو قطعی اور اخبار آحاد کو ظنی قرار دیتے ہیں۔

آپ کے متعلق علماء کے اقوال

(1) امام مالکؒ سے روایت کی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا "آپ اگر چاہیں تو بزور دلیل پتھر کے ستون کو سونے کا ثابت کر دکھائیں۔

(2) امام شافعیؒ سے روایت بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا "علم فقہ سیکھنے والا امام ابو حنیفہؒ کا محتاج ہے۔"

(3) امام ابو یوسفؒ سے بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا "جب کسی مسئلے میں ہمارا باہمی اختلاف ہوتا تو ہم اسے امام ابو حنیفہؒ کے سامنے پیش کرتے۔ آپ اتنی جلدی جواب دیتے جیسے اپنی آستین سے نکالا ہو۔

آپ کے معاصر فقہاء

آپ کے ہم عصر فقہاء جو اس وقت کوفہ میں نامور تھے تین ہیں:

(1) محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیؒ (2) شریک بن عبداللہ النخعیؒ (3) سفیان بن سعید ثوریؒ

آپ کے تلامذہ

آپ سے فیض یافتہ بہت زیادہ شاگرد تھے ان میں سے چند مشہور حسب ذیل ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) امام ابو یوسف یعقوب بن ابراھیم انصاریؒ
(2) امام محمد بن حسن الشیبانیؒ
(3) امام زفر بن ہذیل بن قیس کوفیؒ
(4) امام حسن بن زیاد اللولوی کوفیؒ

وفات

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کو کئی مرتبہ قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا گیا لیکن آپ ہر مرتبہ انکار کر دیتے۔ اس انکار کے باعث آپ کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں بالآخر 150ھ میں آپ قید خانہ میں ہی وفات پا گئے۔(۱)

② امام مالکؒ

نام و پیدائش

آپ کا نام مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر اور کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ 93ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت

امام مالکؒ نے جب ہوش سنبھالا تو اس وقت آپ ﷺ کے جلیل القدر صحابہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ کی محنتوں سے مدینہ علم و حکمت کے خزانوں سے مالا مال تھا۔ ان صحابہ سے علم حاصل کرنے والے کبار تابعین مدینہ میں موجود تھے۔ امام مالکؒ نے ان ہی سے علم حاصل کیا۔ امام عبدالرحمٰن بن ہرمزؒ، امام نافعؒ، امام ابن شہابؒ زہری اور امام ربیعہؒ آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ بعد ازاں آپ ایک عظیم محدث اور بلند پایہ فقیہ کی حیثیت سے ابھرے۔ آپ کی جلالت قدر کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ امام محمد بن حسن الشیبانیؒ اور امام شافعیؒ جیسے عظیم فقہا بھی آپ کے شاگردوں میں شامل تھے۔

اجتہاد کا طریقۂ کار

استنباط احکام کے لیے آپ پہلے قرآن میں اور پھر حدیث میں تلاش کرتے۔ آپ کے نزدیک اہل مدینہ اور بالخصوص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بہت اہمیت رکھتا تھا حتی کہ جو حدیث اہل مدینہ کے عمل کے خلاف ہوتی اسے تسلیم نہ کرتے۔ اگر قرآن و حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملتا تو اجتہاد و قیاس سے کام لیتے۔ آپ مصالح مرسلہ کو بھی معتبر سمجھتے تھے جیسا کہ احناف استحسان کو معتبر سمجھتے ہیں۔

حدیث قبول کرنے کی شرائط

آپ روایتِ حدیث کے سلسلے میں انتہائی احتیاط سے کام لیتے تھے اور جب تک کسی حدیث کی صحت کا یقین نہ ہو جاتا ہرگز قبول نہ کرتے۔ آپ نے حدیث قبول کرنے کی جو شرائط لگائی تھیں وہ حسب ذیل ہیں:

(1) قرآن کریم کے خلاف نہ ہو۔

(۱) [مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: میزان الاعتدال (۲٦٥/٤) تاریخ الکبیر (۸۱/۸) کتاب الجرح و التعدیل (٤٤٩/۸) تهذیب الکمال فی أسماء الرجال (۱۰۸/۱۹) الأعلام (۳٦/۸) الکامل فی ضعفاء الرجال (۲۳٥/۸) کتاب الضعفاء الکبیر (۲۸۰/٤) حاشیة کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی (۲۷۹/٤) طبقات علماء الحدیث (۲٦۰/۱) سیر أعلام النبلاء (۳۹۰/٦) کتاب الضعفاء و المتروکین (ص/۲۳۳) العبر فی خبر من غبر (۱٦٤/۱) تاریخ بغداد (٤۱۱/۱۳)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(2) اہل مدینہ کے اجماع کے برخلاف نہ ہو۔

(3) راوی کا حافظہ قوی ہو۔

(4) راوی کتاب وسنت کا ماہراور ارباب اہل علم کا ہم نشیں ہواوراس کی عملی زندگی بے داغ ہو۔

(5) روایت بالمعنی صرف اس وقت قبول ہوگی جب الفاظ کا معمولی فرق ہو۔

استقامت واستقلال

آپ ہمیشہ حق بات پر ڈٹ جاتے خواہ اس کی پاداش میں آپ کو سزاؤں سے ہی کیوں نہ دوچار ہونا پڑتا۔ آپ نے خلیفہ منصور کی جبری بیعت کے خلاف فتوی دیا اور مجبورا دلوائی گئی طلاق کو مردود قرار دیا۔ یہ دونوں مسئلے حکام کے خلاف تھے لہذا انہوں نے آپ کو بے پناہ سزائیں دیں لیکن آپ صبر واستقامت کے غیر متزلزل پہاڑ کی طرح حق پر ڈٹے رہے۔

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید نے آپ سے درخواست کی کہ شاہی محل میں آکر اسے تعلیم دیں لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ پھر ہارون خلیفۂ وقت خود مدینہ میں آکر آپ سے تعلیم حاصل کرتا رہا۔

وفات

آپ تقریبا ساری زندگی مدینہ شہر میں ہی مقیم رہے اور یہیں درس وتدریس کا کام کرتے رہے لہذا آپ کی وفات بھی 179ھ میں اسی شہر میں ہوئی اور آپ کو وہیں دفن کر دیا گیا۔

③ امام شافعیؒ

نام وپیدائش

آپ کا نام محمد بن ادریس شافعی اور کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ 150ھ میں غزہ کے شہر میں پیدا ہوئے۔ جب آپ کی عمر دو سال ہوئی تو والد محترم کی وفات ہوگئی اس لیے آپ کی والدہ آپ کو لے کر اپنے آبائی شہر مکہ میں آ گئیں۔

تعلیم وتربیت

بے حد ذہانت وفطانت کے باعث نو سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا۔ پھر علوم شریعت میں مہارت حاصل کرنے کے لیے محنت وکوشش شروع کر دی حتی کہ اس میں بھی کامیاب ہوئے۔ بعد ازاں مدینہ پہنچ کر امام مالکؒ سے تعلیم حاصل کی' علاوہ ازیں چند اور اہل علم سے بھی آپ نے کسب فیض کیا۔ یہاں سے آپ عراق تشریف لے گئے جہاں آپ نے امام ابوحنیفہؒ کے مایہ ناز شاگرد امام محمدؒ کی شاگردی اختیار کی اور آپ کی اجتہادی فکر ونظر نے ایک نیا رنگ حاصل کیا۔ پھر واپس آکر درس وتدریس کے کام میں مصروف ہو گئے۔

195ھ میں آپ دوبارہ عراق تشریف لے گئے اور دو سال تک وہاں مقیم رہے۔ دریں اثنا بہت سے لوگوں نے آپ سے علم حاصل کیا اور آپ کے فقہی طریقۂ کار کو قبول کیا۔ دو سال بعد پھر آپ حجاز واپس آ گئے۔

198ھ میں پھر تیسری مرتبہ آپ عراق گئے اور چند ماہ قیام کے بعد مصر تشریف لے گئے اور بقیہ تمام زندگی وہیں مقیم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے۔ یہاں آپ کی بہت زیادہ شہرت ہوئی اور بہت زیادہ شاگرد بھی آپ کے حلقۂ درس میں جمع ہو گئے کہ جنہیں آپ نے کتابیں بھی لکھوائیں۔

اجتہاد کا طریقۂ کار

آپ بھی پہلے کتاب وسنت کو ہی احکام شریعت کا مصدر تصور کرتے۔ پھر اجماع وقیاس کے بھی قائل تھے۔ خبر واحد اگر ثقہ راویوں اور متصل سند والی ہوتی تو اسے قبول کرتے' اس کے علاوہ کسی شرط کے قائل نہ تھے۔ مزید برآں آپ فقہ حنفی کے استحسان اور فقہ مالکی کے مصالح مرسلہ کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔

تصانیف

(1) **مسند شافعی:** جو آپ کے شاگرد محمد بن یعقوب نے مرتب کی۔

(2) **الرسالۃ فی أدلۃ الأحکام:** اس میں اصول فقہ کی ابحاث موجود ہیں۔

(3) **کتاب الأم:** اس میں فقہی مسائل واحکام بیان کیے گئے ہیں۔

وفات

آپ کی وفات مصر میں 204ھ میں طبعی موت کے ذریعے ہوئی۔

④ امام احمدؒ

نام و پیدائش

آپ کا نام احمد بن محمد بن حنبل اور کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ دادا کی نسبت سے ابن حنبل مشہور ہوئے۔ آپ کی پیدائش 164ھ میں بغداد میں ہوئی۔ بچپن میں ہی والد کے انتقال کے باعث والدہ نے ہی آپ کی تربیت کی۔

تعلیم و تربیت

چودہ برس کی عمر میں علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے چنانچہ آپ نے امام ابو یوسفؒ کی شاگردی اختیار کی۔ پھر جب امام شافعیؒ بغداد آئے تو ان سے بھی تعلیم حاصل کی۔ حدیث وفقہ دونوں علوم میں آپ نے بلند مقام حاصل کیا جیسا کہ امام شافعیؒ کا قول بیان کیا جاتا ہے کہ ''جب میں نے بغداد چھوڑا تو علم وفضل میں احمد بن حنبل کے مرتبے کا کوئی دوسرا آدمی نہیں دیکھا۔

آپ کو حدیث سے بہت زیادہ محبت تھی یہی وجہ ہے کہ آپ نے احادیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ حفظ کر لیا تھا اور پھر آپ نے حدیث کی ایک کتاب بھی مرتب کی جو کہ مسند احمد کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس میں چالیس ہزار سے زائد احادیث موجود ہیں۔

اجتہاد کا طریقۂ کار

آپ ایک عظیم محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بلند پایہ فقیہ بھی تھے۔ آپ استنباط احکام میں پہلے قرآن پھر سنت پر اعتماد کرتے۔ خبر واحد کو متصل السند اور ثقہ راویوں کے باعث بغیر کسی شرط کے قبول فرماتے۔ حدیث کے بعد اجماع اور اجماع کے بعد ان اقوال صحابہ کو لیتے جو قرآن وحدیث کے مطابق ہوتے پھر ان کے بعد قیاس کو درجہ دیتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استقامت واستقلال

جو مسئلہ آپ پر حکام کے بے حد مظالم ومصائب کا سبب بنا وہ مسئلہ خلق قرآن تھا۔ فرقہ معتزلہ سے متاثر ہو کر حکام اس مسئلے کو رواج دینا چاہتے تھے لیکن امام احمدؒ ایک مضبوط چٹان کی طرح ان کے راستے کی رکاوٹ بن گئے۔ پھر اس سلسلے میں آپ کو کبھی زنجیروں میں جکڑا گیا، کبھی کوڑے لگائے گئے، کبھی قید تنہائی میں ڈالا گیا اور کبھی جلاوطن کر دیا گیا لیکن یہ تمام سزائیں آپ کی ثابت قدمی میں ذرہ برابر بھی لچک نہ پیدا کر سکیں۔

وفات

ایک عرصہ تک مسلسل مشکلات وتکالیف کے باعث آپ نہایت کمزور اور بیمار رہنے لگے تھے۔ بالآخر بغداد میں 241ھ بروز جمعہ آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔

5 عہد مناظرہ و بحث وتمحیص

سیاسی بدحالی

یہ دور چوتھی صدی ہجری کی ابتدا سے خلافت عباسیہ کے زوال تک رہا۔ اس دور میں مسلمانوں کی خلافت وسلطنت نہایت سیاسی کمزوری وانتشار کے باعث محض بغداد تک ہی محدود رہ گئی تھی۔ مسلمان چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور امارتوں میں تقسیم ہو کر اپنی گذشتہ وحدت ملی وہم آہنگی کھو چکے تھے۔ ربط وتعلق، اتحاد واتفاق اور توافق وتطابق کی جگہ افتراق وانحراف، بگاڑ وفساد اور ذہنی وقلبی تصادم وخلفشار نے لے لی تھی۔

آغاز تقلید

اگرچہ اس دور میں بھی علمی حرکت باقی تھی، علماء وفضلاء فقہ اسلامی کی تدوین واشاعت اور کمی کو پورا کرنے کے لیے بہت زیادہ کوششیں کر رہے تھے۔ لیکن اس دور میں استنباط مسائل کا وہ اسلوب وطریقۂ کار جو پہلے ادوار میں موجود تھا آہستہ آہستہ ختم ہوتا چلا گیا۔ کتاب وسنت کے ذریعے مسائل کا استنباط اور اجتہاد ترک کر کے لوگ اپنے اپنے ائمہ فقہ کی تقلید پر ہی تکیہ کرنے لگے تھے حالانکہ ائمہ فقہ نے تو اپنی اپنی زندگی میں ہی یہ بات واضح کر دی تھی کہ اگر ہماری بات کتاب وسنت کے خلاف پاؤ تو دیوار پر دے مارو اور کتاب وسنت پر عمل کرو جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا تھا کہ ''جب کوئی صحیح حدیث موجود ہو تو میرا بھی وہی مذہب ہے۔'' ان کے علاوہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ سے بھی اس طرح کے اقوال صحیح ثابت ہیں۔

بحث ومناظرہ

اس تقلید کے نتیجے میں جہاں کتاب وسنت کا علم سیکھنے کا رجحان ختم ہوتا جا رہا تھا اور ائمہ کی کتابوں کی طرف ہی رجوع شروع ہو چکا تھا وہاں اپنے اپنے مسلک ومذہب کی تائید وحمایت اور اختلافی مسائل میں دوسرے مسالک کی تردید کے لیے مناظرہ ومجادلہ کا بھی رواج عام ہو رہا تھا۔ مزید برآں ان مناظروں کو سرکاری سرپرستی بھی حاصل ہوتی جس بنا پر مسلمانوں میں انتشار کی افزائش ایک یقینی امر تھا۔ بالآخر صورتحال یہاں تک پہنچی کہ مدمقابل کی حق بات کو بھی تسلیم نہ کیا جاتا اور اپنے غلط

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤقف کو بھی من گھڑت روایات و عقلی دلائل کے ذریعے صرف مناظرہ جیتنے کی غرض سے ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی۔

اگرچہ اختلاف صحابہ میں بھی ہوا لیکن انہوں نے احترام' انصاف' محبت' اتحاد اور اتفاق کا دامن ہرگز نہ چھوڑا بلکہ جس سے اختلاف ہوتا اس سے گفت و شنید یا خط و کتابت کے ذریعے حل کی کوشش کی جاتی' کسی کے لیے تعصب و نفرت کی کبھی نوبت نہ آتی۔

اسباب تقلید

جن ائمہ فقہ کے فتاوی و اقوال پر اعتماد کیا گیا انہیں ایسے ہونہار محنتی شاگرد مل گئے کہ جنہوں نے اپنے اپنے اساتذہ کی فقہ کو مدون کیا' اسے مختلف کتب اور ابواب کی شکل میں ترتیب دیا' جس کے ذریعے احکام شریعت کے حصول میں آسانی پیدا ہو گئی اس لیے اصل مآخذ کو چھوڑ کر ان فقہی کتب کی طرف ہی رجوع کا رواج عام ہوتا چلا گیا حتی کہ حکام بھی انہی پر اعتماد کرنے لگے اور کوشش کرتے کہ قاضی بھی اپنے پسندیدہ مذہب کے عالم کو ہی مقرر کیا جائے۔ اس طرح رفتہ رفتہ اجتہاد کا دروازہ بند ہوتا چلا گیا اور آسانی پسند فطرت انسانی تقلید کی خوگر ہوتی چلی گئی۔

اس دور کے مشہور فقہاء

(1) ابوالحسن عبید اللہ کرخیؒ
(2) ابوبکر احمد الرازی الجصاصؒ
(3) ابوعبداللہ یوسف الجرجانیؒ
(4) ابوالحسن احمد بن محمد القدوریؒ
(5) ابوزید عبید اللہ السمر قندیؒ
(6) شمس الائمہ عبدالعزیز الحلوانی البخاریؒ
(7) شمس الائمہ محمد بن احمد السرخسیؒ
(8) علی بن محمد البزدویؒ
(9) فخر الدین حسن بن منصور الآ ذرجندی الفرغانی قاضی خانؒ
(10) علی بن ابی بکر عبد الجلیل الفرغانی المرغینانیؒ
(11) قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰؒ
(12) امام الحرمین الجوینیؒ
(13) امام غزالیؒ
(14) امام ماوردیؒ
(15) امام نوویؒ

❻ عہد تقلید محض اور اس کی تردید

اس دور کا آغاز سقوط بغداد سے شروع ہوا اور آج تک جاری ہے۔ اس دور میں گذشتہ دور کی باقی کچھ اجتہادی رمق کو بھی یکسر مٹا دیا گیا۔ اجتہاد کا دروازہ یکسر بند کر دیا گیا اور صرف فقہی کتب پر ہی انحصار کر لیا گیا۔ علماء و مفتیان نے بھی اجتہاد کے بجائے چند مخصوص کتب کو ہی سامنے رکھا۔ یہ جاننا کسی نے بھی ضروری خیال نہ کیا کہ ان کتب میں موجود مسائل کہاں سے لیے گئے ہیں' ان کے کیا دلائل ہیں' ان میں اختلاف کے کیا اسباب ہیں اور دوسرے ائمہ کے دلائل کیا ہیں؟ حالانکہ ان کے اماموں نے بھی انہیں اس لائحہ عمل کو اپنانے سے یوں روکا تھا کہ تقلید نہ کرو بلکہ وہیں سے احکام حاصل کرو جہاں سے ائمہ نے حاصل کیے ہیں۔ امام احمدؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ، اور امام محمدؒ وغیرہ سب سے اس طرح کے اقوال منقول ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقلید محض کی مخالفت

چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات طے ہے کہ ایک جماعت کو قیامت تک حق پر غالب رہنا ہے لہذا وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ ایسے علما و مجتہدین اور ائمہ وفقہا کو پیدا کرتے رہے جنہوں نے اپنے اپنے دور میں قاطع دلائل و براهین کے ذریعے تقلید محض کا طلسم توڑا' بدعات وخرافات کا قلع قمع کیا اور از سر نو تجدید واحیائے دین کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ نتیجۃً لوگوں کے ذہن پھر تبدیل ہونا شروع ہوئے اور نصوصِ اصلیہ کی طرف رجوع کیا جانے لگا۔ ان ائمہ ومجتہدین میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ، امام ابن قیمؒ، امام شوکانیؒ، امام صنعانیؒ، سید جمال الدین افغانیؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ جیسے قابل قدر لوگ شامل ہیں۔ لیکن اس تبدیلی کے ساتھ ساتھ اندھی تقلید کا سلسلہ بھی مختلف علاقوں میں جاری رہا جو کہ آج تک جاری ہے۔

عصر حاضر میں ضرورتِ اجتہاد

اجتہاد کی ضرورت ہمیشہ سے رہی ہے لیکن عصر حاضر میں کثیر متنوع ومختلف الجہات مسائل پیدا ہو جانے کے باعث اس کی ضرورت دو چند ہو گئی ہے۔ چنانچہ اہل علم پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ دور حاضر کے جدید چیلنجز کو قبول کرتے ہوئے نہایت محنت و عرق ریزی سے اپنی مجتہدانہ صلاحیتیں پیش کریں اور امت کے نئے نئے پیدا ہونے والے اقتصادی' معاشی' معاشرتی' سیاسی اور اخلاقی ہر قسم کے مسائل شرعی تقاضوں کے مطابق حل کرنے کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔ علاوہ ازیں اس دور میں ازحد سائنسی ترقی کی وجہ سے بین الاقوامی روابط وتعلقات اور ذرائع مواصلات میں اس قدر جدت پیدا ہو چکی ہے جس کے باعث دنیا ایک گلوبل ولیج (Globel Village) بن کے رہ گئی ہے۔ انسان جب چاہے پوری دنیا میں کہیں بھی رابطہ قائم کر سکتا ہے اور یقیناً یہ ایک ایسا ذریعہ ہے جس کے باعث کسی مسئلے کے متعلق پوری دنیا کے علماء کی یا محض دنیا کے بڑے بڑے علماء وفضلا کی رائے بھی بآسانی معلوم کی جا سکتی ہے۔ اور اس طرح کسی مسئلے کے متعلق بھی حتمی فیصلہ کرنا نہایت آسان ہے۔(۱)

❁❁❁

(۱) تدوین فقہ کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''تاریخ التشریع الاسلامی'' از شیخ محمد خضری بک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذاہب اربعہ اور ان کا مختصر تعارف

مذاہب اربعہ میں یہ مذاہب شامل ہیں۔

① مذہب حنفی ② مذہب مالکی ③ مذہب شافعی ④ مذہب حنبلی

ان چاروں مذاہب کی کچھ تفصیل حسب ذیل ہے:

❶ مذہب حنفی

تعارف

مذاہب اربعہ میں سب سے قدیم مذہب مذہبِ حنفی ہے۔ اس کی نشو ونما کوفہ میں ہوئی کیونکہ اس کے امام ''ابوحنیفہؒ'' اس علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔ پھر رفتہ رفتہ یہ مذہب پورے عراق میں اور پھر مصر' فارس' بخارا' بلخ' روم' فرغانہ اور ہندوستان کے اکثر حصے اور یمن کے کچھ حصے میں پھیل گیا۔ اس مذہب کے پیروکار اہل الرائے کہلاتے ہیں کیونکہ عراق میں حدیثیں کم پہنچنے کی وجہ سے انہوں نے بہت زیادہ قیاس کرنا شروع کر دیا یوں یہ لوگ اہل قیاس یا اہل الرائے کہلانے لگے۔ نیز ان کے امام بھی قیاس کے بہت بڑے ماہر تھے۔

کتبِ احناف میں موجود ہے کہ فقہ حنفی کو کتابی شکل میں جمع کرنے والا پہلا شخص 'اسد بن عمرو' تھا اور ایک قول کے مطابق 'نوح بن ابی مریم' تھا' اور فقہ حنفی کو مدون کرنے والے فقہا کی تعداد چالیس تھی جن میں امام ابو یوسفؒ اور امام زفرؒ وغیرہ بھی شامل تھے۔

احناف منصب قضا پر

ہارون الرشید کے دور خلافت میں امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد رشید امام ابو یوسفؒ کو قاضی القضاۃ مقرر کر دیا گیا۔ چنانچہ پوری سلطنت کے ہر علاقے میں قاضی کا تقرر انہی کے حکم سے ہوتا اور وہ صرف اپنے ہم مسلک شخص کو ہی قاضی مقرر فرماتے۔ نیز ان کے بعد بھی احناف کی ہمیشہ کوشش رہی کہ عہدۂ قضا صرف احناف کے پاس ہی رہے چنانچہ وہ ہر دوسرے مسلک کے قاضی کو معزول کرانے کے لیے خفیہ چالیں اور سازشیں کرتے رہتے۔ لہٰذا اس زمانے کے تمام مسلمانوں کو حنفی احکام و فتاوی پر مجبوراً عمل کرنا پڑتا اور یوں اس مسلک کی بہت زیادہ ترویج و اشاعت ہوئی۔

مختلف ممالک میں ترویج و اشاعت

شمالی افریقہ کا وہ علاقہ جو لیبیا' تیونس اور الجزائر پر مشتمل ہے مذہب حنفی سے پہلے کسی خاص مذہب کا پیروکار نہیں تھا۔ پھر اس علاقے میں سب سے پہلے مذہب حنفی لانے والے 'ابو محمد عبداللہ بن فروخ الفاسی' حنفی تھے لیکن اس مذہب کو غلبہ اس وقت حاصل ہوا جب 'اسد بن فرات بن سنان' اس علاقے کے قاضی مقرر ہوئے۔ ایک عرصے تک وہاں یہی مذہب غالب رہا لیکن جب اقتدار معز بن بادیس کے ہاتھ آیا تو اس نے مالکی مذہب کی اشاعت کی چنانچہ آج بھی اس علاقے کی اکثریت مالکی مذہب پر ہی ہے۔

مصر میں سب سے پہلے حنفی مذہب پہنچانے والا' قاضی اسمٰعیل بن الیسع' ہے جسے عباسی دور میں 164ھ میں مصر کا قاضی مقرر کیا گیا بعد ازاں عوام سے بعض مسائل میں اختلاف رائے کے پیش نظر اسے معزول کر دیا گیا لیکن دیگر علما و فقہا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعے یہ مذہب مصر میں فروغ پاتا رہا۔

فاطمی عہد میں انہوں نے اپنے ہم مذہب اسماعیلی شیعہ حضرات کو قاضی مقرر کیا اور تمام فیصلے اسی مذہب کے مطابق ہونے لگے تاہم احناف کو عبادات میں آزادی دی گئی کہ وہ جیسے چاہیں عبادت کرتے رہیں۔ مصر میں ایوبی سلطنت قائم ہوئی تو انہوں نے شافعی المذہب ہونے کی وجہ سے اس مذہب کو ترویج دی اور اس کے لیے بیشتر علاقوں میں مدارس قائم کیے۔ جب مصر پر عثمانی غالب آئے تو انہوں نے منصب قضا صرف احناف کے لیے خاص کر دیا جس وجہ سے امراء و حکام تک کو اس کے مطابق چلنا پڑا اور آج تک وہاں یہی صورتحال ہے۔

مذہب حنفی عصر حاضر میں

علاوہ ازیں عراق' خراسان' سجستان' جرجان' طبرستان' افغانستان' فارس' شام' ترکی' بنگلہ دیش' ترکمانستان' تاجکستان' قازقستان' بوسنیا' البانیہ اور برصغیر پاک و ہند میں اس مذہب کے پیروکار کثرت سے موجود ہیں۔ اور ایران' انڈونیشیا' سری لنکا' تھائی لینڈ' ملائیشیا' برما' سعودی عرب اور برازیل وغیرہ میں بہت کم ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق احناف دنیا کے کل مسلمانوں کا دو تہائی حصہ ہیں۔

❷ مذہب مالکی

تعارف

یہ مذہب امام مالکؒ کی طرف سے منسوب ہے۔ چونکہ آپ ہمیشہ مدینہ میں ہی مقیم رہے اس لیے اس کی نشوونما مدینہ میں ہی ہوئی پھر آہستہ آہستہ پورے حجاز' یمن' شام' بصرہ' مصر' اندلس' مراکش' سسلی اور سوڈان وغیرہ میں بھی پھیل گیا۔ اس مذہب کے پیروکار اہل حدیث کہلاتے ہیں کیونکہ انہوں نے استنباط احکام کے لیے زیادہ تر اعتماد صرف کتاب وسنت پر ہی کیا' قیاس ورائے کی طرف بہت کم متوجہ ہوئے۔ تاہم انہوں نے کتاب وسنت کے علاوہ اہل مدینہ کے عمل کو بہت زیادہ ترجیح دی اور معتبر سمجھا۔

مختلف ممالک میں ترویج واشاعت

مصر میں اس مذہب کی ترویج کرنے والے امام مالکؒ کے دو شاگرد عثمان بن الحکم اور عبدالرحیم بن خالد بن یزید ہیں۔ یہ دونوں امام مالکؒ سے علم حاصل کر کے ایک ساتھ مصر لوٹے اور فقہ مالکی کی اشاعت کی۔ دور ایوبیہ میں اس مذہب کے لیے مدارس قائم کیے گئے تو اس کی مزید تشہیر و ترویج ہوئی۔ لیبیا' تیونس اور الجزائر وغیرہ میں اس مذہب کو غلبہ اس وقت حاصل ہوا جب 407ھ میں معز بن بادیس نے اس علاقے کا اقتدار سنبھالا اور یہاں کے لوگوں کو مذہب مالکی پر عمل کے لیے مجبور کر دیا۔

اندلس میں یہ مذہب یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر' زیاد بن عبدالرحمٰن اور عیسیٰ بن دینار کی کوششوں سے نشر ہوا اور جب اندلس کے حکمران ہشام بن عبدالرحمٰن نے اس مذہب کو قبول کیا تو لوگوں سے بزور شمشیر اس مذہب کو قبول کروالیا۔

مراکش میں جب 'علی بن یوسف بن تاشفین' صاحب اقتدار ہوا تو اس نے فقہا و مجتہدین کو اس قدر اہمیت واکرام سے نوازا کہ حکومت کا کوئی فیصلہ ان سے مشورہ لیے بغیر نہ کرتا۔ چونکہ اس کے دربار میں تقرب و مرتبہ اسی کو حاصل ہوتا جو فقہ مالکی کا عالم ہوتا اس لیے مذہب مالکی کی طرف رجحان بہت زیادہ ہو گیا اور یوں رفتہ رفتہ کتاب وسنت کے بجائے استنباط احکام کے لیے صرف مذہب مالکی کی کتب پر ہی انحصار کیا جانے لگا۔ تاہم جب اسی شاہی خاندان کے سپوت 'یعقوب بن یوسف بن عبدالمومن' کو اقتدار نصیب ہوا تو اس نے فقہ کا خاتمہ کر کے دوبارہ کتاب وسنت کے ظاہر پر عمل کو لازم قرار دے دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب مالکی عصر حاضر میں

آج یہ مذہب مراکش' موریطانیہ' تیونس' الجزائر اور لیبیا میں موجود ہے اور ان علاقوں میں اس مذہب کے پیروکار کثرت سے ہیں۔ تاہم مصر' سوڈان' لبنان اور حجاز میں بھی ان کی اقلیت موجود ہے۔ 1930ء میں لگائے گئے اندازے کے مطابق اس مذہب کے پیروکاروں کی تعداد چار کروڑ تھی۔

③ مذہب شافعی

تعارف

یہ مذہب امام شافعیؒ کی طرف منسوب ہے جو غزہ میں پیدا ہوئے اور مصر میں فوت ہوئے۔ اس مذہب کے پیروکاروں کو بھی مالکیوں کی طرح ''اہلحدیث'' کہا جاتا ہے اور بعض علاقوں میں تو اہل حدیث کے نام سے مراد صرف شوافع ہی ہوتے تھے مثلاً خراسان وغیرہ میں۔ فی الحقیقت امام شافعیؒ پہلے امام مالکؒ کے شاگرد تھے اور پھر اہل عراق سے تعلیم حاصل کی۔ اس طرح انہوں نے ان دونوں مذاہب کے امتزاج سے ایک تیسرا نیا مذہب بنا لیا۔ سب سے پہلے یہ مذہب مصر میں متعارف ہوا پھر بغداد' شام' خراسان' توران اور بلاد فارس تک جا پہنچا۔

مختلف ممالک میں ترویج واشاعت

مصر میں مذہب حنفی اور مذہب مالکی غالب تھے لیکن جب امام شافعیؒ مصر پہنچے تو ان کا مذہب بھی پھیلنے لگا۔ مذہب شافعی کو مصر میں عروج دور ایوبیہ میں ہوا کیونکہ اس خاندان کے تمام افراد شافعی المذہب تھے سوائے 'سلطان شام عیسٰی بن عادل ابو بکر' کے صرف یہی حنفی تھے۔ مصر میں اقتدار کے باعث یہ مذہب خوب پھیلا۔

شام میں پہلے مذہب اوزاعی رائج تھا لیکن جب امام ابو زرعہ شافعیؒ مصر کے عہدۂ قضاء سے دستبردار ہو کر دمشق کے قاضی مقرر ہوئے تو تمام فیصلے' احکام اور فتاوی شافعی مذہب کے مطابق ہونے لگے۔ اس طرح اس علاقے میں شافعی مذہب کی ترویج ہوئی اور اس کام کو سرانجام دینے والے پہلے شخص یہی تھے۔

بغداد میں اگرچہ اکثریت احناف کی تھی' جب مذہب شافعی وہاں پہنچا تو ان دونوں مذاہب کی باہمی کشمکش شروع ہو گئی تھی اور عباسی حکومت کا مذہب بھی حنفی تھا لیکن بعض خلفاء نے شافعی مذہب کو بھی قبول کیا جیسا کہ خلیفہ متوکل نے کیا۔

علاوہ ازیں خراسان' رے اور ہمدان میں بھی یہ مذہب کشاں کشاں پھیلا۔ لیکن بلاد مغرب میں مالکیوں کی کثرت کے باعث نہ پھیل سکا اور کچھ اس وجہ سے بھی کہ مالکی مذہب کے لوگ امام شافعیؒ سے بغض رکھنے لگے تھے کیونکہ انہوں نے پہلے امام مالکؒ سے علم سیکھا اور پھر انہی سے اختلاف کیا۔

بعض تاریخی کتب میں موجود ہے کہ اندلس کے حکمران 'یعقوب بن یوسف' نے پہلے تو اعلانیہ ظاہریت اپنائی تھی لیکن پھر اپنے آخری دور میں مذہب شافعی کی طرف مائل ہو گیا تھا اور بعض شہروں میں اسی مذہب کے قاضی بھی مقرر کر دیے تھے۔

عصر حاضر میں مذہب شافعی

اس مذہب کے اکثر پیروکار فلپائن' ملائیشیا' انڈونیشیا' تھائی لینڈ' سری لنکا' مصر' سوڈان' اردن' لیبیا' لبنان اور فلسطین میں

15048

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آباد ہیں۔ان کی کچھ تعداد شمالی افریقہ' سعودی عرب' عراق' شام' یمن اور برصغیر کے ساحلی علاقوں میں بھی موجود ہے۔1930ء کے اندازے کے مطابق دنیا میں شوافع کی تعداد کم وبیش دس کروڑ تھی۔

4 مذہب حنبلی

تعارف

یہ مذہب امام احمد بن حنبلؒ کی طرف منسوب ہے جو بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ آپ امام شافعیؒ کے خاص تلامذہ میں سے تھے۔ آپ کا مذہب پہلے بغداد میں ابھرا پھر شام کے شہروں سے ہوتا ہوا دیگر علاقوں تک پھیل گیا لیکن اس مذہب کو وہ فروغ وعروج حاصل نہ ہوا جو پہلے تینوں مذاہب کو حاصل ہوا۔

اس مذہب کے پیروکار بہت کم تعداد میں ہیں کیونکہ انہوں نے حتی الوسع اجتہاد سے اجتناب کیا اور خالص کتاب وسنت کے مطابق ہی فیصلے کرتے رہے۔ یہ لوگ دوسروں کی نسبت حدیث وسنت نبوی سے بہت زیادہ وابسطہ رہے غالبا یہی وجہ ہے کہ یہ مذہب ظاہریت کے بہت زیادہ قریب ہے۔

مختلف ممالک میں ترویج واشاعت

مصر میں حنبلی مذہب ایک عرصے کے بعد پہنچا۔سب سے پہلے مصر میں داخل ہونے والے حنبلی امام مصنف عمدۃ الأحکام" حافظ عبدالغنی مقدسی" تھے۔دور ایوبیہ کے آخر میں اس مذہب کو مصر میں فروغ حاصل ہوا۔عراق وشام کے علاوہ موصل' آذربائیجان' آرمینا وغیرہ میں بھی یہ مذہب پہنچا لیکن یہ یادر ہے کہ کسی دور میں بھی ایسا نہ ہوا کہ اس مذہب کو کسی ملک میں غلبہ واقتدار نصیب ہوا ہو۔

جلیل القدر ائمہ اور مذہب حنبلی

یہی وہ مذہب ہے جس کے اقرب الی الحق ہونے کے باعث اس امت کے عظیم پیشوا و مجتہد' فقیہ ودانشمند اور فقید المثال امام شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اس سے از حد متاثر تھے اور بعض علماء نے تو انہیں حنبلی ہی قرار دیا ہے۔امام ابن تیمیہؒ کے شاگرد امام ابن قیمؒ بھی اسی مذہب سے تعلق رکھتے تھے کہ جن کی تصنیفات آج تک علمی مراکز ودفاتر میں نہایت اہمیت حاصل کیے ہوئے ہیں۔ تاہم یہاں یہ یادر ہے کہ یہ ائمہ اگرچہ اس مذہب سے متاثر تو تھے لیکن مسائل کے استنباط کے لیے اس مسلک کو نہیں بلکہ کتاب وسنت کو ہی پیش نظر رکھتے تھے۔ شیخ محمد بن عبدالوھاب نجدیؒ بھی اسی مسلک کے پیروکار تھے۔

عصر حاضر میں مذہب حنبلی

شیخ محمد بن عبدالوھابؒ کی اصلاحی تحریک کو چونکہ سعودی حکومت کے موسس وبانی عبدالعزیز آل سعود کی حمایت حاصل تھی اس لیے اس کے عہد میں اس مذہب کو بہت عروج وغلبہ حاصل ہوا اور آج تک یہی مذہب حکومت سعودیہ کا سرکاری مذہب ہے۔ فلسطین' شام' اور عراق وغیرہ میں بھی اس مذہب کے پیروکار موجود ہیں۔1930ء کے اندازے کے مطابق اس مذہب کے پیروکاروں کی تعداد کم وبیش تیس چالیس لاکھ تھی۔(۱)

---

(۱) [مذاہب اربعہ کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: "اسلامی دنیا میں فقہی مذاہب اربعہ کا فروغ" از علامہ احمد تیمور پاشا]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف فقہاء کے اسباب

اختلاف کسی چیز پر متفق نہ ہونے کو کہتے ہیں یعنی اقوال وافعال میں دوسروں سے الگ اور مختلف راہ اختیار کرنا۔ اور یہ اختلاف فطرت انسانی میں شامل ہے جیسے تمام بنی نوع انسان اپنی شکل وشباہت اور رنگت میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں بعینہ اپنی ذہنی وعقلی قوت میں بھی مختلف ہیں۔ چنانچہ آج تک فقہائے امت میں جو بھی اختلاف رونما ہوتا آیا ہے یا جو ہمیشہ ہوتا رہے گا اس کے پیچھے یہی فطری جذبہ کارفرما ہے۔ اگر اس اختلاف میں اصول وضوابط اور اخلاق وآداب کا لحاظ رکھا جائے اور ہر مسئلے میں اختلاف کے حل کے لیے کتاب وسنت کی طرف ہی رجوع کیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر یہی اختلاف محض تعصب، تقلیدی جمود اور مسلکی تائید وحمایت کی غرض سے ہو تو یقیناً ملت اسلامیہ میں تخریب وانتشار پر منتج ہوگا۔

عہد رسالت میں کوئی بھی اختلاف موجود نہیں تھا کیونکہ ہر اختلاف میں راہ ہدایت دکھانے کے لیے نبی کریم ﷺ خود موجود ہوتے تھے البتہ بعدازاں صحابہ وتابعین اور فقہا وائمہ میں جس اختلاف کا ظہور ہوا اس کے بڑے بڑے اسباب ہمارے علم کے مطابق تین ہیں۔

① لغوی تفاوت ② اصول استنباط ③ طریق استنباط

بالترتیب ان تینوں کی کچھ تفصیل حسب ذیل ہے:

❶ لغوی تفاوت

اس میں حسب ذیل صورتیں شامل ہیں:

(1) لفظی اشتراک:

کوئی مشترک لفظ بغیر کسی قرینہ کے عبارت میں یوں واقع ہو کے ان میں ہر معنی مراد لیا جاسکتا ہو جیسا کہ قرآن میں لفظ ''قروء'' حیض اور طہر کے معانی میں مشترک ہے۔ اور بغیر قرینہ کے واقع ہوا ہے اسی لیے فقہاء کے مابین اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔

(2) حقیقت ومجاز:

بعض الفاظ حقیقت ومجاز دونوں کا احتمال رکھتے ہیں اس لیے ان کے مدلول کے تعین میں بعض اوقات اختلاف ہو جاتا ہے جیسا کہ ''میزان'' کا معنی حقیقی طور پر ترازو ہے لیکن مجازاً عدل وانصاف کے لیے بھی استعمال ہو جاتا ہے۔

(3) عموم وخصوص:

بعض کلمات عموم وخصوص دونوں کا احتمال رکھتے ہوئے اختلاف کا باعث بن جاتے ہیں۔ جیسے ایک آیت میں ہے ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾ [البقرۃ : ۳۲] ''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھا دیے۔'' اگر عموم پر محمول کیا جائے تو قیامت تک کی ہر چیز کے نام مراد ہوں گے اور اگر خصوص سامنے رکھیں تو مراد اللہ تعالیٰ کے نام بھی ہو سکتے ہیں اور کائنات کی مختلف اشیاء کے بھی ہو سکتے ہیں جیسا کہ مفسرین نے یہ وضاحت کی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(4) صیغۂ امر و نہی کا حکم:

بعض کے نزدیک صیغۂ امر وجوب کے لیے اور بعض کے نزدیک استحباب کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض کے نزدیک صیغۂ نہی تحریم کے لیے اور بعض کے نزدیک کراہت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

❷ اصولِ استنباط

اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(1) روایت:

① بعض اوقات ایک مجتہد کسی روایت کو ضعیف کہتا ہے لیکن دوسرا اسی روایت کو صحیح کہتا ہے کیونکہ پہلے کو وہ روایت صحیح متصل سند کے ساتھ نہیں ملی ہوتی لیکن دوسرے کو وہ روایت صحیح سند کے ساتھ پہنچی ہوتی ہے۔

② کبھی کسی مجتہد کو کوئی ایسی دلیل مل جاتی ہے جو کسی عام حکم کے لیے تخصیص، مطلق حکم کے لیے تقیید، یا نسخ کا فائدہ دے رہی ہوتی ہے لیکن دوسرے کو ایسی کوئی دلیل نہیں ملتی۔

③ بسا اوقات روایت کے معانی میں اختلاف ہو جاتا ہے مثلاً بیوع کی ان اقسام کی تشریح و تعبیر میں: مزابنۃ، محاقلۃ، مزارعت ملامسۃ اور مخابرۃ وغیرہ۔

④ احناف مشہور حدیث کو متواتر کے حکم میں سمجھتے ہیں جبکہ دیگر فقہاء اس کے قائل نہیں۔

⑤ ایسی مرسل حدیث جسے صحابی ''أمر رسول اللہ بکذا'' جیسے الفاظ سے روایت کرے، بعض اسے قابل احتجاج تصور کرتے ہیں اور بعض اسے رد کرتے ہیں۔

(2) اقوالِ صحابہ:

صحابہ کے اجتہادی اقوال کی حیثیت میں اختلاف ہے۔ احناف اسے مطلق حجت سمجھتے ہیں جبکہ شافعیہ اس کا انکار کرتے ہیں۔

(3) قیاس:

بعض اہل ظاہر تو اسے مطلقاً حجت ہی نہیں سمجھتے جبکہ جمہور اسے کتاب و سنت اور اجماع کے بعد ماخذ شریعت مانتے ہیں۔

❸ طریقِ استنباط

یقیناً کتاب و سنت کی بعض نصوص قطعی الدلالۃ اور بعض ظنی الدلالۃ ہیں۔ چونکہ انسان فہم و فراست کے درجات میں باہم مختلف ہیں اس لیے ظنی الدلالۃ نصوص میں مختلف آراء کا سامنے آنا لازمی امر ہے جیسا کہ امام ابن قیمؒ نے یہی وضاحت فرمائی ہے۔

ان اسباب کے بیان سے ثابت ہوا کہ فقہا کا اختلاف محض فطری استعداد و صلاحیتوں کے مختلف ہونے پر مبنی تھا نہ کہ ذاتی بنیادوں پر تھا لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ فقہاء کے اس اجتہادی نوعیت کے اختلاف کو مسلکی گروہ بندی، باہمی تعصب و بغض اور افتراق و انتشار کا ذریعہ نہ بنائیں بلکہ تقلیدی جمود سے نکل کر کتاب و سنت سے مسائل کے استنباط کی جدوجہد و سعی کو فروغ دینے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ یہی منشاء الٰہی ہے اور یہی آج وقت کی ضرورت بھی ہے۔ (واللہ الموفق)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند اصولی مباحث

اجتہاد

اجتہاد کی تعریف

لغوی اعتبار سے اجتہاد کسی کام کو سرانجام دینے میں بھر پور محنت و مشقت کو کہتے ہیں۔اور اصطلاحی اعتبار سے علما اجتہاد کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں ((بذل المجتهد وسعه في طلب العلم بالأحكام الشرعية بطريق الاستنباط)) ''شرعی احکام کے علم کی تلاش میں ایک مجتہد کا استنباطِ احکام کے طریقے سے اپنی بھر پور کوشش کرنا (اجتہاد کہلاتا ہے)۔''(۱)

مجتہد کی تعریف

((من قامت فيه ملكة الاجتهاد أي القدرة على استنباط الأحكام الشرعية العملية من أدلتها التفصيلية)) ''مجتہد وہ ہے جس میں اجتہاد کا ملکہ موجود ہو یعنی اس میں تفصیلی مآ خذ سے شریعت کے عملی احکام مستنبط کرنے کی پوری قدرت موجود ہو۔''(۲)

اجتہاد کی شرائط:

(1) مجتہد عقیدے کے اعتبار سے صحیح ہو کسی شخص یا گروہ کی تقلید میں جکڑا ہوا نہ ہو۔

(2) عربی زبان اس قدر سمجھ سکتا ہو کہ اسے عربی عبارتوں کے الفاظ' کلام کے مختلف اسلوب جاننے میں مشکل پیش نہ آئے۔

(3) اسے قرآن مجید کا علم ہو۔یعنی اسباب نزول' ناسخ منسوخ اور علم تفسیر وغیرہ کا ماہر ہو۔

(4) وہ سنت کا علم بھی رکھتا ہو۔یعنی صحیح ضعیف کا علم' علم رجال' علم اصول حدیث اور ناسخ منسوخ وغیرہ۔

(5) اسے علم ہونا چاہیے کہ کن مسائل میں اجماع ہو چکا ہے اور کن میں اختلاف ہے۔

(6) مقاصدِ شریعت' احکام کی علتوں اور نصوص کی حکمتوں کا علم رکھتا ہو۔

(7) علم اصول فقہ اور مآ خذ شریعت سے احکام مستنبط کرنے کے طریقے جانتا ہو۔

(8) اس میں اجتہاد کی فطری استعداد بھی موجود ہو۔

کن مسائل میں اجتہاد ہو سکتا ہے؟

جن مسائل کے متعلق شریعت میں قطعی الثبوت دلائل موجود ہوں ان میں اجتہاد کی گنجائش نہیں مثلاً نماز' روزہ' زکوۃ اور حج وغیرہ۔اجتہاد صرف ان مسائل میں کیا جا سکتا ہے جن کے متعلق دلائل ظنی الدلالت ہوں یا جن کے متعلق سرے سے کوئی نص موجود ہی نہ ہو۔

---

(۱) [الوجيز (ص/۴۰۱) الموافقات للشاطبي (۵۷/۴) المستصفى للغزالي (۱۰۳/۲)]

(۲) [أيضا]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتہاد کسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں

اگرچہ بعض فقہا یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے ائمہ کے گزر جانے کے ساتھ ہی اجتہاد کا دروازہ بھی بند ہو چکا ہے لیکن فی الحقیقت ایسا نہیں ہے بلکہ اجتہاد کسی بھی زمانے یا وقت میں کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کا تعلق کسی شخص میں شروط اجتہاد موجود ہونے اور مسائل پیدا ہونے کے ساتھ ہے۔

چونکہ یہ دونوں چیزیں قیامت تک رہیں گی (یعنی کہ ایسے لوگوں کا ایک گروہ جو دین پر ہمیشہ قائم رہے گا اور وقت بدلنے کے ساتھ نئے نئے مسائل کا رونما ہونا) اس لیے اجتہاد کی بھی تا قیامت ضرورت پیش آتی رہے گی۔

اجتہاد میں تبدیلی

اجتہاد بحث و نظر اور شرعی احکام کے استنباط کے لیے سخت کوشش کرنے پر منحصر ہے۔ اب اگر کوئی از حد محنت کے بعد کسی نتیجے پر پہنچے تو اسے چاہیے کہ اس پر عمل کرے اور اسی کے مطابق فتوی دے۔ لیکن اگر بعد میں اسے کوئی اور رائے (اپنی رائے سے) کتاب و سنت کے زیادہ قریب معلوم ہو تو پھر وہ اپنی پہلی رائے پر نہیں بلکہ دوسری رائے پر عمل کرے گا اور اسی پر فتوی دے گا۔

تاہم ایک ہی مجتہد کے ایک وقت میں دو متضاد اقوال ہونا کسی طور پر جائز نہیں۔ اگر مجتہد زیادہ ہوں اور پھر ان کے اقوال میں اختلاف ہو تو لوگوں کو اختیار ہوگا کہ وہ جس رائے کو کتاب و سنت کے زیادہ قریب پائیں اس پر عمل کریں۔ ایسی صورت میں یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ ہر ایک کی رائے برحق ہو کیونکہ اجتہاد مختلف ہونے سے حق زیادہ نہیں ہو جاتے بلکہ حق کسی ایک کے ساتھ ہی ہوگا جسے تحقیق و تفتیش کے ذریعے حاصل کرنا لوگوں پر لازم ہے۔

اجتہاد کا اجر و ثواب

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ﴿إذا حكم الحاكم فاجتهد ثم أصاب فله أجران و إذا حكم فاجتهد ثم أخطأ فله أجر﴾ ''اگر حاکم کسی فیصلے کے لیے اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد صحیح ہو تو اسے دو اجر ملیں گے اور اگر وہ کسی فیصلے کے لیے اجتہاد کرے پھر اجتہاد میں غلطی کرے تو اسے (پھر بھی صرف اجتہاد کا) ایک اجر ملے گا۔(۱)

اجتہاد کا طریقہ کار

مجتہد کو چاہیے کہ کسی بھی مسئلے کا حل تلاش کرنے کے لیے سب سے پہلے کتاب و سنت میں دیکھے۔ اگر ان میں اسے مطلوبہ مسئلہ مل جائے تو کسی اور طرف رخ نہ کرے۔ اگر نہ ملے تو اسے کتاب و سنت کے ظواہر اور منطوق و مفہوم میں تلاش کرے۔ اگر ان میں بھی نہ ملے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور امت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوڑی ہوئی تقریرات پر نظر دوڑائے۔ پھر اگر اجماع کو حجت سمجھتا ہے تو اس کی طرف آئے اور پھر قیاس (اور دیگر ذیلی مآخذ) کی طرف رجوع کرے۔(۲)

---

(۱) [بخاری (۷۳۵۲) كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة : باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ ، مسلم (۳۲۴۰) أحمد (۱۷۱۰۶)]

(۲) [مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: إرشاد الفحول (ص/۳۵۸)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقلید

تقلید کی تعریف

لغوی اعتبار سے تقلید لفظ قلادہ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ''پٹہ'' ہے جسے انسان جانوروں کے گلے میں ڈالتا ہے۔

اصطلاحی اعتبار سے اس کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں:

(1) امام شوکانیؒ نے یہ تعریف کی ہے((هو العمل بقول الغير من غير حجة)) ''تقلید یہ ہے کہ کسی دوسرے کی بات پر بلا دلیل عمل کیا جائے۔''

(2) امام غزالیؒ نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے ((هو قبول قول بلا حجة)) ''کسی کی بات بلا دلیل قبول کر لینا۔''

(3) امام ابن ہمامؒ نے اس کی تعریف یوں کی ہے ((العمل بقول من ليس قوله إحدى الحجج بلا حجة)) ''کسی ایسے شخص کے قول پر بلا دلیل عمل کرنا جس کا قول حجت نہ ہو۔'' امام شوکانیؒ نے اس تعریف کو احسن کہا ہے۔(۱)

تقلید کا حکم

اصول وفروع میں تقلید حرام ہے کیونکہ ہر مکلف شخص سے اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول مطلوب ہے نہ کہ کسی شخص کی اندھی تقلید۔ مزید مذمتِ تقلید کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) تمام تنازعات میں صرف کتاب وسنت کی طرف ہی رجوع کا حکم ہے ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْئٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾[النساء : ٥٩] ''اگر کسی چیز میں تم اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ۔''

(2) کتاب وسنت سے' یا کسی صحابی' تابعی اور امام سے تقلید شخصی کی اجازت ثابت نہیں۔

(3) لفظ تقلید انسانوں کے لیے نہیں بلکہ جانوروں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے ﴿وَلَا الْقَلَائِدَ﴾ [المائدة : ٢] ''اور پٹے پہنائے گئے جانوروں کی (بے حرمتی نہ کرو)۔'' اور حدیث میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے ایک قاصد کو یہ کہہ کر بھیجا کہ ﴿لا تبقين في رقبة بعير قلادة من وتر أو قلادة إلا قطعت﴾ ''کسی بھی اونٹ کی گردن میں مضبوط دھاگے کا پٹہ' یا کہا کہ کوئی بھی پٹہ' ہرگز نہ چھوڑنا اِلا کہ اسے کاٹ دیا گیا ہو۔''(۲)

اور لغت کی معتبر کتابوں میں موجود ہے کہ لفظ ''تقلید'' کا معنی ''کسی کے گلے میں پٹہ ڈال دینا یا کسی کی بات کو بغیر سوچے سمجھے اپنا لینا'' ہے۔(۳)

(4) مشرکین یہ بات کہا کرتے تھے ﴿إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَ نَا عَلٰى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلٰى آثَارِهِمْ مُهْتَدُوْنَ﴾[الزخرف : ٢٢] ''ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک مذہب پر پایا اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل کر راہ یافتہ ہیں۔'' معلوم ہوا کہ اپنے بڑوں کی اندھی

---

(۱) [إرشاد الفحول (ص/٣٧٨) المستصفى للغزالي (٢/٣٨٧) الإحكام للآمدي (١٩٢/٤) تيسير التحرير (٢٤٢/٤) الوجيز (ص/٣١٠)]

(۲) [بخاري (٣٠٠٥) كتاب الجهاد والسير : باب ما قيل في الجرس ونحوه في أعناق الإبل]

(۳) [المعجم الوسيط (ص/٧٥٤) القاموس المحيط (ص/٢٩٦)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقلید کرنا مشرکین کا عمل تھا۔"

(5) ﴿اِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ [التوبة : ٣١] "انہوں (یعنی یہود ونصاری) نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنالیا۔"

علماء کو رب بنانے کا مطلب رسول اللہ ﷺ نے یہ بتلایا کہ جس چیز کو علما حلال کہیں اسے حلال قرار دیا جائے اور جسے وہ حرام کہیں اسے حرام قرار دے دیا جائے۔(۱)

(6) جہنمی لوگ آگ میں یہ صدا لگائیں گے ﴿رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَ نَا فَأَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ﴾ [الأحزاب : ٦٧ ـ ٦٨] "اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی مانی جنہوں نے ہمیں راہ راست سے بھٹکا دیا۔ پروردگار تو انہیں دگنا عذاب دے۔"

(7) رسول اللہ ﷺ نے امت کو گمراہی سے بچانے کے لیے صرف دو ہی چیزیں پیچھے چھوڑی ہیں ایک قرآن اور دوسری سنت جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ﴿ تركت فيكم أمرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما -كتاب الله و سنة نبيه﴾ (۲)

(8) ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ [الإسراء : ٣٦] "جس بات کا تمہیں علم ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑو۔" اور تقلید علم نہیں بلکہ جہالت ہے جیسا کہ امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ: اہل علم کا اتفاق ہے کہ تقلید علم نہیں ہے۔(۳)

(9) ﴿اِتَّبِعُوْا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهِ أَوْلِيَاءَ﴾ [الأعراف:٣] "تم لوگ اس کی پیروی کرو جسے تمہارے رب کی طرف نازل کیا گیا ہے اور اسے چھوڑ کر من گھڑت سرپرستوں کی پیروی نہ کرو۔"

(10) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ﴿ لا يقلدن أحدكم دينه رجلا إن آمن آمن وإن كفر كفر، فإنه لا أسوة في الشر﴾ "تم میں سے ہرگز کوئی کسی آدمی کی (اس طرح) تقلید نہ کرے کہ اگر وہ ایمان لائے تو یہ بھی ایمان لائے اور اگر وہ کفر کرے تو یہ بھی کفر کرے (کیونکہ) بلاشبہ برائی میں تو کوئی بھی شخص نمونہ نہیں ہوتا۔"(٤)

جب کسی صحابی یا تابعی کی تقلید جائز نہیں تو کسی امام کی تقلید کیسے مباح ہو سکتی ہے۔ جو لوگ اماموں کی بالخصوص ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ ایسی کوئی دلیل پیش کریں کہ ان کے اماموں نے انہیں تقلید کا کہا ہو حالانکہ ایسی کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ اس کے برخلاف ائمہ سے اقوال مروی ہیں جیسا کہ چند حسب ذیل ہیں:

(ابوحنیفہؒ) (1) ((إذا صح الحديث فهو مذهبي)) "جو صحیح حدیث میں ہو وہی میرا مذہب ہے۔"

(2) ((حرام على من لم يعرف دليلي أن يفتي بكلامي)) "جسے میری دلیل کا علم نہ ہو اسے میرے قول پر فتوی دینا حرام ہے۔"(٥)

---

(۱) [**صحيح** : صحيح ترمذي (٢٤٧١) كتاب تفسير القرآن : باب ومن سورة التوبة، ترمذي (٣٠٩٥)]

(۲) [مؤطا (١٨٧٤) كتاب الجامع : باب النهي عن القول بالقدر]

(۳) [أعلام الموقعين (١٦٥/٢)]

(٤) [أعلام الموقعين (١٧٢/٢)]

(٥) [حاشية ابن عابدين (٦٣/١) أعلام الموقعين (٣٠٩/٢) الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء لابن عبد البر (ص/١٤٥)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(شافعیؒ) (1) ((إذا وجدتم في كتابي خلاف سنة رسول الله فقولوا بسنة رسول الله ودعوا ما قلت)) ''جب تمہیں میری کتاب میں حدیث کے خلاف کوئی بات ملے تو تم حدیث کو لو اور میری بات کو چھوڑ دو۔''

(2) ((كل ما قلت فكان عن النبي ﷺ خلاف قولي مما يصح فحديث النبي أولى فلا تقلدوني)) ''میرا قول جو بھی ہو لیکن اگر نبی ﷺ سے اس کے خلاف ثابت ہو جائے تو نبی ﷺ کی حدیث واجب الاتباع ہوگی اور میری تقلید ناجائز ہوگی۔'' (۱)

(مالکؒ) ((إنما أنا بشر أخطئ وأصيب فانظروا في رأيي فكل ما وافق الكتاب والسنة فخذوه وكل ما لم يوافق الكتاب والسنة فاتركوه)) ''میں صرف ایک انسان ہوں مجھ سے خطا اور درستگی دونوں کا امکان ہے لہٰذا تم میری رائے میں غور و فکر سے کام لو۔ جو قرآن و حدیث کے مطابق ہو اسے قبول کر لو اور جو قرآن و حدیث کے مطابق نہ ہو اسے چھوڑ دو۔'' (۲)

(احمدؒ) ((لا تقلدني ولا تقلد مالكا ولا الشافعي ولا الأوزاعي ولا الثوري وخذ من حيث أخذوا)) ''میری تقلید نہ کرو اور نہ مالک' شافعی' اوزاعی' اور ثوری کی تقلید کرو بلکہ وہاں سے مسائل اخذ کرو جہاں سے انہوں نے اخذ کیے ہیں۔'' (۳)

مقلدین کے دلائل اور ان کے جوابات

(1) ﴿لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ﴾ [التوبة: ۱۲۲] ''تا کہ دین کا فہم حاصل کریں اور اپنی قوم کو ڈرائیں۔''

(2) ﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [النحل: ۴۳] ''اگر تمہیں علم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ لو۔''

مقلدین ان آیات سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآن میں کفار کی تقلید سے منع کیا گیا ہے' ہدایت یافتہ علماء کی تقلید سے منع نہیں کیا گیا بلکہ اس کا حکم دیا گیا ہے۔

تو اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ ان آیات میں یہ کہیں مذکور نہیں ہے کہ اہل علم سے ان کی اپنی رائے یا ائمہ کی رائے دریافت کی جائے اور پھر آنکھیں بند کر کے اس کی پیروی کر لی جائے بلکہ اہل علم سے صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بات ہی دریافت کی جائیگی کیونکہ یہی دین ہے اس کے علاوہ کوئی اور چیز دین کا حصہ نہیں۔

مسئلہ دریافت کرنے کا طریقہ

جب کسی شخص کو کوئی مسئلہ درپیش ہو اور وہ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہو تو اسے سب سے پہلے چاہیے کہ کسی ایسے عالم دین سے دریافت کرے جو کتاب و سنت اور فقہی مسائل کا ماہر ہو۔ پھر جب وہ عالم فتویٰ دے تو اس سے پوچھے کہ کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اس طرح فرمایا ہے؟ اگر عالم جواب میں ہاں کہے تو اسے اپنا لے اور تاحیات اس پر کاربند رہے۔ لیکن اگر کہے کہ یہ میری رائے ہے یا کسی امام و فقیہ کا نام لے کر کہے کہ یہ اس کا قول ہے تو ہرگز اسے اختیار نہ کرے بلکہ کسی اور سے مسئلہ دریافت کر لے۔

---

(۱) [ذم الكلام للهروي (۴۷/۳) ابن عساكر (۱۰/۹/۱۵) المجموع (۶۳/۱) أعلام الموقعين (۳۶۱/۲) الحلية لأبي نعيم (۱۰۷/۹)]

(۲) [الجامع لابن عبد البر (۳۲/۲) الأحكام لابن حزم (۱۴۹/۶)]

(۳) [أعلام الموقعين (۱۷۸/۲)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارض اور اس کا حل

شرعی دلائل میں تعارض کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسئلے میں ایک دلیل کسی حکم کی متقاضی ہو اور اسی مسئلے میں دوسری دلیل اس کے مخالف حکم چاہتی ہو۔ واضح رہے کہ ایسا تعارض فی الواقع شریعت میں موجود ہی نہیں البتہ مجتہد علماء کی نظر وفکر میں تعارض ممکن ہے کہ کوئی مجتہد اپنی کم فہمی اور مکمل دلائل سے ناواقفیت کی وجہ سے ایک دلیل کو دوسرے کے مخالف خیال کرے۔ لہذا معلوم ہوا کہ شرعی دلائل میں تعارض حقیقی نہیں بلکہ ظاہری ہوتا ہے اور اس تعارض کو رفع کرنے کے لیے علماء نے چند اصول مقرر کیے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) جمع وتوفیق

سب سے پہلے یہ کوشش کی جائے گی کہ دونوں متعارض دلائل کے درمیان اس طرح تطبیق دی جائے کہ دونوں پر عمل ممکن ہو جائے جیسا کہ ایک حدیث میں نبی ﷺ سے قبلہ رخ بیٹھ کر قضائے حاجت کی ممانعت منقول ہے۔(۱)

اور دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے خود قبلہ رخ ہو کر قضائے حاجت کی۔(۲)

ان دونوں احادیث میں تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ ممانعت کی احادیث فضا کے ساتھ خاص ہیں اور رخصت کی احادیث اوٹ، دیوار یا پختہ بنے ہوئے بیت الخلاء کے متعلق ہیں۔ اس طرح دونوں قسم کے دلائل پر عمل ممکن بنا دیا گیا ہے۔

(2) ترجیح

جمع وتوفیق ممکن نہ ہو تو دونوں دلیلوں میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح وفوقیت دی جائیگی اور پھر اس پر عمل کیا جائیگا جیسا کہ ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ''پیشاب سے اجتناب کرو۔''(۳)

اور دوسری میں ہے کہ نبی ﷺ نے عرنیین کو اونٹوں کا پیشاب بطور دوا پلایا۔(٤) تو بعض حضرات پہلی حدیث کو دوسری پر اس لیے ترجیح دیتے ہیں کیونکہ حرمت اباحت پر مقدم ہے اور فائدہ حاصل کرنے سے نقصان دور کرنا زیادہ بہتر ہے۔

وجوہ ترجیح

اس کی تین قسمیں بنائی جاتی ہیں:

① سند کے اعتبار سے ② متن کے اعتبار سے ③ خارجی دلائل کے اعتبار سے

❶ سند کے اعتبار سے ترجیح کی وجوہات

سند کے اعتبار سے ترجیح کی وجوہات حسب ذیل ہیں:

(۱) [**صحيح** : صحيح أبو داود (٥) كتاب الطهارة : باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة ' أبو داود (٧)]

(۲) [**حسن** : أبو داود (١٠) كتاب الطهارة : باب الرخصة في ذلك ' أبو داود (١٣)]

(۳) [**صحيح** : صحيح أبو داود (١٠) أبو داود (٢٠)]

(٤) [بخاري (٢٣٣)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) کثیر راویوں والی سند کو کم راویوں والی سند پر ترجیح دی جائیں گی۔
(2) جس سند کے راوی زیادہ عادل ہوں اسے ترجیح دی جائیگی۔
(3) جس کے راوی دوسری سند کے راویوں سے زیادہ ثقہ ہوں۔
(4) جس کے راوی عمر میں بڑے ہوں۔
(5) جس کے راوی زیادہ حافظ ہوں۔
(6) مسند روایت کو مرسل پر۔
(7) صحیحین یا ان میں سے ایک کی احادیث کو باقی کتب کی احادیث پر۔
(8) شیخین یا ان میں سے کسی ایک کی شرط پر ہو تو اسے دیگر احادیث پر۔
(9) متواتر حدیث کو مشہور پر۔
(10) مشہور کو عزیز پر۔
(11) اسی طرح عزیز کو غریب پر۔
(12) مرسلِ صحابی کو مرسلِ تابعی پر۔

❷ متن کے اعتبار سے ترجیح کی وجوہات

(1) خاص کو عام پر ترجیح دی جائے گی۔
(2) ایسے عام کو جو مخصوص نہیں اس عام پر ترجیح دی جائے گی جس کی تخصیص کی گئی ہو۔
(3) حقیقت کو مجاز پر۔
(4) حقیقتِ شرعیہ یا عرفیہ کو حقیقتِ لغویہ پر۔
(5) مجاز کو مشترک پر۔
(6) صریح کو محتمل پر۔
(7) مفسر کو مجمل پر۔
(8) حرمت کو اباحت پر۔
(9) وجوب و استحباب کو اباحت پر۔
(10) نص کو ظاہر پر۔
(11) قول کو فعل پر۔
(12) فعل کو تقریر پر۔
(13) منطوق کو مفہوم پر۔
(14) مثبت کو نافی پر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(15) مقید کو مطلق پر (ترجیح دی جائیگی)۔

❸ خارجی دلائل کے اعتبار سے ترجیح کی وجوہات

(1) جسے کوئی دوسری دلیل قوت پہنچاتی ہو اُسے اُس پر ترجیح دی جائیگی جسے کوئی دوسری دلیل مضبوط نہ کرتی ہو۔

(2) جس پر نبی ﷺ نے مداومت اختیار کی ہو۔

(3) جسے اجماع کی موافقت حاصل ہو۔

(4) جسے قیاس کی موافقت حاصل ہو۔

(5) جس پر اہل مدینہ یا خلفائے راشدین کا عمل ہو۔

(6) جس حکم کی علت بھی بیان کی گئی ہو اسے اس پر ترجیح ہوگی جس کی علت نہ بیان کی گئی ہو۔

(3) نسخ

لغوی اعتبار سے نسخ ''نقل اور ازالے'' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔اور اصطلاحی اعتبار سے اس کی تعریف یہ ہے ((رفع الحکم الشرعی بدلیل شرعی متأخر)) ''ایک شرعی حکم کو متاخر شرعی دلیل کے ذریعے ختم کر دینا۔'' (۱)

مطلب یہ ہے کہ اگر ترجیح کی بھی کوئی صورت نہ ہو اور دونوں متعارض دلائل کے وقوع کی تاریخ معلوم ہو جائے تو بعد والے حکم کو ناسخ سمجھتے ہوئے اس پر عمل کیا جائیگا اور پہلے حکم کو منسوخ قرار دے کر چھوڑ دیا جائیگا۔ مثلاً سورۂ بقرہ کی ایک آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ متوفی عنھا زوجھا کی عدت ایک سال ہے [۲٤۰] اور اسی سورت کی دوسری آیت سے متوفی عنھا زوجھا کی عدت چار ماہ اور دس دن ثابت ہوتی ہے [۲۳٤] چونکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ دوسری آیت پہلی کے بعد نازل ہوئی اس لیے پہلی کو منسوخ اور دوسری کو ناسخ سمجھا جائیگا اور دوسری پر ہی عمل برقرار رکھا جائیگا۔

(4) توقف

اگر ناسخ منسوخ کا بھی علم نہ ہو سکے تو دونوں دلائل پر عمل اس طرح چھوڑ دیا جائے گا جیسے اس کے متعلق کوئی نص ہے ہی نہیں اور کسی ایسے قرینے یا دلیل کو تلاش کیا جائے گا جس کے ذریعے گذشتہ تینوں صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو اختیار کیا جا سکے گا۔

سختی و نرمی

شریعت اسلامیہ کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ آسان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرتے وقت فرمایا ﴿یسرا و لا تعسرا ' بشرا و لا تنفرا﴾

---

(۱) [الموافقات للشاطبی (۱۰۲/۳) الرسالة للشافعی (ص/۱۳۹) الأحکام للآمدی (٥٥/۳) الأحکام لابن حزم (٤/ ٤٦۳) أعلام الموقعین (۲۹/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تم دونوں آسانی کرنا' مشکل میں نہ ڈالنا اور خوشخبری دینا' متنفر نہ کرنا۔'' (۱)

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿یسروا و لا تعسروا و سکنوا و لا تنفروا﴾ ''آسانی پیدا کرو' تنگی پیدا نہ کرو' لوگوں کو تسلی دو اور نفرت نہ دلاؤ۔'' (۲)

رسول اللہ ﷺ کا بھی یہی عمل تھا کہ ہمیشہ آسان معاملات کو ہی اختیار فرماتے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ﴿ما خیر رسول الله بین أمرین قط إلا أخذ أیسرهما مالم یکن إثما﴾ ''جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو چیزوں میں سے ایک چننے کا اختیار دیا گیا تو آپ نے ہمیشہ ان میں آسان کو اختیار فرمایا' بشرطیکہ اس میں گناہ کا کوئی پہلو نہ ہوتا۔'' (۳)

اسی طرح حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بھی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آسان صورتیں اختیار کرتے دیکھا ہے۔ (٤)

ایک مرتبہ کسی دیہاتی نے مسجد میں پیشاب شروع کر دیا۔ لوگوں نے اسے ڈانٹنے کی کوشش کی تو نبی ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو...... ﴿فإنما بعثتم میسرین ولم تبعثو معسرین﴾ ''بلاشبہ تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو اور تنگی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔'' (٥)

قرآن میں بھی اس بات کے شواہد موجود ہیں جیسا کہ چند حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ [البقرة: ١٨٥] ''اللہ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے' سختی کا نہیں۔''

(2) ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ [الحج: ٧٨] ''اللہ تعالیٰ نے تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔''

ثابت ہوا کہ شریعت اسلامیہ آسان ہے اور آسانی چاہتی ہے۔ تنگی' مشقت' سختی اور بے جا شدت پسندی نہیں چاہتی نیز اس آسانی کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہر انسان کو صرف وہی حکم دیا گیا ہے جس کا نفسِ انسانی متحمل ہے ورنہ تھوڑی بہت محنت و مشقت تو ہر کام میں ہی اٹھانی پڑتی ہے۔

یاد رہے کہ اس آسانی کا مفہوم یہ ہرگز نہیں ہے کہ مسائل میں اس قدر تساہل برتا جائے کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنا لیا جائے۔ اور ایسے علماء جو ہر مسئلے میں بے حد تنگی و تحریم کی کوشش کرتے ہیں انہیں بھی چاہیے کہ معتدل و متوسط راہ اختیار کرتے ہوئے آسانی کی طرف میلان رکھیں۔ صحابہ کرام کا بھی یہی عمل تھا جیسا کہ عمر بن اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ﴿فما رأیت قوما أیسر سیرة و لا أقل تشدیدا منهم﴾ ''میں نے کوئی قوم نرمی کے اعتبار سے صحابہ سے زیادہ نرم اور سختی کے اعتبار سے ان سے کم سخت نہیں دیکھی۔'' (٦)

---

(۱) [بخاری (٦١٢٤) کتاب الأدب : باب قول النبی : یسروا و لا تعسرو]
(۲) [بخاری (٦١٢٥) أیضاً]
(۳) [بخاری (٦١٢٦) أیضاً]
(٤) [بخاری (٦١٢٧) أیضاً]
(٥) [بخاری (٦١٢٧) أیضاً]
(٦) [دارمی (٥١/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے اگر کوئی قاضی و مفتی ہے تو اسے چاہیے کہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے سوال کرنے والوں کے لیے آسانی پیدا کرے۔ اگر کوئی حاکم ہے تو اسے چاہیے کہ اپنی رعایا پر مشقت نہ ڈالے' لوگوں پر ان کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔ اور اگر کوئی عام فرد ہے تو اسے بھی چاہیے کہ تمام مسلمانوں سے ان کے معاملات میں نرمی کرنے کی کوشش کرے۔ (واللہ اعلم)

حلال وحرام قرار دینے میں جلد بازی سے اجتناب

اللہ تعالیٰ نے بہت جلد حلال وحرام کا حکم لگانے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ﴾ [النحل : ١١٦] ''کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان باندھ لو۔ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ پر بہتان بازی کرنے والے کامیابی سے محروم ہی رہتے ہیں۔''

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیرؒ رقمطراز ہیں کہ ''اس میں ہر وہ شخص داخل ہے جس نے کوئی بدعت ایجاد کی اور اس کے پاس اس کے متعلق کوئی شرعی ثبوت موجود نہ ہو' یا جس نے کسی ایسی چیز کو حلال قرار دے دیا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہو' یا جس نے کسی ایسی چیز کو حرام قرار دے دیا جسے اللہ تعالیٰ نے مباح کہا ہو اور یہ سب کچھ وہ شخص محض اپنی رائے اور خواہش کے ذریعے کرے (نہ کہ کسی ثبوت کے تحت)۔ (١)

اس الٰہی تخویف وتحذیر اور انتباہ وسرزنش کی بدولت سلف صالحین ایسے مسائل کے متعلق بالجزم حکم لگانے سے اجتناب کرتے تھے کہ جن کی حرمت وحلت کے بارے میں صریح نصوص موجود نہیں ہوتی تھیں۔ اور یقیناً یہ ان کے تقوی و پرہیزگاری فقاہت و انابت' خشوع وخضوع اور کمال حق پرستی کی علامت تھی۔ سلف سے بہت زیادہ اس قسم کے اقوال و واقعات منقول ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

(1) امام اعمشؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیمؒ کو کبھی بھی کسی مسئلے کے متعلق حلال یا حرام کہتے ہوئے نہیں سنا بلکہ وہ صرف یہ کہا کرتے تھے کہ ''صحابہ اسے مکروہ خیال کرتے تھے یا کہتے کہ وہ اسے مستحب سمجھتے تھے۔'' (٢)

(2) امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ''لوگوں کا اور گذشتہ سلف کا یہ معمول نہیں تھا اور نہ ہی میں نے کسی امام ومفتی کو کسی چیز کے متعلق یہ کہتے ہوئے پایا کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ وہ یہ کہنے کی جرات نہیں کرتے تھے بلکہ صرف یہی کہتے تھے کہ ہم اسے ناپسند کرتے ہیں' ہم اسے اچھا سمجھتے ہیں' ہم اس سے بچتے ہیں۔ اور حلال یا حرام کا فتویٰ نہیں لگاتے تھے۔'' (٣)

(3) امام احمدؒ بھی بہت زیادہ مسائل میں محض توقف سے ہی کام لیتے تھے اور صریح حکم لگانے سے اجتناب کرتے تھے۔ (٤)

---

(١) [تفسیر ابن کثیر (٢٣٢/٢)]

(٢) [دارمي (٦٤/١)]

(٣) [جامع بيان العلم (١٤٦/٢)]

(٤) [الإتجاهات الفقهية عند أصحاب الحديث (ص/٤١٦)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر چہ سلف سے اس طرح کے بہت زیادہ آثار مروی ہیں لیکن بعض علماء کا خیال ہے کہ چند صورتوں میں واضح حکم لگانا ہی بہتر ہے۔

(1) جب کسی حکم کے متعلق حرمت وحلت کتاب وسنت کی صحیح صریح نصوص سے ثابت ہو۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابن عبد البرؒ امام مالکؒ کے قول کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''ان کا قول ایسے شخص کے متعلق ہے جو محض رائے واستحسان کے ذریعے کسی ایسے مسئلے میں حلت وحرمت کا حکم لگائے جس کے متعلق واضح حلال وحرام کا حکم شریعت میں منقول نہ ہو۔ (واللہ اعلم)(۱)

(2) جب کوئی محقق دلیل کے ذریعے کسی کام کی حرمت تک پہنچ جائے اور لوگ اس مسئلے میں بے خوفی کا شکار ہونے کے باعث کثرت سے اس میں مبتلا ہوں اور یہ بات طے ہو کہ اگر اس مسئلے میں واضح حرمت کا حکم نہ لگایا گیا تو لوگ مداہنت وسستی کرتے ہوئے بہت زیادہ اس میں مفتون واسیر ہو جائیں گے تو اس وقت صرف صریح حرمت کا حکم لگانا چاہیے۔

شرعی دلائل کی ترتیب

جمہور فقہا کے نزدیک شرعی دلائل کی ترتیب یوں ہے کہ کسی بھی شرعی حکم کو جاننے کے لیے سب سے پہلے قرآن کی طرف رجوع کیا جائے کیونکہ یہ تمام دلائل کا مرجع ہے۔ اگر مطلوبہ حکم قرآن میں نہ ملے تو پھر سنت کی طرف رجوع کیا جائے کیونکہ سنت قرآن مجید کے احکام کی وضاحت کرتی ہے۔ اگر سنت میں بھی وہ حکم نہ ملے تو اجماع کی طرف رجوع کیا جائے کیونکہ اجماع کسی نہ کسی نص پر ہی منعقد ہوتا ہے۔ اگر اس مسئلے میں اجماع بھی نہ ہو تو پھر قیاس کی طرف رجوع کرنا لازم ہوگا۔ معلوم ہوا کہ شرعی دلائل کی ترتیب یوں ہے۔ سب سے پہلے قرآن' اس کے بعد سنت' اس کے بعد اجماع' اور آخر میں قیاس۔ جمہور فقہاء نے مندرجہ ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے:

(1) رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرتے وقت فرمایا: اگر تمہارے پاس فیصلے کے لیے کوئی مسئلہ پیش ہو تو اس کا فیصلہ کیسے کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تمہیں اس میں وہ حکم نہ ملے تو کیا کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں سنتِ رسول سے فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہیں سنت سے بھی حکم نہ ملے تو کیا کرو گے؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا نبی ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جس سے اللہ کا رسول راضی ہے۔''(۲)

(2) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سامنے جب کوئی مقدمہ پیش کیا جاتا تو وہ سب سے پہلے قرآن میں تلاش کرتے۔ اگر قرآن میں مل جاتا تو اس سے فیصلہ فرما دیتے۔ اگر نہ ملتا تو فضیلت مآب اور گرامی قدر لوگوں سے مشورہ کرتے۔ پھر مشورے کے بعد وہ

---

(۱) [جامع بيان العلم (۱٤٦/۲)]

(۲) [**ضعیف** : ضعیف أبو داود (۷۷۰) كتاب القضاء : باب اجتهاد الرأي في القضاء' الضعيفة (۸۸۱)' (۲/ ۲۸٦) أبو داود (۳۵۹۲) دارمي (۶۰/۱) أحمد (۲۳۰/۵) بيهقي في السنن الكبرى (۱۱٤/۱۰) طيالسي (۲۸٦/۱) ابن سعد في الطبقات (۳٤۷/۲)] امام ابن قیمؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ [أعلام الموقعين (۲۰۲/۱)] شیخ عبدالقادر ارنؤوط نے بھی اسی کو برقرار رکھا ہے۔ [تخريج جامع الأصول (۱۷۸/۱۰)] شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور امام ابن کثیرؒ نے اس کی سند کو جید کہا ہے۔ [دقائق التفسير (۱۱۰/۱) تفسير ابن كثير (٤/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب جس مسئلے پر متفق ہو جاتے اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔(۱)

(3) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح سے کہا کہ ''پہلے کتاب اللہ سے فیصلہ کرو۔ اگر اس میں حکم نہ ملے تو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کرو۔ اگر اس میں بھی نہ ملے تو اُس فتوے کے مطابق فیصلہ کرو جو تمہیں ہدایت یافتہ ائمہ کی طرف سے حاصل ہو۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی یہی کہا کرتے تھے۔(۲)

تاہم بعض علماء اس ترتیب کے قائل نہیں بلکہ ان کا کہنا ہے کہ قرآن وسنت ایک ہی درجے میں ہیں اس لیے سب سے پہلے ان دونوں میں معاً (اکٹھا) مسئلہ تلاش کیا جائے جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں اور فرماتے ہیں کہ ''کتاب وسنت میں اکٹھا دیکھنا اور ان دونوں میں تفریق نہ کرنا واجب ہے۔(۳)

چند ضروری قواعد

کچھ قواعد فی الحقیقت نصوص ہی ہیں کہ جنہیں قواعد کا درجہ دے دیا گیا ہے اور بعض قواعد استنباط واستقراء کے ذریعے وضع کیے گئے ہیں جن میں سے چند اہم حسب ذیل ہیں:

(1) ((الخراج بالضمان)) ''فائدہ ضمان کی وجہ سے ہے۔''

(2) ((لاضرر ولا ضرار)) ''نہ نقصان اٹھاؤ اور نہ کسی کو نقصان میں مبتلا کرو۔''

(3) ((ليس لعرق ظالم حق)) ''ظالم کی جڑ کے لیے کوئی حق نہیں ہے۔''

(4) ((البينة على المدعي واليمين على من أنكر)) ''دلیل مدعی پر ہے اور قسم انکار کرنے والے پر ہے۔''

(5) ((كل معروف صدقة)) ''ہر نیکی صدقہ ہے۔''

(6) ((الزعيم غارم)) ''ضمانت دینے والا چٹی بھرے گا۔''

(7) ((إنما الولاء لمن أعتق)) ''ولاء صرف اسی کے لیے ہے کہ جس نے (غلام) آزاد کیا۔''

(8) ((الولد للفراش وللعاهر الحجر)) ''بچہ صاحب فراش کے لیے ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔''

(9) ((البيعان بالخيار مالم يتفرقا)) ''دو بیع کرنے والوں کو جدا ہونے تک اختیار ہے۔''

(10) ((من وقع في الشبهات وقع في الحرام)) ''جو شبہات میں واقع ہو گا وہ حرام میں واقع ہو جائے گا۔''

(11) ((من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه)) ''بے مقصد اشیاء کو چھوڑ دینا آدمی کے اسلام کی خوبی سے ہے۔''

(12) ((إنما الأعمال بالنيات)) ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

(13) ((الأمور بمقاصدها)) ''معاملات کا اعتبار اپنے مقاصد کے ساتھ ہے۔''

(14) ((اليقين لا يزول بالشك)) ''یقین شک کے ساتھ زائل نہیں ہوتا۔''

(15) ((المشقة تجلب التيسير)) ''مشقت آسانی لاتی ہے۔''

(۱) [أعلام الموقعين (۵۱/۱)]

(۲) [أعلام الموقعين (۷۱/۱ - ۵۲) الوجيز (ص/۱۵۰)]

(۳) [الضعيفة (۲۸۶/۲) تحت الحديث (۸۸۱/۴)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(16) ((العادة محكّمة)) ''عادت حاکم بنائی گئی ہے۔''

(17) ((الضرر يزال)) ''نقصان زائل کر دیا جاتا ہے۔''

(18) ((الاجتهاد لاينقض بالاجتهاد)) ''اجتہاد اجتہاد کے ذریعے نہیں ٹوٹتا۔''

(19) ((إذا اجتمع الحلال والحرام غُلّب الحرام)) ''جب حلال وحرام جمع ہو جائیں تو حرام کو ترجیح وفوقیت دی جائے گی۔''

(20) ((الإيثار في القرب مكروه وفي غيرها محبوب)) ''قرب وعبادت کے کاموں میں ایثار کرنا مکروہ ہے جبکہ اس کے علاوہ دوسرے کاموں میں پسندیدہ ہے۔''

(21) ((الحدود تسقط بالشبهات)) ''شبہات سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں۔''

(22) ((الفرض أفضل من النفل)) ''فرض نفل سے افضل ہے۔''

(23) ((ماحرم أخذه حرم إعطائه)) ''جس کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔''

(24) ((ماحرم استعماله حرم اتخاذه)) ''جس کا استعمال حرام ہے اس کا رکھنا بھی حرام ہے۔''

(25) ((الواجب لايترك إلا لواجب)) ''واجب صرف کسی واجب کے لیے ہی چھوڑا جا سکتا ہے۔''

(26) ((النفل أوسع من الفرض)) ''نفل فرض سے زیادہ وسیع ہوتا ہے۔''

(27) ((الرضا بالشيئ رضاً بما يتولد منه)) ''کسی چیز سے رضامندی اس چیز سے بھی رضامندی ہے جو اس سے پیدا ہوتی ہے۔''

(28) ((ماكان أكثر فعلا كان أكثر فضلا)) ''جو کام فعل کے اعتبار سے زیادہ ہو وہ فضیلت کے اعتبار سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔''

(29) ((الضرورات تبيح المحظورات)) ''ضرورتیں ممنوعہ افعال کو مباح کر دیتی ہیں۔''

(30) ((الخروج من الخلاف مستحب)) ''اختلاف سے نکلنا مستحب ہے۔''

(31) ((السؤال معاد في الجواب)) ''جواب میں سوال کا اعادہ ہوتا ہے۔''

(32) ((لاينسب للساكت قول)) ''خاموش کی طرف قول منسوب نہیں کیا جاتا۔''

(33) ((الدفع أقوى من الرفع)) ''دور کر دینا کسی چیز کو ختم کرنے سے زیادہ قوی ہے۔''

(34) ((الرخص لاتناط بالمعاصي)) ''رخصتیں گناہوں کے ساتھ معلق نہیں ہوتیں۔''

(35) ((إعمال الكلام أولى من إهماله)) ''کلام کو کام میں لانا اسے مہمل کر دینے سے زیادہ بہتر ہے۔''

(36) ((الضرورة تقدر بقدرها)) ''ضرورت کا اس کی مقدار کے مطابق اندازہ کیا جائے گا۔''

(37) ((الأصل براءة الذمة)) ''اصل میں انسان تمام ذمہ داریوں سے بری ہے۔''

(38) ((إذا سقط الأصل سقط الفرع)) ''جب اصل ساقط ہو جائے گی تو فرع بھی ساقط ہو جائے گی۔''

(39) ((لايثبت حكم الشيئ قبل وجوده)) ''کسی چیز کے وجود سے پہلے اس کا حکم ثابت نہیں ہوتا۔''

(40) ((ماجاز لعذر بطل بزواله)) ''جو کام کسی عذر کی وجہ سے جائز ہوا ہو وہ اس عذر کے زائل ہو جانے سے باطل ہو جائے گا۔''(۱)

---

(۱) [مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو : القواعد الفقهية للدكتور يعقوب بن عبدالوهاب الباحسين]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شوکانیؒ کے سوانح حیات اور علمی خدمات

یہاں امام شوکانیؒ کے وہی حالات تحریر کیے جا رہے ہیں جو انہوں نے خود اپنے متعلق تحریر فرمائے ہیں۔(۱)

نام ونسب

امام صاحب کا مکمل نام ''محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ الشوکانی' الصنعانی'' ہے۔آپ کا لقب شوکانی شوکان کی طرف نسبت ہے جو کہ سحامیہ کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے' خو' ن کے قبائل میں سے ایک قبیلہ ہے۔صنعاء اور اس علاقے کے درمیان ایک دن کے سفر کا فاصلہ ہے۔فی الحقیقت آپ اور آپ کے اقرباء کا مسکن شوکان کے جنوب میں ایک علاقہ ہے۔شوکان اور اس کے درمیان ایک طویل وعریض پہاڑی سلسلہ ہے جسے ''ھجرۃ'' کہا جاتا ہے اور بعض نے تو اسے ''ھجرۃ شوکان'' کا نام دیا ہے سو اسی وجہ سے آپ کا لقب شوکانی پڑا۔اور صنعانی شہر صنعاء کی طرف نسبت ہے جسے آپ کے والد نے آپ کی ''ھجرۃ'' علاقے میں پیدائش کے بعد اپنا وطن بنا لیا تھا۔

تاریخ پیدائش

امام شوکانیؒ اٹھائیس (28) ذی القعدہ 1173ھ بروز سوموار دوپہر کے وقت پیدا ہوئے۔چونکہ یہ تاریخ پیدائش آپ کے والد کی بیان کردہ ہے اس لیے اس میں کسی تردد کی گنجائش نہیں۔(۲)

ابتدائی حالات

آپ اپنے والد سے بہت متاثر تھے کیونکہ آپ کے والد قابل قدر بزرگ' سیرت حمیدہ کے مالک اور دینی معاملات پر کار بند تھے۔آپ شروع سے ہی نہایت ذکی' سمجھدار' محنتی اور قوت حافظہ کے مالک تھے۔آپ کی عمر ابھی دس سال نہ ہوئی تھی کہ آپ نے قرآن حفظ کر لیا' علم تجوید حاصل کر لیا اور احادیث کے متون کا ایک بہت بڑا ذخیرہ از بر کر لیا تھا۔پھر آپ نے بڑے مشائخ سے رابطہ کیا اور ان سے علم حاصل کیا۔آپ تاریخ اور ادب کا بہت زیادہ مطالعہ کیا کرتے تھے۔ایک عرصہ اس طرح گزرا کہ آپ شب وروز میں تقریباً تیرہ دروس میں شرکت کرتے' جن میں سے کچھ درس ایسے تھے کہ ان میں آپ اپنے اساتذہ سے تعلیم حاصل کرتے اور کچھ ایسے تھے جن میں آپ کے شاگرد آپ سے فیض یاب ہوتے۔آپ نے اپنے اساتذہ سے فقہ' حدیث' لغت' تفسیر' ادب' منطق اور اس طرح کے متعدد دیگر علوم وفنون سیکھے۔

علمی زندگی

امام شوکانیؒ پہلے زیدی مذہب پر تھے لیکن بعد ازاں تقلیدی جمود سے نکل کر آپ نے خالص کتاب وسنت کو استنباطِ مسائل کا مرجع بنا لیا۔آپ نے علوم قرآن' علوم حدیث' علم وفقہ' علم اصول فقہ اور اجتہاد واستنباط کے طریقے سیکھے۔اس طرح آپ بالآخر ایک عظیم مجتہد بن کر ابھرے اور اُن لوگوں میں شامل ہو گئے جنہوں نے اپنے اپنے دور میں تجدید واحیائے دین کے لیے

---

(۱) [تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (البدر الطالع)]

(۲) [مقدمة كتاب قطر الولي للدكتور إبراهيم هلال (ص/١٥)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتھک کوششیں کیں۔ یاد رہے کہ اس وقت آپ کی عمر تیس (30) برس سے کم تھی۔

جس مسئلے کے سبب امام صاحب کی شہرت ہوئی

چوتھی صدی ہجری کے بعد ایسا تقلیدی دور شروع ہوا جس نے امت اسلامیہ کو زنگ آلود کر دیا' لوگوں کو جہالت کی طرف دھکیل دیا اور انہیں کسی نہ کسی امام کا مقلد و پیروکار بنا دیا۔ ان حالات کے پیش نظر امام شوکانیؒ نے ایک رسالہ "القول المفید فی أدلة الاجتهاد والتقلید" کے عنوان سے تحریر کیا جس کے باعث آپ کی بہت شہرت ہوئی۔ البتہ اہل علم کا ایک گروہ بالخصوص مقلدین آپ پر شدید غضبناک ہو گئے کیونکہ آپ نے اس رسالے میں مطلقاً تقلید کو حرام اور اجتہاد کو واجب قرار دیا تھا۔

امام شوکانیؒ منصب قضا پر

1209ھ میں یمن کا ایک بہت بڑا قاضی' قاضی یحیی ابن صالح الشجری السحولی' وفات پا گیا۔ ان ایام میں امام شوکانیؒ اجتہاد وافتاء اور تالیف و تصنیف کی سرگرمیوں میں اس قدر مصروف تھے کہ لوگوں سے بالخصوص امراء و حکومتی اہلکاروں سے یکسر بے تعلق رہتے اور کسی سے نہ ملتے خواہ کوئی بھی ہوتا۔ قاضی یمن کی وفات کا علم بھی آپ کو تقریباً ایک ہفتہ بعد اپنے ایک شاگرد کے ذریعے ہوا۔

خلیفۂ وقت نے اس منصب کے لیے امام شوکانیؒ کو پیشکش کی۔ آپ نے پہلے تو انکار کیا لیکن پھر خلیفہ کے اصرار پر استخارے اور اہل علم سے مشورے کی اجازت طلب کی اور چند ایام کے بعد آپ نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس منصب کو قبول کر لیا' پھر جب تک آپ زندہ رہے آپ کو معزول نہیں کیا گیا۔ اس دوران آپ نے حق وعدل کے قیام کے لیے گرانقدر خدمات سرانجام دیں' مظلوم کو ظالم سے انصاف دلایا' رشوت خوری کا خاتمہ کیا' تعصبی غلوکاری میں تخفیف کر دی اور لوگوں کو صرف کتاب وسنت کی اتباع کی دعوت دی۔

امام صاحب کے اساتذہ

(1) آپ کے والد: قاضی علی بن محمد شوکانیؒ
(2) أحمد بن عامر الحدائیؒ
(3) أحمد بن محمد بن أحمد بن مطہر القابلیؒ
(4) أحمد بن محمد الحرازیؒ
(5) إسماعیل بن حسین بن أحمد بن حسن ابن الامام القاسمؒ
(6) حسن بن اسماعیل المغربیؒ
(7) عبدالرحمٰن بن حسن الاکوعؒ
(8) عبدالرحمٰن بن قاسم المدانیؒ
(9) عبدالقادر بن احمد کوکبانیؒ
(10) عبداللہ بن اسماعیل نہمیؒ
(11) عبداللہ بن حسن بن علی متوکل علی اللہؒ
(12) علی بن ابراہیم بن احمد بن عامرؒ
(13) علی بن محمد حوشیؒ
(14) علی بن حادی عرہبؒ
(15) قاسم بن یحیی خولانیؒ
(16) ھادی بن حسین قارنیؒ
(17) یوسف بن محمد بن علاء مزجاجیؒ

آپ کے شاگرد

(1) ابراہیم بن احمد بن یوسف الریاعیؒ
(2) احمد بن حسین الوزان الصنعانیؒ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) احمد بن زید کبسی صنعانیؒ
(4) احمد بن عبداللہ العمری الضمدیؒ
(5) متوکل علی اللہ رب العالمین احمد ابن امام المصورؒ
(6) احمد بن علی بن محسن بن متوکل علی اللہؒ
(7) احمد بن علی عودیؒ
(8) احمد بن علی بن محمد احمد طشی معدیؒ
(9) احمد بن لطف الباری بن احمد بن عبدالقادر وردؒ
(10) احمد بن محمد بن احمد بن مطہر قابلی حرازیؒ
(11) احمد بن محمد بن حسین بن حسین بن علیؒ
(12) احمد بن محمد بن علی شوکانیؒ
(13) احمد بن ناصر کبسیؒ
(14) احمد بن یوسف رباعیؒ
(15) اسماعیل بن ابراہیم بن حسنؒ
(16) اسماعیل بن احمد کبسیؒ
(17) حسن بن احمد بن یوسف رباعی صنعانیؒ
(18) حسن محمد بن صالح سحولیؒ
(19) حسین بن علی عماری صنعانیؒ
(20) حسین بن قاسم مجاہدؒ

آپ کی تصنیفات

(1) نیل الأوطار' من أسرار منتقی الأخبار
(2) اتحاف الأکابر' باسناد الدفاتر
(3) البدر الطالع' بمحاسن من بعد القرن السابع
(4) الفوائد المجموعہ' فی الأحادیث الموضوعة
(5) الدر البھیہ' فی المسائل الفقھیہ
(6) فتح القدیر' الجامع بین فنی الروایة والدرایة من علم التفسیر
(7) إرشاد الفحول ' فی علم الأصول
(8) السیل الجرار' المتدفق علی حدائق الأزھار
(9) إرشاد الثقات ' إلی إتقان الشرائع علی التوحید والمعاد والنبوات
(10) تحفة الذاکرین' بعدة الحصن الحصین
(11) الدر النضید' فی إخلاص کلمة التوحید
(12) رسالة فی الکلام علی حدیث' ((حب الدنیا رأس کل خطئیة))
(13) إبطال دعوی الاجماع علی مطلق السماع
(14) الإبطال' لدعوی الاختلال فی حل الإشکال
(15) اتحاف المھرہ فی الکلام علی حدیث' ((لاعدوی ولا طیرة))
(16) أدب الطلب ومنتھی الارب
(17) إرشاد الاعیان إلی تصحیح مافی عقود الجمان
(18) إرشاد السائل إلی دلائل المسائل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(19) إرشاد الغبی فی مذهب آل البیت فی صحب نبی الله ﷺ

(20) إرشاد المستفید إلی دفع کلام ابن دقیق العید فی الإطلاق والتقیید

(21) إشراق النیرین فی بیان الحکم إذا تخلف عن الوعد أحد الخصمین

(22) امنیة المتشوق إلی معرفة حکم المنطق

(23) إیضاح القول فی إثبات الصول

(24) البحث المسفر عن تحریم کل مسکر ومفتر

(25) البحث الملم المتعلق بقوله تعالی ﴿إِلَّا مَن ظَلَمَ﴾ [النمل : ۱۱]

(26) بغیة الأریب عن مغنی اللبیب

(27) البغیه فی مسائل الرؤیه

(28) بغیة المستفید فی الرد علی من أنکر الاجتهاد من أهل التقلید

(29) تحریر الدلائل علی مقدار ما یجوز بین الإمام والمؤتم من الارتفاع والانخفاض والبعد والحائل

(30) رسالة فی التشکیک علی التفکیک

(31) تشنیف السمع بإبطال أدلة الجمع

(32) تنبیه الاعلام علی تفسیر المشتبهات بین الحلال والحرام

(33) تنبیه الامثال علی عدم جواز الاستعانة من خالی المال

(34) تنبیه ذوی الحجا علی حکم بیان الرجا

(35) جواب السائل' فی تفسیر قوله تعالی ﴿وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ﴾ [یٰسٓ : ۳۹]

(36) جید النقد فی عبارة الکاشف والسعد

(37) حل الإشکال فی أحبار الیهود علی التقاط الأذیال

(38) الدراری المضیه' فی شرح الدرر البهیه

(39) درر السحاب فی مناقب القرابة والأصحاب

(40) دفع الاعتراضات علی إیضاح الدلالات

(41) الدواء العاجل فی دفع العدو الصائل

(42) رسالة فی الاتصال بالسلاطین

(43) رسالة اختلاف العلماء فی تقدیر مدة النفاس

(44) رسالة فی رضاع الکبیر' هل یثبت التحریم أم لا؟

(45) رسالة فی التحلی بالذهب للرجال

(46) رسالة فی الرد علی القائل بوجوب التحیة

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(47) رسالة فی رفع المظالم والمآثم

(48) رسالة فی الطلاق

(49) رسالة فی الطلاق البدعی' هل يقع أم لا؟

(50) رسالة فی حد السفر الذی يجب معه قصر الصلاة

(51) رسالة فی وجوب التوحيد

(52) الرسالة المكمند فی أدلة البسمله

(53) رفع الجناح عن نافی المباح' هل هومامور به أم لا؟

(54) رفع الخصام فی الحكم بالعلم من الأحكام

(55) رفع الريبه عما يجوز ومالا يجوز من الغيبة

(56) الروض الوسيع فی الدليل المنيع

(57) شرح الصدور فی تحريم رفع القبور

(58) شفاء العلل فی زيادة الثمن لمجرد الأجل

(59) الصوارم الهنديه المسلولة علی الرياض الندية

(60) الطود المنيف فی الانتصاف للسعد علی الشريف

(61) طيب النشر فی المسائل العشر

(62) العقد الثمين فی إثبات وصايه أمير المؤمنين

(63) عقود الجمان فی بيان حدود البلدان ومايتعلق بها من الضمان

(64) عقود الزبرجد فی جيد مسائل علامة ضمد

(65) فتح الخلاق فی جواب مسائل عبد الرزاق

(66) الفتح الربانی' فی فتاوی الشوكانی

(67) القول الجلی فی حل لبس النساء للحلی

(68) قطر الولی علی حديث الولی

(69) القول الصادق' فی حكم إمامة الفاسق

(70) القول المحرر فی لبس المعصفر وسائر انواع الاحمر

(71) القول المفيد فی أدلة الاجتهاد والتقليد

(72) القول المقبول فی رد خبر المجهول من غير صحابة الرسول

(73) كشف الأسرار عن حكم الشفعة بالجوار

(74) رسالة فی كشف اليدين عن حديث ذی اليدين

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(75) المختصر البديع فی الخلق الوسیع

(76) مطلع البدرین

(77) مجمع البحرین' فی التفسیر

(78) المختصر الكافی من الجواب الشافی

(79) المقالة الفاخره فی اتفاق الشرائع علی إثبات الدار الآخرة

(80) منحة المنان فی أجرة القاضی السجان والأعوان

(81) الدرایه فی مسئلة الوصایه

(82) الروض الوسیع فی الدلیل المنیع علی عدم انحصار علم البدیع

(83) رسالة فی إثبات أن الرسول لله أوصی علیا علیه بعد موته

(84) رسالة فی حكم الاستجمار

(85) رسالة فی كون تطهیر الثیاب والبدن' هل هو من شرائط الصلاة أم لا؟

(86) رسالة فی وجوب الصلاة علی النبی لله

(87) رسالة فی الرد علی القائل بوجوب صلاة التحیة

(88) رسالة فی أسباب سجود السهو

(89) رسالة فی وجوب الصیام علی من لم یفطر إذا وقع الاشعار فی دخول رمضان فی النهار

(90) رسالة فی كون أجرة الحج من الثلث

(91) رسالة فی زیادة ثواب من أدی العبادة بمشقة

(92) رسالة فی كون الخلع طلاقاً أو فسخاً

(93) رسالة فی حكم الطلاق ثلاثاً

(94) رسالة فی نفقة المطلقة ثلاثاً

(95) رسالة فیمن حلف لیقضین دینه غداً إن شاء الله

(96) رسالة فی الهبة لبعض الأفراد

(97) رسالة فی بیع الشیئ قبل قبضه

(98) رسالة فی جواز استناد الحاكم فی حكمه إلی تقویم العدول

(99) رسالة فی الوصیة بالثلث قاصداً حرمان الوارث

(100) رسالة فی القیام للواصل لمجرد التعظیم

(101) رسالة فی حكم المخابرة

(102) رسالة فی حكم لبس الحریر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(103) رسالة فی حکم بیع الماء

(104) رسالة فی حکم صبیان الذمیین إذا مات أبواهم

(105) رسالة علی مسائل من السید العلامة علي بن إسماعیل

(106) رسالة فی حکم طلاق المکره

(107) حکم الجهر بالذکر

(108) زهر النسرین الفائح بفضائل العمرین

(109) رسالة فی الکسوف' هل تکون فی وقت معین أم لا؟

(110) رسالة فی مسائل لبعض علماء الحجاز

(111) لحوق ثواب القراء ة من الإحیاء إلی الأموات

(112) رسالة رفع الغمامة فی تفسیر قوله سبحانه وتعالی ﴿وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ [آل عمران : ٥٥]

(113) العرف الندی فی جواز إطلاق لفظ "سیدی"

(114) بلوغ السائل امانیه بالتکلم علی أطراف الثمانیه

(115) الاثبات لا لتقاء أرواح الأحیاء والأموات

(116) تشنیف السمع بجواب المسائل السبع

(117) رفع منار حق الجار بالاجبار علی البیع مع الضرار

(118) رفع الباس عن حدیث النفس والهم والوسواس

ان کتابوں کے علاوہ امام شوکانیؒ کی اور بھی مختلف بہت زیادہ تصانیف ہیں جن کی تعداد کم وبیش دوسو اٹھہتر (278) کے قریب ہے لیکن ان میں سے صرف اہم کتب کا ہی تذکرہ کیا گیا ہے۔

سانحہ وفات

آپ کی وفات کا سانحہ ستائیس (27) جمادی الثانیہ 1250ھ بدھ کی رات کو پیش آیا اس وقت آپ شہر صنعاء کے قاضی تھے۔ اسی شہر کی بڑی جامع مسجد میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور پھر ''خزیمہ'' کے نام سے مشہور قبرستان میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔

[فرحمه الله رحمة واسعة وجزاء عما قدم خیر الجزاء]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ البانیؒ کے سوانح حیات اور علمی و تحقیقی خدمات

چونکہ اس کتاب میں احادیث کی تحقیق کے لیے سب سے زیادہ اعتماد شیخ البانیؒ کی تحقیقات پر کیا گیا ہے اس لیے راقم نے یہ مناسب سمجھا کہ قارئین کے لیے شیخ کی شخصیت، علمی مرتبہ اور گراں قدر خدمات کو مختصر الفاظ میں واضح کر دیا جائے۔ اس ضمن میں یہ یاد رہے کہ شیخ شب و روز اپنی علمی و تصنیفی مصروفیت کے باعث خود تو اپنے حالات زندگی نہ لکھ پائے لیکن آپ کے بعض شاگردوں نے یہ کام کیا مثلاً شیخ محمد بن ابراہیم شیبانی نے "حياة الألباني و آثاره وثناء العلماء عليه" کے نام سے مقالہ تحریر کیا، اسی طرح شیخ مجذوب وغیرہ نے "موجزة عن حياة الشيخ ناصر الدين" کے عنوان سے ایک رسالے میں آپ کے سوانح حیات قلم بند کیے۔ علاوہ ازیں مختلف عربی و اردو رسائل و جرائد میں بھی شیخ کے حالات زندگی شائع کیے جا چکے ہیں جنہیں کچھ تلاش و جستجو کے ذریعے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

پیدائش اور ابتدائی حالات

شیخ محمد ناصر الدینؒ 1914ء میں البانیہ کے دار الخلافہ ''اشقودرہ'' میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام الحاج نوح نجاتی تھا جو کہ ایک حنفی عالم تھے اور اپنی دعوتی خدمات، دروس اور تقاریر کے باعث لوگوں میں عزت و شرف اور بلند مقام حاصل کر چکے تھے۔ شیخ کا گھرانہ اگرچہ غریب تھا مگر دین پر قائم اور علمی اشتیاق کا حامل تھا۔ البانیہ کا اقتدار جب ملک احمد زوغو کے ہاتھ آیا تو پوری سلطنت پر بے دینی اور مغربیت رفتہ رفتہ رواج پا گئی، لوگوں نے انگلش لباس زیب تن کر لیا، عورتوں نے پردہ اتار دیا۔ ان حالات میں شیخ کے والد نے اپنے دین کی حفاظت اور اخروی نجات کی غرض سے ہجرت کر کے شام کے دار الخلافہ دمشق کو اپنا مسکن بنا لیا۔

تعلیم و تربیت

شیخ کچھ دیر دمشق کے مدرسہ ''الاسعاف الخيرية الابتدائية'' میں تعلیم حاصل کرتے رہے لیکن پھر اس مدرسے میں آگ لگ جانے کے باعث ''سوقِ سارو جہ'' کے ایک مدرسے میں داخل ہو گئے۔ مدارس کے مروجہ تعلیمی نظام پر غیر مطمئن ہونے کے باعث شیخ کے والد نے خود آپ کے لیے ایک تعلیمی پروگرام بنایا جو کہ صرف، نحو، قرآن، تجوید اور فقہ حنفی پر مشتمل تھا۔ شیخ نے اپنے والد کے رفقاء، جو کہ اپنے زمانے کے شیوخ تھے، سے بھی تعلیم حاصل کی مثلاً شیخ راغب طباخؒ سے آپ نے ان کی تمام مرویات کی اجازت حاصل کی تھی۔ اسی طرح شیخ سعید برھانیؒ سے آپ نے فقہ حنفی کی معروف کتاب "مراقي الفلاح" پڑھی تھی۔

شیخ کی عمر جب بیس (20) سال ہوئی تو 'مجلة المنار' جو کہ شیخ محمد رشید رضا کی زیر نگرانی شائع ہوتا تھا، آپ کے مطالعہ سے گزرا یہی وہ علمی و تحقیقی رسالہ ہے جس کے ذریعے آپ علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے۔

ابتدائی دور میں شیخ نے گھریلو ضروریات کی تکمیل کے لیے گھڑیوں کی مرمت کا پیشہ اختیار کر رکھا تھا لیکن علم حدیث میں رغبت کے بعد جمعہ اور منگل کے سوا روزانہ صرف تین گھنٹے گھڑیوں کی مرمت کا کام کرتے باقی مکمل دن تقریباً چھ گھنٹے علم حدیث کے حصول اور تالیف و تصنیف کے لیے "المكتبة الظاهرية" میں موجود مختلف کتب مخطوطات کا مطالعہ کرتے رہتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مکتبہ آپ کے لیے بہت بڑی نعمت ثابت ہوا کیونکہ جب بھی آپ کو کسی کتاب کی ضرورت ہوتی اور وہ آپ کو اپنے والد کے ذاتی کتب خانے (جو کہ اکثر حنفی مسلک کی کتب پر مشتمل تھا) سے نہ ملتی اور آپ کے پاس اسے خریدنے کی بھی طاقت نہ ہوتی تو اس مکتبے میں تلاش کرنے سے آپ کو مل جاتی۔ آپ کی محنت وجدوجہد اور علمی شوق کو دیکھتے ہوئے اس مکتبے کے علاوہ بعض دیگر مکتبات بھی آپ کو کچھ مدت کے لیے ادھار بلا اجرت کتابیں دے دیا کرتے تھے جس سے آپ اپنی ضرورت پوری کر لیتے۔ حدیث پر شیخ کی اس قدر محنت اور شغف کو دیکھ کر آپ کے والد اکثر خائف رہتے اور یہ کہتے رہتے کہ ''علم حدیث تو مفلس لوگوں کا فن ہے۔''

لیکن شیخ ؒ کا شوقِ حدیث روز بروز بڑھتا ہی چلا گیا حتی کہ آپ 'المکتبۃ الظاہریۃ' میں روزانہ بارہ بارہ گھنٹے مطالعہ میں ہی مصروف رہتے۔ دریں اثنا صرف نمازوں کے لیے ہی باہر نکلتے۔ اکثر اوقات تو آپ تھوڑا بہت کھانا مکتبہ میں ہی تناول فرما لیتے۔ آپ کا یہ شوق دیکھ کر مکتبہ کی انتظامیہ نے آپ کے لیے ایک کمرہ مخصوص کر دیا جس میں آپ کے لیے ضروری کتب بھی فراہم کر دی گئیں۔ آپ صبح سویرے ملازمین سے بھی پہلے مکتبہ میں پہنچ جاتے اور پھر عشاء کے بعد واپس جاتے۔ آپ ہر وقت کتاب پر نظر رکھتے اگر کوئی آپ سے مسئلہ دریافت کرتا تو اکثر اوقات کتاب سے نظر ہٹائے بغیر ہی جواب دے کر فارغ کر دیتے۔

اس محنت وجدوجہد کے نتیجے میں سب سے پہلے آپ نے حدیث پر جو کام کر کے امت کو نفع پہنچایا وہ کتاب **" المغنی عن حمل الأسفار فی تخریج ما فی الإحیاء من الأخبار "** از حافظ عراقی پر تعلیقات لکھنا تھا۔

دعوۃِ حق اور علمی پروگرام

چونکہ آپ کے والد حنفی مسلک سے تعلق رکھتے تھے اور اکثر مسائل میں آپ کے مخالف ہوتے تھے اس لیے آپ کی دعوت اس مسلک پر تنقید سے شروع ہوئی۔ آپ بے خوف وخطر یہ بات واضح کر دیتے کہ جب کسی مسئلے میں حدیث ثابت ہو جائے تو پھر کسی امام کی اتباع جائز نہیں۔ دعوت الی اللہ کے سلسلے میں شیخ ؒ اپنے دوستوں اور میل جول رکھنے والوں کے ساتھ ایک جگہ پر مخصوص دن میں جمع ہوتے اور شرعی مسائل پر گفتگو کرتے۔ جس طرح لوگ بڑھتے گئے اس طرح جگہ بھی تبدیل کی جاتی رہی بالآخر ایک گھر کرائے پر لیا گیا لیکن وہ بھی بعد میں کم پڑ گیا۔

رفتہ رفتہ علاقے میں شیخ ؒ کی کافی شہرت ہوگئی لیکن اس کے ساتھ ساتھ حاسدین کی ایک جماعت بھی تیار ہوگئی جن کے من گھڑت الزامات اور جھوٹی گواہیوں کے باعث شیخ ؒ کو دوبار جیل کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ اس دوران اگر کوئی اختلافی مسئلہ پیش آ جاتا تو کسی متعصب مسلکی عالم کے پاس سوائے شور وغوغا اور گستاخ وھابی کہنے کے شیخ ؒ کے مقابلے میں کوئی ثبوت ودلیل نہ ہوتی۔

شیخ ؒ نے مختلف علمی مجالس کا بھی انعقاد کیا جن میں مدارس کے طلباء واساتذہ سمیت خواتین بھی شرکت کرتیں۔ ان مجالس میں جن کتب کے دروس دیے جاتے وہ یہ ہیں: فقہ السنۃ از سید سابق' الترغیب والترھیب از حافظ منذری' الروضۃ الندیۃ از نواب صدیق حسن خان' مصطلح التاریخ از اسد رستم' اصول الفقہ از عبدالوھاب خلاف' منہاج الاسلام فی الحکم از محمد اسد' الحلال والحرام از یوسف قرضاوی' فتح المجید شرح کتاب التوحید از عبدالرحمن بن حسن آل شیخ' الباعث الحثیث از احمد شاکر' ریاض

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصالحین از امام نووی' الإلمام فی احادیث الأحکام از ابن دقیق العید' الأدب المفرد از امام بخاری اور اقتضاء الصراط المستقیم از امام ابن تیمیہ وغیرہ۔

www.KitaboSunnat.com

مدینہ یونیورسٹی میں تقرری

شیخؒ کی تصنیفات بہت زیادہ آپ کی شہرت کا باعث بنیں بالخصوص اس لیے کہ آپ نے اپنی تالیفات میں جو منہج اپنایا تھا وہ خالص کتاب وسنت ہی تھا۔ ہر مسئلے میں صرف انہی دونوں کو معیار ومیزان بنایا گیا تھا۔ اس لیے جب مدینہ یونیورسٹی ''الجامعۃ الاسلامیۃ'' تعمیر کی گئی تو اس کے چانسلر اور مفتی عام برائے سعودی عرب شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ نے جامعہ میں علوم حدیث پڑھانے کے لیے آپ کو منتخب کیا۔ چنانچہ آپ 1961ء سے 1964ء تک تین سال جامعہ میں فرائضِ تدریس سرانجام دیتے رہے۔

دوران تدریس شیخؒ فارغ اوقات میں اور پیریڈوں کے وقفوں میں بھی طلباء کے درمیان بیٹھ کر علمی مباحث میں مشغول رہتے جبکہ دوسرے اساتذہ سٹاف روم میں استراحت کر رہے ہوتے۔ اس قدر محنت اور طلباء سے نہایت شفقت کے باعث اکثر طلباء آپ سے نہایت والہانہ محبت کرنے لگے اور ہر وقت آپ کے اردگرد جمع رہتے لیکن آپ کے معاصر اساتذہ میں سے بعض ان تمام چیزوں سے محروم ہونے کی وجہ سے آپ سے حسد کرنے لگے اور بالآخر آپ پر بہتان وافتراء اور جھوٹی گواہیوں کے ذریعے آپ کو جامعہ سے سبکدوش کرانے میں کامیاب ہو گئے اور آپ نے بھی اس فیصلے کو اللہ کا حکم سمجھ کر تسلیم کر لیا۔

اس کے بعد مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوریؒ صاحب مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح نے شیخؒ کو جامعہ سلفیہ بنارس میں استاذ الحدیث کی حیثیت سے تشریف لانے کی دعوت دی لیکن آپ نے کچھ وجوہات کی بنا پر معذرت کر لی اور دمشق واپس چلے گئے۔ پھر آپ کے شب وروز تالیف وتصنیف کے کام میں ہی گزرے۔

مقام ومرتبہ اور علماء کی آراء

علم حدیث میں شیخؒ کی گراں قدر اور ناقابل فراموش مساعی کے نتیجے میں مختلف ممالک میں آپ کا شہرہ ہو گیا۔ جس بنا پر آپ کو مختلف ممالک مثلاً مصر' مراکش' انگلینڈ' قطر' متحدہ عرب امارات اور متعدد یورپی ممالک میں دروس وخطابات اور کانفرنسز میں شرکت کے لیے مدعو کیا گیا۔ شیخ مختلف مجالس اور کمیٹیوں کے رکن بھی رہے مثلاً نشر واشاعت کے لیے مصر وشام کی مشترکہ کمیٹی ''لجنۃ الحدیث'' کے رکن تھے۔ مدینہ یونیورسٹی کی مختلف کمیٹیوں کے رکن تھے۔ سعودی فرمانروا ملک خالد بن عبد العزیزؒ نے مدینہ یونیورسٹی کی سپریم کونسل کے لیے آپ کو بطور عضو منتخب کیا تھا۔ اور جامعۃ مکۃ المکرمۃ میں 'قسم الدراسات العلیا للحدیث' کی نگرانی وسرپرستی کے لیے بھی آپ کو دعوت دی گئی۔

شیخؒ کے پاس دور دراز کے علاقوں اور بیشتر ممالک سے بڑے بڑے علما ومفتیان اور مشائخ ودکتورا اپنے مسائل کے حل کے لیے آتے اور آپ انہیں ایسے تسلی بخش جواب فراہم کرتے کہ کتب کے جلد نمبر اور صفحہ نمبر تک کی وضاحت کر دیتے۔

شیخ البانیؒ کو اپنے ہم عصر علما میں ممتاز مقام حاصل تھا۔ فی الحقیقت شیخؒ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں لیکن علمی اضافے کے لیے شیخؒ کے متعلق چند معاصر علما کی آراء حسب ذیل ہیں:

(ابن بازؒ) میں نے موجودہ زمانے میں روئے زمین پر علامہ محمد ناصر الدین البانی جیسا محدث نہیں دیکھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ابن عثیمینؒ) شیخ سے میری ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ آپ حدیث پر عمل اور بدعت کے خلاف جنگ کے کافی شوقین ہیں اور آپ کی تالیفات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ علم حدیث میں بہت ماہر ہیں۔

(سید محب الدین خطیبؒ) جن عظیم لوگوں نے احیائے سنت کے لیے اپنی زندگیوں کو وقف کر دیا ان میں سے ایک ہمارے قابل احترام بھائی شیخ ابو عبدالرحمٰن محمد ناصر الدین نوح نجاتی البانی ہیں۔

(عمر سلیمان الأشقر) انہوں نے شیخؒ کو اپنی کتاب 'تاریخ الفقہ الإسلامی' میں ''محدث العصر'' کا نام دیا۔

(شیخ شنقیطیؒ) شیخ شنقیطیؒ شیخ البانیؒ کا بے حد احترام و اکرام کرتے۔ جب آپ مسجد نبوی میں درس دے رہے ہوتے اور شیخ البانیؒ کا گزر ہوتا تو درس روک کر شیخ کے لیے کھڑے ہوتے اور انہیں سلام کرتے۔

(شیخ مقبل الوداعی) علم حدیث میں 'شیخ محمد ناصر الدین البانیؒ' جیسا کوئی نہیں۔

(شیخ عبدالصمد شرف الدینؒ) اس صدی کے سب سے بڑے محدث شیخ البانیؒ ہیں۔

(شیخ زید بن عبدالعزیز الفیاض) شیخ محمد ناصر الدین البانیؒ کا شمار اس زمانے کی مشہور علمی شخصیتوں میں ہوتا ہے۔

(شیخ حسن البناء مصریؒ) انہوں نے شیخ البانیؒ کو خط لکھ کر اپنے درست منہج پر ڈٹے رہنے کی تاکید کی اور شیخؒ کی 'فقہ السنۃ' پر بعض تعلیقات کو اپنے مجلّہ ''الإخوان المسلمون'' میں شائع کیا۔

شیخ البانیؒ کو سعودی عرب کی تنظیم 'مؤسسۃ الملک فیصل الخیریۃ' کی طرف سے ''تحقیقات اسلامی و خدمات حدیث'' کے لیے بین الاقوامی شاہ فیصل ایوارڈ کے لیے نامزد کیا گیا۔

شیخ کے چند مشہور شاگرد

(1) شیخ محمد بن جمیل زینو
(2) شیخ خلیل عراقی الحیانی
(3) ڈاکٹر عمر سلیمان الاشقر
(4) شیخ مصطفیٰ الزربول
(5) شیخ عبدالرحمٰن البانی
(6) شیخ مقبل بن ہادی الوداعی
(7) شیخ زہیر شاویش
(8) شیخ علی خشان
(9) شیخ خیرالدین وائلی
(10) شیخ عبدالرحمٰن عبدالصمد
(11) شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق
(12) شیخ محمد عید عباسی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(13) شیخ حمدی عبدالمجید سلفی

(14) شیخ محمد ابراہیم شقرۃ

شیخؒ کی تصنیفات' تعلیقات اور تخریجات

(1) التعقيب على كتاب الجواب للمودودى

(2) التعليق الممجد على التعليق على موطأ الإمام محمد للكنوى

(3) التعليق على كتاب سبل السلام شرح بلوغ المرام

(4) التعليق على كتاب مسائل جعفر بن عثمان بن أبي شيبة

(5) التعليقات الجيار على زاد المعاد

(6) التعليقات الرضية على الروضة الندية

(7) التوسل' أحكامه وأنواعه

(8) الثمر المستطاب في فقه السنة والكتاب

(9) الجمع بين ميزان الاعتدال للذهبي ولسان الميزان لابن حجر

(10) الحديث حجة بنفسه في العقائد والأحكام

(11) الحوض المودود في زوائد منتقى ابن الجارود

(12) الذب الأحمد عن مسند الإمام أحمد

(13) الرد على رسالة الشيخ التويجرى في بحوث من صفة الصلاة

(14) الرد على كتاب المراجعات لعبد الحسين شرف الدين

(15) الرد على رسالة التعقب الحيثيت

(16) الرد على رسالة أرشد السلفي

(17) الروض النضير في ترتيب وتخريج معجم الطبراني الصغير

(18) السفر الموجب للقصر

(19) اللحية في نظر الدين

(20) المحو والإثبات

(21) المسيح الدجال ونزول عيسى عليه الصلاة والسلام

(22) المنتخب من مخطوطات الحديث

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(23) الأحاديث الضعيفة والموضوعة التي ضعفها أو أشار إلى ضعفها ابن تيمية في مجموع الفتاوى

(24) مقدمة الأحاديث الضعيفة والموضوعة في أمهات الكتب الفقهية

(25) الأحاديث المختارة

(26) الأمثال النبوية

(27) بغية الحازم في فهارس مستدرك الحاكم

(28) تاريخ دمشق لأبي زرعة رواية أبي الميمون

(29) تحذير الساجد من اتخاذ القبور مساجد

(30) تحقيق كتاب حول أسباب الاختلاف للحميدى

(31) تحقيق كتاب ديوان أسماء الضعفاء والمتروكين للذهبي

(32) تحقيق كتاب مساوئ الأخلاق للخرائطي

(33) تحقيق كتاب أصول السنة واعتقاد الدين

(34) تسديد الإصابة إلى من زعم نصرة الخلفاء الراشدين والصحابة

(35) تسهيل الانتقاع بكتاب ثقات ابن حبان

(36) تعليق وتحقيق كتاب زهرا رياض في رد ماشنعه القاضي عياض على من أوجب الصلاة على البشير النذير في التشهد الأخير

(37) تلخيص صفة صلاة النبي ﷺ

(38) تلخيص كتاب تحفة المودود في أحكام المولود

(39) تلخيص أحكام الجنائز

(40) تمام المنة في التعليق على كتاب فقه السنة للسيد سابق

(41) حجاب المرأة المسلمة في الكتاب والسنة

(42) خطبة الحاجة

(43) دفاع عن الحديث النبوى والسيرة

(44) سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيئ من فقهها

(45) سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيى في الأمة

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(46) صحيح ابن ماجة

(47) صحيح الترغيب والترهيب

(48) صحيح الأدب المفرد

(49) صحيح الإسراء والمعراج

(50) صحيح سنن أبى داود

(51) صفة الصلاة الكبير

(52) صفة صلاة النبى ﷺ لصلاة الكسوف

(53) صفة صلاة النبى ﷺ من التكبير إلى التسليم كأنك تراها

(54) صلاة الاستسقاء

(55) صلاة العيدين فى المصلى هى السنة

(56) ضعيف ابن ماجة

(57) ضعيف الترغيب الترهيب

(58) ضعيف سنن أبى داود

(59) فهرس المخطوطات الحديثية فى مكتبة الأوقاف بحلب

(60) فهرس كتاب الكواكب الدرارى

(61) فهرس مخطوطات دار الكتب الظاهرية

(62) فهرس مسند الإمام أحمد بن حنبل فى مقدمة المسند

(63) فهرس أحاديث كتاب التاريخ الكبير

(64) فهرس أحاديث كتاب الشريعة للآجرى

(65) فهرس أسماء الصحابة الذين أسندوا الأحاديث فى معجم الطبرانى الأوسط

(66) قاموس البدع

(67) قيام رمضان وبحث عن الاعتكاف

(68) كشف النقاب عما فى كلمات أبى غدة من الأباطيل والافترائات

(69) ماصح من سيرة رسول الله ﷺ

(70) مختصر تعليق الشيخ محمد كنعان

(71) مختصر صحيح البخارى

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(72) مختصر صحيح مسلم

(73) معجم الحديث النبوى

(74) مناسک الحج والعمرة فى الكتاب والسنة و آثار السلف

(75) مناظرة كتابية مسجلة مع طائفة من أتباع الطائفة القاديانية

(76) منزلة السنة فى الإسلام

(77) نصب المجانيق فى نسف قصة الغرانيق

(78) نقد نصوص حديثية فى الثقافة العامة

(79) وجوب الأخذ بحديث الأحاد فى العقيده

(80) وصف الرحلة الأولى إلى الحجاز والرياض مرشداً للجيش السعودى

(81) وضع الأصار فى ترتيب أحاديث مشكل الأثار

(82) آداب الزفاف فى السنة المطهرة

(83) أحاديث البيوع وآثاره

(84) أحكام الجنائز

(85) أحكام الركاز

(86) إزالة الشكوک عن حديث البروک

(87) الكلم الطيب لإبن تيمية

(88) تحقيق مشكاة المصابيح للتبريزى

(89) تصحيح حديث إفطار الصائم قبل سفرة بعد الفجر

(90) رياض الصالحين للنووى

(91) صحيح الكلم الطيب لابن تيمية

(92) فضل الصلاة على النبى ﷺ لإسماعيل بن إسحق

(93) كتاب اقتضاء العلم والعمل للخطيب البغدارى

(94) كتاب العلم للحافظ أبى خيثمة

(95) لفتة الكبد فى تربية الولد لا بن الجوزى

(96) مختصر صحيح مسلم للمنذرى

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

97) مساجلة علمية بين الامامين الجليلين العز بن عبد السلام وابن الصلاح

(98) المرأة السلمة للشيخ حسن البناء

(99) الآيات البينات في عدم سماع الأموات عند الحنيفة السادات لمحمود الآلوسي

(100) تخريج الايمان لابن أبي شيبة

(101) تخريج الإيمان لأبي عبيد القاسم بن سلام

(102) تخريج فضائل الشام للربعي

(103) تخريج كتاب الرد على جهمية للدارمي

(104) تخريج كتاب المصطلحات الأربعة في القرآن

(105) تخريج كتاب إصلاح المساجد من البدع والعوائد لجمال الدين القاسمي

(106) تخريج كلمة الإخلاص وتحقيق معناها لابن رجب الحنبلي

(107) تخريج أحاديث مشكلة الفقر وكيف عالجها الإسلام للقرضاوي

(108) حجاب المرأة المسلمة ولباسها في الصلاة لشيخ الإسلام ابن تيمية

(109) حقيقة الصيام لا بن تيمية

(110) شرح العقيده الطحاوية لأبي جعفر الطحاوي

(111) صحيح الجامع الصغير وزيادة (الفتح الكبير) للسيوطي

(112) ضعيف الجامع الصغير وزيادته(الفتح الكبير) للسيوطي

(113) غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام للقرضاوي

(114) كتاب السنة ومعه ظلال الجنة في تخريج السنة لأبي عاصم الضحاك

(115) مادل عليه القرآن مما يعضد الهيئة الجديدية القوية البرهان لمحمود الآلوسي

(116) إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل لابن ضويان

(117) التعليق على كتاب الباعث الحثيث شرح اختصار علوم الحديث لابن كثير بتحقيق أحمد شاكر

(118) التعليقات على صفة الفتوى والمفتي والمستفتي لابن شبيب بن حمدان

(119) صحيح ابن خزيمة بتحقيق دكتورمصطفى الأعظمي

(120) مختصر الشمائل المحمدية للترمذي

(121) مختصر شرح العقيده الطحاوية

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(122) مختصر كتاب العلوّ للعلي العظيم للحافظ الذهبي

(123) مدارك النظر في السياسة بين التطبيقات الشرعية والا نفعالات الحماسية لعبد الملك الجزائري

سانحہ وفات

ایک عرصہ سے مسلسل بیمار رہنے کے باعث شیخؒ بے حد کمزور و نحیف ہو گئے۔ لیکن حدیث سے والہانہ محبت کی وجہ سے آپ اپنی تصنیفی سرگرمیوں سے پھر بھی باز نہ آئے اور جب خود لکھنے کی طاقت نہ ہوتی تو اپنے بیٹوں اور پوتوں سے لکھوا لیتے۔ شیخؒ کے ایک شاگرد علی بن حسن حلبی کے بقول ''آخری ایام میں اگرچہ شیخؒ کا جسم بہت کمزور پڑ گیا تھا لیکن آپ ابھی تک سلیم العقل اور پختہ قوتِ حافظہ کے مالک تھے۔''

بالآخر علمی بصیرت کا یہ روشن ستارہ بھی دیگر چمکتے ستاروں کی طرح تین (3) اکتوبر 1999ء کو اردن میں گل ہو گیا۔ شیخؒ کے سانحہ ارتحال کے بعد آج ساری دنیا میں ان کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو ان کے لیے باعث نجات بنائے۔

[فرحمه الله رحمة واسعة وجزاء عما قدم خير الجزاء]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب الطہارۃ

طہارت کے مسائل

- باب أقسام المیاہ — پانیوں کی اقسام کا بیان
- باب النجاسات — نجاستوں کا بیان
  - پہلی فصل : نجاستوں کے احکام
  - دوسری فصل: نجاستوں کی تطہیر
- باب قضاء الحاجۃ — قضائے حاجت کا بیان
- باب الوضوء — وضو کا بیان
  - پہلی فصل : وضو کے فرائض
  - دوسری فصل: وضو کی سنتیں
  - تیسری فصل: وضو توڑنے والی اشیاء
- باب الغسل — غسل کا بیان
  - پہلی فصل : غسل واجب کرنے والی اشیاء
  - دوسری فصل: غسل کا طریقہ
  - تیسری فصل: مسنون غسل
- باب التیمم — تیمم کا بیان
- باب الحیض والنفاس — حیض اور نفاس کا بیان
  - پہلی فصل : حیض کے احکام
  - دوسری فصل: نفاس کے احکام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ [المدثر: ٤-٥]

''اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کرو اور ناپاکی کو چھوڑ دو۔''

حدیث نبوی ہے کہ

﴿الطهور شطر الإيمان﴾

''طہارت نصف ایمان ہے۔''

[مسلم (٥٣٤) كتاب الطهارة : باب فضل الوضوء]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب ❶ الطہارۃ ❷

طہارت کے مسائل

باب ❸ اقسام المیاہ ❹ پانیوں کی اقسام کا بیان

اَلْمَاءُ طَاهِرٌ مُطَهِّرٌ	پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔ ❺

❶ **لغوی وضاحت:** لفظ کتاب، جمع کرنا، ملانا، جس میں لکھا جائے، صحیفہ، فرض اور حکم کے معانی میں مستعمل ہے اور باب کتب یکتب (نصر) کا مصدر ہے۔

اصطلاحی تعریف: کتاب مستقل حیثیت کے حامل مسائل کے مجموعے کو کہتے ہیں خواہ وہ کئی انواع (یعنی ابواب) پر مشتمل ہو یا نہ ہو۔ (۱)

❷ **لغوی وضاحت:** پاکیزگی، صفائی، ستھرائی، پاک ہونا، پاک کرنا سب اس کے معانی ہیں اور یہ باب طہر یطہر (نصر، کرم) کا مصدر ہے۔ لفظ طُهُور (طاء کے ضمہ کے ساتھ) ''پاک کرنا'' باب طَهُر سے مصدر ہے۔ اور لفظ طَهُور (طاء کے فتحہ کے ساتھ) ''پاک یا پاک کرنے والا'' بروزن فعول صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ طُهر'' حالت حیض کے خلاف حالت کو کہتے ہیں۔ ''تطہیر (تفعیل) کا معنی ''پاک کرنا'' ہے۔ (۲)

اصطلاحی و شرعی تعریف: (شافعیؒ، نوویؒ) حدث کو رفع کرنا اور نجاست کو زائل کرنا طہارت کہلاتا ہے۔ (۳)

(حنابلہ، مالکیہ) طہارت ایسی حکمی صفت ہے جو اپنے موصوف کے ساتھ یا اس میں یا اس کے لیے نماز کے جواز کو ثابت کر دیتی ہے۔ (٤)

(حنفیہ) طہارت سے مراد نجاست سے پاکیزگی حاصل کرنا ہے خواہ نجاست حقیقی ہو (مثلاً گندگی و پاخانہ وغیرہ) یا حکمی ہو (مثلاً حدث و بے وضگی وغیرہ)۔ (٥)

❸ جس میں ایک ہی نوع سے متعلقہ مسائل بیان کیے جائیں۔ (٦)

---

(۱) [القاموس المحيط (ص/۱۱۹) الدرر (٦/١) الصحاح (٢٠٨/١) أنيس الفقهاء (ص/٤٥)]

(۲) [القاموس المحيط (ص/٣٨٩) الصحاح (٢٢٧/٢) المصباح المنير (٥٧٩/٢) الجواهر المضية (١٩٠/٢)]

(۳) [المجموع (١٢٤/١) مغنى المحتاج (١٦/١)]

(٤) [المغنى (١٣/١) الشرح الكبير (٣٠/١) الشرح الصغير (٢٥/١)]

(٥) [اللباب شرح الكتاب (١٠/١) الدر المختار (٧٩/١) الكليات لأبى البقاء (ص/٢٣٤) حدود ابن عرفة (ص/١٢) المطلع للبعلى (ص/٥)]

(٦) [تحفة الأحوذى (١٩/١) نيل الأوطار (٤٣/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❹ لفظِ میاہ ماء (پانی) کی جمع ہے اس کے جنس ہونے کے باوجود اسے اختلاف انواع (مثلاً کوئیں کا پانی' سمندر کا پانی' چشمے کا پانی وغیرہ) پر دلالت کے لیے جمع لایا گیا ہے۔(۱)

❺ (1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَاءً طَهُورًا ﴾ [الفرقان:٤٨] ''اور ہم نے آسمان سے پاک پانی نازل کیا۔''

(2) ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ﴿ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَآءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ ﴾ [الأنفال:١١] ''اور وہ تم پر آسمان سے پانی نازل کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعے تمہیں پاک کرے۔''

(3) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إنّ الماء طهورٌ لا ينجّسه شيئٌ﴾ ''پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔''(۲)

(4) سمندر کے پانی کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿هو الطهور مائه والحل ميتته﴾ ''اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''(۳)

(5) سادے پانی کے طاہر و مطہر ہونے پر اجماع ہے۔(٤)

لَا يُخْرِجُهُ عَنِ الْوَصْفَيْنِ إِلَّا مَا غَيَّرَ رِيحَهُ أَوْ لَوْنَهُ أَوْ طَعْمَهُ مِنَ النَّجَاسَاتِ	ان دونوں اوصاف سے اسے کوئی چیز خارج نہیں کرتی مگر صرف ایسی نجاست جو اس کی بو یا اس کا رنگ یا اس کا ذائقہ تبدیل کر دے۔ ❶

❶ (1) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا' کیا ہم بئر بضاعہ کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ (بئر بضاعہ ایک قدیم کنواں تھا جس میں حیض آلود کپڑے' کتے کے گوشت کے ٹکڑے اور بدبودار اشیاء ڈالی جاتی تھیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا ﴿الماء طهور لا ينجسه شيئ﴾ ''پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔''(٥)

---

(۱) [نيل الأوطار (٤٣/١)]

(۲) [صحيح : صحيح أبو داود (٦٠) كتاب الطهارة : باب ماجآء في بئر بضاعة ' أبوداود (٧٦) مسند شافعي (٣٥) أبوداود طيالسي (٢٩٢) أحمد (٣١/٣) ترمذى (٦٦) نسائى (١٧٤/١) شرح معاني الآثار (١١/١) دار قطني (٢٩/١)]

(۳) [صحيح : صحيح أبو داود (٧٦) كتاب الطهارة: باب الوضوء بمآء البحر ' أبوداود (٨٣) موطا (٢٢/١) ابن أبي شيبة (١٣١/١٠٠) أحمد (٣٦١/٢) دارمي (١٨٦/١) ترمذى (٦٩) نسائي (١٧٦/١) ابن ماجة (٣٨٦) ابن خزيمة (١١١) ابن حبان (١١٩ ـ الموارد) ابن الجارود (ص/٢٥) دار قطني (٣٦/١) حاكم (١٤٠/١) بيهقي (٣/١) معرفة السنن والآثار (١٥٠/١)]

(٤) [الفقه الإسلامي وأدلته (٢٦٥/١)]

(٥) [صحيح : صحيح أبو داود (٦٠) كتاب الطهارة : باب ما جآء في بئر بضاعة ' أبوداود (٦٧) ترمذى (٦٦) نسائى (١٧٤/١) أحمد (٣١/٣) مسند شافعي (٣٥) ابن الجارود (٤٧) شرح معاني الآثار (١١/١) دار قطني (٢٩/١) بيهقي (٢٥٧/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(2) حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إن الماء لا ینجسه شيئ إلا ما غلب على ريحه وطعمه ولونه﴾ ''یقیناً پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی اِلا کہ پانی پر اس ناپاک چیز کی بُو ذائقہ اور رنگ غالب ہو جائے۔'' (۱)

(3) بیہقی کی روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿الماء طهور إلا إن تغير ريحه أو طعمه أو لونه بنجاسة تحدث فيه﴾ ''پانی پاک ہے سوائے اس کے کہ نجاست گرنے کی وجہ سے اس کی بو یا اس کا ذائقہ یا اس کا رنگ بدل جائے۔'' (۲)

(راجح) اگرچہ استثناء والی روایات ضعیف ہیں لیکن ان کے معنی ومفہوم کے صحیح وقابل عمل ہونے پر اجماع ہے جیسا کہ امام ابن منذر، امام نووی، امام ابن قدامہ اور امام ابن ملقن رحمہم اللہ اجمعین نے اس مسئلے پر اجماع نقل کیا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ، حضرت حسن بصری، حضرت سعید بن میسب، امام عکرمہ، امام ابن ابی لیلی، امام ثوری، امام داود ظاہری، امام نخعی، امام جابر بن زید، امام مالک، امام غزالی، امام قاسم اور امام یحیی رحمہم اللہ اجمعین بھی یہی موقف رکھتے ہیں۔ (۳)

وَعَنِ الثَّانِيْ مَا أَخْرَجَهُ عَنِ اسْمِ الْمَاءِ الْمُطْلَقِ مِنَ الْمُغَيِّرَاتِ الطَّاهِرَةِ	اور دوسرے وصف (پاک کرنے والا) سے اسے ایسی پاک اشیاء بھی خارج کر دیتی ہیں جو اسے سادہ (یعنی مطلق) پانی نہ رہنے دیں۔ ❶

❶ کیونکہ جس پانی کو بطور طہارت استعمال کرنے کا شریعت نے ہمیں حکم دیا ہے وہ محض وہی ہے جس پر مطلق طور پر لفظ مآء (پانی) بولا جا سکتا ہو جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ﴿ مَاءً طَهُورًا ﴾ [الفرقان : ٤٨] اور حدیث میں ہے ((إن الماء طهورٌ......)) (٤)

(جمہور، مالکؒ، شافعیؒ) اسی کے قائل ہیں۔ (٥)

(ابن قدامہ حنبلیؒ) جمہور کے موقف کو ترجیح حاصل ہے۔ (٦)

(ابن حزمؒ) جب تک پانی پر لفظ مآء (پانی) بولا جا سکتا ہے اس وقت تک وہ طاہر و مطہر ہے۔ (٧)

(۱) [ضعیف : ضعیف ابن ماجة (۱۱۷) کتاب الطهارة : باب الحیاض، الضعیفة (۲٦٤٤) ابن ماجة (٥۲۱) دار قطنی (۲۰۸/۱) طبرانی کبیر (۱۲۳/۸)] حافظ بوصیریؒ بیان کرتے ہیں کہ رشدین کے ضعف کی بنا پر اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ [الزوائد (۱۷۰/۱)]

(۲) [بیهقی (۲۰۹/۱) دار قطنی (۲۸/۱)] اس کی سند میں بھی رشدین بن سعد راوی متروک ہے لہٰذا یہ حدیث بھی قابل حجت نہیں۔ [فیض القدیر (۳۸۳/۲) نیل الأوطار (٦۷/۱)] امام ابو حاتمؒ نے اس کے مرسل ہونے کو صحیح قرار دیا ہے۔ [علل الحدیث (٤٤/۱)] امام دار قطنیؒ کا موقف یہ ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔ [دار قطنی (۲۹/۱)] امام نوویؒ نے اس حدیث کے ضعف پر محدثین کا اتفاق نقل کیا ہے۔ [المجموع (۱۱۰/۱)] امام ابن ملقنؒ کا کہنا ہے کہ مذکورہ استثناء کمزور ہے۔ [البدر المنیر (۸۳/۲)] امام ہیثمیؒ نے بھی رشدین بن سعد کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [المجمع (۲۱٤/۱)]

(۳) [الإجماع لابن المنذر (۱۰)، (ص/۳۳) المجموع للنووی (۱۱۰/۱) المغنی لابن قدامة (٥۳/۱) البدر المنیر لابن الملقن (۸۳/۲) نیل الأوطار (٦۹/۱)]

(٤) [صحیح : صحیح أبوداود (٦۰) أبوداود (٦۷)]

(٥) [المجموع (۹٥/۱) بدایة المجتهد (٥٤/۱)]

(٦) [المغنی لابن قدامة (۲٥/۱)]

(٧) [المحلی بالآثار (۱۹۳/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(شوکانیؒ) کسی پاک چیز کے ملنے کی وجہ سے جس پانی پر مائے مطلق کا نام نہ بولا جا سکے بلکہ اس پر کوئی خاص نام بولا جاتا ہو مثلاً گلاب کا پانی وغیرہ تو وہ صرف فی نفسہ طاہر ہوگا دوسروں کے لیے مطہر نہیں ہوگا۔(۱)

(احناف) پاک چیز ملنے کی وجہ سے متغیر پانی مطہر بھی ہوگا جب تک کہ یہ تغیر پکانے کی وجہ سے نہ ہوا ہو۔(۲)

(راجح) جمہور کا موقف راجح ہے۔(۳)

اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے قدرے تفصیل کی ضرورت ہے اور وہ یہ ہے کہ ''ایسا پانی جس میں زعفران' صابن یا آٹے وغیرہ کی مثل کوئی ایسی چیز مل جائے جو غالباً جدا ہو سکتی ہو اور اس پانی پر مائے مطلق کا لفظ بھی بولا جا سکے تو وہ پانی پاک ہونے کے ساتھ ساتھ پاک کرنے والا بھی ہے۔ لیکن اگر وہ چیز پانی کو مائے مطلق (سادہ پانی) کے نام سے خارج کر دے تو پانی فی نفسہ تو پاک ہوگا لیکن دوسری اشیاء کے لیے پاک کرنے والا نہیں ہوگا جیسا کہ مندرجہ ذیل دلائل اس پر شاھد ہیں:

(1) ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً﴾ [النساء: ٤٣] قرآن نے طہارت کے لیے مائے مطلق کا ہی ذکر کیا ہے۔

(2) حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب ہم آپ ﷺ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا ''اسے تین یا پانچ مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دو اگر تم ضرورت محسوس کرو ﴿بماء وسدر واجعلن فی الأخیرۃ کافورا﴾ ''پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخر میں کافور ڈالو۔''(٤)

(3) حضرت اُم ہانی بنت اَبی طالب رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے روز آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ ﷺ ایک گنبد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے ایک ٹب میں غسل کیا جس میں آٹے کے آثار نمایاں تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ﴿إغتسل ﷺ و میمونۃ من إناء واحد فی قصعۃ فیھا أثر العجین﴾ ''آپ ﷺ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک ایسے ٹب میں غسل کیا جس میں آٹے کے نشانات موجود تھے۔''(٥)

ان احادیث میں پانی اور کافور کے درمیان' اور پانی اور آٹے کے درمیان آمیزش و ملاوٹ اور اس سے آپ ﷺ کا غسل کروانا اور خود کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ ایسی پاک اشیاء کی ملاوٹ کے بعد بھی اگر مائے مطلق کا نام باقی رہے تو اس پانی سے طہارت حاصل کرنا درست ہے۔(٦)

وَلَا فَرْقَ بَيْنَ قَلِيْلٍ وَكَثِيْرٍ وَمَا فَوْقَ الْقُلَّتَيْنِ وَمَا دُوْنَهُمَا	(اس مسئلہ میں) قلیل اور کثیر پانی کے درمیان اور دو مٹکوں سے زیادہ یا کم پانی کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ ❶

(۱) [السیل الجرار (٥٦/١)]

(۲) [بدایۃ المجتھد (٥٤/١)]

(۳) [المغنی (٢٥/١) السیل الجرار (٥٦/١)]

(٤) [مسلم (٩٣٩) کتاب الجنائز: باب فی غسل المیت' بخاری مع الفتح (١٢٥/٣) مؤطا (٢٢٢/١) مسند شافعی (٢٠٣/١) أحمد (٤٠٧/٦) أبو داود (٣١٤٢) ترمذی (٩٩٠) نسائی (٢٨/٤) ابن ماجۃ (١٤٥٨)]

(٥) [صحیح: صحیح ابن ماجۃ (٣٠٣) کتاب الطھارۃ وسننھا: باب الرجل والمرأۃ یغتسلان من إناء واحد' ابن ماجۃ (٣٧٨) نسائی (١٣١/١) أحمد (٣٤٢/٦) إرواء الغلیل (٦٤/١) المشکاۃ (٤٨٥)]

(٦) [فقہ السنۃ (١٤/١) السیل الجرار (٥٦/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت حسن بصری' حضرت سعید بن مسیب' امام عکرمہ' امام ابن ابی لیلیٰ' امام ثوری' امام داود ظاہری' امام نخعی' امام جابر بن زید' امام مالک' امام غزالی' شیخ الاسلام ابن تیمیہ' امام ابن قیم اور شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہم اللہ اجمعین کا یہی موقف ہے۔

لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ' امام مجاہد' امام شافعی' امام احمد' احناف اور امام اسحاق رحمہم اللہ اجمعین قلیل اور کثیر پانی کے درمیان فرق و امتیاز کے قائل ہیں۔ (یعنی اگر پانی کثیر ہوگا تو اوصاف ثلاثہ میں سے کسی ایک کے بدل جانے پر اس کے نجس ہونے کا حکم لگانے والا اصول و قانون کارفرما ہوگا لیکن اگر پانی قلیل ہوگا تو مجرد نجاست گرنے سے ہی نجس ہو جائے گا اگرچہ اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی ایک بھی وصف تبدیل ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔)(۱)

انہوں نے مندرجہ ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ [المدثر: ۵] ''اور پلیدگی و گندگی سے بچو۔''

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو اپنا ہاتھ تین مرتبہ دھونے سے پہلے پانی کے برتن میں نہ ڈالے کیونکہ اسے معلوم نہیں رات بھر اس کا ہاتھ کہاں کہاں گردش کرتا رہا۔''(۲)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کسی کے برتن میں جب کتا منہ ڈال جائے تو اسے (یعنی اس کے پانی کو) بہا دینا چاہیے پھر اسے سات مرتبہ دھونا چاہیے۔''(۳)

(4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی بھی کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے اور پھر اس میں غسل کرے۔''(۴)

(5) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب پانی کی مقدار دو بڑے مٹکوں کے برابر ہو تو وہ نجاست کو قبول ہی نہیں کرتا۔(۵)

(6) ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنے دل سے پوچھو نیکی وہ ہے جس پر نفس اور دل مطمئن ہو جائے اور

---

(۱) [نيل الأوطار (۶۹/۱) السيل الجرار (۵٤/۱) التعليق على سبل السلام للشيخ عبدالله بسّام (۱۸/۱) الالروضة الندية (۶۱/۱-۶۳)]

(۲) [مسلم (۲۷۸) كتاب الطهارة : باب كراهة غمس المتوضئ......' مسند أبي عوانة (۲۶۳/۱) بيهقي (٤۵/۱) مؤطا (۲۱/۱) أحمد (٤۶۵/۲) بخاري مع الفتح (۳۶۳/۱)]

(۳) [مسلم (۲۷۹) كتاب الطهارة : باب حكم و لوغ الكلب' نسائي (۱۷۶/۱) ابن الجارود (۵۱) دار قطني (۶٤/۱) بيهقي (۱۸/۱) أحمد (۲۵۳/۲) ابن خزيمة (۹۸/۱) ابن حبان (۱۲۹۶) طبراني أوسط (۹۳/۱)]

(٤) [بخاري (۲۳۹) كتاب الوضوء : باب البول في الماء الدائم' مسلم (۲۸۲) أبو داود (۶۹) نسائي (٤۹/۱) ترمذي (۶۸) شرح معاني الآثار (۱٤/۱) بيهقي (۲۵۶/۱) ابن حبان (۱۲۵۱) ابن خزيمة (۶۶) مصنف عبدالرزاق (۲۹۹) مسند أبي عوانة (۲۷۶/۱) دارمي (۱۸۶/۱) مصنف ابن أبي شيبة (۱٤۱/۱) أحمد (٤۹۲/۲)]

(۵) [صحيح : صحيح أبو داود (۵۶) كتاب الطهارة : باب ما ينجس الماء' أبو داود (۶۳) ترمذي (۶۷) أحمد (۲۷/۲) نسائي (۱۷۵/۱) ابن ماجة (۵۱۷) ابن خزيمة (۹۲)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہ وہ ہے جو نفس میں کھٹکتا ہے اور سینے میں متردد ہوتا ہے اگر چہ لوگ تمہیں اس کا فتویٰ دیں یا تم انہیں اسکا فتویٰ دو۔(۱)

(7) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس کام میں شک ہوا سے چھوڑ کر ایسے کام کو اختیار کرو جس میں شک نہ ہو۔'' (۲)

حقیقت یہ ہے کہ اگر چہ گذشتہ دلائل سے امام احمدؒ اور احناف وغیرہ نے قلیل وکثیر پانی کے درمیان فرق کی کوشش کی ہے لیکن ان میں ان کے مطلوب ومقصود کے لیے کوئی واضح دلالت ورہنمائی موجود نہیں۔(۳)

قلیل وکثیر پانی کی تعیین میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے۔

(شافعیہؒ، حنابلہؒ) قلیل وکثیر کے درمیان حد فاصل حدیث قلتین ہے۔(٤)

حدیث قلتین سے مراد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث﴾ ''جب پانی دو مٹکوں کے برابر ہو تو نجاست کو قبول نہیں کرتا۔'' (٥)

جس روایت میں قلتین کو قبیلہ ھجر کے مٹکوں کے ساتھ مقید کیا گیا ہے وہ ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں مغیرہ بن سقلاب راوی منکر الحدیث ہے۔ (٦) بالفرض اگر قبیلہ ھجر کے مٹکوں کے پانی کا حساب لگایا جائے تو دو مٹکوں کے پانی کی مقدار پانچ سو رطل بنتی ہے۔(۷)

علاوہ ازیں اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب پانی قلتین (یعنی دو مٹکوں) تک پہنچ جائے تو نجس نہیں ہوتا اور جب قلتین سے کم ہو تو نجس ہو جاتا ہے۔

(ابو حنیفہؒ) کثیر پانی وہ ہے کہ جس کی ایک طرف کو حرکت دی جائے تو دوسری طرف متحرک نہ ہو۔

(ابو یوسفؒ، محمدؒ) دس ہاتھ چوڑے اور دس ہاتھ لمبے حوض میں موجود پانی کثیر ہے اور جو اس سے کم جگہ میں ہے وہ قلیل ہے۔(۸)

---

(۱) [حسن : صحيح الجامع الصغير (٩٤٨) دارمي (٢٤٦/٢) فيض القدير (٤٩٢/١) التاريخ الكبير للبخاري (١٤٤/١)]

(۲) [صحيح : إرواء الغليل (١٢) ترمذي (٢٥١٩) كتاب صفة القيامة والرقائق والورع : باب منه ' نسائي (٣٢٧/٨) أحمد (٢٠٠/١) حاكم (١٣/٢) ابن حبان (٥١٢ـ الموارد) الحلية لأبي نعيم (٢٦٤/٨) شرح السنة للبغوي (٢١٠/٤) عبدالرزاق (١١٧/٣)]

(۳) [الروضة الندية (٦٢/١)]

(٤) [الأم للشافعي (٥٤/١) نيل الأوطار (٧٠/١) سبل السلام (١٨/١)]

(٥) [صحيح : إرواء الغليل (٦٠/١)' (٢٣) ترمذي (٦٧) كتاب الطهارة : باب منه آخر' شرح السنة (٣٦٩/١) ابن الجارود (٤٦) شرح معاني الآثار (١٥/١) مشكل الآثار (٢٦٦/٣) مصنف ابن أبي شيبة (١٤٤/١) بيهقي (٢٦٠/١) دار قطني (١٣/١ـ٢٣) حاكم (١٣٢/١) ابن خزيمة (٩٢) ابن ماجة (٥١٧) نسائي (١٧٥/١) أحمد (٢٧/٢)] بعض حضرات نے اس حدیث کی سند اور متن کو مضطرب کہا ہے لیکن یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ شیخ عبدالقادر ارنؤوط' حافظ ابن حجر' امام حاکم' امام ابن مندہ' امام ابن خزیمہ' امام ابن حبان' امام طحاوی' امام نووی اور امام ذہبی رحمہم اللہ اجمعین نے اسے صحیح کہا ہے۔ [تخريج جامع الأصول (٦٥/٧) فتح الباري (٢٧٧/١) التعليقات الرضية على الروضة الندية للألباني (٩٢/١) البدر المنير (٩١/٢) نصب الراية (١٠٧/١)]

(٦) [تلخيص الحبير (٢٠/١)]

(۷) [سبل السلام (١٣/١)]

(۸) [فتح القدير (٥٥/١) المبسوط (٦١/١) الهداية (١٨/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بغویؒ) (تالاب کے پانی کو) حرکت دینے والی بات تو انتہائی جہالت پر مبنی ہے کیونکہ حرکت دینے والوں کی حالت قوت وضعف میں مختلف ہوتی ہے۔ (یعنی اگر کوئی کمزور شخص حرکت دے گا تو ممکن ہے کہ دوسرا کنارہ متحرک نہ ہو اور اگر کوئی قوی و طاقتور حرکت دے تو دوسرا کنارہ متحرک ہو جائے گا لہٰذا یہ قاعدہ نا قابل قبول ہے) اور دہ دردہ والا مسئلہ بھی محض عقلی ہے شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔(۱)

(ابن حزمؒ) حنفیہ کا یہ قول بڑا عجیب ہے کہ پانی کا حوض اتنا بڑا ہو کہ ایک طرف کو حرکت دیں تو دوسری جانب متحرک ہو جائے۔ اے کاش! ہمیں پتہ ہوتا کہ یہ حرکت کیسے دی جائے گی؟ آیا بچے کی انگلی سے؟ کسی تنکے سے' دھاگے سے' تیراک کے تیرنے سے' ہاتھی کے گرنے سے' چھوٹی کنکری سے' منجنیق کے پتھر سے یا حوض کے گر جانے سے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو ان غلط فہمیوں سے محفوظ رکھا۔(۲)

(راجح) اس حدیث کو اجماع یعنی ﴿إلا أن تغير ريحه أو طعمه أو لونه﴾ کے ساتھ اُسی طرح مقید کیا جائے گا جیسے حدیث ﴿الماء طهور لا ينجسه شيء﴾ کو اجماع کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔ پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جب پانی دو مٹکوں کے برابر ہو تو نجس نہیں ہوتا لیکن اگر اوصاف ثلثہ میں سے کوئی وصف نجاست گرنے کی وجہ سے متغیر ہو جائے تو بالا جماع نجس ہو جائے گا اور اگر دو مٹکوں سے کم ہو اور کوئی وصف متغیر نہ ہو تو حدیث ﴿لا ينجسه شيء﴾ کی وجہ سے محض نجاست گرنے سے نجس نہیں ہوگا بلکہ اپنی اصل (طہارت) پر باقی رہے گا۔(۳)

علاوہ ازیں حدیث قلتین سے یہ استدلال کرنا کہ دو مٹکوں سے کم پانی مجرد گندگی گرنے سے نجس ہو جاتا ہے مفہوم ہے جو کہ صریح منطوق ﴿إلا أن تغير ريحه أو طعمه أو لونه﴾ کے خلاف ہے اور اصول میں یہ بات مسلم ہے کہ جب مفہوم منطوق کے مخالف ہو تو قابل حجت نہیں ہوتا۔

وَ مُتَحَرِّكٍ وَ سَاكِنٍ	متحرک وساکن (پانی کے درمیان کوئی فرق نہیں)۔ ❶

❶ جمہور علماء اسی کے قائل ہیں۔(٤)

جن علماء نے مندرجہ ذیل حدیث سے استدلال کرتے ہوئے متحرک اور ساکن پانی کے درمیان فرق کیا ہے اور کہا ہے کہ کھڑا پانی مجرد نجاست گرنے سے ہی ناپاک ہو جاتا ہے اگرچہ اس کے اوصاف ثلثہ میں سے کوئی تبدیل ہو یا نہ ہو اور یہ کہ اس حدیث میں منع کا سبب یہ ہے کہ جب کھڑے پانی میں غسل کیا جائے گا تو وہ مستعمل ہو جائے گا اور مستعمل پانی مطہر نہیں ہوتا' ان کی یہ بات درست نہیں بلکہ باطل و بے بنیاد ہے کیونکہ اس کے اثبات میں کوئی شرعی دلیل موجود نہیں۔ لہٰذا پانی اپنی اصل (طہارت) پر ہی باقی رہے گا جب تک کہ اس کے اوصاف ثلثہ میں سے کوئی متغیر نہ ہو جائے اور باقی رہی یہ حدیث تو اس میں صرف کھڑے پانی میں پیشاب یا غسل کی ممانعت ہے اور پیشاب کرنے والے کے لیے اس سے غسل یا وضوء کی ممانعت ہے۔

(۱) [شرح السنة (٥٩/٢-٦٠) الروضة الندية (٦٤/١)]
(۲) [المحلى بالآثار (١٥٠/١)]
(۳) [نيل الأوطار (٧٠/١) الروضة الندية (٥٩/١)]
(٤) [الروضة الندية (٦٦/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ وہ شخص اس پانی سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور پیشاب کرنے والے کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے لیے اس سے غسل اور وضو کرنا جائز و مباح ہے۔(۱)

کھڑے پانی سے غسل کا طریقہ یہ ہوگا کہ کسی برتن کے ذریعے پانی باہر نکال کر اس سے غسل کیا جائے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔ ﴿یتناوله تناولاً﴾(۲)

(البانی) اسی کو ترجیح دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ حدیث میں صرف جنبی کے لیے کھڑے پانی میں غوطہ (لگا کر غسل کرنے) کی ممانعت ہے جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ پانی کو باہر نکال کر اس سے طہارت حاصل کرنا درست ہے۔(۳) مطلوبہ احادیث درج ذیل ہیں:

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لا یبولن أحدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل فیه﴾ ''تم میں سے کوئی بھی کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے اور پھر اس میں غسل کرے۔''(۴)

(2) جامع ترمذی میں یہ لفظ ہیں ﴿ثم یتوضأ منه﴾ ''پھر اس سے وضو کرے''۔(۵)

(3) سنن ابی داود اور مسند احمد میں ہے ﴿لا یبولن أحدکم فی المآء الدائم و لا یغتسل فیه من جنابة﴾ ''تم میں سے کوئی بھی کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے اور نہ ہی اس میں غسل جنابت کرے۔''(۶)

(4) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أن النبی ﷺ نهی عن البول فی المآء الراکد﴾ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے پانی میں پیشاب سے منع فرمایا ہے۔''(۷)

(5) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں مرفوعاً یہ الفاظ بھی موجود ہیں ﴿لا یغتسل أحدکم فی الماء الدائم وهو جنب﴾ ''تم میں سے کوئی بھی حالت جنابت میں کھڑے پانی میں غسل نہ کرے۔''(۸)

(علامہ عینیؒ) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عام ہے اور اسے بالاتفاق خاص کرنا ضروری ہے (یا تو) ایسے وسیع الظرف پانی کے ساتھ جس کے ایک کنارے کو حرکت دینے سے دوسرا کنارہ متحرک نہ ہو یا حدیث قلتین کے ساتھ جیسا کہ امام شافعیؒ اسی کے قائل

---

(۱) [المحلی بالآثار (۱۸۶/۱) الاحکام لابن حزم (۲۱/۱)]

(۲) [مسلم (۲۸۳) کتاب الطهارة : باب النهی عن الاغتسال فی المآء الراکد]

(۳) [التعلیقات الرضیة علی الروضة الندیة (۹۸/۱)]

(٤) [بخاری (۲۳۹) کتاب الوضوء : باب البول فی المآء الدائم]

(٥) [صحیح : صحیح ترمذی (۵۸) کتاب الطهارة : باب ما جاء فی کراهیة البول فی المآء الراکد ' ترمذی (۶۸)]

(٦) [حسن : صحیح أبو داود (۶۳) کتاب الطهارة : باب البول فی المآء الراکد ' أبو داود (۷۰) أحمد (۳۱۶/۲)]

(٧) [مسلم (۲۸۱) کتاب الطهارة : باب النهی عن البول فی المآء الراکد ' نسائی (۳٤/۱) کتاب الطهارة : باب النهی عن البول فی المآء الراکد ' ابن ماجة (۳٤۳)]

(٨) [مسلم (۲۸۳) کتاب الطهارة : باب النهی عن الاغتسال فی المآء الراکد ' نسائی (۱۲٤/۱) ابن ماجة (۶۰۵) بیهقی (۲۵۶/۱) ابن حبان (۱۲۵۱) ابن خزیمه (۶۶) مصنف عبدالرزاق (۲۹۹) أبوعوانة (۲۷۶/۱) مصنف ابن أبی شیبة (۱٤۱/۱) شرح معانی الآثار (۱٤/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں یا ایسی عمومات کے ساتھ جو پانی کے اس وقت تک پاک ہونے پر دلالت کرتی ہیں جب تک کہ اس کے اوصاف ثلثہ میں سے کوئی تبدیل نہ ہو جائے جیسا کہ امام مالکؒ کا یہی مؤقف ہے۔(۱)

(شوکانیؒ) اس حدیث میں شارع علیہ السلام کی طرف سے ایسا کوئی بیان نہیں ہے کہ ممانعت کا سبب یہ ہے کہ پانی مستعمل ہو جائے گا اور مستعمل پانی مطہر نہیں ہوتا۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ اس سے جو اخذ کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اس میں منع کا سبب (اس میں پیشاب یا غسل کرنے کے ساتھ) اس کے کھڑا رہنے کی وجہ سے اس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔(۲)

(ابن حزمؒ) ان لوگوں کا یہ کہنا کہ نبی ﷺ نے جنبی کو کھڑے پانی میں داخل ہونے سے اس لیے منع فرمایا ہے کہ کہیں پانی مستعمل نہ ہو جائے' باطل ہے۔(۳)

(نوویؒ) کھڑے پانی میں داخل ہو کر جنبی شخص کے غسل کرنے سے ممانعت کی حدیث اس عمل کے مکروہ تنزیہی ہونے کی دلیل ہے۔(٤)

○ جاری پانی کے متعلق مختلف اقوال ہیں۔

(1) جسے عرف میں جاری تسلیم کیا جاتا ہو۔

(2) جس میں خشک تنکے بہ جائیں۔

(3) پانی اس قدر ہو کہ وضو کرنے والے کے دوبارہ چلو بھرنے پر پہلے پانی کے بجائے (چلنے کی وجہ سے) نیا پانی ہاتھ لگے۔(٥)

(راجح) پہلا قول راجح ہے۔

وَ مُسْتَعْمَلٍ وَ غَيْرِ مُسْتَعْمَلٍ	مستعمل اور غیر مستعمل (پانی میں کوئی فرق نہیں)۔ ❶

❶ مستعمل (استعمال شدہ) پانی طاہر (پاک) ہے اور اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت عروہ اور حضرت مسور رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ﴿أن النبي ﷺ كان إذا توضأ كادوا يقتتلون على وضوئه﴾ ''نبی ﷺ جب وضوء کرتے تھے تو (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) قریب ہوتے کہ کہیں وہ آپ ﷺ کے وضوء سے (بچے ہوئے) پانی کو لینے میں جھگڑا نہ شروع کر دیں۔''(٦)

(2) حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''اللہ کے رسول ﷺ کے پاس وضوء کا پانی لایا گیا اور آپ ﷺ نے اس سے وضوء کیا تو لوگوں کی یہ حالت تھی کہ وہ آپ ﷺ کے وضوء سے بچے پانی کو حاصل کر کے اسے (اپنے جسموں پر)

(۱) [عمدة القاري (۳/۵۰)]
(۲) [السيل الجرار (۱/۵۷)]
(۳) [المحلى (۱/۱۸٦)]
(٤) [شرح مسلم (۳/۱۸۹)]
(٥) [فتح القدير (۱/۸۳)]
(٦) [بخاري (۱۸۲) كتاب الوضوء : باب استعمال فضل وضوء الناس ' أحمد (٤/۳۲۹ - ۳۳۰)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رنگاتے تھے۔'' (۱)

(3) جب جابر رضی اللہ عنہ مریض تھے تو نبی ﷺ نے اپنے وضوء کا پانی ان پر بہایا۔ (۲)

مستعمل پانی مطہر (یعنی پاک کرنے والا) بھی ہے۔ اگرچہ اس مسئلے کے اثبات کے لیے علماء کی طرف سے پیش کیے جانے والے مندرجہ ذیل دلائل سے استدلال کرنا تو محل نظر ہے لیکن یہ مسئلہ صحیح ثابت ہے۔

(1) حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ﴿أن النبی ﷺ مسح برأسه من فضل ماء كان في يده﴾ ''نبی ﷺ نے اپنے سر کا مسح اسی زائد پانی سے کیا جو آپ ﷺ کے ہاتھ میں موجود تھا۔'' (۳)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی کسی بیوی نے ایک ٹب میں غسل کیا پھر آپ ﷺ اس ٹب سے وضوء یا غسل کرنے کے لیے آئے تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! بلاشبہ میں جنبی تھی تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ﴿إن الماء لا يجنب﴾ ''بے شک پانی ناپاک نہیں ہوتا۔'' (٤)

واضح رہے کہ مستعمل پانی سے مراد فقہاء کے نزدیک ایسا پانی ہے جسے جنابت رفع کرنے کے لیے' یا رفع حدث (یعنی وضوء یا غسل) کے لیے' یا ازالہ نجاست کے لیے' یا تقرب کی نیت سے اجر و ثواب کے کاموں (مثلاً وضوء پر وضوء کرنا یا نماز جنازہ کے لیے' مسجد میں داخلے کے لیے' قرآن پکڑنے کے لیے وضوء کرنا وغیرہ) میں استعمال کیا گیا ہو۔ (٥)

مستعمل پانی کے حکم میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے۔

(ابوحنیفہؒ، شافعیؒ) کسی حال میں بھی ایسے پانی کے ذریعے طہارت حاصل کرنا جائز نہیں۔ امام لیثؒ، امام اوزاعیؒ اور امام احمدؒ اور ایک روایت کے مطابق امام مالکؒ سے بھی یہی مذہب منقول ہے۔

(مالکیہ) مستعمل پانی کی موجودگی میں تیمم جائز نہیں۔

(ابویوسفؒ) مستعمل پانی نجس ہے (یاد رہے کہ یہ اپنے قول میں منفرد ہیں)۔

(اہل ظاہر) مستعمل پانی اور مطلق پانی میں کوئی فرق نہیں (یعنی جیسے مطلق پانی طاہر و مطہر ہے اسی طرح مستعمل پانی بھی طاہر و مطہر ہے) امام حسنؒ، امام عطاءؒ، امام نخعیؒ، امام زہریؒ، امام مکحول اور امام احمد رحمہم اللہ اجمعین سے ایک روایت میں یہی مذہب مروی ہے۔ (٦)

(راجح) مستعمل پانی طاہر و مطہر ہے جیسا کہ ابتدا میں دلائل ذکر کر دیے گئے ہیں۔

---

(۱) [بخاری (۱۸۱) کتاب الوضوء : باب استعمال فضل وضوء الناس]

(۲) [بخاری (٥٢٤٤) کتاب المرضی : باب وضوء العائد للمریض]

(۳) [**حسن** : صحیح أبو داود (۱۲۰) کتاب الطهارة : باب صفة وضوء النبی ' أبو داود (۱۳۰) ترمذی (۳۳)]

(٤) [**صحیح** : صحیح أبو داود (۱٦) کتاب الطهارة : باب المآء لا یجنب ' أبو داود (٦٨) ابن ماجة (٣٦٤) عارضة الأحوذی (۸۲/۱)]

(٥) [کشاف القناع (۳۱/۱-۳۷) المغنی (۱۰/۱) بدایة المجتهد (۲٦/۱) بدائع الصنائع (٦٩/۱) الدر المختار (۱۸۲/۱) فتح القدیر (٥٨/۱)]

(٦) [المجموع (۱٥۱/۱) المبسوط (٤٦/۱) بدائع الصنائع (٦٦/۱) مختصر الطحاوی (۱٦) المغنی (٤٧/۱) قوانین الأحکام الشرعیه (ص/٤٠) اللباب (٧٦/۱) الأصل (٢٥/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(شوکانیؒ) مستعمل پانی سے طہارت حاصل کرنا درست ہے۔(۱)

(ابن رشدؒ) مستعمل پانی حکم میں مطلق پانی کی طرح ہی ہے۔(۲)

(صدیق حسن خانؒ) حق بات یہی ہے کہ مجرد استعمال کی وجہ سے پانی پاک کرنے والی صفت سے خارج نہیں ہوتا۔(۳)

(ابن حزمؒ) استعمال شدہ پانی کے ساتھ غسل جنابت اور وضوء جائز ہے قطع نظر اس سے کہ دوسرا پانی موجود ہو یا نہ ہو۔(٤)

استعمال شدہ پانی کو مطہر نہ کہنے والوں کے دلائل اور ان پر حرف تنقید:

(1) رسول اللہ ﷺ نے مرد و عورت کو ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن اگر وہ دونوں اکٹھے چلو بھریں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔(٥) اس کا جواب اس طرح دیا گیا ہے کہ جواز کی احادیث کے قرینہ کی وجہ سے اس حدیث کی ممانعت کو نہی تنزیہی پر محمول کیا جائے گا۔(٦) جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ اپنی اہلیہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی سے غسل کر لیا کرتے تھے۔(۷)

(2) نبی ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب اور غسل کرنے سے منع فرمایا ہے۔(۸) ان کے نزدیک (مذکورہ حدیث میں) ممانعت کا سبب یہ ہے کہ کہیں پانی مستعمل ہو کر غیر مطہر نہ ہو جائے اس لیے آپ ﷺ نے منع فرما دیا' لیکن اس بات کا کوئی ثبوت موجود نہیں بلکہ منع کا سبب زیادہ سے زیادہ صرف یہی ہے کہ کہیں پانی خراب نہ ہو جائے اور اس کا نفع جاتا رہے اس بات کی تائید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے ہوتی ہے کہ ''وہ شخص اسے (یعنی پانی کو) باہر نکال کر استعمال کرلے۔''(۹)

○ امام ابن حزمؒ رقمطراز ہیں کہ ہم نے احناف کے جو اقوال نقل کیے ہیں ان میں سے عجیب ترین قول یہ ہے کہ ایک صاف ستھرے طاہر مسلمان کے وضوء کا مستعمل پانی مردہ چوہے سے زیادہ نجس ہے۔(۱۰)

---

(۱) [نيل الأوطار (۱/۵۸)]

(۲) [بداية المجتهد (۱/۵۵)]

(۳) [الروضة الندية (۱/٦۸)]

(٤) [المحلى بالآثار (۱/۱۸۲)]

(٥) [صحيح : صحيح ابن ماجة (۳۰۰) كتاب الطهارة و سننها : باب النهي عن ذلك' ابن ماجة (۳۷٤) طحاوى (۱/۲٤) دار قطني (۱/۱۱٦)]

(٦) [سبل السلام (۱/۲٦)]

(۷) [مسلم (۳۲۳) كتاب الحيض : باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة..... ' أحمد (۱/۳٦٦) بيهقى (۱/۱۸۸)]

(۸) [بخارى (۲۳۹)]

(۹) [نيل الأوطار (۱/۵۸) السيل الجرار (۱/۵۷) المحلى (۱/۱۸٦)]

(۱۰) [المحلى بالآثار (۱/۱۵۰)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متفرقات

1- نبیذ کے ساتھ وضو کا حکم

(ابوحنیفہؒ) نبیذ کے ساتھ وضوء کرنا جائز و درست ہے۔(۱)

ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شب جن (جس رات آپ ﷺ نے جنوں کے ساتھ ملاقات کی) مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تمھارے پاس پانی ہے، میں نے عرض کیا میرے پاس پانی نہیں ہے البتہ میرے پاس ایک برتن ہے جس میں نبیذ ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿اصبب فتوضا به وقال : شراب وطهور﴾ ''اسے انڈیل کر اس کے ساتھ وضوء کرواور یہ بھی فرمایا یہ پینے کی چیز اور پاک کرنے والا ہے۔''(۲)

(2) اسی معنی کی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا ﴿تمرة طيبة وماء طهور﴾ ''(یہ تو) عمدہ کھجور اور پاک کرنے والا پانی ہے۔''(۳)

(3) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿كان لا يرى باساً بالوضوء من النبيذ﴾ ''وہ نبیذ سے وضوء کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔''(٤)

(4) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إذا لم يجد أحدكم ماء ووجد النبيذ فليتوضأ به﴾ ''جب تم میں سے کسی کو پانی میسر نہ ہو لیکن اسے نبیذ مل جائے تو وہ اسی کے ساتھ وضوء کرے۔''(٥)

---

(۱) [بداية المجتهد (۱/٦٥)]

(۲) [**ضعيف** : ضعيف ابن ماجة (۸٥) كتاب الطهارة وسننها : باب الوضوء بالنبيذ ' ابن ماجة (۳۸٥) أحمد (۱/۳۹۸) دار قطني (۱/۷٦) المعجم الكبير (۱۰/٦٥)] اس کی سند میں ابن لہیعہ راوی ضعیف ہے۔[الضعفاء والمتروكين (۱/۱۹۲) ميزان الاعتدال (۲/٦٥) المغنى (۱/۲٦٦)]

(۳) [**ضعيف** : ضعيف ابن ماجة (۸٤) أيضا ' ابن ماجة (۳۸٤) أبو داود (۸٤) ترمذى (۸۸) أحمد (۱/٤۰۲) المعجم الكبير (۱۰/٦٥) دار قطني (۱/۷۷)] حافظ ابن حجرؒ رقمطراز ہیں کہ علمائے سلف نے اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق کیا ہے۔[فتح البارى (۱/٤۷۱)] امام طحاویؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مختلف اسناد سے مروی ہے لیکن کوئی بھی قابل حجت نہیں۔[شرح معانى الآثار (۱/۹٤)] ملا علی قاریؒ نے سید جمال کا قول نقل کیا ہے کہ اس حدیث کے ضعیف ہونے پر محدثین نے اجماع کیا ہے۔[مرقاة المفاتيح (۲/۱۸۲)] امام ابوزرعہؒ کہتے ہیں کہ ابوفزارہ کی نبیذ والی حدیث صحیح نہیں ہے۔[العلل لابن أبي حاتم (۱/۱۷)] نیز اس کی سند میں ابوزید راوی مجہول ہے جیسا کہ امام زیلعیؒ، امام ابن حبانؒ، امام بخاریؒ اور امام ترمذیؒ نے اسے مجہول قرار دیا ہے۔[نصب الراية (۱/۱٤۷) المجروحين لابن حبان (۳/۱٥۸) تحفة الأحوذى (۱/۳۰۷) سنن ترمذى (۸۸)]

(٤) [**ضعيف** : دار قطني (۱/۷۸)] امام دارقطنیؒ نے اسے دو سندوں سے روایت کیا ہے ایک میں حجاج بن أرطاۃ راوی ضعیف ہے۔[تقريب التهذيب (۱۱۱۹)] اور دوسری سند میں ابولیلیٰ خراسانی راوی مجہول ہے۔[التقريب (۸۳۳۳)]

(٥) [**ضعيف** : دارقطني (۱/۷٦)] امام دارقطنیؒ بیان کرتے ہیں کہ اس کی سند میں أبان بن أبي عياش راوی متروک الحدیث ہے اور مجاعہ ضعیف ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جمہور، اہلحدیث، شافعیؒ، احمدؒ) نبیذ کے ساتھ وضوء کرنا جائز نہیں۔(۱)

ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) نبیذ پانی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے صرف مطلق پانی کے ساتھ طہارت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اور پانی کے دستیاب نہ ہونے کی صورت میں نبیذ نہیں بلکہ مٹی سے تیمّم کا حکم دیا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا ﴾ [النساء/ ٤٣] ' [المائدة/٦] اور حدیث میں ہے کہ ''مٹی مومن کا وضوء ہے خواہ دس سال تک اسے پانی میسر نہ آئے مگر جب پانی دستیاب ہو جائے تو پھر اللہ سے ڈرنا چاہیے اور اپنے جسم پر پانی پہنچانا چاہیے۔''(۲)

(2) گذشتہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت جس میں نبیذ سے وضوء کا جواز موجود ہے وہ ضعیف ہے۔

(3) بلکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف حدیث مروی ہے کہ ﴿إني لم أكن ليلة الجن مع النبي ﷺ ووددت أني كنت معه﴾ ''میں شب جن نبی ﷺ کے ساتھ موجود نہیں تھا حالانکہ میری یہ خواہش تھی کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوتا۔''(۳)

(نوویؒ) یہ حدیث سنن ابی داود میں مروی حدیث ''کہ جس میں نبیذ سے وضوء اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا شب جن آپ ﷺ کے ساتھ حاضر ہونا مذکور ہے'' کے بطلان میں واضح (ثبوت) ہے کیونکہ یہ حدیث صحیح ہے اور روایتِ نبیذ محدثین کے اتفاق کے ساتھ ضعیف ہے۔(٤)

(4) ابوعبیدہؒ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کے والد شب جن میں نبی ﷺ کے ساتھ موجود تھے؟ تو انہوں نے کہا ''نہیں۔''(٥)

(5) امام ترمذیؒ نے بھی اسی موقف کو ترجیح دی ہے۔(٦)

(راجح) جمہور اہلحدیث کا موقف راجح ہے جیسا کہ گذشتہ بحث اسی کی متقاضی ہے اور اس لیے بھی کہ پانی میں پاک چیز ملنے کی وجہ سے اگر اس پر مائے مطلق (یعنی سادے پانی) کا نام نہ بولا جا سکتا ہو تو وہ پانی طاہر تو ہوتا ہے لیکن مطہر نہیں ہوتا۔(۷)

2- پانی کے متعلق اگر نجس ہونے کا شبہ ہو؟

جس پانی کے متعلق پلید و نجس ہونے کا شبہ ہو اسے ترک کر دینا ہی اَولیٰ و افضل ہے جیسا کہ امام شوکانیؒ نے یہی موقف

---

۱) [بداية المجتهد (٦٦/١)]

۲) [صحيح : إرواء الغليل (١٥٣) أبو داود (٣٣٢) كتاب الطهارة : باب الجنب يتيمم' ترمذی (١٢٤) نسائی (١٧١/١) ابن حبان (١٣١١/٤) دار قطنی (١٨٦/١) بیهقی (٢١٢/١)]

۳) [صحيح : بداية المجتهد (٦٦/١) مسلم (٤٥٠) كتاب الصلاة : باب الجهر بالقراءة من الصبح ......' ترمذی (٣٢٥٨) أبو داود (٨٥) أحمد (٤٣٦/١) ابن خزيمة (٨٢)]

٤) [شرح مسلم (٣٠٧/٢)]

٥) [دار قطنی (٧٧/١) كتاب الطهارة : باب الوضوء بالنبيذ ' بیهقی (١٠/١)]

٦) [ترمذی (بعد الحديث/ ٧٧)]

٧) [المجموع (٩٠/١) بداية المجتهد (٥٤/١) المغنی (٢٥/١) السيل الجرار (٥٦/١) المحلی بالآثار (١٩٣/١) فقه السنة (١٤/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کیا ہے۔(۱)

3- ایسے پانی کا حکم جو کسی جگہ زیادہ دیر ٹھہرنے کی وجہ سے متغیر ہو جائے

ایسا پانی جو نجاست گرنے کی وجہ سے نہیں بلکہ زیادہ دیر ٹھہرنے کی بنا پر متغیر ہو جائے (یعنی اوصاف ثلثہ میں سے کوئی وصف بدل جائے) تو اس کے ساتھ وضوء کرنا درست ہے۔ جمہور کا یہی موقف ہے اور امام ابن منذرؒ نے تو اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ علاوہ ازیں نبی ﷺ کے متعلق بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایسے کنوئیں سے وضوء کیا جس کا پانی مہندی رنگ کے مشابہ تھا۔ عین ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے اس لیے وضو کیا ہو کہ اس کا تغیر نجاست کی وجہ سے نہیں تھا۔(۲)

4- سمندر کے پانی سے طہارت حاصل کرنا

سمندر کے پانی کو بطور طہارت (یعنی وضوء یا غسل وغیرہ کے لیے) استعمال کرنا جائز و درست ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے سمندر کے پانی سے وضو کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿هو الطهور ماؤه والحل ميتته﴾ ''اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار بھی حلال ہے۔''(۳)

5- جس پانی میں بلی منہ ڈال جائے اس کا حکم

ایسے پانی سے وضو کرنا مباح و درست ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل دلائل اس پر شاہد ہیں:

(1) حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے لیے وضوء کا پانی ڈالا۔ (اچانک) ایک بلی آئی اور اس برتن سے پینے لگی۔ اس پر حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے مزید اس برتن کو بلی کے لیے ٹیڑھا کر دیا حتی کہ بلی نے اس سے پی لیا۔ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت مجھے دیکھ لیا جب میں انہیں دیکھ رہی تھی تو انہوں نے کہا ''اے بھتیجی! کیا تو تعجب کرتی ہے؟ تو میں نے کہا ''ہاں'' پھر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ﴿إنها ليست بنجس، إنها من الطوافين عليكم﴾ ''یہ نجس و پلید نہیں ہے یہ تو تم پر پھرنے والی ہے۔''(٤)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿وقد رأيت رسول الله ﷺ يتوضأ بفضلها﴾ ''بے شک میں نے اللہ کے

---

(۱) [السيل الجرار (۱/۵۸)]

(۲) [المغني لابن قدامة (۱/۲٤)]

(۳) [صحيح : صحيح أبو داود (٧٦) كتاب الطهارة : باب الوضوء بماء البحر، أبو داود (٨٣) ترمذى (٦٩) موطا (١/٢٢) ابن ماجة (٣٨٦) ابن خزيمة (١١١) أحمد (٢/٣٦١) ابن حبان (١١٩ - الموارد) ابن الجارود (ص/٢٥) دار قطني (١/٣٦) دارمى (١/١٨٦) ابن أبي شيبة (١/١٣١) مسند شافعي (١/١٦) حاكم (١/١٤٠) بيهقى (١/٣) معرفة السنن والآثار (١/١٥٠)]

(٤) [حسن : صحيح أبو داود (٦٨) كتاب الطهارة : باب سؤر الهرة، أبو داود (٨٥) ترمذى (٩٢) ابن ماجة (٣٦٧) نسائى (١/٥٥) مؤطا (١/٢٣) مسند شافعي (٣٩) أحمد (٥/٣٠٣) ابن خزيمة (١٠٤) دار قطني (١/٧٠) حاكم (١/١٦٠) بيهقى (١/٢٤٠) عبد الرزاق (٣٥٣) ابن أبي شيبة (١/٣١) شرح السنة (١/٣٧٦) شرح معاني الآثار (١/١٨) مشكل الآثار (٣/٢٧٠)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس کے (یعنی بلی کے) بچے ہوئے پانی سے وضوء کر لیتے تھے۔'' (۱)

(شافعیؒ، احمدؒ، مالکؒ) بلی کا جوٹھا پانی پاک ہے۔ امام لیث' امام ثوری' امام اوزاعی' امام اسحاق' امام ابوثور' امام ابوعبید' امام علقمہ' امام ابراہیم' امام عطاء' امام حسن' امام ابن عبدالبر اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ اجمعین کا بھی یہی موقف ہے۔

(ابوحنیفہؒ) بلی کا جوٹھا درندے کے جوٹھے کی طرح نجس ہے لیکن اس میں کچھ تخفیف کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ بلی کا بچا ہوا کراہت کے ساتھ پاک ہے۔ (۲) ان کی دلیل یہ حدیث ہے ﴿السنور سبع﴾ ''بلی درندہ ہے۔'' (۳)

اس کا جواب یوں دیا گیا ہے:

(1) گذشتہ صحیح حدیث سے اس کی تخصیص ہو جاتی ہے۔

(2) درندگی نجاست کو مستلزم نہیں یعنی یہ ضروری نہیں کہ جو درندہ ہو وہ نجس بھی ہو۔ (٤)

(راجح) ائمہ ثلاثہ کا موقف برحق ہے۔ (٥)

6- ایک من گھڑت روایت

جس روایت میں مذکور ہے ﴿حب الهرة من الإيمان﴾ ''بلی سے محبت کرنا ایمان سے ہے۔'' وہ موضوع و من گھڑت ہے۔ (٦)

7- برف وغیرہ سے پگھلے ہوئے پانی کا حکم

برف اور اولوں سے پگھلا ہوا پانی پاک ہے (اور پاک کرنے والا بھی ہے)۔ (۷) جیسا کہ نبی ﷺ نے دعا فرمائی کہ ﴿اللهم طهرني بالماء والثلج والبرد﴾ ''اے اللہ تعالیٰ! مجھے پانی' برف اور اولے کے ساتھ پاک کر دے۔'' (۸)

8- ایسے پانی کا حکم جس میں حشرات اور کیڑے مکوڑے گر جائیں

مکھی' بچھو یا خنفس (گبریلا) وغیرہ جیسے جانور کہ جن کا خون بہنے والا نہیں ہوتا اگر پانی میں مر جائیں تو پانی کو نجس نہیں کرتے۔ امام ابن منذرؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس مسئلہ میں کسی اختلاف کا علم نہیں بجز امام شافعیؒ کے دو اقوال میں سے ایک کے۔ وہ یہ ہے کہ قلیل پانی نجس ہو جاتا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ نجس نہیں ہوتا اور یہی بات زیادہ صحیح و درست ہے۔ (۹)

---

(۱) [**صحیح** : صحیح أبو داود (٦٩) كتاب الطهارة : باب سور الهرة ' أبو داود (٧٦) طبرانی أوسط (٣٦/١) دار قطنی (٧٠/١) مشكل الآثار (٢٧٠/٣) بيهقی (٢٤٦/١)]

(۲) [المجموع (٢٢٤/١) المبسوط (٣٨/١)]

(۳) [أحمد (٣٢٧/٢) دار قطنی (٦٣/١) حاكم (١٨٣/١)]

(٤) [نيل الأوطار (٧٩/١)]

(٥) [تحفة الأحوذی (٣٢٦/١)]

(٦) [تحفة الأحوذی (٣٢٧/١) مرقاة المفاتيح (١٨٨/٢) كشف الخفاء (٤١٥/١)]

(٧) [المغنی (٣٠/١)]

(٨) [بخاری (١٠٠) كتاب الآذان : باب ما يقول بعد التكبير' مسلم (٢٠٧٨) أبو داود (١٨٠) عارضة الأحوذی (٢٩/١٣) نسائی (٢٣٠ ' ٢٣٤) ابن ماجة (١٢٦٢) دارمی (٢٨٣/١) أحمد (٢٣١/٢)]

(٩) [المغنی (٥٩/١) بدائع الصنائع (٢٦/١) المبسوط (٥١/١) المحلی (١٤٨/١) الإفصاح (٧٣/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب النجاسات ❶ نجاستوں کا بیان

پہلی فصل

نجاستوں کے احکام

وَالنَّجَاسَاتُ هِيَ غَائِطُ الْإِنْسَانِ مُطْلَقًا وَ بَوْلُهُ	اور نجاستیں یہ ہیں: مطلق طور پر انسان کا پیشاب اور پاخانہ۔ ❷

❶ **لغوی وضاحت:** یہ لفظ نجاست کی جمع ہے جس کا معنی پلیدگی و گندگی ہے۔ باب نَجِسَ ' تَنَجَّسَ (سمع ' تفعل) ''ناپاک ہونا'' اور باب نَجَّسَ 'أَنْجَسَ (تفعيل ' إفعال) ''ناپاک کرنا'' کے معنی میں مستعمل ہے۔(۱)

اصطلاحی تعریف: ہر ایسی چیز نجاست ہے جسے عمدہ طبیعتوں کے حامل افراد برا گردانتے ہیں اور اس سے حتی الوسع اجتناب کی کوشش کرتے ہیں اور اگر کپڑوں کو لگ جائے تو انہیں دھوتے ہیں اور ہر وہ چیز جو پاک نہیں ہوتی مثلاً پاخانہ و پیشاب وغیرہ۔(۲)

براءت اصلیہ (یعنی ہر نفع بخش چیز میں اصل اباحت ہے اور ہر ضرر رساں چیز میں اصل حرمت ہے) اور طہارت کی مضبوطی کو اپنانے کا حق یہ ہے کہ جو شخص کسی بھی چیز کے نجس ہونے کا گمان کرے اس سے دلیل طلب کی جائے۔ اگر تو وہ اسے قائم کر دے جیسا کہ انسان کے پیشاب و پاخانے اور گوبر وغیرہ میں ہے تو ٹھیک ورنہ اگر وہ اس سے عاجز ہو یا کوئی ایسی دلیل پیش کرے جو قابل احتجاج نہ ہو تو ہم پر واجب ہے کہ اصل اور براءت کے مقتضی (اباحت و طہارت) پر ہی توقف کریں۔(۳)

❷ (1) اس پر امت کا اجماع ہے۔(٤)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إذا وطئ أحدكم بنعله الأذى فان التراب له طهور﴾ ''جب تم میں سے کوئی (چلتے ہوئے) اپنی جوتی کو گندگی لگا دے تو مٹی اسے پاک کر دیتی ہے۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ مرفوعا مروی ہیں ﴿إذا وطئ الأذى بخفيه فطهورهما التراب﴾ ''جب کوئی اپنے موزوں کو گندگی لگا دے تو انہیں پاک کرنے والی مٹی ہے۔''(٥)

(3) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں پیشاب کرنے والے دیہاتی کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہا دینے کا حکم دیا۔(٦)

(۱) [القاموس المحيط (ص/٥١٩) المعجم الوسيط (ص/٩٠٣) الصحاح (٩٨١/٣) معجم مقاييس اللغة (٣٩٣/٥)]

(۲) [الروضة الندية (٦٩/١) الحدود (ص/٢٢) المصباح المنير (٩١٦/٢)]

(۳) [السيل الجرار (٣١/١)]

(٤) [بداية المجتهد (٧٣/١) المغني (٥٢/١) فتح القدير (١٣٥/١) كشاف القناع (٢١٣/١) مغنى المحتاج (٧٧/١) اللباب (٥٥/١) الشرح الصغير (٤٩/١)]

(٥) [**صحيح** : صحيح أبو داود (٣٧١ ' ٣٧٢) كتاب الطهارة : باب في الأذى يصيب النعل ' بيهقي (٤٣٠/٢) ابن حبان (ص/٨٥- الموارد) حاكم (١٦٦/١) ابن خزيمة (١٤٨/١) شرح معاني الآثار (٥١/١) أبو داود (٣٨٥ ' ٣٨٦)]

(٦) [بخاري (٢٢١) كتاب الوضوء : باب صب الماء على البول في المسجد ' مسلم (٢٨٤) ترمذي (١٤٨) نسائي (١٧٥/١) ابن ماجة (٥٢٨) شرح معاني الآثار (١٣/١) أبو عوانة (٢١٣/١) عبدالرزاق (١٦٦٠) بيهقي (٣٢٧/٢) أحمد (١١٠/٣) دارمي (١٨٩/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ انسان کا پیشاب نجس ہے اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔(۱)

إِلَّا الذَّكَرَ الرَّضِيعَ	مگر دودھ پیتے بچے کا پیشاب (نجس نہیں)۔ ❶

❶ جیسا کہ دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت ابو سمح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿یغسل من بول الجارية و يرش من بول الغلام﴾ ''لڑکے کے پیشاب سے آلودہ کپڑا دھویا جائے گا اور لڑکی کے پیشاب سے آلودہ کپڑے پر پانی کے چھینٹے مارے جائیں گے۔''(۲)

(2) اس معنی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع روایت مروی ہے ﴿بول الغلام الرضيع ينضح و بول الجارية يغسل﴾(۳)

(3) حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچے کو لے کر' جو کہ ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ اس بچے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور ﴿فنضحه ولم يغسله﴾ اس کپڑے پر پانی کے چھینٹے مارے اور اسے دھویا نہیں۔''(٤)

(4) حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پیشاب کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دھویا نہیں (بلکہ چھینٹے مارنے پر ہی اکتفاء کیا)۔(٥)

(5) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لایا گیا' اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشاب کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر اس پر پھینک دیا ﴿ولم يغسله﴾ ''اور اسے دھویا نہیں۔''(٦)

اس مسئلہ میں علماء نے تین مذاہب اختیار کیے ہیں۔

---

(۱) [نیل الأوطار (۸۸/۱)]

(۲) [صحیح : صحیح أبو داود (۳٦۲) کتاب الطهارة : باب بول الصبي يصيب الثوب ' أبو داود (۳۷٦) نسائی (۱۵۸/۱) ابن ماجة (٥٦٦) ابن خزيمة (۲۸۳) بيهقي (٤١٥/۲) دار قطني (۱۳۰/۱) حاكم (۱٦٦/۱)]

(۳) [صحیح : صحیح أبو داود (۳٦٤) کتاب الطهارة : باب بول الصبي يصيب الثوب' أبو داود (۳۷۸) ترمذی (٦١٠)ابن ماجة (٥٢٥) أحمد (۷٦/۱) شرح معاني الآثار (۹۲/۱) دار قطني (۱۲۹/۱) حاكم (۱٦٠/۱) بيهقي (٤١٥/۲) ابن خزيمة (۲۸٤) ابن حبان (۲٤۷)]

(٤) [بخاري (۲۲۳) کتاب الوضوء : باب بول الصبيان ' مسلم (۲۸۷) أحمد (۳٥٥/٦) أبو داود (۳۷٤) ترمذی (۷۱) نسائي (۱٥۷/۱) ابن ماجة (٥۲٤) حميدي (۳٤۳) ابن الجارود (۱۳۹) أبو عوانة (۲۰۲/۱) ابن خزيمة (۱٤٤/۱) شرح معاني الآثار (۹۲/۱) بيهقي (٤١٤/۲) شرح السنة (۳۸٤/۱)]

(٥) [صحیح : صحیح أبو داود (۳٦۱) کتاب الطهارة : باب بول الصبي يصيب الثوب' أبو داود (۳۷٥) ابن ماجة (٥۲۲) شرح معاني الآثار (۹۲/۱) حاكم (۱٦٦/۱) بيهقي (٤١٤/۲) ابن خزيمة (۲۸۲) شرح السنة (۳۸٥/۱) طبراني كبير (٥/۳)]

(٦) [مسلم (۲۸٦) کتاب الطهارة : باب حكم بول الطفل الرضيع و كيفية غسله ' بخاري (۲۲۲) ابن ماجة (٥۲۳) أحمد (٥۲/٦)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) (علیؓ، احمدؒ، اسحاقؒ، زہریؒ) ان کا موقف حدیث کے ظاہری مفہوم کے مطابق ہی ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا' امام ثوری' امام نخعی' امام داود' امام عطاء' امام ابن وہب' امام حسن اور امام مالک رحمہم اللہ اجمعین سے ایک روایت میں یہی مذہب منقول ہے)۔(۱)

(2) (اوزاعیؒ) لڑکا اور لڑکی دونوں کے پیشاب میں صرف چھینٹے مارنا ہی کافی ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ سے بھی اسی طرح کی ایک روایت منقول ہے۔(۲)

(3) (حنفیہ، مالکیہ) دونوں کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے۔(۳)

(راجح) پہلا موقف راجح ہے۔ تیسرے مذہب والوں نے اُن احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں بالعموم پیشاب کے نجس ہونے کا ذکر ہے۔ حالانکہ ''مطلق کو مقید پر محمول کرنا واجب ہے'' اور اسی طرح ''عام کو خاص پر محمول کرنا بھی واجب ہے۔'' علاوہ ازیں لڑکی کے پیشاب پر (لڑکے کے پیشاب کو) قیاس کرنا بھی فاسد ہے کیونکہ یہ واضح نص کے خلاف ہے نیز گذشتہ صریح احادیث آخری دونوں مذاہب کو رد کرتی ہیں۔(٤)

(ابن حزمؒ) اپنے قول میں منفرد ہیں کہ مذکر خواہ کوئی بھی ہو (یعنی اگرچہ جوان بھی ہو) اس کے پیشاب پر صرف چھینٹے ہی مارے جائیں گے۔ (حالانکہ حدیث میں صرف دودھ پینے والے بچے کا ہی ذکر ہے)۔(٥)

9- ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب پاک ہے

اگرچہ راجح بات یہی ہے لیکن اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف بہرحال موجود ہے۔

(مالکیہ، حنابلہ) ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب پاک ہے۔ امام نخعی' امام اوزاعی' امام زہری' امام محمد' امام زفر' امام ابن خزیمہ' امام ابن منذر اور امام ابن حبان رحمہم اللہ اجمعین کا بھی یہی موقف ہے۔(٦)

ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) نبی ﷺ نے عرنیین کو اونٹوں کا دودھ اور پیشاب (بطور دواء) پینے کا حکم دیا۔(۷)

---

(۱) [شرح زرقانی علی مؤطا (۱/۱۲۹) الکافی (۱/۹۱) قوانین الأحکام الشرعیة (ص/٤۷) مغنی المحتاج (۱/۸٤) کشاف القناع (۱/۲۱۷) المهذب (۱/٤۹)]

(۲) [المجموع (۲/٥٤۸) مغنی المحتاج (۱/۸٤) شرح زرقانی علی مؤطا (۱/۱۲۹)]

(۳) [روضة الطالبین (۱/۱٤۱) شرح المهذب (۲/٦۰۹) بدایة المجتهد (۱/۷۷) فتح القدیر (۱/۱٤۰) الدر المختار (۱/۲۹۳)]

(٤) [نیل الأوطار (۱/۹٦) تلخیص الحبیر (۱/۳۷) فتح الباری (۱/۳۹۰) عون المعبود (۲/۳۳) قفو الأثر (۱/٦۲) الفقه الإسلامی وأدلته (۱/۳۱۱) سبل السلام (۱/٦۹)]

(٥) [نیل الأوطار (۱/۹٥) الروضة الندیة (۱/۷٦)]

(٦) [المغنی (۲/٤۹۰) القوانین الفقهیة (ص/۳۳) کشاف القناع (۱/۲۲۰) الشرح الصغیر (۱/٤۷)]

(۷) [بخاری (۲۳۳) کتاب الوضوء : باب أبوال الإبل والدواب والغنم' مسلم (۱٦۷۱) أبو داود (٤۳٦٤) نسائی (۱/۱٦۰) ترمذی (۷۲) ابن ماجة (۲٥۷۸) ابن أبی شیبة (۷/۷٥) أحمد (۳/۱۰۷) ابن حبان (۱۳۸٦) دار قطنی (۱/۱۳۱) بیهقی (۱۰/٤)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(2) نبی ﷺ نے بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے (درآں حالیکہ وہاں کی اکثر جگہ کا ان کے پیشاب و پاخانہ سے آلودہ ہونا لازمی امر ہے)۔(۱)

(3) حرام اشیاء میں شفا نہیں ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ﴿إن الله لم يجعل شفائكم فيما حرم عليكم﴾ ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفا ان اشیاء میں نہیں رکھی جنہیں تم پر حرام کیا ہے۔''(۲)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿نهى رسول الله ﷺ عن كل دواء خبيث﴾ ''اللہ کے رسول ﷺ نے ہر خبیث دوا (کے استعمال) سے منع فرمایا ہے۔''(۲)

عرنیین نے نبی ﷺ کے حکم سے اونٹوں کا پیشاب بطور دوا استعمال کیا اور انہیں شفا ہوئی جو کہ اس کی حلت وطہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے کیونکہ حرام میں شفا نہیں ہے۔

(شافعیہ، حنفیہ) پیشاب حیوان کا ہو یا انسان کا مطلق طور پر نجس و پلید ہے۔(۳)

(ابن حجرؒ) انہوں نے جمہور سے بھی یہی قول نقل کیا ہے۔(٤)

ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ان دونوں قبروں میں عذاب ہو رہا ہے...... ان میں سے ایک شخص کو اس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ ﴿فكان لا يستتر من البول﴾ ''وہ پیشاب (کے چھینٹوں) سے اجتناب نہیں کرتا تھا۔''(٥)

اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ اس حدیث میں مذکور پیشاب سے مراد صرف انسان کا پیشاب ہے نہ کہ تمام حیوانات کا بھی جیسا کہ امام بخاریؒ رقمطراز ہیں کہ ''نبی ﷺ نے صاحب قبر کے متعلق کہا تھا کہ ''وہ اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔'' اور آپ ﷺ نے انسانوں کے پیشاب کے علاوہ کسی چیز کا ذکر نہیں کیا۔(٦)

(راجح) حنابلہ و مالکیہ کا موقف راجح ہے کیونکہ ہر چیز میں اصل طہارت ہے جب تک کہ شرعی دلیل کے ذریعے کسی چیز کا نجس ہونا ثابت نہ ہو جائے۔(۷)

---

(۱) [صحيح : ترمذي (۳۱۷) كتاب الصلاة : باب ما جآء في الصلاة في مرابض الغنم ...... مسلم (۸۱۷)]

(۲) [بخاري (قبل الحديث / ٥٦١٤) كتاب الأشربة : باب شراب الحلواء والعسل]

(۲) [صحيح : صحيح أبو داود (۳۲۷۸) كتاب الطب : باب الأدوية المكروهة ' أبو داود (۳۸۷۰) ترمذي (۲۰٤۰) ابن ماجة (۳٤٥۹) أحمد (۳۰٥/۲)]

(۳) [فتح القدير (۱٤۲/۱) الدر المختار (۲۹٥/۱) مراقي الفلاح (ص/۲٥) مغني المحتاج (۷۹/۱) المبسوط (٥٤/۱) الهداية (۳٦/۱)]

(٤) [فتح الباري (۲۹۱/۱)]

(٥) [بخاري (۲۱٦ ' ۲۱۸) كتاب الوضوء : باب من الكبائر أن لا يستتر من بوله ' مسلم (۲۹۲) أبو داود (۲۰) ترمذي (۷۰) نسائي (۲۸/۱) ابن ماجة (۳٤۷) بيهقي (۱۰٤/۱) ابن خزيمة (٥٦) ابن حبان (۳۱۱۸) ابن الجارود (۱۳۰)]

(٦) [بخاري (قبل الحديث / ۲۱۷) كتاب الوضوء : باب ما جآء في غسل البول]

(۷) [نيل الأوطار (۱۰۰/۱) الروضة الندية (۷۳/۱) فتح الباري (۳۸٤/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

10- تمام غیر ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب کو نجس قرار دینا درست نہیں

(1) کیونکہ اس کی کوئی واضح دلیل موجود نہیں۔

(2) اور جو روایت اس ضمن میں پیش کی جاتی ہے ﴿لا بأس ببول ما أكل لحمه﴾ "ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں ہے۔" وہ ضعیف و ناقابل حجت ہے کیونکہ اس کی سند میں سوار بن مصعب راوی ضعیف ہے جیسا کہ امام بخاریؒ نے اسے منکر الحدیث اور امام نسائیؒ نے اسے متروک قرار دیا ہے۔(۱)

لہٰذا راجح بات یہی ہے کہ یقینی طور پر صرف انسان کے بول و براز کی نجاست پر ہی اکتفا کیا جائے علاوہ ازیں بقیہ حیوانات میں سے جس کے بول و براز کے متعلق طہارت یا نجاست کا حکم صریح نص سے ثابت ہو جائے اسے اسی حکم کے ساتھ ملحق کر دیا جائے اور اگر ایسی کوئی دلیل نہ ملے تو اصل (طہارت) کی طرف رجوع کرنا ہی زیادہ درست اور قرین قیاس ہے۔(۲)

وَ لُعَابُ كَلْبٍ	اور کتے کا لعاب دہن (نجس ہے)۔ ❶

❶ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إذا ولغ الكلب في إناء أحدكم فليرقه ثم ليغسله سبع مرات أولاهن بالتراب﴾ "جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال جائے تو اسے (یعنی پانی کو) بہا دینا چاہیے اور برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہیے البتہ پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ دھویا جائے۔" اور جامع ترمذی میں یہ لفظ ہیں ﴿أخراهن أو أولاهن﴾ "آخری مرتبہ یا پہلی مرتبہ (مٹی کے ساتھ دھویا جائے)۔"(۳)

کتا بذات خود اور اس کا لعاب دہن نجس ہے یا نہیں اس میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے۔

(شافعیہ، حنابلہ) کتا اور اس سے خارج ہونے والی ہر چیز مثلاً اس کا لعاب اور پسینہ وغیرہ سب نجس ہے۔ (ان کی دلیل گذشتہ حدیث ہے)۔(٤)

(مالکیہ) نہ تو کتا بذات خود نجس ہے اور نہ ہی اس کا لعاب۔ اور جس برتن میں کتا منہ ڈال جائے اسے دھونے کا حکم تعبدی ہے نہ کہ نجاست کی وجہ سے۔(٥)

(احناف) صرف کتے کا منہ، اس کا لعاب اور اس کا پاخانہ وغیرہ نجس ہے، کتا بذات خود نجس نہیں کیونکہ اس سے پہرے اور

---

(۱) [**ضعیف** : دار قطنی (۱۲۸/۱) میزان الاعتدال (۲۴۶/۲)] امام ابن حزمؒ رقمطراز ہیں کہ یہ خبر باطل و موضوع ہے۔ [المحلی بالآثار (۱۸۰/۱)]

(۲) [نیل الأوطار (۱۰۱/۱) السیل الجرار (۳۱/۱) الروضة الندیة (۷٤/۱)]

(۳) [بخاری (۱۷۲) کتاب الوضوء : باب الماء الذی یغسل به شعر الإنسان ......، مسلم (۲۷۹) نسائی (٦۳) شرح السنة (۳۷۸/۱) أحمد (٤۲۷/۲) أبو داود (۷۱) ترمذی (۹۱) شرح معانی الآثار (۲۱/۱) دار قطنی (٦٤/۱) بیهقی (۲٤۰/۱) عبدالرزاق (۳۳۰) ابن أبی شیبة (۱۷۳/۱) ابن خزیمة (۹۰) ابن حبان (۱۲۹۷) مؤطا (۳٤/۱)]

(٤) [المغنی (٥۲/۱) مغنی المحتاج (۷۸/۱) کشاف القناع (۲۰۸/۱)]

(٥) [المنتقی للباجی (۷۳/۱) الشرح الصغیر (٤۳/۱) الشرح الکبیر (۸۳/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکار کا کام لیا جاتا ہے۔(۱)

(جمہور فقہاء) کتے کا لعاب گذشتہ حدیث کی بنا پر نجس ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس کا منہ بھی نجس ہے کیونکہ لعاب منہ کا ایک جز ہے اور جب جسم کا سب سے اشرف جز (منہ) نجس ہے تو بقیہ جسم کا نجس ہونا تو بالأ ولی ضروری ہے۔(۲)

(ابن تیمیہؒ) کتے کا لعاب نص کی وجہ سے نجس ہے اور اس کے بقیہ تمام اجزا قیاس کی وجہ سے نجس ہیں البتہ اس کے بال پاک ہیں۔(۳)

(شوکانیؒ) حدیث کی وجہ سے صرف کتے کا لعاب نجس ہے۔ علاوہ ازیں اس کی بقیہ مکمل ذات (یعنی گوشت، ہڈیاں، خون، بال اور پسینہ وغیرہ) پاک ہے کیونکہ اصل طہارت ہے اور اس کی ذات کی نجاست کے متعلق کوئی دلیل موجود نہیں۔(٤)

(راجح) امام شوکانیؒ کا موقف راجح معلوم ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم)

○ جس برتن میں کتا منہ ڈال جائے اسے سات مرتبہ دھونا واجب ہے جیسا کہ گذشتہ حدیث میں آپ ﷺ کا یہ حکم موجود ہے۔

(احمدؒ، شافعیؒ، مالکؒ) اسی کے قائل ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ، امام ابن سیرینؒ، امام طاوس، امام عمرو بن دینار، امام اوزاعی، امام اسحاق، امام ابوثور، امام ابوعبید، امام داود وغیرہ رحمہم اللہ اجمعین سب کا اسی طرف میلان ورجحان ہے۔

(احناف) سات مرتبہ دھونا مستحب ہے اور اگر تین مرتبہ ہی دھولیا جائے تو کافی ہے۔(٥)

(1) ان کی دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے ﴿ثم اغسله ثلاث مرات﴾ ''پھر برتن کو تین مرتبہ دھولو۔''(٦)

یعنی راوی حدیث کا عمل اپنی ہی روایت کردہ مرفوع حدیث کے مخالف ہے لہٰذا اس پر عمل کرنا واجب نہیں۔

اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کے مقابلے میں کسی کی بات قبول نہیں کی جائے گی نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سات مرتبہ دھونے کا فتویٰ بھی منقول ہے۔(۷)

(2) احناف کا مستدل یہ بھی ہے کہ پاخانہ کتے کے جوٹھے سے زیادہ نجس ہے لیکن جب اُسے سات مرتبہ دھونے کی قید نہیں لگائی گئی تو اِس میں بالاولی ضروری نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قیاس صریح نص کے مقابلے میں ہے لہٰذا اس کا اعتبار فاسد ہے۔(۸)

(علامہ عینیؒ) انہوں نے بھی اس قیاس کو فاسد قرار دیا ہے۔(۹)

---

(۱) [فتح القدير (٦٤/١) رد المحتار لابن عابدين (١٩٢/١) بدائع الصنائع (٦٣/١)]

(۲) [المجموع للنووى (٥٦٧/٢) الروض النضير (٢٤٤/١)]

(۳) [مجموع الفتاوى (٢١٦/٢١ ـ ٢٢٠)]

(٤) [المنتقى للباجى (٧٣/١) السيل الجرار (٣٧/١)]

(٥) [المغنى (٥٢/١) كشاف القناع (٢٠٨/١) المجموع (١٨٨/١) بداية المجتهد (٨٣/١) بدائع الصنائع (٨٧/١) الدر المختار (٣٠٣/١)]

(٦) [دار قطنى (٨٣/١) كتاب الطهارة : باب ولوغ الكلب فى الإناء]

(۷) [نيل الأوطار (٧٦/١) سبل السلام (٢٨/١)]

(۸) [فتح البارى (٣٧١/١) تحفة الأحوذى (٣١٧/١)]

(۹) [عمدة القارى (٣٤٠/٢)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ کلام یہ ہے کہ برتن کو سات مرتبہ دھونا ہی واجب ہے جیسا کہ ابتدا میں حدیث بیان کر دی گئی ہے۔

وَ رَوْثٌ وَ دَمُ حَيْضٍ	گوبر ❶ اور حیض کا خون ❷ (نجس ہے)۔

❶ جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے چلے تو مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لیے تین پتھر لے کر آؤں۔ مجھے دو پتھر ملے تیسرا نہ مل سکا تو میں (مجبوراً) گوبر کا ایک خشک ٹکڑا لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پتھر لے لیے اور گوبر کے ٹکڑے کو دور پھینک کر فرمایا ﴿إنها ركس﴾ "یہ تو بذات خود نجس و پلید ہے۔" (۱)

(حنابلہ، مالکیہ) جانوروں کا گوبر اور پیشاب ان کے گوشت کے تابع ہے۔ یعنی جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب و گوبر پاک ہے اور جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کا پیشاب و گوبر نجس ہے۔ (انہوں نے حدیث عرنیین اور بکریوں کے باڑوں میں نماز کی اجازت والی حدیث سے استدلال کیا ہے اور تمام ماکول اللحم جانوروں کو اونٹوں اور بکریوں پر قیاس کیا ہے۔) (۲)

(شافعیہ، حنفیہ) ہر جانور کا گوبر اور پیشاب مطلق طور پر نجس ہے خواہ وہ جانور ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم۔ (انہوں نے گذشتہ حدیث ﴿إنها ركس﴾ اور اونٹوں کے باڑوں میں نماز کی ممانعت والی حدیث سے استدلال کیا ہے اور جانوروں کے گوبر و پیشاب کو انسان کے بول و براز پر قیاس کیا ہے)۔ (۳)

(راجح) گذشتہ صحیح حدیث سے صرف گوبر کی نجاست ثابت ہوتی ہے علاوہ ازیں اصل اباحت و طہارت ہے جب تک کہ کسی چیز کی نجاست نص شرعی سے نہ ثابت ہو جائے۔

(شوکانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔ (٤)

❷ (1) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے کو لگ جانے والے حیض کے خون کے متعلق فرمایا ﴿تحته ثم تقرصه بالماء ثم تنضحه ثم تصلي فيه﴾ "پہلے اسے کھرچو پھر پانی کے ساتھ مل کر دھولو پھر اس میں پانی بہا کر اس میں نماز پڑھ لو۔" (٥)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت خولہ بنت یسار رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک ہی کپڑا ہے اور میں اس میں حائضہ ہو جاتی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿فاذا طهرت فاغسلي موضع الدم ثم صلي فيه﴾ "جب تو پاک ہو جائے تو خون کی جگہ کو دھولے پھر اس میں نماز پڑھ لے۔" تو انہوں نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول!

(۱) [بخاری (۱٥۲) کتاب الوضوء : باب لا یستنجی بروث، ترمذی (۱۷) نسائی (٤۲) بیهقی (۱۰۲/۱) أبو عوانة (۱۹٥/۱) ابن حبان (۱٤٤۲) ابن خزيمة (۸٥، ۸٦) دارمی (۱۳۸/۱) أحمد (۲٥۰/۲) ابن ماجة (۳۱۳) شرح معانی الآثار (۱۲۳/۱)]

(۲) [بداية المجتهد (۷۷/۱) قوانين الأحكام الشرعية (ص ٤۸/) كشاف القناع (۲۲۰/۱)]

(۳) [المغنی (٤۹۰/۲) المبسوط (٥٤/۱) الهداية (۳٦/۱) المهذب (٥٦۷/۲)]

(٤) [السیل الجرار (۳۱/۱) نیل الأوطار (۱۰۰/۱)]

(٥) [بخاری (۳۰۷) کتاب الحيض : باب غسل دم الحيض، مسلم (۲۹۱) ابن أبی شيبة (۹٥/۱) مؤطا (٦۰/۱) أبو داود (۳٦۰) ترمذی (۱۳۸) نسائی (۱٥٥/۱) ابن ماجة (٦۲۹) دارمی (۲۳۹/۱) ابن خزيمة (۲۷٥) بیهقی (۱۳/۱) ابن حبان (۱۳۸۳) أبو عوانة (۲۰٦/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہ اس کا نشان ختم نہ ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿إنما يكفيك الماء و لا يضرك أثره﴾ ”تمہیں صرف پانی ہی کافی ہو جائے گا اس کا نشان تمہیں کچھ نقصان نہیں دے گا۔“ (۱)

(3) حضرت اُم قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿حكيه بضلع واغسليه بماء و سدر﴾ ”اسے کسی ٹیڑھی لکڑی کے ساتھ کھرچو پھر اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ دھوڈالو۔“ (۲)

مذکورہ احادیث میں موجود حیض کے خون کو دھونے اور کھرچنے کا حکم اس کے نجس و پلید ہونے کی واضح دلیل ہے۔ (۳)

11- مطلقا خون کا حکم

حیض کے خون کے علاوہ بقیہ تمام خونوں کے نجس و پلید ہونے کے دلائل واضح و مضبوط نہیں ہیں بلکہ مضطرب، ضعیف ہیں اس لیے اصل (طہارت) کی طرف رجوع کرنا ہی بہتر ہے تاوقتیکہ کوئی واضح دلیل مل جائے۔ نیز اس آیت ﴿قُل لَّا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا...... أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ﴾ [الأنعام: ١٤٥] سے استدلال کرتے ہوئے خون کو نجس قرار دینا درست نہیں کیونکہ اس آیت میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ لفظ رجس سے مراد صرف خنزیر کا گوشت ہی ہے یا بقیہ تمام اشیاء بھی۔ اس کے برخلاف صحیح و قوی دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ بقیہ تمام خون پاک ہیں۔

(1) نبی ﷺ نے ایک گھاٹی میں اتر کر صحابہ سے کہا ”آج رات کون ہمارا پہرہ دے گا؟ تو مہاجرین و انصار میں سے ایک ایک آدمی کھڑا ہو گیا پھر انہوں نے گھاٹی کے دہانے پر رات گزاری۔ انہوں نے رات کا وقت پہرے کے لیے تقسیم کر لیا لہٰذا مہاجر سو گیا اور انصاری کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ اچانک دشمن کے ایک آدمی نے انصاری کو دیکھا اور اسے تیر مار دیا۔ انصاری نے تیر نکال دیا اور اپنی نماز جاری رکھی۔ پھر اس نے دوسرا تیر مارا تو انصاری نے پھر اسی طرح کیا۔ پھر اس نے تیسرا تیر مارا تو اس نے تیر نکال کر رکوع و سجدہ کیا اور اپنی نماز کو مکمل کر لیا۔ پھر اس نے اپنے ساتھی کو جگایا جب اس نے اسے ایسی (خون آلود) حالت میں دیکھا تو کہا جب پہلی مرتبہ اس نے تمہیں تیر مارا تو تم نے مجھے کیوں نہیں جگایا؟ تو اس نے کہا میں ایک سورت کی تلاوت کر رہا تھا کہ جسے کاٹنا میں نے پسند نہیں کیا۔ (٤)

(2) امام حسنؒ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ما زال المسلمون يصلون في جراحاتهم﴾ ”ہمیشہ سے مسلمان اپنے زخموں میں نماز پڑھتے چلے آ رہے ہیں۔“ امام بخاریؒ نے اسے معلق بیان کیا ہے جبکہ امام ابن ابی شیبہؒ نے اسے صحیح سند کے ساتھ موصول بیان کیا ہے۔ (٥)

---

(۱) [**صحیح**: إرواء الغلیل (۱/۱۹۰) أبو داود (۳٦٥) کتاب الطهارة: باب المرأة تغسل ثوبها ......، بیهقی (۲/٤٠٨) أحمد (۲/۳٦٠)]

(۲) [**صحیح**: صحیح أبو داود (۳٤٩) أیضا، أبو داود (۳٦۳) نسائی (۱/۱٥٤) أحمد (٦/۳٥٥) ابن ماجة (٦۲۸) ابن خزیمة (۱/۱٤۱)]

(۳) [السیل اجرار (۱/٤٥)]

(٤) [**صحیح**: صحیح أبو داود (۱۹۳) کتاب الطهارة: باب الوضوء من الدم، أبو داود (۱۹۸) أحمد (۳/۳٤۳) دار قطنی (۱/۲۲۳) ابن خزیمة (۳٦) حاکم (۱/۱٥٧) بیهقی (۱/۱٤٠)]

(٥) [فتح الباری (۱/۲۸۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(البانیؒ) یہ حدیث (یعنی جس میں صحابی کو تیر لگنے کا قصہ ہے) حکماً مرفوع ہے کیونکہ یہ عادۃ ناممکن ہے کہ آپ ﷺ کو اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو اگر کثیر خون ناقض ہوتا تو اللہ کے رسول ﷺ اسے بیان کر دیتے کیونکہ ((تاخیر البیان عن وقت الحاجة لا یجوز)) "ضرورت کے وقت سے وضاحت کو مؤخر کر دینا جائز نہیں" جیسا کہ علم الأصول میں یہ بات معروف ہے۔اور اگر بالفرض یہ بات نبی ﷺ پر مخفی رہ گئی ہو تو اللہ تعالیٰ پر یہ بات مخفی نہیں رہ سکتی تھی کہ جس پر زمین وآسمان کی کوئی چیز مخفی نہیں لہٰذا اگر خون ناقض یا نجس ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی طرف وحی نازل فرما دیتے جیسا کہ یہ بات ظاہر ہے کسی پر مخفی نہیں ہے۔امام بخاریؒ بھی اسی کے قائل ہیں جیسا کہ ان کا بعض (گذشتہ مذکور) آثار کو معلق بیان کرنا اس کی دلیل ہے۔(۱)

(ابن حزمؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۲)

فقہی اعتبار سے حیض کے خون اور بقیہ خونوں کو برابر قرار دینا دو وجوہ کی بنا پر واضح غلطی ہے۔

(1) اس پر کتاب وسنت میں کوئی دلیل نہیں ہے اور اصل براءت ذمہ ہے اِلا کہ کوئی نص مل جائے۔

(2) یہ سنت کے مخالف ہے جیسا کہ گذشتہ انصاری صحابی کی حدیث (انسان کے خون کے متعلق) بیان کر دی گئی ہے۔علاوہ ازیں حیوان کے خون کے متعلق حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث میں مروی ہے کہ انہوں نے اونٹ کو نحر کیا تو اس کا خون اور اوجھ کا گوبر انہیں لگ گیا دریں اثناء نماز قائم کر دی گئی۔انہوں نے بھی نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا۔(۳)

(شوکانیؒ) حیض کے خون پر بقیہ خونوں کو قیاس کرنا صحیح نہیں نیز بقیہ خونوں کے نجس ہونے کے متعلق کوئی صریح دلیل موجود نہیں۔(٤)

(صدیق حسن خانؒ) بقیہ تمام خونوں کے نجس ہونے کے دلائل مختلف ومضطرب ہیں۔(٥)

اس مسئلے میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے۔

(قرطبیؒ) خون کے نجس ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔(٦)

اس کے جواب میں شیخ البانیؒ رقمطراز ہیں کہ یہ بات محل نظر ہے جیسا کہ ابھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی گئی ہے۔(۷)

(احناف) خون پیشاب اور شراب کی طرح پلید ہے۔اگر ایک درہم سے زائد کپڑے کو لگا ہو تو اس میں نماز جائز نہیں لیکن اگر درہم یا اس سے کم مقدار میں لگا ہو تو نماز درست ہے کیونکہ یہ اتنی قلیل مقدار ہے کہ جس سے بچنا ناممکن ہے۔(۸) انہوں نے

---

(۱) [تمام المنة (ص/٥٢)]

(۲) [المحلی (١/٢٥٥)]

(۳) [صحیح : تمام المنه (ص/٥٢) عبدالرزاق (١/١٢٥) ابن أبی شیبة (١/٣٩٢) طبرانی کبیر (٩/٢٨٤) الجعدیات للبغوی (٢/٨٨٧)]

(٤) [السیل الجرار (١/٤٠)]

(٥) [الروضة الندية (١/٨٢)]

(٦) [تفسیر قرطبی (٢/٢٢١)]

(۷) [التعلیقات الرضية علی الروضة الندية (١/١١٠)]

(۸) [عمدة القاری (١/٩٠٣)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایات سے استدلال کیا ہے لیکن وہ ضعیف ہیں۔(۱)

(احمدؒ، اسحاقؒ) اگر مقدار درہم سے زائد خون بھی کپڑے کو لگا ہو تب بھی نماز کو نہیں دہرایا جائے گا۔ (کیونکہ یہ نجس نہیں ہے) جیسا کہ گذشتہ احادیث اس پر شاہد ہیں۔(۲)

(راجح) امام احمدؒ کا موقف راجح ہے کیونکہ گذشتہ صریح دلائل اسی کے متقاضی ہیں۔

وَلَحْمُ خِنْزِيرٍ وَ فِيمَا عَدَا ذٰلِكَ خِلَافٌ	خنزیر کا گوشت ❶ (نجس ہے) اور ان کے علاوہ باقی اشیاء میں اختلاف ہے۔ ❷

❶ (1) جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿قُلْ لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ ...... أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ﴾ [الأنعام: ١٤٠]

(2) خنزیر کی نجاست پر فقہاء نے اجماع کیا ہے خواہ اسے ذبح ہی کیوں نہ کیا گیا ہو۔(۳)

❷ اختلافی مسائل میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

12- مردہ انسان کے طاہر یا نجس ہونے میں اختلاف ہے

(احناف) انہوں نے بعض صحابہ مثلاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے فتاوی پر عمل کرتے ہوئے مردہ انسان کو نجس قرار دیا ہے۔

(جمہور) مردہ انسان پاک ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ﴿إن المسلم لا ينجس﴾ ''مسلمان نجس نہیں ہوتا۔''(٤)

(راجح) مردار آدمی نجس نہیں ہوتا کیونکہ حدیث میں ہے ﴿المسلم لا ينجس حيا ولا ميتا﴾ ''مسلمان نہ تو زندہ حالت میں نجس ہوتا ہے اور نہ ہی مردہ حالت میں۔''(٥)

اور جن دلائل سے مردار کا نجس ہونا ثابت کیا جاتا ہے ان سے زیادہ سے زیادہ صرف مردار کھانے کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ مثلاً ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ [المائدة: ٣١] اور یہ ضروری نہیں جو چیز حرام ہے وہ نجس و پلید بھی ہو جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ [النساء: ٢٣] ''تمہاری مائیں تم پر حرام کر دی گئیں ہیں۔''(٦)

13- کیا منی پاک ہے؟

اس میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

(۱) [تحفة الأحوذی (٤٤٧/١)]

(۲) [تحفة الأحوذی (٤٤٧/١)]

(۳) [بداية المجتهد (٧٣/١) اللباب (٥٥/١) المغنى (٥٢/١) الشرح الصغير (٤٩/١) كشاف القناع (٢١٣/١) القوانين الفقهية (ص/٣٤) مراقى الفلاح (ص/٢٥)]

(٤) [فتح القدير (٧٢/١) الشرح الصغير (٤٤/١) مغنى المحتاج (٧٨/١) كشاف القناع (٢٢٢/١) المهذب (٤٧/١)]

(٥) [بخارى مع الفتح (١٢٧/٣) المغنى لابن قدامة (٦٣/١)]

(٦) [السيل الجرار (٤٠/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(شافعیؒ، احمدؒ) منی پاک ہے۔ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیا کرتی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کپڑے میں نماز ادا فرما لیتے تھے۔(۱)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو دھویا کرتی تھی پھر آپ نماز کے لیے نکلتے لیکن پانی سے دھونے کے نشانات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے میں موجود ہوتے۔(۲)

(3) دار قطنی کی روایت میں ہے کہ ''جب منی خشک ہوتی تو میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے کھرچ دیتی تھی اور جب تر ہوتی تو اسے دھو دیتی تھی۔''(۳)

ان احادیث کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا (ذاتی) عمل تھا' رسول اللہ کو اس کی اطلاع نہیں ہوتی تھی۔لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی کپڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے (حالانکہ کھرچنے سے صحیح طور پر صفائی نہیں ہوتی) اور اگر منی نجس ہوتی تو اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی اطلاع دے دیتے جیسا کہ جوتیوں کی گندگی کے متعلق اطلاع دی تھی۔(٤)

اور مزید برآں ایک روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی موجود ہے جیسا کہ اس میں ہے ﴿یحته من ثوبه یابسا ثم یصلی فیه﴾ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم خشک منی کو اپنے کپڑے سے کھرچ دیتے پھر اسی میں نماز پڑھ لیتے تھے۔''(٥)

(4) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿إنما هو بمنزلة المخاط والبصاق﴾ ''منی ناک کی رطوبت اور تھوک کی مانند ہے۔'' اور تمہیں صرف اتنا ہی کافی ہے کہ اسے کسی کپڑے یا اذخر گھاس سے صاف کر لو۔(٦)

(5) انسان جسے اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنا کر عزت بخشی ہے اس کی تخلیق کا انحصار اسی پر ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کی اصل ہی نجاست ہو۔

(6) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے دھونے میں جلدی نہ کرنا اور اسے خشک ہونے تک چھوڑے رکھنا اس کی طہارت کی دلیل ہے کیونکہ نجاستوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً انہیں دھونے کا حکم دیتے جیسا کہ دیہاتی کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہانے کا حکم دیا۔(۷)

(ابوحنیفہؒ، مالکؒ) منی نجس ہے (لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک منی اگر خشک ہو اور اسے کھرچ لیا جائے تو کپڑا بغیر دھونے

---

(۱) [مسلم (۲۸۸) کتاب الطهارة : باب حکم المنی' أحمد (۱۳۲/٦) أبو داود (۳۷۱) نسائی (۱۵٦/۱) ترمذی (۱۱٦) ابن ماجة (۵۳۷) طحاوی (۲۹/۱) ابن الجارود (۱۳۷) أبو عوانة (۲۰٤/۱) ابن خزیمة (۱٤٦/۱) شرح السنة (۳۸۷/۱)]

(۲) [بخاری (۲۲۹) کتاب الوضوء : باب غسل المنی و فرکه ......' مسلم (۲۸۹) أبو عوانة (۲۰۵/۱) أبو داود (۳۷۳) ترمذی (۱۱۷) نسائی (۱۵٦/۱) ابن ماجة (۵۳٦)]

(۳) [دار قطنی (۱۲۵/۱)]

(٤) [نیل الأوطار (۱۰٦/۱)]

(٥) [أحمد (۲٤۳/٦)]

(٦) [صحیح موقوف : الضعیفة (۹٤۸) دار قطنی (۱۲٤/۱) بیهقی (٤۱۸/۲) طبرانی کبیر (۱٤۸/۱۱)]

(۷) [الأم للشافعی (۱۲٤/۱) المغنی (٤۹۷/۲) المهذب (٤۷/۱) مغنی المحتاج (۷۹/۱) کشاف القناع (۲۲٤/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاک ہو جائے گا۔) ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) وہ تمام احادیث جن میں منی کو دھونے کا حکم دیا گیا ہے۔(۱)

یہ نجس ہے اسی لیے اسے دھونے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ صرف دھونے کے عمل سے کسی چیز کا نجس ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ جن اشیاء کی طہارت پر اتفاق ہے مثلاً خوشبو' مٹی وغیرہ انہیں بھی دھونا سب کے نزدیک جائز ہے لہٰذا جسے برا محسوس کیا جاتا ہے اسے بالآخر دھونے میں کیا قباحت ہے؟(۲)

(2) حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "ہم پاخانہ' پیشاب' مذی' منی' خون اور قے (لگ جانے) سے کپڑا دھویا کرتے تھے۔"(۳)

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہونے کی بنا پر قابل حجت نہیں جیسا کہ امام دار قطنیؒ، امام عقیلیؒ، امام بزارؒ، امام ابن عدیؒ اور امام ابو نعیمؒ وغیرہ سب نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔(٤)

(3) چونکہ یہ پیشاب کی جگہ سے خارج ہوتی ہے لہٰذا اس پر اسی کا حکم لگایا جائے گا۔ لیکن یہ بات بلا دلیل ہے۔

(4) بدن کے گندے فضلات مثلاً پیشاب اور پاخانہ پر قیاس کرتے ہوئے اسے بھی نجس کہا جائے گا کیونکہ یہ بھی ان کی طرح غذا سے تیار ہوتی ہے۔(٥)

(شوکانیؒ) منی نجس و پلید ہے۔(٦)

(راجح) امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا موقف راجح معلوم ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم)

(ابن تیمیہؒ) منی پاک ہے۔(۷)

(امیر صنعانیؒ) حق بات یہ ہے کہ اصل طہارت ہے اور نجس کہنے والوں پر دلیل پیش کرنا لازم ہے اور ہم اصل پر ہی باقی رہنے والے ہیں۔(۸)

(وھبہ زحیلیؒ) منی کی طہارت کا قول زیادہ راجح ہے۔(۹)

(اسحاقؒ، داودؒ) منی طاہر ہے نجس نہیں۔(۱۰)

---

(۱) [بخاری (۲۲۹) کتاب الوضوء : باب غسل المنی و فرکه ......' مسلم (۲۸۹) أبو عوانة (۲۰۵/۱) أبو داود (۳۷۳) ترمذی (۱۱۷) نسائی (۱۵٦/۱) ابن ماجة (۵۳٦)]

(۲) [نیل الأوطار (۱۰۵/۱)]

(۳) [ضعیف : بزار (۲۳٤/٤) أبو یعلی (۱۸۵/۳)' (۱٦۱۱)]

(٤) [دارقطنی (۱۲۷/۱) الضعفاء للعقیلی (۱۷٦/۱) الکامل لابن عدی (۹۸/۲) بیهقی (۱٤/۱) نیل الأوطار (۱۰۵/۱)]

(۵) [الدر المختار (۲۸۷/۱) اللباب (۵۵/۱) مراقی الفلاح (ص/۲٦) بدایة المجتهد (۷۹/۱) الشرح الصغیر (۵٤/۱) فتح القدیر (۱۷۲/۱)]

(٦) [نیل الأوطار (۱۰٦/۱)]

(۷) [التعلیق علی سبل السلام للشیخ عبدالله بسام (٦۵/۱)]

(۸) [سبل السلام (۷۹/۱-۸۰)]

(۹) [الفقه الإسلامی وأدلته (۳۱٦/۱)]

(۱۰) [عمدة القاری (۲۱/۳)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ابن حزمؒ) منی پاک ہے خواہ پانی میں ہو یا جسم پر یا کپڑے پر۔(۱)
(صبحی حسن حلاق) زیادہ راجح یہی ہے کہ منی طاہر ہے۔(۲)

وَالْأَصْلُ الطَّهَارَةُ فَلَا يُنْقَلُ عَنْهَا إِلَّا نَاقِلٌ صَحِيحٌ لَمْ يُعَارِضْهُ مَا يُسَاوِيهِ أَوْ يُقَدَّمُ عَلَيْهِ	(ہر چیز میں) اصل طہارت ہے اور اس وصف سے اسے کوئی چیز خارج نہیں کرتی مگر صرف ایسی صحیح دلیل جو اس کے مساوی ہو یا اس سے زیادہ صحیح ہو۔ ❶

❶ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿الحلال ما أحل الله في كتابه والحرام ما حرم الله في كتابه وما سكت عنه فهو مما عفا عنه﴾ ''حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہے' حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام کہا ہے اور جس سے خاموشی اختیار کی ہے وہ ایسی اشیاء سے ہے جنہیں اس نے معاف کر دیا ہے۔(۳)

اللہ تعالیٰ نے جن اشیاء پر حکم لگانے سے سکوت اختیار فرمایا ہے ان پر بعینہ خاموشی اختیار کرنا ہی ضروری ہے اور کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ جس چیز کی نجاست کے متعلق کوئی واضح دلیل موجود نہ ہو محض اپنی فاسد رائے اور غلط استدلال سے اس پر نجاست کا حکم لگا دے جیسا کہ بعض اہل علم نے یہ گمان کرتے ہوئے کہ تحریم اور نجاست لازم وملزوم ہیں ان اشیاء کی نجاست کا دعویٰ کیا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے حالانکہ یہ گمان انتہائی باطل وبے بنیاد ہے اور کسی چیز کی حرمت دلالت کی کسی بھی قسم (مطابقی' تضمنی' التزامی) سے اس کے نجس ہونے پر ثبوت فراہم نہیں کرتی مثلاً شراب' مردار اور خون کا حرام ہونا ان کے نجس ہونے کا ثبوت نہیں ہے غالباً یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اشکال کو رفع کرنے کے لیے فرمادیا تھا ﴿إنما حرم من الميته أكلها﴾ ''مردار سے صرف اس کا کھانا ہی حرام کیا گیا ہے۔''(٤)

اور اگر بالفرض یہ قاعدہ مسلم ہوتا کہ ہر حرام چیز نجس بھی ہے تو یہ آیت ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ﴾ [النساء : ٢٣] ماؤں کے نجس ہونے کا ثبوت ہوتی حالانکہ اس کا کوئی بھی دعویدار نہیں۔

متفرقات

14- مذی اور ودی کا حکم

ان دونوں کے نجس ہونے پر اجماع ہے۔(٥)

(١) [المحلى بالآثار (١٣٤/١)]
(٢) [التعليق على الروضة الندية (٨٣/١)]
(٣) [حسن : صحيح ابن ماجة (٢٧/٥) ترمذى (١٧٢٦) كتاب اللباس : باب ما جآء في لبس الفراء' ابن ماجة (٣٣٦٧) المستدرك على الصحيحين (٧١١٥)]
(٤) [بخارى (٥٥٣١) كتاب الذبائح و الصيد : باب جلود الميتة' مسلم (٥٤٢) كتاب الحيض : باب طهارة جلود الميتة بالدباغ' أحمد (٢٢٥١)]
(٥) [المجموع (٥٥٢/٢) نيل الأوطار (١٠٣/١) بداية المجتهد (٧٣/١) اللباب (٥٥/١) فتح القدير (١٣٥/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سھل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے بہت زیادہ مذی آنے کی وجہ سے اکثر غسل کرنا پڑتا تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کرتے ہوئے اس کے متعلق سوال کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمہیں تو صرف وضوء ہی کافی ہے۔'' پھر میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میرے کپڑے کو جہاں مذی لگ گئی ہو اس کا کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿یکفیك أن تأخذ كفا من ماء فتنضح به ثوبك حيث ترى أنه قد أصاب منه﴾ ''تمہیں اتنا ہی کافی ہے کہ پانی کا ایک چلو لے کر اپنے کپڑے پر اس جگہ بہا دو جہاں تم مذی کو لگا ہوا دیکھتے ہو۔'' (۱)

صحیحین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی معنی میں حدیث مروی ہے اور اس میں یہ لفظ ہیں ﴿فيه الوضوء﴾ ''اس میں وضوء ہے۔'' اور صحیح مسلم میں ہے ﴿يغسل ذكره و يتوضأ﴾ ''وہ اپنے ذکر کو دھوتے اور وضوء کر لیتے۔'' (۲)

(مذی) ایسا رقیق پانی ہے جو کمزور شہوت کے وقت یا اپنی بیوی سے کھیلتے وقت یا اسی کی مثل کسی کام میں بغیر اچھلنے کے خارج ہو۔

(ودی) ایسا سفید، گدلا، بغیر بدبو کے پانی جو پیشاب کے بعد خارج ہو۔ (۳)

15- مردار کا چمڑا نجس ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿أيما إهاب دُبغ فقد طهر﴾ ''جس چمڑے کو رنگ دیا جائے وہ پاک ہو جاتا ہے۔'' (٤)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رنگنے سے پہلے چمڑا نجس ہوتا ہے۔

(مالکیہ، حنابلہ، شافعیہ، حنفیہ) یہی موقف رکھتے ہیں۔ (٥)

(شوکانیؒ) اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔ (٦)

(البانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔ (٧)

---

(۱) [حسن : صحيح أبو داود (۱۹۰) كتاب الطهارة : باب في المذى، أبو داود (۲۱۰) أحمد (٤٨٥/٣) دارمى (١٨٤/١) ترمذى (١١٥) ابن ماجة (٥٠٦) ابن خزيمة (٢٩١)]

(۲) [بخارى (١٧٨) كتاب الوضوء : باب من لم ير الوضوء ...... مسلم (٣٠٣) أبو داود (٢٠٦) نسائى (١١١/١) ابن ماجة (٥٠٤) موطا (٤٠/١) أحمد (١٢٩/١) بيهقى (١١٥/١) ابن خزيمة (١٨، ١٩) أبو يعلى (٣١٤) ابن حبان (١٠٨٧)]

(۳) [تحفة الأحوذى (٣٨٨/١) فتح البارى (٤٥١/١) شرح مسلم للنووى (٢١٦/٢)]

(٤) [صحيح : صحيح ابن ماجة (٢٩٠٧) كتاب اللباس : باب لبس جلود الميتة إذا دبغت، ابن ماجة (٣٦٠٩) أبو داود (٤١٢٣) ترمذى (١٧٢٨) نسائى (١٧٣/٧) شرح معانى الآثار (٤٦٩/١) دار قطنى (٤٦/١) بيهقى (٢٠/١) موطا (٤٩٨/٢) طبرانى كبير (٢٣٥/١٢) ترتيب المسند للشافعى (٢٦/١) أحمد (٢١٩/١) دارمى (٨٦/٢)]

(٥) [بداية المجتهد (٧٦/١) بدائع الصنائع (٨٥/١) المغنى (٦٦/١) مغنى المحتاج (٨٢/١) الشرح الصغير (٥١/١)]

(٦) [السيل الجرار (٤٠/١)]

(٧) [تمام المنة (ص/٤٩)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

16- سونے والے شخص کے منہ سے بہنے والے پانی کا حکم

یہ پانی پاک ہے کیونکہ اس کے نجس ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔

(حنابلہ، شافعیہ) اسی کے قائل ہیں۔(۱)

17- کتے کے علاوہ دیگر جانوروں کے لعاب کا حکم

تمام حیوانات یعنی گھوڑا، کھچر، گدھا، درندے ماکول اللحم ہوں یا غیر ماکول اللحم ان سب کا لعاب پاک ہے۔

(شافعیہ، حنابلہ) یہی موقف رکھتے ہیں۔(۲)

اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر مقام منیٰ میں ہمیں خطاب فرمایا ﴿ولعابها يسيل على كتفي﴾ ''اور اس (اونٹنی) کا لعاب دہن میرے کندے پر بہہ رہا تھا۔''(۳)

(امیر صنعانیؒ) یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ ماکول اللحم جانوروں کا لعاب پاک ہے۔(٤)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان حوضوں کے متعلق سوال کیا گیا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے اور کتے اور درندے ان پر وارد ہوا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لها ما أخذت في بطونها و لنا ما بقي شراب وطهور﴾ ''ان کے لیے ہے جو انہوں نے اپنے پیٹوں میں داخل کر لیا اور جو باقی رہ گیا وہ ہمارے لیے پینے کی چیز اور پاک کرنے والا ہے۔''(٥)

(3) ایک روایت میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا ہم ایسے پانی سے وضو کر لیں جسے گدھوں نے (استعمال کے بعد) باقی چھوڑا ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿نعم، وبما أفضلت السباع كلها﴾ ''ہاں، اور ایسے پانی کے ساتھ بھی وضوء درست ہے جسے تمام درندوں نے باقی چھوڑا ہو۔''(٦)

ان احادیث میں وضاحت ہے کہ درندوں (جو کہ غیر ماکول اللحم ہیں) نے جس پانی (میں منہ ڈال کر اس) کو باقی چھوڑ دیا ہو وہ پاک ہے۔(۷)

---

(۱) [مغنى المحتاج (۷۹/۱) كشاف القناع (۲۲۰/۱)]

(۲) [المجموع (۲۲۷/۱) المغنى (٤٦/۱) مغنى المحتاج (۸۳/۱) كشاف القناع (۲۲۱/۱) فقه السنة (۱٦/۱)]

(۳) [**صحيح**: صحيح ترمذى (۱۷۲۲) كتاب الوصايا: باب ما جآء لا وصية لوارث، ترمذى (۲۱۲۰) نسائى (۳۵۸۲) أحمد (۱۸٦/٤)]

(٤) [سبل السلام (٦۳/۱)]

(٥) [دار قطنى (۳۱/۱)]

(٦) [معرفة السنن والآثار (۳۱۳/۱)، (۳٦۸)]

(۷) [نيل الأوطار (۷۹/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

18- قے کے نجس ہونے پر اجماع کا دعویٰ باطل ہے

(ابن حزمؒ) مسلمان کی قے پاک ہے۔(۱)

الدرر البھیہ میں امام شوکانیؒ اور اس کی شرح ''الروضۃ الندیہ'' میں نواب صدیق حسن خانؒ کا بھی موقف یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے نجاستوں کے بیان میں اس کا ذکر نہیں کیا۔

(البانیؒ) یہی بات برحق ہے۔(۲)

(شوکانیؒ) انہوں نے اس اصول '' والأصل الطهارة فلا ينقل عنها إلا ناقل صحيح لم يعارضه ما يساويه أو يقدم عليه'' کے تحت قے کو نجس کہنے والوں کا رد کیا ہے۔(۳)

اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے مروی جس روایت میں یہ ذکر ہے کہ ''ہم پاخانے' پیشاب' مذی' منی' خون اور قے سے کپڑے کو دھویا کرتے تھے۔'' وہ ضعیف ہے جیسا کہ امام دارقطنیؒ، امام عقیلیؒ، امام بزارؒ، امام ابن عدیؒ اور امام ابو نعیمؒ وغیرہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔(٤)

نیز ابو القاسم لالکائیؒ نے اس حدیث کو چھوڑ دینے پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔

شراب کی نجاست معنوی ہے حسی نہیں

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ﴾ [المائدة : ۹۰] اس آیت میں لفظ رجس صرف شراب کے لیے نہیں بلکہ انصاب (تھان' آستانوں) اور ازلام (فال کے تیروں) کے لیے بھی استعمال ہوا ہے اور یہ بات معلوم و معروف ہے کہ انہیں چھونے سے انسان نجس نہیں ہوتا۔

(2) ایک اور آیت میں ہے ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ﴾ [الحج : ۳۰] اس آیت میں مذکور لفظِ اوثان یعنی بت بھی معنوی طور پہ نجس ہیں کیونکہ انہیں بھی چھونے سے آپ یقیناً نجس نہیں ہوں گے۔(٦) یہی وجہ ہے کہ بعض ائمہ نے شراب کی طہارت کا فتویٰ دیا ہے جن میں سے چند یہ ہیں:

(1) (ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن المعروف بربیعہ الرائیؒ) تہذیب التہذیب میں ہے کہ انہوں نے بعض صحابہ اور کبار تابعین کے عہد کو پایا ہے اور مدینہ میں صاحب فتویٰ تھے۔(۷)

(2) (لیث بن سعد مصری الفقیہؒ) مشہور امام ہیں اور کبار ائمہ نے ان کے فضل و شرف کا اعتراف کیا ہے جن میں امام مالکؒ اور امام شافعیؒ بھی ہیں۔

---

(۱) [المحلى (۱۸۳/۱)]

(۲) [تمام المنة (ص/۵۳)]

(۳) [السيل الجرار (۱/٤۱۵۰)]

(٤) [دار قطني (۱۲۷/۱) الضعفاء للعقيلي (۱۷٦/۱) الكامل لابن عدى (۹۸/۲) بيهقى (۱٤/۱)]

(۵) [نيل الأوطار (۱۰۵/۱)]

(٦) [تفسير طبرى (۱۵۵/۱۰)]

(۷) [تهذيب التهذيب (۲۲۳/۳)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) (اسماعیل بن یحییٰ مزنی) امام شافعیؒ کے ساتھی اور مجتہد امام ہیں۔(۱)

ان کے علاوہ بھی بہت زیادہ متاخر بغدادی اور قروی علماء نے شراب کو پاک کہا ہے اور صرف اس کا پینا ہی حرام قرار دیا ہے۔(۲)

(البانیؒ) یہی بات راجح ہے۔(۳)

19- شرک کی نجاست حسی نہیں بلکہ حکمی و معنوی ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ [التوبة : ۲۸] ''بے شک مشرکین نجس ہیں۔''

اس آیت سے استدلال کیا جاتا ہے کہ مشرکین بھی بقیہ نجاستوں کی طرح نجس و پلید ہیں۔

(ابن حزمؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

لیکن مندرجہ ذیل دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرک کی نجاست حسی نہیں بلکہ شراب کی طرح معنوی ہے:

(1) اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو ایک مشرکہ عورت کے مشکیزے سے پانی پینے اور وضوء کرنے کا حکم دیا۔(٥)

(2) اللہ کے رسول ﷺ نے جب وفد ثقیف کو مسجد میں ٹھہرایا تو بعض صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ انہیں مسجد میں ٹھہرا رہے ہیں حالانکہ یہ تو پلید ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ليس على الأرض من أنجاس القوم شيء إنما أنجاس القوم على أنفسهم﴾ ''ان لوگوں کا پلید ہونا زمین پر کچھ مؤثر نہیں ہے بلکہ ان کا نجس ہونا صرف ان کے اپنے نفسوں پر ہی ہے۔''(٦)

(3) اللہ کے رسول ﷺ نے مشرکین کا کھانا تناول فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہے ﴿أنه ﷺ أكل من الشاة التى أهدتها له يهودية من خيبر وهى مسمومة﴾ (٧)

(4) اللہ کے رسول ﷺ نے قیدی مشرکہ عورتوں کے اسلام لانے سے پہلے ان کے ساتھ وطی و جماع درست قرار دیا۔(٨)

(5) اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کا کھانا اور ان کی عورتوں سے نکاح حلال قرار دیا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ .... وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ﴾ [المائدة : ٥]

(6) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے اور مشرکین کے برتن اور مشکیزے ہمارے ہاتھ آتے تو ہم ان سے فائدہ اٹھاتے اور یہ عمل لوگوں پر معیوب نہیں ہوتا تھا۔(٩)

---

(۱) [المجموع (۷۲/۱)]

(۲) [تفسیر قرطبی (۸۸/٦)]

(۳) [تمام المنة (ص/٥٥)]

(٤) [المحلى بالآثار (۱۳۷/۱)]

(٥) [بخاری (٣٤٤) كتاب التيمم : باب الصعيد الطيب وضوء المسلم ......' مسلم (٦٨٢)]

(٦) [شرح معانی الآثار (۱۳/۱) عن الحسن مرسلا' زاد المعاد (٤٩٩/٣) طبقات ابن سعد (۳۱۲/۱)]

(٧) [بخاری (٥٧٧٧) كتاب الطب : باب ما يذكر فى سم النبى ......' دلائل النبوة للبيهقى (٢٥٦/٤)]

(٨) [فتح البارى (٤١٦/٩) الاستذكار لابن عبدالبر (٢٦٢/١٦) الناسخ والمنسوخ للنحاس (البقرة / ٢٢١)]

(٩) [صحيح : إرواء الغليل (٧٦/١) أبو داود (٣٨٣٨) كتاب الأطعمة : باب الأكل فى آنية أهل الكتاب' أحمد (٣٧٩/٣)] شیخ عبدالقادر ارنؤوط اور شیخ شعیب ارنؤوط نے اسے صحیح کہا ہے۔[تخريج جامع الأصول (٣٨٧/١) شرح السنة (٢٠١/١١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی جس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کے برتنوں کو دھونے کا حکم دیا تھا' وہ اس وجہ سے تھا کہ وہ اس میں شراب پیتے تھے اور خنزیر کا گوشت پکاتے تھے۔(۱)

ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ مشرک دیگر نجاستوں (مثلاً پیشاب وغیرہ) کی طرح نجس نہیں ہے کہ جسے ہاتھ لگ جانے سے ہاتھ نجس ہو جائے گا بلکہ اس کی نجاست معنوی ہے۔

(شوکانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۲)

(صدیق حسن خانؒ) یہی موقف رکھتے ہیں۔(۳)

(امیر صنعانیؒ) حق بات یہی ہے کہ تمام اعیان (ذوات واجسام وغیرہ) میں اصل طہارت ہے اور تحریم نجاست کو مستلزم نہیں۔ لہذا بھنگ حرام ہے لیکن پاک ہے۔ نیز تمام نشہ آور اشیاء اور قتل کر دینے والے زہروں کے نجس ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ تاہم نجاست حرمت کو مستلزم ہے یعنی ہر نجس شے حرام ہے لیکن ہر حرام نجس نہیں کیونکہ نجاست میں یہ حکم ہوتا ہے کہ اسے چھونا ہر حال میں منع ہے اس لیے نجس عین کا حکم تحریم کا ہوتا ہے جبکہ حرام میں ایسا نہیں ہوتا جیسا کہ ریشم اور سونا پہننا (مردوں کے لیے) حرام ہے لیکن بالاتفاق پاک ہے۔(٤)

20- زندہ جانوروں سے کاٹے ہوئے گوشت کا حکم

زندہ جانوروں سے کاٹا ہوا جزء (مثلاً بکری کی پشت' اونٹ کی کوہان' بیل کے خصیتین یا اس کے کان وغیرہ) علماء کے اجماع کے ساتھ نجس و پلید ہے۔(٥)

اس کے لیے بطور دلیل یہ حدیث پیش کی جاتی ہے۔ حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ما قطع من البهيمة وهي حية فهو ميت﴾ ''زندہ جانور سے جو کچھ کاٹ لیا جائے وہ مردار ہے۔''(٦)

(شوکانیؒ) اس حدیث سے زیادہ سے زیادہ اس (کٹے ہوئے حصے کا) مردار ہونا ہی ثابت ہوتا ہے کہ محض جس کا کھانا حرام ہے اور رہی بات یہ کہ وہ نجس ہے حدیث میں اس کی کوئی دلیل نہیں۔(۷)

21- مچھلی اور ٹڈی مردار بھی حلال اور پاک ہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿أحل لكم ميتتان: السمك و الجراد﴾

---

(۱) [أبو داود مع عون المعبود (۳۱٤/۱۰) ترمذی مع تحفة الأحوذی (٥١٥/٥) مستدرك حاكم (١٤٤/١)]

(۲) [السيل الجرار (۳۸/۱)]

(۳) [الروضة الندية (۸۷/۱)]

(٤) [سبل السلام (۷٦/۱)]

(٥) [المجموع (٥٦۲/۲) بداية المجتهد (۷۳/۱) المغنى (٥۲/۱)]

(٦) [حسن : غاية المرام (٤١) أبو داود (۲۸٥۸) كتاب الصيد : باب فى صيد قطع منه قطعة ' ترمذی (۱٤۸۰) أحمد (۲۱۸/٥) ابن الجارود (۸۷٦) دار قطنى (۲۹۲/٤) حاكم (۲۳۹/٤) بيهقى (۲٤٥/۹)]

(۷) [السيل الجرار (۳۹/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تمہارے لیے دو مردار حلال کیے گئے' مچھلی اور ٹڈی۔''(۱)

22- جو نمازی لاعلمی کی وجہ سے نجاست لگے کپڑوں میں نماز پڑھ لے؟

ایسے شخص کو چاہیے کہ نجاست کا علم ہونے پر اسے دھو لے۔ اس پر نماز دہرانا ضروری نہیں ہے جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھاتے ہوئے اچانک اپنے جوتے بائیں جانب اتار دیے۔ لوگوں نے جب یہ دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اُتار دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا ''تمہیں اپنے جوتے اُتارنے پر کس چیز نے اُبھارا؟'' انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے جوتے اتار دیے ہیں تو ہم نے بھی اپنے جوتے اتار دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إن جبرئيل أتاني فأخبرني أن فيهما قذرا﴾ ''جبرئیل علیہ السلام نے آ کر مجھے خبر دی تھی کہ ان جوتوں میں گندگی ہے'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا ''جب تم میں سے کوئی مسجد کی طرف آئے تو اسے چاہیے کہ وہ (اپنے جوتے) دیکھے اگر ان میں گندگی پائے تو انہیں زمین پر رگڑے اور پھر ان میں نماز پڑھے۔''(۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاعلمی میں گندگی کے ساتھ جتنی نماز پڑھی اسے دہرایا نہیں لہذا ایسا کرنا بھی ضروری نہیں۔

❀❀❀

(۱) [صحيح : الصحيحة (۱۱۱۸) ابن ماجة (۳۳۱٤) كتاب الأطعمة : باب الكبد والطحال' أحمد (۹۷/۲) دار قطني (۲۷۲/٤) بيهقي (۲٥٤/۱) شرح السنة (۲٤٤/۱۱)]

(۲) [صحيح : إرواء الغليل (۲۸٤) أبو داود (٦٥٠) كتاب الصلاة : باب الصلاة في النعل' أحمد (۲۰/۳) طيالسي (۳٦۰) ابن أبي شيبة (٤۱۷/۲) دارمي (۳۲۰/۱) أبو يعلى (۱۱۹٤) ابن خزيمة (۱۰۱۷) حاكم (۲٦۰/۱) بيهقي (٤۳۱/۲)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل

نجاستوں کی تطہیر

وَ يَطْهُرُ مَا يَتَنَجَّسُ بِغَسْلِهِ حَتّٰى لَا يَبْقٰى لَهَا عَيْنٌ وَلَا لَوْنٌ وَلَا رِيْحٌ وَلَا طَعْمٌ	جو چیز ناپاک ہو جائے وہ اس قدر دھونے سے پاک ہو جاتی ہے ❶ کہ اس کی ذات، رنگ، بد بو اور ذائقہ باقی نہ رہے۔ ❷

❶ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم﴾ [الأنفال: ۱۱] ''اللہ تعالیٰ تم پر آسمان سے پانی برسا رہے تھے تا کہ اس کے ذریعے تمہیں پاک کر دیں۔'' اس آیت سے ثابت ہوا کہ پانی کو اللہ تعالیٰ نے طہارت حاصل کرنے کے لیے نازل فرمایا ہے۔ لہٰذا جہاں گندگی و نجاست لگی ہو اس جگہ کو اچھی طرح پانی سے دھو دیا جائے۔ لیکن جن اشیاء کو پاک کرنے کا کوئی خاص طریقہ و کیفیت شریعت نے مقرر کر دیا ہے انہیں اسی طریقے سے پاک کرنا لازم ہے جیسے جوتی پر لگی نجاست کو زمین پر رگڑ کر پاک کرنا۔(۱) جس برتن میں کتا منہ ڈال جائے اسے سات مرتبہ دھونا۔(۲) لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارنا۔(۳) اور جس کپڑے کو منی یا حیض کا خون لگا ہو اسے پاک کرنے کا طریقہ شریعت سے نصاً ہمیں ملتا ہے۔(٤)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر ایسی چیز جسے پاک کرنے کا طریقہ شارع علیہ السلام نے ہمیں بتلا دیا ہے ہم پر لازم ہے کہ اسے اسی طریقے سے پاک کریں اور جس چیز کا نجس ہونا تو شارع علیہ السلام سے منقول ہے لیکن اسے پاک کرنے کا طریقہ منقول نہیں تو اس پلید چیز کی ذات (جسم و حجم) کو ختم کر دینا ہم پر واجب ہے (تا کہ وہ پاک ہو جائے)۔(٥)

❷ کسی نجاست کا ذائقہ یا بد بو باقی رہنا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس نجس چیز کی ذات کا کوئی جزء ابھی موجود ہے اگرچہ اس کا جسم اور اس کا رنگ ختم ہو چکا ہو کیونکہ بد بو کے لیے اس چیز کا ہونا ضروری ہے جس کی وہ بد بو ہے اور اسی طرح ذائقے کے لیے بھی اس چیز کا وجود ضروری ہے جس کا وہ ذائقہ ہے۔ لہٰذا ان کے ختم ہونے تک نجس چیز کو دھونا یا کسی اور طریقے سے پاک کرنا ضروری ہے۔(٦)

وَالنَّعْلُ بِالْمَسْحِ	جوتا (زمین پر) رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ ❶

❶ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إذا وطئ أحدكم بنعله الأذى فإن التراب له طهور﴾ ''جب تم میں سے کوئی اپنی جوتی کو (چلتے ہوئے) گندگی لگا دے تو مٹی اسے پاک کر دیتی ہے۔'' ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ﴿إذا وطئ الأذى بخفيه فطهورهما التراب﴾ ''جب کوئی اپنے موزوں کے ساتھ گندگی لگا دے تو مٹی انہیں

(۱) [صحيح: إرواء الغليل (٢٨٤) أبو داود (٦٥٠)]
(۲) [مسلم (٢٧٩) نسائي (١٧٦/١) ابن خزيمة (٩٨/١)]
(۳) [بخاري (٢٢٣) مسلم (٢٨٧)]
(٤) [بخاري (٢٩٩، ٣٧) مسلم (٢٨٨، ٢٩١)]
(٥) [الروضة الندية (٩٠/١)]
(٦) [الروضة الندية (٩٠/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک کرنے والی ہے۔''(١)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو اپنے جوتوں کو پھیر کر دیکھے ﴿فإن رأى خبثا فليمسحه بالأرض ثم ليصل فيهما﴾ ''اگر کسی میں گندگی دیکھے تو اسے زمین کے ساتھ رگڑ کر ان میں نماز پڑھ لے۔''(٢)

ابن رسلان ؒ ''شرح السنن'' میں بیان کرتے ہیں کہ لفظ اَذی لغت میں ہر ایسی چیز کو کہتے ہیں جو گندی (قابل نفرت) سمجھی جاتی ہو خواہ وہ طاہر ہو یا نجس۔(٣)

(شوکانی ؒ) ان روایات سے ثابت ہوا کہ جوتی زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتی ہے۔(٤)

(ابوحنیفہ ؒ، ابو یوسف ؒ) یہی موقف رکھتے ہیں۔ امام اوزاعی، امام ابوثور، امام اسحاق، اہل ظاہر اور امام شافعی و امام احمد رحمہم اللہ اجمعین ایک ایک روایت میں اسی کے قائل ہیں۔

(محمد ؒ، شافعی ؒ) زمین پر رگڑنے سے جوتی پاک نہیں ہوتی۔(٥)

گذشتہ صریح احادیث اس مذہب کا رد کرتی ہیں۔

جوتوں کی طرح موزوں کو پاک کرنے کا بھی یہی طریقہ ہے جیسا کہ گذشتہ پہلی حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

وَالْإِسْتِحَالَةُ مُطَهِّرَةٌ لِعَدَمِ وُجُوْدِ الْوَصْفِ الْمَحْكُوْمِ عَلَيْهِ	نجاست کی حالت کا بدل جانا باعث طہارت ہے کیونکہ جس وصف کی بنا پر اس پر نجاست کا حکم لگایا گیا تھا اب وہ موجود نہیں ہے۔ ❶

❶ جب ایک چیز کسی دوسری چیز میں تبدیل ہو جائے حتی کہ دوسری چیز پہلی چیز کے رنگ، ذائقے اور بو میں بالکل مختلف ہو مثلاً پاخانے کا مٹی یا راکھ بن جانا، شراب کا سرکہ بن جانا، تو وہ پاک ہو جاتی ہے کیونکہ جس نجاست کی وجہ سے اس پر پلید ہونے کا حکم لگایا گیا تھا اب وہ ختم ہو چکی ہے، نہ تو اس پر وہ نام باقی ہے جس وجہ سے نجس ہونے کا حکم لگایا گیا تھا اور نہ ہی وہ صفت باقی ہے۔ لہذا جب وہ چیز تبدیل ہو گئی ہے تو اس کا حکم بھی تبدیل ہو جائے گا۔ اس تمام بحث سے ثابت ہوا کہ نجاست کی حالت بدل جانا (استحالہ) اسے پاک کرنے کا باعث ہے۔

جو لوگ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے ان کی دلیل یہ حدیث ہے ﴿نهى عن أكل الجلالة و شرب لبنها﴾ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاست خور جانور کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا ہے۔''(٦)

(١) [صحيح : صحيح أبو داود (٣٧١، ٣٧٢) كتاب الطهارة : باب في الأذى يصيب النعل، أبو داود (٣٨٥، ٣٨٦) شرح معاني الآثار (٥١١/١) حاكم (١٦٦/١) بيهقي (٤٠٦/٢) ابن خزيمة (٢٩٢)]

(٢) [صحيح : إرواء الغليل (٢٨٤) أبو داود (٦٥٠) كتاب الصلاة : باب الصلاة في النعل، ابن خزيمة (١٠١٧) ابن حبان (٣٦٠) بيهقي (٤٣١/٢) دارمي (٣٢٠/١)]

(٣) [شرح مسلم للنووي (١٩٦/٢)]

(٤) [نيل الأوطار (٩٢/١)]

(٥) [نيل الأوطار (٩٢/١) المحلى بالآثار (١٠٥/١)]

(٦) [صحيح : صحيح أبو داود (٣٢١٥، ٣٢١٦) كتاب الأطعمة : باب النهي عن أكل الجلالة و ألبانها، أبو داود (٣٧٨٥)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر استحالہ باعث طہارت ہوتا تو گندگی سے بنا ہوا دودھ پینا ممنوع نہ ہوتا کیونکہ اس کی حالت تبدیل ہو چکی ہے۔اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ اس حدیث میں صرف جلالہ (نجاست خور) جانور کا دودھ پینے کی حرمت موجود ہے نہ کہ اس کے نجس ہونے کا ثبوت ہے کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ جو چیز حرام ہو نجس بھی ہو (جیسا کہ پیچھے بیان کیا جا چکا ہے)۔(۱)

(ابن حزمؒ) جب پاخانہ گوبر اور مردار جل جائے یا متغیر ہو کر راکھ یا مٹی بن جائے تو وہ پاک ہے اور اس کے ساتھ تیمم جائز ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اب وہ نام باقی نہیں رہا جس پر شرعی احکام وارد ہوتے ہیں۔(۲)

وَمَا لَا يُمْكِنُ غَسْلُهُ فَبِالصَّبِّ عَلَيْهِ أَوِ النَّزْحِ مِنْهُ حَتّٰى لَا يَبْقٰى لِلنَّجَاسَةِ أَثَرٌ	اور جس چیز کو دھونا ممکن نہ ہو (مثلاً زمین اور کنواں وغیرہ) اس پر اتنا پانی بہا دیا جائے یا اس سے اتنا پانی نکال لیا جائے حتی کہ نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے (تو وہ پاک ہو جائے گی)۔ ❶

❶ زمین کو پاک کرنے کے دو طریقے ہیں:

(1) اس پر پانی بہا دیا جائے۔

(شافعیؒ، احمدؒ، مالکؒ، زفرؒ) اسی کے قائل ہیں۔ان کی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پانی کا ایک ڈول بہانے کا حکم دیا۔(۳)

(شوکانیؒ) یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ پانی بہانے سے زمین پاک ہو جاتی ہے اسے کھودنا ضروری نہیں۔(٤)

(احناف) یہ عمل سخت زمین کے ساتھ خاص ہے اگر زمین نرم ہو تو پیشاب کی جگہ سے مٹی کھود کر اس پر پانی بہانا واجب ہے۔

ان کے دلائل ضعیف روایات پر مبنی ہیں جیسا کہ ایک روایت میں ہے ﴿احفروا مكانه ثم صبوا عليه﴾ ''اس کی جگہ کو کھود کر اس پر پانی بہا دو۔'' یہ روایت ضعیف ہے۔(٥)

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ ﴿فأمر رسول الله بمكانه فاحتفر وصب عليه دلو من ماء﴾ ''لیکن یہ روایت بھی ضعیف ہے جیسا کہ امام دار قطنیؒ نے بیان کیا ہے کہ اس کی سند میں سمعان راوی مجہول ہے۔(٦)

معلوم ہوا کہ احناف کے دلائل کمزور ہونے کی بنا پر ان کا موقف درست نہیں ہے۔(٧)

(2) زمین سورج یا ہوا کی وجہ سے خشک ہو جائے حتی کہ نجاست کا اثر بھی زائل ہو جائے تو پاک ہو جاتی ہے۔

---

(۱) [ضوء النهار (۱۲٤/۱) السيل الجرار (٥۲/۱) الروضة الندية (۹٤/۱)]

(۲) [المحلى بالآثار (۱۳٦/۱)]

(۳) [بخارى (۲۲۱) كتاب الوضوء : باب صب الماء على البول في المسجد، مسلم (۲۸٤) أحمد (۱۱۰/۳) ترمذى (۱٤۸) ابن ماجة (٥۲۸) نسائى (۱۷٥/۱) دارمى (۱۸۹/۱) أبو عوانة (۲۱۳/۱) حميدى (۱۱۹٦)]

(٤) [نيل الأوطار (۸۸/۱)]

(٥) [**ضعيف** : نصب الراية (۲۱۲/۱) العلل المتناهية (۳۳۳/۱) البدر المنير (۲۹٤/۲)]

(٦) [دار قطنى (۳۱/۱) شرح معاني الآثار (۱٤/۱) أبو يعلى (۳۱۰٦)]

(۷) [تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: نيل الأوطار (۸۸/۱) شرح مسلم للنووى (۱۹٤/۲) الأم للشافعي (۱۱۸/۱) المغنى (٤۹۹/۲) عون المعبود (٤۳/۲) فتح البارى (۲٤۷/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ابوحنیفہؒ، ابویوسفؒ، محمدؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۱)

ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد میں رات گزارتا تھا ﴿وكانت الكلاب تبول و تقبل وتدبر في المسجد فلم يكونوا يرشون شيئا من ذلك﴾ ''کتے مسجد میں پیشاب کرتے اور آتے جاتے تھے لیکن وہ اس وجہ سے کچھ چھینٹے نہیں مارتے تھے (یعنی پیشاب کی جگہ کو پاک کرنے کے لیے پانی نہیں بہاتے تھے)۔(۲)

(ابن حجرؒ) فرماتے ہیں کہ امام ابوداودؒ نے حدیث کے ان الفاظ ﴿فلم يكونوا يرشون﴾ سے استدلال کیا ہے کہ نجاست لگی زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے کیونکہ اگر زمین خشک ہونے سے پاک نہ ہوتی تو وہ لوگ اسے ایسے ہی نہ چھوڑتے۔(۳)

(شمس الحق عظیم آبادیؒ) یہ استدلال بالکل واضح ہے۔(۴)

(عبدالرحمن مبارکپوریؒ) اس حدیث سے امام ابوداودؒ کا یہ استدلال کہ ''زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے'' صحیح ہے اور مجھے اس میں کوئی خدشہ نہیں۔(۵)

(راجح) زیادہ صحیح طریقہ وہی ہے جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اور وہ پانی بہانا ہے لیکن اگر پانی نہ بہایا جا سکے اور زمین خشک ہو جائے تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ زمین ناپاک ہے بلکہ پاک ہے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت سے یہ مسئلہ ثابت ہے اور امام ابوداود، شمس الحق عظیم آبادیؒ اور عبدالرحمن مبارکپوریؒ کے قول سے اس موقف کی مزید تائید ہوتی ہے۔(واللہ اعلم)

اگر کنوئیں میں نجاست گر جائے تو گذشتہ بیان کردہ مسلم اصول اس کا فیصل ہوگا یعنی اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی تبدیل ہو جائے تو پانی نجس ہے ورنہ پاک ہے جیسا کہ اس اصول پر اجماع ہو چکا ہے۔(۶)

اس لیے اگر نجاست گرنے کی وجہ سے کنوئیں کا پانی متغیر ہو جائے تو اسے پاک کرنے کے لیے اس وقت تک پانی نکالا جائے گا جب تک کہ تغیر ختم نہ ہو جائے کیونکہ پانی کے نجس ہونے کا سبب یہی ہے۔یہاں یہ یاد رہے کہ اصل مقصود پانی میں واقع تغیر کا زائل ہونا ہے وہ کم پانی نکالنے سے ہو یا زیادہ نکالنے سے یا بغیر نکالے ہی زائل ہو جائے تو پانی پاک ہے اور کنوئیں کا پانی کم یا زیادہ ہونے میں بھی کوئی فرق نہیں ہے لہذا جب تغیر زائل ہو جائے تو پانی پاک ہو جائے گا۔(۷)

اس ضمن میں کوئی حد متعین کرنا (مثلاً اگر کنوئیں میں چڑیا یا چوہیا گر کر مر جائے تو اسے نکالنے کے بعد پانی پاک کرنے کے لیے مزید بیس ڈول پانی نکالا جائے گا۔ اگر مرغی یا بلی گر کر مر جائے تو اسے نکالنے کے بعد پانی سے چالیس ڈول نکالے جائیں

---

(۱) [فتح القدير (۱/۱۷۲) شرح المهذب (۶۱۶) الأم (۱/۱۱۹)]

(۲) [صحيح: صحيح أبو داود (۳۶۸) كتاب الطهارة: باب في طهور الأرض إذا يبست، أبو داود (۳۸۲) بخاری تعليقا (۱۷۴) ابن خزيمة (۳۰۰) شرح السنة (۲/۸۲) بيهقي (۱/۲۴۳)]

(۳) [فتح الباري (۱/۲۷۹)]

(۴) [عون المعبود (۱/۴۳)]

(۵) [تحفة الأحوذي (۱/۴۶۲)]

(۶) [الإجماع لابن المنذر (ص/۳۳) المجموع للنووي (۱/۱۱۰) المغني لابن قدامة (۱/۵۳)]

(۷) [السيل الجرار (۱/۵۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے۔اگر بکری کنوئیں میں گر کر مر جائے اور مرنے کے بعد اسے نکالا جائے یا اس وقت نکالا جائے جبکہ وہ پانی میں پھول گئی یا پھٹ گئی ہو یا چوہے' چڑیا' مرغی اور بلے کو پھول جانے یا پھٹ جانے کے بعد نکالا جائے تو سارا پانی نکالنے سے کنواں پاک ہوگا اور کنوئیں کا سارا پانی نکالنے کی حد امام ابوحنیفہؒ اور قاضی ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ ہے کہ پانی کا اکثر حصہ نکال لیا جائے اور امام محمد بن حسنؒ کے نزدیک دو سو ڈول ہے۔اگر بلا' چوہا یا چھپکلی کنوئیں میں گر جائے اور اسے زندہ نکال لیا جائے تو پانی پاک ہے۔اگر کتا یا گدھا گر جائے اور اسے زندہ نکال لیا جائے تو سارا پانی نکالنا ضروری ہے اور اگر بکری کنوئیں میں پیشاب کر دے تو بھی کنوئیں کا سارا پانی نکالنا ضروری ہے خواہ پیشاب کم ہو یا زیادہ) محض قیاس و آراء ہیں جن کا (شرعی) علم سے کوئی تعلق نہیں۔(۱)

وَالْمَاءُ هُوَ الْاَصْلُ فِي التَّطْهِيرِ فَلَا يَقُومُ غَيْرُهُ مَقَامَهُ اِلَّا بِاِذْنٍ مِنَ الشَّارِعِ	طہارت حاصل کرنے کا اصل ذریعہ پانی ہے کوئی چیز اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی إلا کہ شارع نے کسی چیز کی اجازت دی ہو۔ ❶

❶ جیسا کہ کتاب و سنت میں پانی کے ساتھ ہی اس وصف کو مختص کیا گیا ہے۔

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا﴾ [الفرقان: ٤٨]

(2) حدیث نبوی ہے کہ ﴿الماء طهور لا ينجسه شئ﴾ ''پانی پاک ہے' اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔''(۲)

(جمہور' احمدؒ' شافعیؒ' مالکؒ) نجاستوں سے طہارت حاصل کرنے کے لیے صرف پانی کو استعمال کیا جائے گا۔امام محمدؒ' امام زفرؒ اور امام اسحاق بن راھویہؒ کا بھی یہی موقف ہے۔انہوں نے حدیث اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا (کہ جس میں کپڑے سے حیض کا خون دھونے کا ذکر ہے) اور حدیث علی رضی اللہ عنہ (جس میں مذی دھونے کا ذکر ہے) سے استدلال کیا ہے۔

(ابوحنیفہؒ' ابو یوسفؒ) صرف پانی سے نہیں بلکہ ہر پاک مائع چیز کے ذریعے نجاستوں سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے۔ انہوں نے ان تمام احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں پانی کے علاوہ دیگر اشیاء سے طہارت حاصل کرنے کا ذکر ہے مثلاً حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا (جس میں حیض کے خون کو کپڑے سے کھرچنے کا حکم ہے) اور اسی طرح جن احادیث میں چمڑے کو رنگنے اور جوتی کو رگڑنے کے ساتھ پاک کرنے کا ذکر ہے۔(۳)

(راجح) حق بات یہ ہے کہ اشیاء کو پاک کرنے کے لیے اصل پانی ہے کیونکہ کتاب و سنت میں اسی کو اس وصف کے ساتھ متصف کیا گیا ہے تاہم ہر نجاست کو پاک کرنے کے لیے صرف اسی کو متعین کر لینا اس لیے درست نہیں کیونکہ وہ احادیث جن میں منی اور حیض کے خون کو کھرچنے اور جوتی کو زمین پر رگڑنے اور پانی کے علاوہ دیگر طریقوں کا ذکر ہے اس کا رد کرتی ہیں اور اگر ہر پاک مائع چیز کے ذریعے تطہیر کی اجازت دی جائے تو شارع علیہ السلام نے اس کا کہیں ذکر نہیں کیا (اس وجہ سے بھی یہ درست نہیں) لہٰذا ﴿خير الأمور أوسطها﴾ کے تحت متوسط و معتدل راہ یہی ہے کہ شریعت میں جن اشیاء کو پانی کے علاوہ کسی اور طریقے سے پاک

---

(۱) [المحلى بالآثار (١٤٧/١-١٥٠) السيل الجرار (٥١/١)]

(۲) [صحيح: إرواء الغليل (١٤) أبو داود (٦٧) كتاب الطهارة: باب ما جاء فى بئر بضاعة' ترمذى (٦٦) نسائى (١٧٤/١) أحمد (١٥/٣) الأم (٢٣/١) ابن أبي شيبة (١٤٢/١) بيهقى (٤/١) دار قطنى (٢٩/١)] امام نوویؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[المجموع (٨٢/١)]

(۳) [المجموع (١٤٣/١) المغنى (٩/١) الأوسط لابن المنذر (١٧٠/٢) الهداية (٣٤/١) بدائع الصنائع (٨٣/١) المبسوط (٩٦/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا منقول ہے انہیں اسی طرح پاک کیا جائے (مثلاً جوتی کو زمین پر رگڑنا وغیرہ) اور جن اشیاء کو پاک کرنے کا حکم تو موجود ہے لیکن شارع علیہ السلام نے ان کی تطہیر کا کوئی طریقہ و کیفیت نہیں بتلائی تو انہیں پانی کے ساتھ ہی پاک کیا جائے کیونکہ تطہیر میں اصل یہی ہے۔(۱)

متفرقات

23- مردار کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے

جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إذا دُبغ الإهاب فقد طهر﴾ ''جب چمڑے کو رنگ دیا جاتا ہے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔''(۲)

ایک روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں ﴿أيما إهاب دبغ فقد طهر﴾ ''جونسا چمڑا بھی رنگ دیا جائے پاک ہو جاتا ہے۔''(۳)

اس مسئلے میں سات مذاہب مشہور ہیں:

(1) ہر مردار کا چمڑا (خنزیر کا ہو یا کتے کا) رنگنے سے ظاہری و باطنی طور پر پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں ﴿أيما﴾ کا لفظ اسی عموم پر دلالت کرتا ہے۔ یہ امام داودؒ اور اہل ظاہر کا مذہب ہے۔

(2) رنگنے سے کوئی بھی چمڑا پاک نہیں ہوتا کیونکہ ایک صحیح حدیث میں ہے ﴿لا تنتفعوا من الميتة بإهاب ولا عصب﴾ ''مردار کے چمڑے اور ہڈی کے ساتھ فائدہ حاصل نہ کرو۔''(٤)

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ لفظ ''إهاب'' ایک قول کے مطابق صرف اس چمڑے کو کہتے ہیں جو رنگا ہوا نہ ہو اور رنگنے کے بعد اس پر شن' قربة اور جلد کا لفظ بولا جاتا ہے اس لیے متعارض احادیث کو جمع کرنے کے لیے ممانعت والی حدیث کو اس چمڑے پر محمول کیا جائے گا جو ابھی رنگا نہ گیا ہو۔(٥)

یہ مؤقف حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا' امام احمدؒ اور ایک روایت کے مطابق امام مالکؒ سے منقول ہے۔

(3) کتے اور خنزیر کے علاوہ ہر مردار کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ قرآن میں خنزیر کے متعلق ہے ﴿فَإِنَّهُ رِجْسٌ﴾ [الأنعام: ١٤٥] کتے کو بھی نجاست پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اسی پر قیاس کیا گیا ہے۔ یہ امام شافعیؒ اور امام نوویؒ کے قول کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔

---

(۱) [نیل الأوطار (٨٤/١) السیل الجرار (٤٩/١) الروضة الندية (٩٦/١)]

(۲) [مسلم (٣٦٦) كتاب الحيض : باب طهارة جلود الميتة بالدباغ' ابن ماجة (٣٦٠٩) دارمی (١٩٨٦) أبو عوانة (٢١٢/١) دار قطنی (٤٦/١) أبو يعلى (٢٣٨٥) ابن حبان (١٢٨٧)]

(۳) [**صحيح** : صحيح ابن ماجة (٢٩٠٧) كتاب اللباس : باب لبس جلود الميتة إذا دبغت' ابن ماجة (٣٦٠٩) ترمذی (١٧٢٨) أبو داود (٤١٢٣) نسائی (٤٢٤١) مؤطا (٤٩٨/٢) أحمد (٢١٩/١) دارمی (٨٥/٢)]

(٤) [**صحيح** : إرواء الغليل (٣٨١) ترمذی (١٧٢٩) كتاب اللباس : باب ماجاء في جلود الميتة إذا دبغت]

(٥) [تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: سبل السلام (٤٥/١) نیل الأوطار (١١٩/١) المحلی بالآثار (١٣٠/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(4) خنزیر کے علاوہ تمام مرداروں کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے کیونکہ قرآن میں خنزیر کے متعلق ہے ﴿فَإِنَّهُ رِجْسٌ﴾ [الأنعام: ١٤٥] یہ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے۔

(5) رنگنے سے ماکول اللحم جانوروں کا چمڑا پاک ہوتا ہے غیر ماکول اللحم کا نہیں کیونکہ احادیث میں بکری وغیرہ (یعنی صرف ماکول اللحم) کا ہی ذکر ہے۔ یہ امام اوزاعیؒ، امام ابن مبارکؒ، امام ابوثورؒ اور امام اسحاق بن راھویہؒ کا مذہب ہے۔

(6) ہر مردار کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے لیکن صرف ظاہری طور پر، باطنی طور پر نہیں۔ یہ مذہب امام مالکؒ کے متعلق مشہور ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔

(7) مردار کے چمڑے سے رنگنے کے بغیر بھی فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ امام زہریؒ کا شاذ مذہب ہے۔ تمام احادیث اس کا رد کرتی ہیں۔ (غالباً ان کے پاس احادیث نہیں پہنچی ہوں گی)۔(۱)

(راجح) پہلا موقف راجح معلوم ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم)

(شوکانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۲)

(عبدالرحمن مبارکپوریؒ) اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔(۳)

(امیر صنعانیؒ) حدیث میں ﴿أیما﴾ کا لفظ ہر مردار کا چمڑا پاک ہونے کی دلیل ہے۔(٤)

(ابن حزمؒ) کسی بھی مردار کا چمڑا ہو یعنی خنزیر، کتا، درندہ یا اس کے علاوہ کسی کا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔(٥)

24- مردار کا چمڑا کھانا بالاتفاق حرام ہے

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے مردار کے چمڑے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ﴿قُل لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا......﴾ [الأنعام: ١٤٥] پھر آپ ﷺ نے فرمایا ﴿وأنتم لا تطعمونه أن تدبغوه فتنتفعوا به﴾ "اور تم اسے کھا نہیں سکتے ہو البتہ اسے رنگنے کے بعد اس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہو۔"(٦)

اور حدیث نبوی میں ہے کہ ﴿إنما حرم من الميتة أكلها﴾ "مردار کو صرف کھانا ہی حرام ہے۔"(٧)

---

(١) [شرح مسلم للنووی (٢٩٠/٢) نیل الأوطار (١١٥/١) سبل السلام (٤٤/١) قفو الأثر (٤٩/١) الأم (٩/١) المجموع (٢٧١/١) بدائع الصنائع (٨٥/١) حاشیة الدسوقی (٥٤/١) المغنی (٦٦/١)]

(٢) [نیل الأوطار (١١٥/١)]

(٣) [تحفة الأحوذی (٤٠١/٥)]

(٤) [سبل السلام (٤٣/١)]

(٥) [المحلی بالآثار (١٢٨/١)]

(٦) [أحمد (٣٢٧/١) أبو یعلی (٢٣٣٤) ابن حبان (١٢٨١) طبرانی کبیر (١١٧٦٥) بیهقی (١٨/١)] امام ابن ملقنؒ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔[البدر المنیر (٣٨٥/٢)]

(٧) [موطا (٤٩٨/٢) بخاری (١٤٩٢) کتاب الزکاة: باب الصدقة علی موالی أزواج النبی، مسلم (٣٦٣) أبو داود (٤١٢١) نسائی (١٧٢/٧) ابن ماجة (٣٦١٠) دار قطنی (٤١/١) مشکل الآثار (٤٩٧/١) أبو عوانة (٢١١/١) شرح معانی الآثار (٤٦٩/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

25- ایسے گھی کو پاک کرنے کا طریقہ جس میں چوہا گر گیا ہو

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے گھی کے متعلق سوال کیا گیا جس میں چوہیا گر گئی ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ألقوها وما حولها و کلوه﴾ ''چوہیا کو اور اس کے ارد گرد جگہ سے گھی کو پھینک دو اور اسے (یعنی بقیہ گھی کو) کھالو۔''(۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس گھی میں چوہیا گر جائے اسے پاک کرنے کے لیے چوہیا اور اس کے ارد گرد حصے کے گھی کو پھینک دیا جائے تو گھی پاک ہو جائے گا۔ یاد رہے کہ اس گھی سے مراد جامد گھی ہے اور اگر گھی مائع ہو تو مکمل نجس ہو جائے گا۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب گھی میں چوہیا گر جائے تو ﴿فإن كان جامدا فألقوها وما حولها وإن كان مائعا فلا تقربوه﴾ ''اگر گھی جامد ہو تو چوہیا اور اس کے ارد گرد حصے کے گھی کو پھینک دو اور اگر مائع ہو تو اس کے قریب بھی مت جاؤ۔''(۲)

امام بخاریؒ اور امام ابو حاتمؒ نے اس حدیث پر وہم کا حکم لگایا ہے (یعنی یہ حدیث مسند میمونہ کی ہے' مسند ابو ہریرہ کی نہیں)۔(۳)

اس (حدیث کے کمزور ہونے کے) باوجود یہ حکم صحیح بخاری کی حدیث سے ہی ثابت ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں موجود ہے کہ چوہیا اور اس کے ارد گرد کے حصے کو پھینک دو تو ارد گرد کے حصے کو پھینکنا صرف اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ گھی جامد ہو۔(٤)

شرح السنہ میں ہے کہ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ پانی کے علاوہ دیگر مائع اشیاء میں اگر نجاست گر جائے تو وہ نجس ہو جاتی ہیں خواہ مائع کم ہو یا زیادہ۔(۵) لیکن حدیث ''إن الماء طهور لا ينجسه شيئ'' سے اس کی تردید ہوتی ہے۔

26- ایسی اشیاء کی تطہیر کا طریقہ جن میں مسام نہ ہوں

شیشہ' چھری' تلوار' ناخن' ہڈی' رنگ کیے ہوئے برتن اور ہر ایسی صاف چیز جس میں مسام (یعنی سوراخ و اجزاء وغیرہ) نہ ہوں وہ اس قدر رگڑنے سے پاک ہو جاتی ہے کہ نجاست کا اثر زائل ہو جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی پر کاربند تھے۔(٦)

---

(۱) [بخاری (۵۵۳۸' ۵۵٤۰) كتاب الذبائح والصيد : باب إذا وقعت الفارة في السمن الجامد والذائب' مؤطا (۹۷۱/۲) أبو داود (۳۸٤۱) ترمذی (۱۷۹۹) نسائی (۱۸۷/۷)]

(۲) [شاذ : الضعيفة (۱۰۳۲) أبو داود (۳۸٤۲) كتاب الأطعمة : باب في الفارة تقع في السمن' أحمد (۲۳۲/۲) بیهقی (۳۵۲/۹)]

(۳) [بلوغ المرام (٦۰۰)]

(٤) [فتح الباری (۵۸۷/۹) سبل السلام (۱۰۵۰/۳)]

(۵) [شرح السنة (۵۰/٦)]

(٦) [فقه السنة (۲۳/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

27- مشرکین کے برتن نجس نہیں

اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو ایک مشرکہ عورت کے مشکیزے سے پانی پینے اور وضوء کرنے کا حکم دیا۔(۱)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کرتے اور مشرکین کے برتن اور مشکیزے ہمارے ہاتھ آتے تو ہم ان سے فائدہ اٹھاتے اور یہ عمل صحابہ پر معیوب نہیں ہوتا تھا۔(۲)

(3) رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے برتنوں میں اُن کا کھانا کھایا۔(۳)

(4) اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کا کھانا حلال قرار دیا ہے۔[المائدة: ۵]

واضح رہے کہ حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی جس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل کتاب کے برتنوں کو دھونے کا حکم دیا تھا وہ اس لیے تھا کیونکہ وہ ان میں شراب پیتے اور خنزیر کا گوشت پکاتے تھے۔(۴)

❀❀❀

(۱) [بخاری (۳٤٤) كتاب التيمم : باب الصعيد الطيب وضوء المسلم ...... مسلم (٦٨٢)]

(۲) [صحيح : إرواء الغليل (٧٦/١) أبو داود (٣٨٣٨) كتاب الأطعمة : باب الأكل فى آنية أهل الكتاب]

(۳) [بخاری (٥٧٧٧) كتاب الطب : باب ما يذكر فى سم النبى ...... دلائل النبوة للبيهقى (٢٥٦/٤)]

(٤) [أبو داود مع العون (٣١٤/١٠) ترمذى مع التحفة (٥١٥/٥) حاكم (١٤٤/١) نيل الأوطار (١٢٧/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب قضاء الحاجة ❶ قضائے حاجت کا بیان

عَلَى الْمُتَخَلِّي الْاِسْتِتَارُ حَتّٰى يَدْنُوَ مِنَ الْاَرْضِ	جسے ضروری حاجت ہو اس پر لازم ہے کہ زمین کے قریب ہونے سے پہلے کپڑا نہ اٹھائے۔ ❷

❶ اس کا معنی ضرورت پوری کرنا یا حاجت سے فارغ ہونا ہے۔ لفظ قضاء مصدر ہے باب قَضَى يَقْضِي (ضرب) سے جبکہ حاجت پیشاب اور پاخانہ خارج ہونے سے کنایہ ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے ﴿إذا قعد أحدكم لحاجته﴾۔(۱) اور فقہا اسے "باب الاستطابة" سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان کا مستدل یہ حدیث ہے ﴿ولا يستطيب بيمينه﴾۔(۲) اور محدثین اسے "باب التخلي" سے تعبیر کرتے ہیں جو کہ آپ ﷺ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے ﴿إذا دخل أحدكم الخلاء﴾۔(۳) اور "باب التبرز" آپ ﷺ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے ﴿البراز في الموارد﴾۔(٤) یہ تمام عبارتیں صحیح و درست ہیں۔(٥)

❷ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿كان النبي ﷺ اذا أراد الحاجة لم يرفع ثوبه حتى يدنو من الأرض﴾ "نبی ﷺ جب رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین کے قریب ہونے سے پہلے اپنا کپڑا نہیں اٹھاتے تھے۔"(٦)

(2) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ﴿من أتى الغائط فليستتر﴾ "جو قضائے حاجت کے لیے جائے اسے پردہ کر کے بیٹھنا چاہیے۔"(٧)

(3) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قضائے حاجت کے وقت چھپنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کو جو چیز سب

---

(۱) [مسلم (۲٦٥) عن ابی هريرة]

(۲) [مسلم (۲٦٧) عن أبي قتادة]

(۳) [مسلم (۲۷۱) عن أنس]

(٤) [**صحيح**: صحيح ابن ماجة (۲٦۲) أبو داود (۲٦) ابن ماجة (۳۲۸) عن معاذ]

(٥) [سبل السلام (۱٥٦/۱) روضة الندية (۹۸/۱)]

(٦) [**صحيح**: صحيح أبو داود (۱۱) كتاب الطهارة : باب كيف التكشف عند الحاجة ' ترمذی (١٤)] امام ترمذیؒ نے اسے مرسل کہا ہے۔ [ترمذی (١٤)] جبکہ شیخ مناویؒ بیان کرتے ہیں کہ اس کی بعض سندیں صحیح بھی ہیں۔ [فيض القدير (۹۲/٥)]

(٧) [**ضعيف** : الضعيفة (۱۰۲۸) ضعيف الجامع الصغير (٥٤٦٨) أبو داود (۳٥) كتاب الطهارة : باب الاستتار في الخلاء ' ابن ماجة (۳۳۷) أحمد (۳۷۱/۲) بيهقی (۹٤/۱) دارمی (۱٦۹/۱) ابن حبان (۱۲۲ـ الموارد)] شیخ حازم علی قاضی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ [التعليق على سبل السلام (۱٦۹/۱)] اور صاحب البدر المنیر کہتے ہیں کہ حق بات یہی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اسے ایک جماعت نے صحیح کہا ہے جن میں امام ابن حبان' امام حاکم اور امام نوویؒ قابل ذکر ہیں۔ [مختصر البدر المنير (ص/۲۸) السيل الجرار (٦۳/۱)] جبکہ حافظ ابن حجرؒ سے اس حدیث کے متعلق حسن [فتح الباری (۲٥۷/۱)] اور ضعیف [تلخيص الحبير (۱۰۳/۱)] دونوں حکم منقول ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ پسند تھی وہ زمین سے بلند جگہ اور کھجور کے درختوں کا جھنڈ تھا۔(۱)
ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ قضائے حاجت کے وقت چھپنے کی ہر ممکن کوشش کرنا مشروع ہے۔(اگرچہ بعض احادیث میں کچھ ضعف ہے لیکن) ستر پوشی میں اصل وجوب ہی ہے اور ستر کی کسی چیز کو بھی ننگا کرنا جائز نہیں ہے الا کہ کوئی ضرورت ہو جیسا کہ قضائے حاجت کے وقت۔ اس لیے قضائے حاجت کے وقت سے پہلے ستر پوشی واجب ہے اور کوئی بھی شخص قضائے حاجت کے لیے جھکتے ہوئے اپنا ستر ننگا نہ کرے نہ ہی کھڑے ہونے کی حالت میں اور نہ ہی قضائے حاجت کے لیے جاتے ہوئے۔(۲)

وَالْبُعْدُ أَوْ دُخُولُ الْكَنِيفِ	آبادی سے دور چلا جائے ❶ یا بیت الخلا میں داخل ہو جائے۔ ❷

❶ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿كان إذا ذهب لحاجته أبعد في المذهب﴾ ''جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے جاتے تو بہت دور چلے جاتے۔''(۳)

(2) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے ﴿فانطلق حتى توارى عني فقضى حاجته﴾ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے (اتنی دور) چلے گئے کہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت سے فارغ ہوئے۔''(٤)

(3) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ سفر میں نکلے ﴿فكان لا يأتي البراز حتى يغيب فلا يرى﴾ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے جب بھی جاتے تو غائب ہو جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔''
سنن ابی داود کی روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿كان إذا أراد البراز انطلق حتى لا يراه أحد﴾(٥)

❷ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر (کی چھت) پر چڑھا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (گھر میں) شام کی طرف منہ کیے ہوئے اور کعبہ کی طرف پشت کیے ہوئے قضائے حاجت کرتے دیکھا۔(٦)
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر گھر میں قضائے حاجت کا بندوبست ہو (یعنی بیت الخلاء موجود ہو) تو اسی میں حاجت کے لیے

---

(۱) [مسلم (٧٤٣) كتاب الحيض : باب ما يستتر به لقضاء الحاجة ' ابن ماجة (٣٤٠) أبو داود (٢٥٤٩) أحمد (٢٠٤/١) ابن خزيمة (٥٣)]

(۲) [السيل الجرار (٦٤/١)]

(۳) [حسن : صحيح أبو داود (١) كتاب الطهارة : باب التخلي عند قضاء الحاجة ' أبو داود (١) نسائي (١٨/١) ترمذي (٢٠) ابن ماجة (٣٣١) دارمي (١٦٩/١) ابن خزيمة (٣٠/١) أحمد (٢٤٨/٤) حاكم (١٤٠/١) بيهقي (٩٣/١)]

(٤) [بخاري (٣٦٣) كتاب الصلاة : باب الصلاة في الجبة الشامية ' مسلم (٤٠٤) أبو داود (١٢٨) نسائي (٨١)]

(٥) [صحيح : صحيح أبو داود (٢) كتاب الطهارة : باب التخلي عند قضاء الحاجة ' ابن ماجة (٣٣٥) حاكم (١٤٠/١) بيهقي (٩٣/١) ترمذي (٢٠) نسائي (١٨/١)]

(٦) [بخاري (١٤٨) كتاب الوضوء : باب التبرز في البيوت ' مسلم (٢٦٦) أبو داود (١٢) ترمذي (١١) نسائي (٢٣/١) ابن ماجة (٣٢٢) أحمد (٤١/٢) ابن خزيمة (٥٩) ابن حبان (١٤١٨)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلا جائے اور اس وقت اگر چہ لوگ اس کے قریب ہی کیوں نہ ہوں اس پر کوئی گناہ نہیں۔ مزید اس حدیث کی وضاحت اسی باب میں آگے آئے گی۔

وَتَرْكُ الْكَلَامِ وَالْمُلَابَسَةِ لِمَالَهُ حُرْمَةٌ	اس دوران باتیں نہ کرے ❶ اور قابل احترام تمام اشیاء اپنے آپ سے علیحدہ کردے۔ ❷

❶ (1) حدیث نبوی ہے کہ ﴿لا يتناجى اثنان على غائطهما فان الله يمقت على ذلك﴾ "دوران قضائے حاجت دو شخص باہم گفتگو نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس فعل پر ناراض ہوتے ہیں۔" (۱)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کر رہے تھے کہ ایک آدمی نے گزرتے ہوئے سلام کہا ﴿فلم يرد عليه﴾ "لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جواب نہیں دیا۔" (۲)

(3) ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کرنے کے بعد اسے سلام کا جواب دیا۔ (۳)

(4) حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب نہ دینے کا یہ سبب مذکور ہے کہ ﴿إني كرهت أن أذكر الله إلا على طهر﴾ "(میں نے جواب اس لیے نہیں دیا کیونکہ) میں نے حالت طہارت کے سوا ذکر الٰہی کرنا پسند نہیں کیا۔" (٤)

❷ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا دخل الخلاء نزع خاتمه﴾ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے تھے۔" (٥)

(انگوٹھی اتارنے کا سبب یہ تھا کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی میں محمد رسول اللہ کا نقش موجود تھا۔ (٦)

اس لیے جن اشیاء میں ذکر الٰہی یا مقدس نام ہوں انہیں قضائے حاجت کے مقام سے علیحدہ کر لینا چاہیے کیونکہ ان کی تعظیم وتقدیس کا یہی تقاضا ہے۔ (٧)

---

(۱) [**صحيح لغيره** : الصحيحة (۳۱۲۰) صحيح الترغيب (۱۰۰) أبو داود : كتاب الطهارة : باب كراهية الكلام عندالخلاء، أحمد (۳۶/۳) ابن ماجة (۳٤۲) حاكم (۱۵۷/۱) ابن خزيمة (۳۹/۱)]

(۲) [**مسلم** (۳۷۰) كتاب الحيض : باب التيمم، أبو داود (۱٦) ترمذی (۹۰) ابن ماجة (۳٥۳) نسائی (۳٥/۱) أبو عوانة (۲۱٦/۱) شرح معانی الآثار (۸٥/۱)]

(۳) [**صحيح** : صحيح أبو داود (۳۱۹) كتاب الطهارة : باب التيمم في الحضر، أبو داود (۳۲۹) دار قطنی (۱۷۷/۱) شرح معانی الآثار (۸٥/۱) بیهقی (۲۰٦/۱)]

(٤) [**صحيح** : صحيح أبو داود (۱۳) كتاب الطهارة : باب في الرجل يرد السلام وهو يبول، أبو داود (۱۷) ابن ماجة (۳٥۰) نسائی (۳۷/۱) أحمد (۳٤٥/٤) ابن خزيمة (۲۰٦) طبرانی كبير (۳۲۹/۲۰) بیهقی (۹۰/۱) شرح السنة (۳٦۱/۱)]

(٥) [**ضعيف** : إرواء الغليل (٤۸) أبو داود (۱۹) كتاب الطهارة : باب الخاتم يكون فيه ذكر الله ...... ترمذی (۱۷٤٦) ابن ماجة (۳۰۳) نسائی (۱۷۸/۸) حاكم (۱۸۷/۱) أبو يعلى (۳٥٤۳)]

(٦) [حاكم (۱۸۷/۱) بیهقی (۹٥/۱) تلخيص الحبير (۱۹۱/۱)]

(٧) [المغنى (۱٦۲/۱) مغنى المحتاج (۳۹/۱) الشرح الصغير (۸۷/۱) الدر المختار (۳۱٦/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کو تو بالاولی الگ کر لینا چاہیے لیکن اگر ایسا کرنے سے قرآن (یا مقدس اشیاء) کے چوری یا ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو انہیں اپنے لباس میں ہی کہیں چھپا لینا چاہیے۔ (کیونکہ بیت الخلاء میں جاتے وقت حافظ قرآن کے سینے سے قرآن کو علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔)(۱)

وَ تَجَنُّبُ الْاَمْكِنَةِ الَّتِيْ مَنَعَ عَنِ التَّخَلِّيْ فِيْهَا شَرْعٌ أَوْ عُرْفٌ	ایسی جگہوں میں قضائے حاجت سے اجتناب کرے جن سے شریعت نے منع کیا ہے یا عام لوگ جہاں قضائے حاجت کے لیے بیٹھنا برا سمجھتے ہیں۔ ❶

❶ (1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿اتقوا اللاعنين الذي يتخلى في طريق الناس أو في ظلهم﴾ "دو لعنت کا سبب بننے والی جگہوں سے اجتناب کرو: ایک لوگوں کے راستے میں' دوسرا (ان کے بیٹھنے آرام کرنے کی) سایہ دار جگہ میں قضائے حاجت سے۔"(۲)

(2) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿اتقوا الملاعن الثلاثة البراز في الموارد' وقارعة الطريق' والظل﴾ "لعنت کے تین اسباب سے اجتناب کرو' گھاٹوں پر' شاہراہ عام پر اور سائے کے نیچے قضائے حاجت سے۔"(۳)

28- غسل خانے میں پیشاب کرنا جائز نہیں

(1) حدیث نبوی ہے کہ ﴿نهى رسول الله أن يمتشط أحدنا كل يوم أو يبول في مغتسله﴾ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ کنگھی کرنے اور نہانے کی جگہ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔"(٤)

29- کسی جانور کی بل میں پیشاب کرنا

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿نهى رسول الله ﷺ أن يبال في الجحر﴾ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کسی جانور کی) بل میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔"(٥)

ابن سرجس سے قتادہ کے سماع میں اختلاف ہے جیسا کہ امام احمدؒ بیان کرتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی صحابی سے روایت نہیں کی۔(٦) لیکن امام علی بن مدینیؒ نے اس کا سماع ثابت کیا ہے اور امام ابن

(۱) [فتاوى اللجنة الدائمة (٤٠/٤)]

(۲) [مسلم (٢٦٩) كتاب الطهارة : باب النهي عن التخلي في الطرق والظلال' أبو داود (٢٥) أبو عوانه (١٩٤/١) ابن خزيمة (٦٧) ابن حبان (١٤١٥) حاكم (١٨٥/١) بيهقي (٩٧/١) أحمد (٣٧٢/٢)]

(۳) [حسن : إرواء الغليل (٦٢) أبو داود (٢٦) كتاب الطهارة : باب المواضع التي نهى النبي عن البول فيها' ابن ماجة (٣٢٨) حاكم (١٦٧/١) بيهقي (٩٧/١)]

(٤) [صحيح: صحيح أبو داود (٢١) كتاب الطهارة : باب في البول في المستحم' أبو داود (٢٨) أحمد (١١٠/٤) نسائي (١٣٠/١)]

(٥) [ضعيف : إرواء الغليل (٥٥) أبو داود (٢٩) كتاب الطهارة : باب النهي عن البول في الجحر' نسائي (٣٣/١) أحمد (٨٢/٥) حاكم (١٨٦/١) بيهقي (٩٩/١) شرح السنة (٢٨٩/١)]

(٦) [المراسيل لابن أبي حاتم (ص/١٦٨-١٦٩)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خزیمۃ اور امام ابن سکنؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔(۱)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس روایت کے ضعیف ہونے کی بنا پر اس سے جانور کی بل میں پیشاب سے ممانعت اخذ کرنا درست نہیں البتہ اگر کوئی احتیاطی طور پر بچتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

30- کھڑے پانی میں پیشاب کرنا جائز نہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أن النبی ﷺ نھی أن یبال فی الماء الراکد﴾ ''نبی ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔''(۲)

31- جاری پانی میں پیشاب کرنا کسی صحیح حدیث میں منع نہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ أن النبی ﷺ نھی أن یبال فی الماء الجاری﴾ ''نبی ﷺ نے جاری پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔''(۳)

چونکہ مذکورہ روایت ضعیف ہے لہذا جاری پانی میں پیشاب کرنا ممنوع و ناجائز نہیں۔

32- بوقت ضرورت برتن میں پیشاب کرنا جائز ہے

حضرت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿کان للنبی ﷺ قدح من عیدان تحت سریرہ یبول فیہ باللیل﴾ ''نبی ﷺ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جو آپ ﷺ کی چارپائی کے نیچے ہوتا۔ آپ ﷺ رات کو اس میں پیشاب کرتے۔''(٤)

علاوہ ازیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿لقد دعا بالطست لیبول فیھا﴾ ''آپ ﷺ نے ایک تھال منگوایا تا کہ اس میں پیشاب کریں۔''(٥)

قبلے کی طرف منہ یا پشت نہ کرے۔ ❶	وَعَدَمُ الاِسْتِقْبَالِ وَالاِسْتِدْبَارِ لِلْقِبْلَةِ

❶ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ﴿إذا أتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروھا ولکن شرقوا أو غربوا﴾ ''قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ مت بیٹھو اور نہ ہی اس کی طرف پشت کرو بلکہ مشرق یا مغرب کی جانب پھر جاؤ۔'' حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم شام آئے تو ہم نے ایسے بیت الخلاء دیکھے جو

(۱) [تلخیص الحبیر (۱۸۷/۱)]

(۲) [مسلم (۲۸۱) کتاب الطھارۃ : باب النھی عن البول فی الماء الراکد' ابن ماجۃ (۳٤۳) أبو عوانۃ (۲۱٦/۱) أحمد (۳٥۰/۳) نسائی (۳٤/۱) ابن حبان (۱۲٤۷) بیھقی (۹۷/۱)]

(۳) [**ضعیف** : الضعیفۃ (٥۲۲۷) تمام المنۃ (ص/٦۳) مجمع الزوائد (۲۰٤/۱)]

(٤) [**حسن** : صحیح أبو داود (۱۹) کتاب الطھارۃ : باب فی الرجل یبول باللیل فی الإناء......' أبو داود (۲٤) نسائی (۳۱/۱) حاکم (۱٦۷/۱) بیھقی (۹۹/۱)]

(٥) [**صحیح** : نسائی (۲۳/۱) کتاب الوصایا : باب ھل أوصی النبی' بخاری (۲۷٤۱) مسلم (۱٦۳٦) ابن خزیمۃ (۳٦/۱) بیھقی (۹۹/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کعبہ کی جانب بنے ہوئے تھے تو ہم کعبہ سے انحراف کرتے اور اللہ سے استغفار کرتے تھے۔(۱)

(مشرق یا مغرب کی جانب رخ کرنے کا حکم اہل مدینہ کو ہے کیونکہ ان کا قبلہ بجانب جنوب تھا۔ اس کے علاوہ مقصود صرف یہ ہے کہ قبلے کی طرف منہ یا پشت نہ ہو خواہ انہیں شمال یا جنوب کی طرف ہی کیوں نہ کرنا پڑے)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی معنی میں حدیث مروی ہے۔(۲)

مندرجہ ذیل احادیث گذشتہ حدیث کے مخالف معلوم ہوتی ہیں:

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک دن میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر (کی چھت) پر چڑھا تو ﴿فرأيت النبي على حاجته مستقبل الشام و مستدبر الكعبة﴾ "میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شام کی طرف منہ اور کعبہ کی طرف پشت کر کے قضائے حاجت کرتے ہوئے دیکھا۔" (۳)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پیشاب کے وقت قبلہ رخ ہونے سے منع فرمایا ﴿فرأيته قبل أن يقبض بعام يستقبلها﴾ "لیکن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی وفات سے ایک سال پہلے قبلے کی طرف رخ کرتے ہوئے دیکھا۔" (٤)

(3) مروان اصفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا انہوں نے قبلے کی جانب اپنی سواری بٹھائی پھر اس کی طرف پیشاب کرنے لگے تو میں نے کہا اے ابو عبد الرحمن! کیا اس سے منع نہیں کیا گیا؟ تو انہوں نے کہا کیوں نہیں ﴿إنما نهى عن هذا في الفضاء فإذا كان بينك و بين القبلة شيئ يسترك فلا بأس﴾ "اس عمل سے صرف فضاء میں منع کیا گیا ہے اور جب تمہارے اور قبلے کے درمیان کوئی اوٹ حائل ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔" (٥)

اس مسئلے میں فقہاء کے مختلف مذاہب ہیں۔

(مالکؒ، شافعیؒ) قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ ہونا صحرا میں منع ہے آبادی یا عمارتوں میں منع نہیں ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، امام شعبیؒ، امام اسحاقؒ اور ایک روایت میں امام احمدؒ کا بھی یہی موقف ہے۔

(نخعیؒ، ثوریؒ) یہ عمل نہ تو صحرا میں جائز ہے اور نہ ہی عمارتوں میں۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ، امام مجاہدؒ، امام ابو ثورؒ اور ایک روایت میں امام احمدؒ سے بھی یہ مذہب منقول ہے۔

---

(۱) [بخاری (۳۹٤) كتاب الصلاة : باب قبلة أهل المدينة وأهل الشام والمشرق ' مسلم (٢٦٤) أبو داود (۹) ترمذی (۸) ابن ماجة (۳۱۸) نسائی (۲۳/۱) أبو عوانة (۱۹۹/۱) ابن خزيمة (٥٧) ابن حبان (١٤١٤) حمیدی (۳۷۸) ابن أبي شيبة (۱۵۰/۱)]

(۲) [مسلم (٢٦٥) كتاب الطهارة : باب الاستطابة ' أبو عوانة (۲۰۰/۱) أحمد (۲٤٨/٢)]

(۳) [بخاری (١٤٥) كتاب الوضوء : باب من تبرز على لبنتين ' مسلم (٢٦٦) أحمد (۱۲/۲) أبو داود (۱۲) ترمذی (۱۱) نسائی (۲۳/۱) ابن ماجة (۳۲۲) ابن خزيمة (٥٩) ابن حبان (١٤١٨) شرح السنة (٢٧٤/١) بيهقي (٦١/١) ابن أبي شيبة (١٥١/١)]

(٤) [حسن : صحيح أبو داود (۱۰) كتاب الطهارة : باب الرخصة في استقبال القبلة عنه قضاء الحاجة ' أبو داود (۱۳) ترمذی (۹) ابن ماجة (٣٢٥) ابن خزيمة (٣٤/١) حاكم (١٥٤/١) أحمد (٣٦٠/٣) بيهقي (٩٢/١) شرح معاني الآثار (٢٣٤/٤)]

(٥) [حسن : صحيح أبو داود (۸) كتاب الطهارة : باب الرخصة في ذلك ' أبو داود (۱۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(داود ظاہریؒ) صحرا ہو یا عمارت ہر جگہ جائز ہے۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ اور امام مالکؒ کے شیخ امام ربیعہؒ سے بھی یہی مذہب منقول ہے۔

(ابو حنیفہؒ، احمدؒ) ان دونوں ائمہ سے ایک روایت میں یہ منقول ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کرنا نہ تو صحرا میں جائز ہے اور نہ ہی عمارتوں میں لیکن پشت کرنا دونوں جگہوں میں جائز ہے۔(۱)

(شوکانیؒ) انصاف کی بات یہ ہے کہ مطلق طور پر منع ہے (کیونکہ آپ ﷺ کا اپنا فعل امت کو دیے ہوئے خاص حکم کے مخالف نہیں ہے)۔(۲)

(صدیق حسن خانؒ) اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔(۳)

(عبدالرحمن مبارکپوریؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

(البانیؒ) ہر جگہ مطلق طور پر منع ہے۔(٥)

(ابن حزمؒ) بول و براز کے وقت (مطلقا) قبلہ کی جانب منہ یا پشت کرنا جائز نہیں قطع نظر اس سے کہ کوئی شخص مکان کے اندر ہو یا کھلے صحرا میں ہو۔(٦)

(راجح) ممانعت صرف فضاء میں ہے عمارتوں میں نہیں جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث بیان کر دی گئی ہے۔

(ابن حجرؒ) انہوں نے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے مذہب کو ترجیح دی ہے۔(۷)

(نوویؒ) انہوں نے اسی کو راجح کہا ہے۔(۸)

(امیر صنعانیؒ) یہ عمل صحراؤں میں حرام ہے آبادی میں نہیں کیونکہ جواز کی احادیث آبادی کے متعلق ہی ہیں اس لیے اسی پر محمول کی جائیں گی اور ممانعت کی احادیث عام ہیں لہذا آپ ﷺ کے فعل کی احادیث سے آبادی کی تخصیص کے بعد صحرا ہی حرمت پر باقی رہ جاتے ہیں۔(۹)

وَعَلَيْهِ الْاِسْتِجْمَارُ بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ طَاهِرَةٍ أَوْ مَا يَقُوْمُ مَقَامَهَا	اس پر تین پتھروں (یعنی ڈھیلوں) ❶ یا ان کے قائم مقام ❷ کسی پاک چیز سے استنجاء کرنا لازم ہے۔

❶ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

---

(۱) [شرح مسلم للنووی (۱۵٦/۲-۱۵۷) نیل الأوطار (۱۳٦/۱-۱۳۷) تحفة الأحوذی (٦١/١-٦٢)]
(۲) [نیل الأوطار (۱٤۲/۱)]
(۳) [الروضة الندیة (۱۰٥/۱)]
(٤) [تحفة الأحوذی (٦٤/۱)]
(٥) [تمام المنة (ص/٦٠)]
(٦) [المحلی بالآثار (۱۸۹/۱)]
(۷) [فتح الباری (۳۳۱/۱)]
(۸) [شرح مسلم (۱٥٦/۲)]
(۹) [سبل السلام (۱٦۷/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿نهانا أن نستنجي بأقل من ثلاثة أحجار﴾ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے۔''(۱)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم كان يأمر بثلاثة أحجار﴾ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین پتھروں کے ساتھ (استنجاء کرنے کا) حکم دیتے تھے۔''(۲)

(3) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی معنی میں حدیث مروی ہے۔(۳)

(4) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کے لیے جاتے وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو تین پتھر لانے کا حکم دیا۔(٤)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ استنجاء کرنا واجب ہے اور تین پتھروں یا تین مرتبہ رگڑنے کے ساتھ (خواہ ایک ہی پتھر سے ہو جس کے تین مختلف اطراف ہوں) واجب ہے۔ تین پتھروں سے کم استعمال کرنا جائز نہیں (اگرچہ کم کے ساتھ ہی طہارت و صفائی حاصل ہو جائے) البتہ حسب ضرورت تین سے زائد استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(شافعیؒ، احمدؒ) اسی کے قائل ہیں۔

(مالکؒ، داودؒ) واجب صرف صفائی کرنا ہے خواہ ایک پتھر سے ہی ہو جائے۔

(ابو حنیفہؒ) استنجاء کرنا واجب نہیں بلکہ سنت ہے اور اس سے مراد صرف صفائی کرنا ہے خواہ کتنے ہی پتھروں سے حاصل ہو۔(٥)

جنہوں نے تین پتھروں کے استعمال کو واجب نہیں کہا۔ ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿من استجمر فليوتر من فعل فقد أحسن و من لا فلا حرج﴾ ''جو شخص پتھر استعمال کرے تو وتر (یعنی طاق) کرے، جس نے ایسا کیا بے شک اس نے اچھا کیا اور جس نے ایسا نہ کیا تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔''(٦)

(2) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، دو پتھر اور ایک گوبر کا خشک ٹکڑا لے آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پتھر لے لیے اور گوبر کا ٹکڑا پھینک دیا۔(۷)

---

(۱) [مسلم (۲٦۲) كتاب الطهارة : باب الاستطابة' أبو داود (۷) أحمد (٤۳۷/٥) ترمذی (١٦) ابن ماجة (۳١٦) شرح معانی الآثار (١۲۳/١) دار قطنی (٥٤/١) بيهقی (١۰۲/١)]

(۲) [حسن : صحيح أبو داود (٦) كتاب الطهارة : باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة' أبو داود (۸) نسائی (٤۰) ابن ماجة (۳١۳) أحمد (۲٤۷/۲)]

(۳) [صحيح : صحيح أبو داود (۳١) كتاب الطهارة : باب الاستنجاء بالأحجار' أبو داود (٤۰) نسائی (٤١/١) أحمد (١۰۸/٦) دارمی (١۷۰/١) دار قطنی (٥٤/١) بيهقی (١۰۳/١)]

(٤) [بخاری (١٥۲) كتاب الوضوء : باب لا يستنجى بروث' ترمذی (١۷) ابن ماجة (۳١۳) نسائی (۳۹/١) أحمد (٤١۸/١) أبو يعلى (٥١۲۷) بيهقی (٤١۳/۲) طبرانی كبير (۹۹٥۳)]

(٥) [نيل الأوطار (١۳۸/١) سبل السلام (١٦۸/١) الروضة الندية (١۰۹/١)]

(٦) [ضعيف : الضعيفة (١۰۲۸) أبو داود (۳٥) كتاب الطهارة : باب الاستتار فی الخلاء' ابن ماجة (۳۳۷) أحمد (۳۷١/۲) بيهقی (۹٤/١) دارمی (١٦۹/١) ابن حبان (١۳۲۔ الموارد) شرح معانی الآثار (١۲۲/١)] حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔[تلخيص الحبير (١۰۳/١)] اس کی سند میں دو راوی حصین صبرانی اور ابو سعید مجہول ہیں۔

(۷) [بخاری (١٥٦) كتاب الوضوء : باب لا يستنجى بروث' نسائی (۳۹/١) طبرانی كبير (۹۹٥۳) ترمذی (١۷)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے امام طحاویؒ نے کہا ہے کہ اگر تین پتھر ضروری ہوتے تو رسول اللہ ﷺ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو تیسرا پتھر تلاش کرنے کا حکم دیتے جبکہ آپ نے ایسا نہیں کیا۔

اس کا کئی طرح سے جواب دیا گیا ہے:

(1) مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ﴿ائتني بحجر ثالث﴾ ''میرے پاس کوئی تیسرا پتھر لاؤ۔'' (۱)

اس روایت پر منقطع ہونے کا اعتراض کیا گیا ہے لیکن حافظ ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ میں نے اسے موصول پایا ہے۔(۲)

(2) اگر ہم اس روایت کا ضعیف ہونا اور تیسرے پتھر کا عدم ذکر تسلیم کر بھی لیں تب بھی یہ ان کی دلیل نہیں بنتی۔ کیونکہ اس میں مجرد احتمال ہے اور حدیث سلمان رضی اللہ عنہ میں نص ہے کہ تین سے کم پتھر استعمال نہ کیے جائیں لہذا نص کے مقابلے میں احتمال قابل حجت نہیں۔(۳)

(3) قول اور فعل کے باہم تعارض کے وقت قول کو ترجیح ہوتی ہے۔(٤)

(راجح) امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا موقف راجح ہے۔(٥)

○ امام نوویؒ رقمطراز ہیں کہ قبل اور دبر کے استنجے میں چھ مرتبہ ملنا یعنی ہر ایک کو تین تین مرتبہ ملنا ضروری ہے اور افضل یہی ہے کہ چھ پتھر ہوں لیکن اگر ایک ہی ایسا پتھر استعمال کر لیا جائے کہ جس کے چھ اطراف ہوں تو جائز ہے۔(٦)

امام صنعانیؒ بیان کرتے ہیں کہ احادیث میں ایسا کوئی ذکر موجود نہیں اگر ایسا ہوتا تو نبی ﷺ بھی کسی وقت چھ پتھر طلب فرما لیتے۔(حالانکہ ایسا کچھ ثابت نہیں۔)(۷)

❷ (1) حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے استنجاء کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿بثلاثة أحجار ليس فيها رجيع﴾ ''ایسے تین پتھروں کے ساتھ جن میں گوبر نہ ہو۔''(۸)

(2) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ''گوبر اور ہڈی سے استنجاء نہ کیا جائے۔''(۹)

ان احادیث اور اس معنی کی دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گوبر لید یا ہڈی وغیرہ کے ساتھ استنجاء کرنے سے آپ

---

(۱) [نيل الأوطار (۱٦٠/۱) مسند أحمد (٤٥٠/۱)]

(۲) [فتح الباری (۳٤٦/۱)]

(۳) [أيضا]

(٤) [أيضا]

(٥) [نيل الأوطار (۱۳۸/۱)]

(٦) [شرح مسلم (۱۳۱/۱) شرح المهذب (۱۰۳/۲) العرف الشذی (۱۰/۱)]

(۷) [سبل السلام (۱٦۸/۱)]

(۸) [صحيح : صحيح أبو داود (۳۲) كتاب الطهارة : باب الاستنجاء بالحجارة ' أبو داود (٤۱) أحمد (۲۱۳/٥) ابن ماجة (۳۱٥) ابن أبي شيبة (۱٥٤/۱) حميدی (٤۳۳) طبرانی کبیر (۳۷۲۳) بيهقی (۱۰۳/۱)]

(۹) [صحيح : صحيح ابن ماجة (۲٥٥) كتاب الطهارة : باب الاستنجاء بالحجارة والنهي عن الروث والرمة ' ابن ماجة (۳۱٦) أحمد (٤۳۷/٥) دار قطنی (٥٤/۱) بيهقی (۱۰۲/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کا منع فرمانا اس بات کا ثبوت ہے کہ پتھر یا اس کی مثل پاک اشیاء سے استنجاء کرنا درست ہے۔(۱)

(جمہور) پتھر کے قائم مقام ہر ایسی چیز کے ساتھ استنجاء کرنا جائز ہے جو جامد' طاہر' نجاست کی ذات کو زائل کر دینے والی ہو اور جس کی کوئی حرمت و تقدیس نہ ہو اور نہ ہی کسی حیوان کا کوئی جزء ہو مثلاً لکڑی' کپڑے کا ٹکڑا' اینٹ اور ٹھیکری وغیرہ۔(ان کے دلائل گذشتہ احادیث ہیں۔)

(داود ظاہریؒ) استنجاء صرف پتھروں کے ساتھ ہی جائز ہے جیسا کہ حدیث میں اس کا حکم مذکور ہے۔ امام احمدؒ سے بھی ایک روایت میں یہی مذہب منقول ہے۔(۲)

(راجح) جمہور کا قول راجح ہے۔(۳)

33- پانی سے استنجاء کرنے کا حکم

پانی کے ساتھ استنجاء کرنا جائز ہی نہیں بلکہ افضل ہے کیونکہ طہارت میں اصل پانی ہی ہے۔

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو میں اور میرا ہم عمر ایک لڑکا پانی کا ایک برتن اور ایک چھوٹا سا نیزہ لے کر ہمراہ جاتے پھر اس پانی سے آپ ﷺ استنجاء فرماتے۔(٤)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے خواتین سے کہا ﴿مرن أزواجكن أن يستطيبوا بالماء فإني أستحييهم وإن رسول الله كان يفعله﴾ ''اپنے شوہروں کو پانی کے ساتھ استنجاء کرنے کا حکم دو کیونکہ میں ان سے حیا کرتی ہوں اور بلاشبہ رسول اللہ ﷺ ایسا کرتے تھے۔''(٥)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا یہ آیت ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾ [التوبة : ١٠٨] اہل قباء کے بارے میں نازل ہوئی۔(کیونکہ) ﴿كانوا يستنجون بالماء﴾ ''وہ پانی کے ساتھ استنجاء کرتے تھے۔''(٦)

پانی سے استنجاء کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا اظہار محبت کرتے ہوئے آیت نازل فرما دینا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ پانی سے استنجاء کرنا افضل ہے۔

---

(۱) [نيل الأوطار (۱٦٠/۱)]

(۲) [المجموع (۱۱۲/۲ـ۱۱۳) المغني لابن قدامة (۱۷۸/۱ـ۱۷۹)]

(۳) [سبل السلام (۱٦٨/۱)]

(٤) [بخاري (۱٥٠) كتاب الوضوء : باب الاستنجاء بالماء' مسلم (۲۷۰) أحمد (۱۱۲/۳) نسائي (٤۲/۱) دارمي (۱۳۸/۱) ابن حبان (۱٤٤۲) أبو عوانة (۱۹٥/۱) بيهقي (۱۰٥/۱)]

(٥) [صحيح : صحيح ترمذي (۱٨) كتاب الطهارة : باب ما جاء في الاستنجاء بالماء' ترمذي (۱۹) إرواء الغليل (٤۲) نسائي (٤۲/۱) أحمد (۹٥/٦) ابن أبي شيبة (۱٥۲/۱) أبو يعلى (٤٥۱٤) بيهقي (۱۰٥/۱)] امام نوویؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[المجموع (۱۰۱/۲)]

(٦) [صحيح : صحيح ابن ماجة (۲٨۲) أبو داود (٤٤) كتاب الطهارة : باب في الاستنجاء بالماء' ترمذي (۳۱۰۰) ابن ماجة (۳٥۷) بيهقي (۱۰٥/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(علامہ عینیؒ) پانی (سے استنجاء) افضل ہے کیونکہ یہ نجاست کی ذات اور اثر کو زائل کر دیتا ہے جبکہ پتھر یا ڈھیلہ نجاست کی ذات کو زائل نہیں کرتا جس وجہ سے اس کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہ جاتا ہے۔(۱)

(شافعیؒ، احمدؒ) اسی کے قائل ہیں۔ امام اسحاقؒ، امام ابن مبارکؒ اور امام ثوریؒ سے بھی یہی مذہب منقول ہے۔(۲)

اگرچہ بعض آثار و روایات میں پانی کے استعمال کی کراہت بھی موجود ہے لیکن گذشتہ صحیح احادیث کے مقابلے میں ان کی کچھ حیثیت نہیں۔ ان آثار میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿كان لا يستحي بالماء﴾ ''وہ پانی کے ساتھ استنجا نہیں کرتے تھے۔''(۳)

(2) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ماكنا نفعله﴾ ''یعنی ہم پانی کے ساتھ استنجا نہیں کرتے تھے۔''(٤)

مالکیہ میں سے ابن حبیب نے بھی پانی کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع کیا ہے کیونکہ یہ خوراک ہے۔(٥)

34- پانی کی موجودگی میں پتھروں سے استنجاء

اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے۔

(شافعیہ، حنفیہ) پانی کے ساتھ استنجاء کرنا واجب نہیں ہے بلکہ پتھروں سے بھی کفایت کر جاتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے ﴿فإنها تجزی عنه﴾ ''یعنی تین پتھر اس سے کفایت کر جائیں گے۔''(٦)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیبؒ اور عطاؒ کا بھی یہی موقف ہے۔

(حسن بصریؒ، ابن ابی لیلیٰؒ) اگر نماز بھی ادا کرنی ہے تو پھر کفایت نہیں کریں گے بلکہ پانی استعمال کرنا ہی واجب و متعین ہے۔

ان کی دلیل یہ آیت ہے ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا﴾ [النساء: ٤٣](٧)

اس کا جواب یوں دیا گیا ہے:

(1) یہ آیت وضوء کے متعلق ہے استنجاء کے متعلق نہیں۔

(2) نبی ﷺ کے مجرد فعل سے وجوب ثابت نہیں ہوتا اگر ایسا ہے تو پھر انہیں پتھر استعمال کرنے کا وجوب بھی تسلیم کرنا پڑے گا کیونکہ وہ بھی آپ ﷺ کے فعل سے ثابت ہے۔(۸)

(راجح) مذہب شافعیہ احادیث کے زیادہ قریب ہے۔(۹)

---

(۱) [عمدة القاری (۲۷٦/۲)]

(۲) [ترمذی (بعد الحديث /۱۹) كتاب الطهارة : باب ماجآء في الاستنجاء بالماء]

(۳) [ابن أبي شيبة (١٦٤٧)]

(٤) [ابن أبي شيبة (١٦٤١)]

(٥) [فتح الباري (٣٢/١)]

(٦) [صحيح : صحيح أبو داود (٣١) أبو داود (٤٠)]

(٧) [المجموع (١١١/٢) بدائع الصنائع (٧٩/١) الأصل (٦١/١) فتح القدير (١٧٧/١) حاشية الدسوقي (١٠٩/١) الأم (١٩/١)]

(٨) [نيل الأوطار (١٦٥/١)]

(٩) [نيل الأوطار (١٦٥/١) الروضة الندية (١١٢/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

35- پانی اور پتھر دونوں سے استنجاء کرنا

اس ضمن میں کوئی حدیث صحیح نہیں البتہ اگر کوئی مزید طہارت کے لیے ڈھیلوں کے بعد پانی استعمال کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قباء سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھاری پاکیزگی کے بارے میں بڑی تعریف فرمائی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا ﴿إنا نتبع الحجارة الماء﴾ ''ہم ڈھیلوں کے بعد مزید طہارت کی غرض سے پانی بھی استعمال کرتے ہیں۔'' (۱)

امام ہیثمیؒ بیان کرتے ہیں کہ اس میں محمد بن عبدالعزیز بن عمر زہری راوی کو امام بخاریؒ اور امام نسائیؒ نے ضعیف کہا ہے۔

(البانیؒ) انہوں نے اس حدیث کے ضعیف ہونے کی بنا پر اس عمل کو اختیار کرنے پر ''غلو فی الدین'' کا اندیشہ ظاہر کیا ہے۔ (۲)

(علامہ عینیؒ) رقمطراز ہیں کہ جمہور سلف وخلف کا مذہب اور اہل فتویٰ کا جس پر اجماع ہے وہ یہی ہے کہ پانی اور پتھروں کو جمع کرنا افضل ہے لہذا پتھروں کو پہلے اور پھر پانی کو استعمال کیا جائے۔ (۳)

قضائے حاجت کی ابتداء میں پناہ مانگنا ❶ اور فراغت کے بعد استغفار وحمد کرنا مستحب ہے۔ ❷	وَتُنْدَبُ الْاِسْتِعَاذَةُ عِنْدَ الشُّرُوْعِ وَالْاِسْتِغْفَارُ وَالْحَمْدُ بَعْدَ الْفَرَاغِ

❶ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے ﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّـيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ﴾ ''اے اللہ میں خبیث جنوں اور خبیث چڑیلوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' (٤)

سنن سعید بن منصور کی ایک روایت میں اس دعا کی ابتدا میں ''بسم اللہ'' بھی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس کی سند کو مسلم کی شرط پر کہا ہے جبکہ شیخ البانیؒ نے اسے شاذ قرار دیا ہے۔ (٥)

اگر اس دعا کے ساتھ بسم اللہ کے الفاظ ثابت نہ بھی ہوں لیکن ایک دوسری صحیح حدیث سے مطلقا ''بسم اللہ'' کہنے کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ''بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت اگر کوئی ''بسم اللہ'' پڑھ لے تو جنوں کی آنکھوں اور اولاد آدم کے ستروں کے مابین پردہ حائل ہو جاتا ہے۔'' (٦)

❷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ جب بیت الخلاء سے خارج ہوتے تو کہتے ﴿غُفْرَانَكَ﴾ ''اے باری

---

(۱) [**ضعیف** : تمام المنة (ص/٦٥) بزار (۱۳۰/۱) مجمع الزوائد (۲۱٥/۱)]

(۲) [تمام المنة (ص/٦٥)]

(۳) [عمدة القاری (۲۷٦/۲)]

(٤) [بخاری (۱٤۲) کتاب الصلاة : باب ما یقول عندالخلاء' الأدب المفرد (٦۹۲) مسلم (۳۷٥) أبو داود (٤) نسائی (۲۰/۱) ترمذی (٦'٥) ابن ماجة (۲۹۸) دارمی (۱۷۱/۱) ابن أبی شیبة (۱/۱) أبو یعلی (۳۹۰۲) ابن حبان (۱٤۰٤) بیهقی (۹٥/۱)]

(٥) [فتح الباری (۲٤٤/۱) تمام المنة (ص/٥۷)]

(٦) [**صحیح** : إرواء الغلیل (٥۰) تمام المنة (ص/٥۸) صحیح الجامع الصغیر (۳٦۱۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ! تیری بخشش مطلوب ہے۔''(۱)

جس روایت میں ہے کہ نبی ﷺ بیت الخلاء سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ﴾ ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دور کر دی اور مجھے عافیت دی۔'' وہ ضعیف ہے۔(۲)

متفرقات

36- کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا حکم

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس کے چھینٹوں سے بچاؤ ممکن ہو اور جن روایات میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت ہے وہ تمام ضعیف ہیں۔(۳)

اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی لوگوں کے گندگی کے ڈھیر پر آئے ﴿فبال قائما﴾ ''اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔''(٤)

(2) حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿رأیت عبدالله بن عمر یبول قائما﴾ ''میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا۔''(٥)

(3) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ کے ساتھ مسجد میں تھے کہ ﴿إذ جاء أعرابی فقام یبول فی المسجد﴾ ''ایک دیہاتی نے مسجد میں آ کر کھڑے ہو کر پیشاب شروع کر دیا۔''(٦)

اس حدیث سے اس طرح استدلال کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے دیہاتی کو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع نہیں فرمایا

---

(۱) [**صحیح** : إرواء الغلیل (٥٢) أبو داود (٣٠) کتاب الطهارة : باب ما یقول الرجل إذا خرج من الخلاء' ترمذی (٧) نسائی (٢٤/٦) ابن ماجة (٣٠٠) أحمد (١٥٥/٦) دارمی (١٧٤/١) الأدب المفرد (٦٩٣) ابن خزیمة (٤٨/١) حاکم (١٥٨/١) ابن الجارود (٤٢) بیهقی (٩٧/١)] امام نووی نے اسے صحیح کہا ہے۔[المجموع (٩٠/٢) الأذکار (ص/٥٦)]

(۲) [**ضعیف** : إرواء الغلیل (٥٣) تخریج الأذکار (٢١٨/١) ابن ماجة (٣٠١) کتاب الطهارة : باب ما یقول إذا خرج من الخلاء' نتائج الأفکار (٢١٩/١)] حافظ بوصیری نے اسے ضعیف کہا ہے۔[الزوائد (١٢٩/١)]

(۳) [التعلیق علی السیل الجرار للشیخ صبحی حلاق (١٩٣/١)]

(٤) [بخاری (٢٢٤) کتاب الوضوء : باب البول قائما وقاعدا' مسلم (٢٧٣) أبو داود (٢٣) نسائی (١٩/١) ابن ماجة (٣٠٥) أحمد (٣٨٢/٥) أبو عوانة (١٩٧/١) ابن خزیمة (٣٥/١) ابن حبان (١٤٢٤) حمیدی (٤٤٢) ابن ابی شیبة (١٧٦/١) بیهقی (١٠٠/١)]

(٥) [موطا (٥٠/١)]

(٦) [بخاری (٢٢٠) کتاب الوضوء : باب صب الماء علی البول فی المسجد' أبو داود (٣٨٠) ترمذی (١٤٧) ابن ماجة (٥٢٩) نسائی (١٧٥/١) أحمد (٢٨٢/٢) حمیدی (٩٣٨) أبو یعلی (٥٨٧٦) ابن خزیمة (٢٩٨) ابن حبان (١٣٩٦) بیهقی (٤٢٨/٢) شرح السنة (٣٨١/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بعد میں بھی کچھ نہیں کہا۔

حضرت عمر بن خطاب‘ حضرت زید بن ثابت‘ حضرت ابن عمر‘ حضرت سھل بن سعد‘ حضرت انس بن مالک‘ حضرت علی‘ حضرت ابو ہریرہ‘ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور امام ابن سیرینؒ سے بھی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مروی ہے جبکہ صرف حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ‘ امام شعبیؒ اور امام ابراہیم بن سعدؒ نے اس سے کراہت کا اظہار کیا ہے۔

(ابن منذرؒ) بیٹھ کر پیشاب کرنا مجھے پسند ہے لیکن کھڑے ہو کر بھی جائز ہے اور یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔(۱)

(البانیؒ) یہی بات راجح ہے۔(۲)

(شوکانیؒ) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر دونوں طرح پیشاب کرنا ثابت ہے اور ہر طریقہ سنت ہے۔(۳)

لیکن امام شوکانیؒ نے ایک اور جگہ بیان کیا ہے کہ ”کھڑے ہو کر پیشاب کرنا حرام نہیں تو کم از کم شدید مکروہ ہے۔“(٤)

شیخ البانیؒ اس بات کی تردید میں رقمطراز ہیں کہ یہ قول قابل توجہ باتوں میں سے نہیں ہے۔(٥)

(ابن حجرؒ) زیادہ ظاہر یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل اس طریقے کے جواز کی وضاحت کے لیے تھا۔(٦)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) یہ رخصت آج بھی اسی طرح موجود ہے۔(۷)

ممانعت کی ضعیف روایات:

(1) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿نهى رسول الله أن يبول الرجل قائما﴾ ”رسول اللہ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔(۸)

(2) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا تو فرمایا ﴿يا عمر لا تبل قائما﴾ ”اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو۔“ پھر میں نے اس کے بعد کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔(۹)

---

(۱) [شرح مسلم للنووی (۱۳۳/۱)]

(۲) [تمام المنة (ص/٦٤) إرواء الغليل (٩٥/١)]

(۳) [نيل الأوطار (١٠٠/١)]

(٤) [السيل الجرار (٦٧/١)]

(٥) [تمام المنة (ص/٦٥)]

(٦) [فتح الباري (٣٩٤/١)]

(۷) [تحفة الأحوذي (٧٨/١)]

(۸) [ضعيف : ضعيف ابن ماجة (٦٤) كتاب الطهارة وسننها : باب في البول قاعدا‘ بيهقي (١٠٢/١) ابن ماجة (٣٠٩) الضعيفة (٩٣٨)] حافظ بوصیریؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔[مصباح الزجاجة (٩٣/١)]

(۹) [ضعيف : ضعيف ابن ماجة (٦٣) كتاب الطهارة وسننها : باب في البول قاعدا‘ الضعيفة (٩٣٤) ابن ماجة (٣٠٨) حاكم (١٨٥/١) بيهقي (١٠٢/١) ابن حبان (١٤٢٣)] حافظ بوصیریؒ بیان کرتے ہیں کہ اس کی سند میں عبدالکریم راوی کے ضعف پر اتفاق ہے۔ امام ترمذیؒ کا کہنا ہے کہ یہ راوی اہل الحدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔[ترمذی (بعد الحديث/ ١٢/ كتاب الطهارة: باب ما جآء في النهي عن البول قائما] اور حافظ ابن حجرؒ نے اسے متروک کہا ہے۔[هدى السارى (ص/٤٤٢)] امام نوویؒ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔[المجموع (٨٤/٢)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاحظات اوران کے جوابات:

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی مندرجہ ذیل حدیث بظاہر ہمارے موقف کے خلاف معلوم ہوتی ہے کہ ﴿ما كان رسول الله يبول إلا قاعدا﴾ ”رسول اللہ صرف بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے۔“ مسندابی عوانہ میں یہ لفظ ہیں۔ ﴿ما بال رسول الله قائما منذ أنزل عليه القرآن﴾ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت سے کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا جب سے آپ پر قرآن نازل کیا گیا۔“ (١)

فی الحقیقت یہ حدیث ہمارے موقف کے مخالف نہیں ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جس قدر علم تھا انہوں نے اتنا ہی بیان کر دیا لہذا انہیں گھر کے معاملات کا تو علم تھا لیکن گھر کے باہر کے معاملات کی انہیں اطلاع نہیں ہوئی (اور کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا واقعہ گھر سے باہر پیش آیا)۔(٢)

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نافی ہے جبکہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مثبت اور یہ بات اصول میں معروف ہے کہ مثبت کو نافی پر ترجیح حاصل ہوتی ہے کیونکہ اس میں علم کی زیادتی ہوتی ہے اس لیے (ثابت ہوا کہ) دونوں طرح پیشاب کرنا جائز ہے البتہ پیشاب کے قطروں سے اجتناب واجب ہے۔ اور یہ مقصد پیشاب کے دونوں طریقوں میں سے جس کے ساتھ بھی حاصل ہو جائے درست ہے۔(٣)

(2) جس روایت میں ہے کہ ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھٹنے میں زخم کی وجہ سے کھڑے ہوکر پیشاب کیا تھا“ وہ ضعیف ہے۔(٤)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو اسی میں (مسئلہ کی) کفایت تھی لیکن امام دار قطنی رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔(٥)

(3) اور جس حدیث میں یہ لفظ ہیں ﴿من الجفاء أن تبول قائما﴾ ”تمہارا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا بےکار و رائیگاں ہے۔“ وہ موقوف ہے، مرفوع ثابت نہیں ہے۔(٦)

گذشتہ تمام دلائل اس بات کا قطعی ثبوت ہیں کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا بعینہ اسی طرح جائز و درست ہے جیسے بیٹھ کر درست ہے البتہ پیشاب کے قطروں اور چھینٹوں سے اجتناب کی ہر ممکن کوشش کرنا واجب ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ ”پیشاب کے قطروں سے پرہیز نہ کرنے کی وجہ سے ایک شخص کو قبر میں عذاب دیا جا رہا تھا۔“(٧)

37- خوراک یا کسی قابل احترام چیز سے استنجاء کرنا جائز نہیں

(1) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی جس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جنوں سے ملاقات کا تذکرہ ہے اس میں آپ

---

(١) [**صحيح** : الصحيحة (٢٠١) ترمذى (١٢) كتاب الطهارة : باب ما جاء فى النهى عن البول قائما' ابن ماجة (٣٠٧) نسائى (٢٦/١) ابن أبى شيبة (١٢٣/١) أحمد (١٣٦/٦) أبو عوانة (١٩٨/١) حاكم (١٨١/١) بيهقى (١٠١/١)]

(٢) [نيل الأوطار (١٥١/١) تحفة الأحوذى (٧٦/١)]

(٣) [تمام المنة (ص/٦٤) الصحيحة (٢٠١) إرواء الغليل (٩٥/١)]

(٤) [**ضعيف** : حاكم (١٨٢/١) بيهقى (١٠١/١)]

(٥) [فتح البارى (٤٤٢/١)]

(٦) [**صحيح موقوف** : إرواء الغليل (٥٩) بيهقى (٢٨٥/٢) ابن أبى شيبة (١٢٤/١)]

(٧) [مسلم (٢٩٢) كتاب الطهارة : باب الدليل على نجاسة البول......]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے ہڈی کو جنوں کا زادراہ اور گوبر کو جانوروں کا چارہ قرار دینے کے بعد فرمایا ﴿فلا تستنجوا بهما فإنهما طعام خوانكم﴾ "تم ان دونوں سے استنجاء نہ کرو کیونکہ یہ تمھارے بھائیوں کی خوراک ہے۔" (۱)

جب جنوں اور جانوروں کی خوراک سے استنجاء کرنا جائز نہیں ہے تو انسانوں کی خوراک سے بالاولی جائز نہیں ہے اسی طرح مقدس و محترم اشیاء سے بھی استنجاء کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ یہ ان کی حرمت کے خلاف ہے۔

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی معنی میں حدیث مروی ہے۔ (۲)

38- پیشاب کے چھینٹوں سے اجتناب ضروری ہے

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ دو قبروں کے قریب سے گزرے تو فرمایا "انہیں عذاب دیا جا رہا ہے اور ان میں سے ایک کو عذاب دیے جانے کا سبب یہ ہے ﴿فكان لا يستنزه من بوله﴾ "وہ اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔" (۳)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿أكثر عذاب القبر من البول﴾ "قبر کا اکثر عذاب پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔" (٤)

39- دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا حرام ہے

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ولا يستطب بيمينه﴾ "اور (کوئی شخص) اپنے دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرے۔" (٥)

(2) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے ﴿ولا يستنجي بيمينه﴾ "اور (کوئی شخص) اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ استنجاء نہ کرے۔" (٦)

---

(۱) [مسلم (٤٥٠) كتاب الصلاة : باب الجهر بالقرائة في الصبح والقرائة على الجن' أحمد (٤٣٦/١) أبو داود (٨٥) ترمذی (١٨) ابن أبي شيبة (١٥٥/١) أبو عوانة (٢١٩/١) ابن حبان (١٤٣٢) دار قطنی (٧٧/١) بیهقی (١٠٨/١)]

(۲) [بخاری (١٥٥، ٣٨٦٠) أحمد (٥٠/٢) بیهقی (١٠٢/١)]

(۳) [مسلم (٢٩٢) كتاب الطهارة : باب الدليل على نجاسة البول و وجوب الاستبراء منه' بخاری (٢١٦) ابن أبي شيبة (١٢٢/١) أحمد (٢٢٥/١) دارمی (١٨٨/١) أبو داود (٢٠) ترمذی (٧٠) نسائی (٢٨/١) ابن ماجة (٣٤٧) بیهقی (١٠٤/١) ابن خزيمة (٥٦)]

(٤) [صحيح : صحيح ابن ماجة (٢٧٨) كتاب الطهارة وسننها : باب التشديد في البول' إرواء الغليل (٢٨٠) ابن ماجة (٣٤٨) أحمد (٣٢٦/٢) ابن أبي شيبة (١٢١/١) حاكم (١٨٣/١) دار قطنی (١٢٨/١) بیهقی (٤١٢/٢)] حافظ بوصیریؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ [الزوائد (١٤٦/١)]

(٥) [صحيح : صحيح أبو داود (٦) كتاب الطهارة : باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة' أبو داود (٨) ابن ماجة (٣١٣) نسائی (٤٠) أحمد (٢٤٧/٢) أبو عوانة (٢٠٠/١) مسند شافعی (٦٤) حميدی (٤٣٤/٢) ابن خزيمة (٤٣/١)]

(٦) [بخاری (١٥٤) كتاب الوضوء : باب لا يمسك ذكره بيمينه إذا بال' مسلم (٢٦٧) أبو عوانة (٢٢٠/١) أبو داود (٣١) ترمذی (١٥) ابن ماجة (٣١٠) نسائی (٢٤) دارمی (١٣٧/١) أحمد (٣٨٣/٤)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(نوویؒ) دائیں ہاتھ سے استنجے کی ممانعت پر علماء کا اجماع ہے۔(۱)

(شوکانیؒ) نھی حرمت کا تقاضا کرتی ہے۔(۲)

(بعض اہل ظاہر) دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا حرام ہے البتہ جمہور اسے نہی تنزیہی پر محمول کرتے ہیں۔(۳)

(راجح) ممانعت حرمت کے لیے ہے جب تک کہ کوئی قرینہ صارفہ نہ مل جائے۔

40- بلا ضرورت شرمگاہ کو دیکھنا درست نہیں

ایک آدمی کے سوال پر آپ ﷺ نے فرمایا ﴿إن استطعت أن لا يراها أحد فافعل﴾ ''اگر تو طاقت رکھتا ہے کہ اسے کوئی نہ دیکھے تو ایسا ہی کر۔''(٤)

اس حدیث کے عموم میں انسان بذات خود بھی شامل ہے (یعنی وہ اپنی شرمگاہ کو خود بھی نہ دیکھے)۔(٥)

41- سورج اور چاند کی طرف منہ کر کے قضائے حاجت

اس سے ممانعت کا قول اہل فروع کی تعجب خیز باتوں میں سے ہے کہ جس پر نہ تو کوئی صحیح' نہ کوئی حسن اور نہ ہی کوئی ضعیف روایت بطور ثبوت موجود ہے اور اس بارے میں جو کچھ بھی روایت کیا جاتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ پر کذب و افتراء ہے۔(٦)

42- دوران قضائے حاجت بائیں پاؤں پر وزن دینا

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی جس روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے قضائے حاجت کے متعلق سکھلایا کہ ''ہم بائیں پاؤں پر وزن دے کر بیٹھیں اور دائیں کو کھڑا رکھیں۔'' وہ ضعیف ہے۔(٧)

43- بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے کون سا قدم رکھا جائے؟

بیت الخلاء میں داخل ہوتے ہوئے بایاں پاؤں اور اس سے خارج ہوتے ہوئے پہلے دایاں پاؤں آگے کرنے میں ایک سبب ہے اور وہ یہ ہے کہ (ہر) معزز و محترم کام کو دائیں طرف سے شروع کیا جاتا ہے اور (ہر) غیر محترم کام کو بائیں جانب سے شروع کیا جاتا ہے۔(٨)

---

(١) [شرح مسلم (١٥٩/٢)]

(٢) [السيل الجرار (٦٩/١)]

(٣) [نيل الأوطار (١٣٨/١)]

(٤) [حسن : صحيح أبو داود (٣٣٩٠) كتاب الحمام : باب ما جآء في التعري' أبو داود (٤٠١٧) ابن ماجة (١٩٢٠) ترمذي (٢٧٦٩) حاكم (١٨٠/٤)]

(٥) [السيل الجرار (٦٨/١)]

(٦) [السيل الجرار (٦٩/١)]

(٧) [ضعيف : بيهقي (٩٦/١)] جیسا کہ شیخ حازم علی قاضی اور شیخ محمد صبحی حسن حلاق نے اسے ضعیف کہا ہے۔[التعليق على سبل السلام للحازم (١٧٦/١) التعليق على السيل الجرار للحلاق (١٨٧/١)]

(٨) [السيل الجرار (٦٤/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب الوضوء ❶ — وضوء کا بیان

پہلی فصل

وضوء کے فرائض

يَجِبُ عَلٰى كُلِّ مُكَلَّفٍ أَنْ يُسَمِّيَ إِذَا ذَكَرَ	ہر مکلف پر واجب ہے کہ اگر اسے یاد ہو تو (ابتدائے وضوء میں) بسم اللہ پڑھے۔ ❷

❶ **لغوی وضاحت:** لفظ ''وُضُوء'' واو کے ضمہ کے ساتھ ہو تو مصدر ہے جس کا معنی ''وضوء کرنا'' ہے اور ''وَضُوء'' واؤ کے فتحہ کے ساتھ ہو تو ایسے پانی کے لیے بولا جاتا ہے جس سے وضوء کیا جاتا ہے اور اگر واؤ کے کسرہ کے ساتھ ہو یعنی ''وِضُو'' تو اس برتن کو کہتے ہیں جس سے وضوء کیا جاتا ہے۔ اصل میں وضوء ''وضائۃ'' سے ماخوذ ہے جس کا معنی خوبصورتی و نظافت ہے اور نماز کے وضوء پر (یہ لفظ) اسی لیے بولا جاتا ہے کیونکہ یہ وضوء کرنے والے کو صاف اور خوبصورت بنا دیتا ہے۔

شرعی تعریف: جسم کے مخصوص اعضاء کو دھونا اور ملنا۔(۱)

مشروعیت: وضوء نماز کے لیے شرط ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل دلائل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے:

(1) ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ [المائدۃ: ٦] ''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے جانے کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو لو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے قدموں کو ٹخنوں تک دھو لو۔''

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إن الله لا يقبل صلاة أحدكم إذا أحدث حتى يتوضأ﴾ ''بے شک اللہ تعالیٰ تم میں سے بے وضوء شخص کی نماز قبول نہیں فرماتے تاوقتیکہ وہ وضوء نہ کر لے۔''(۲)

(3) ایک روایت میں ہے کہ ﴿الوضوء شطر الايمان﴾ ''وضوء نصف ایمان ہے۔''(۳)

محققین کے نزدیک وضوء مدینہ میں فرض کیا گیا کیونکہ اس کے خلاف کوئی نص موجود نہیں اور یہ اس امت کی خصوصیات میں سے نہیں ہے بلکہ اس کی خصوصیات سے صرف ''غرہ و تحجیل'' (اعضائے وضوء کی چمک) ہی ہے۔(٤)

لیکن نواب صدیق حسن خانؒ بیان کرتے ہیں کہ (وضوء کو) ہجرت سے ایک سال پہلے نماز کے ساتھ ہی فرض کر دیا گیا تھا اور یہ بقیہ امتوں کی نسبت اس امت کی خصوصیات میں شامل ہے۔(٥)

شیخ وہبہ زحیلی نے بھی مکہ ہی میں وضوء کی مشروعیت کا ذکر کیا ہے۔(٦)

---

(۱) [القاموس المحيط (ص/٥٣) النهاية (١٥٩/٥) الصحاح (٨١/١)]

(۲) [بخاری (١٣٥) كتاب الوضوء: باب لا تقبل صلاة بغير طهور، مسلم (٣٣٠)]

(۳) [**صحیح**: صحيح ترمذی (٢٧٩١) كتاب الدعوات: باب ......، ترمذی (٣٥١٧)]

(٤) [سبل السلام (٧٤/١)]

(٥) [روضة الندية (١١٧/١)]

(٦) [الفقه الإسلامی وأدلته (٣٦٠/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2 حدیث نبوی ہے کہ ﴿لا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه﴾ ”جو شخص وضوء کے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتا اس کا وضوء نہیں ہوتا۔“ یہ حدیث مندرجہ ذیل صحابہ سے مروی ہے۔

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (۱)
(2) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ (۲)
(3) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ (۳)
(4) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (٤)
(5) حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ (٥)
(6) حضرت ابو سبرۃ رضی اللہ عنہ (٦)
(7) حضرت ام سبرہ رضی اللہ عنہا (۷)
(8) حضرت علی رضی اللہ عنہ (۸)
(9) حضرت انس رضی اللہ عنہ (۹)

اس حدیث کی صحت کے متعلق علماء کی رائے:

(ابن حجرؒ) ظاہر بات یہی ہے کہ احادیث کے مجموعہ سے قوت پیدا ہو جاتی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی کوئی نہ کوئی اصل لامحالہ موجود ہے۔(۱۰)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۱۱)

(شوکانیؒ) یہ حدیث صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے اور یہ اسناد ایک دوسرے کو قوی و مضبوط کر دیتی ہیں (جس بنا پر)

---

(۱) [**صحيح** : صحيح أبو داود (۹۲) كتاب الطهارة : باب في التسمية على الوضوء' أبو داود (۱۰۱) أحمد (٤١٨/٢) ابن ماجة (۳۹۹) دار قطنى (۷۲/۱) بيهقى (٤٣/١)]

(۲) [**حسن** : صحيح ابن ماجة (۳۱۸) كتاب الطهارة : باب ما جاء في التسمية ' إرواء الغليل (۸۱) ابن ماجة (۳۹۷) أبو يعلى (٣٢٤/٢) أحمد (٤١/٣) دار قطنى (۷۱/۱) حاكم (١٤٧/١) ابن أبي شيبة (٣٠٢/١) دارمى (١٧٦/١)]

(۳) [**حسن** : صحيح ابن ماجة (۳۱۹) كتاب الطهارة : باب ما جاء في التسمية ' ابن ماجة (۳۹۸) ترمذى (۲٥) ابن أبي شيبة (۳/۱) طيالسى (٢٤٣) أحمد (٧٠/٤) مشكل الآثار (٦٢/١) دار قطنى (۷۲/۱) حاكم (٦٠/٤) بيهقى (٤٣/١)]

(٤) [**حسن** : كشف الأستار للبزار (١٣٧/١) أبو يعلى (١٤٢/٨) دار قطنى (۷۲/۱) ابن أبي شيبة (۳/۱) مجمع الزوائد (٢٢٠/١)]

(٥) [**حسن** : صحيح ابن ماجة (۳۲۱) كتاب الطهارة : باب ما جاء في التسمية ' ابن ماجة (٤٠٠) حاكم (٢٦٩/١) المعجم الكبير (١٢١/٦)]

(٦) [**حسن** : الدولابي في الكنى (٣٦/١) مجمع الزوائد (٢٢٨/١)]

(۷) [**حسن** : الدولابي في الكنى (٨٦/١)]

(۸) [**حسن** : الكامل لابن عدى (١٨٨٣/٥)]

(۹) [**حسن** : دار قطنى (۷۱/۱)]

(۱۰) [تلخيص الحبير (٢٥٧/١)]

(۱۱) [تحفة الأحوذى (١١٦/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سے حجت لینا درست ہے۔(۱)

(ابوبکر بن أبی شیبہؒ) ہمارے لیے یہ بات ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے یہ فرمایا ہے (یعنی گذشتہ حدیث)۔(۲)

(ابن کثیرؒ) ''الارشاد'' میں رقمطراز ہیں کہ اس کی اسناد ایک دوسرے کو مضبوط کر دیتی ہیں اور یہ حدیث حسن یا صحیح ہے۔(۳)

(صدیق حسن خانؒ) اس میں شک کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ (تمام اسناد) قابل حجت ہیں بلکہ مجرد پہلی حدیث ہی قابل حجت ہے کیونکہ وہ حسن ہے۔(٤)

(سید سابقؒ) وضوء کے لیے بسم اللہ پڑھنے کے متعلق چند ضعیف روایات وارد ہوئی ہیں لیکن ان کا مجموعہ انہیں تقویت پہنچاتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی کوئی اصل بہر حال موجود ہے۔(٥)

(ابن قیمؒ) وضوء کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے کی احادیث حسن درجہ کی ہیں۔(٦)

نیز موصوف ایک اور جگہ رقمطراز ہیں کہ ''وضوء کے وقت اذکار کی تمام احادیث کذب و افتراء ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کچھ بھی نہیں فرمایا' نہ ہی اپنی امت کو سکھایا اور نہ ہی آپ ﷺ سے ثابت ہے سوائے ابتدائے وضوء میں بسم اللہ پڑھنے کے۔(۷)

(احمد شاکرؒ) اس حدیث کی سند حسن ہے۔(۸)

(منذریؒ) اس مسئلہ میں احادیث تو بہت زیادہ ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی مقال سے خالی نہیں ہے..... لیکن کثرت اسناد کی وجہ سے یہ ایک دوسرے کو مضبوط کر دیتی ہیں اور ان میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔(۹)

(ابن صلاح ابو عمروؒ) احادیث کے مجموعہ کی وجہ سے یہ حدیث حسن ثابت ہو جاتی ہے۔ (واللہ اعلم)(۱۰)

(حافظ عراقیؒ) اس مسئلہ میں بہترین چیز حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے (یعنی مذکورہ روایت)۔(۱۱)

(البانیؒ) اس مسئلہ میں سب سے زیادہ قوی حدیث وہ ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔(۱۲)

---

(۱) [السيل الجرار (۷٦/۱)]
(۲) [أيضا]
(۳) [أيضا]
(٤) [الروضة الندية (۱۱۹/۱)]
(٥) [فقه السنة (٤۰/۱)]
(٦) [المنار المنيف (ص/٤٥)]
(۷) [زاد المعاد (۱۹٥/۱)]
(۸) [شرح ترمذی (۳۸۳۱)]
(۹) [الترغيب و الترهيب (۱۰۰/۱)]
(۱۰) [نتائج الأفكار (۲۳۷/۱)]
(۱۱) [المغنی عن حمل الأسفار فی الأسفار (۱۳۳/۱)]
(۱۲) [تمام المنة (ص/۸۹)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(صبحی حسن حلاق) یہ حدیث حسن ہے۔(۱)

(اسحاق بن راہویہ) اس مسئلے میں کثیر بن زید کی حدیث (یعنی مذکورہ حدیث) سب سے زیادہ صحیح ہے۔(۲)

جب یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ علی الأقل یہ حدیث حسن بہر حال ضرور ہے تو یہ یاد رہے کہ حسن حدیث محدثین کے نزدیک قابل حجت وقابل عمل ہے۔(۳)

مذاہب فقہاء:

امام ابوحنیفہؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ یہ مستحب بھی نہیں ہے اور امام مالکؒ سے دو روایات منقول ہیں۔ایک روایت یہ ہے کہ (بسم اللہ پڑھنا) بدعت ہے اور دوسری روایت جواز کی ہے یعنی نہ تو اس کے پڑھنے میں کوئی فضیلت واجر ہے اور نہ ہی اسے ترک کرنے میں کوئی قباحت وکراہت ہے۔(٤)

جمہور فقہاء کے نزدیک بسم اللہ پڑھنا مشروع ہے لیکن انہوں نے اس کے شرعی حکم میں اختلاف کیا ہے۔

(1) یہ رکن یا شرط ہے۔عبد الرحمٰن مبارکپوریؒ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اس کے قائل ہیں۔(٥)

(2) مطلقا واجب ہے۔یعنی جس نے اسے چھوڑا اس کا وضوء صحیح نہیں ہوگا خواہ وہ عمداً چھوڑے یا سھواً اور بسم اللہ کا حکم نسیان کی وجہ سے رفع نہیں ہوگا کیونکہ جو چیز نسیان کی وجہ سے رفع ہو جاتی ہے وہ گناہ ہے لیکن جو شخص وضوء یا نماز سے کوئی شرط یا رکن بھول کر چھوڑ دے تو اسے بہر حال بجالانا ضروری ہے الا کہ جس کے متعلق کوئی خاص دلیل ہو جیسا کہ حالت روزہ میں کھانا یا بھول کر نماز میں کلام کرنا۔یہ امام احمدؒ سے ایک روایت میں مروی ہے نیز اہل ظاہر اور امام شوکانیؒ کا یہی مذہب ہے۔(٦)

(3) بسم اللہ پڑھنا صرف اسی پر واجب ہے جسے یاد ہو۔یہ ہادویہ کا مذہب ہے اور مذہب حنابلہ میں ایک قول یہی ہے۔(٧)

(4) بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔یہ جمہور فقہاء کا موقف ہے۔(٨)

(راجح) بسم اللہ پڑھنا واجب ہے۔

اگرچہ حدیث کے بظاہر الفاظ بسم اللہ کے وضوء کے لیے شرط ہونے کو ثابت کر رہے ہیں جیسا کہ شرط کی تعریف یہ ہے کہ ''جس کے انتفاء سے حکم کا انتفاء لازم ہو جبکہ اس کے وجود سے حکم کا وجود لازم نہ ہو۔''(۹)

---

(۱) [التعليق على سبل السلام (۲۷۸/۱)]

(۲) [مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: كشف المخبوء لثبوت حديث التسمية عند الوضوء لأبي اسحاق الحويني الأثرى]

(۳) [نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر (ص/٤١) المنهل الروى في مختصر علوم حديث النبوى (ص/٤٤) منهج النقد في علوم الحديث (ص/٢٧١) تدريب الراوى (١٦٠/١) جواهر الأصول (ص/٢٢) الباعث الحثيث (ص/٤٥) تيسير مصطلح الحديث (ص/٥١)]

(٤) [المجموع (٣٤٦/١)]

(٥) [تحفة الأحوذى (١١٩/١) حجة الله البالغة (١٧٥/١)]

(٦) [المجموع (٣٤٦/١) السيل الجرار (٧٦/١) الإنصاف للمرداوى (١٢٨/١)]

(٧) [التاج المذهب (٣٨/١) الكافي (٢٤/١)]

(٨) [المجموع (٣٤٦/١) المغنى (١١٤/١-١١٥)]

(٩) [الوجيز (ص/٥٩) إرشاد الفحول (ص/٦٢) البحر المحيط (٣٠٩/١) الإحكام للآمدى (١٢١/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراس حدیث میں وضوء کی نفی کو بسم اللہ کی نفی پر محمول وموقوف کیا گیا ہے' لیکن میں اس کے حکم اصلی یعنی شرط کو اس کی اسناد میں ضعف اور مقال وکلام کے پیش نظر کم ازکم وجوب کی طرف پھیرتے ہوئے اسی کو راجح قرار دیتا ہوں۔ (واللہ اعلم)

(البانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۱)

(شوکانیؒ) یہ صیغہ یعنی آپ ﷺ کا فرمان ﴿لا وضوء لمن لم یذکر اسم الله علیه﴾ اگر اس میں نفی (یعنی لا) سے مراد نفی الذات ہے جیسا کہ یہی حقیقت ہے تو یہ بات اس کی دلیل ہے کہ بسم اللہ کے نہ ہونے سے وضوء بھی نہیں ہوگا۔ یعنی شریعت میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی اور اگر یہاں نفی سے مراد نفی الصحت ہے (یعنی وضوء بسم اللہ کے بغیر صحیح نہیں ہوتا) جیسا کہ حقیقت کے زیادہ قریب مجاز یہی ہے (کیونکہ نفی الصحت نفی الذات کو مستلزم ہے) تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس نے بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضوء صحیح نہیں ہوگا اور اگر یہاں نفی سے مراد نفی کمال ہے (یعنی وضوء بسم اللہ کے بغیر مکمل نہیں ہوتا) جو کہ حقیقت سے أبعد المجازین ہے کیونکہ نہ تو نفی الذات پر دلالت کرتا ہے اور نہ ہی نفی الصحت پر بلکہ صحت وضوء پر دلالت کرتا ہے لیکن صرف اتنا ہے کہ وہ مکمل نہیں ہے لہذا اسے حقیقی معنی پر محمول کرنا ہی واجب ہے الا کہ کوئی قرینہ صارفہ مل جائے۔(۲)

(صدیق حسن خانؒ) بلاشبہ حدیث نے ایسے شخص کے وضوء کی نفی کر دی ہے جس نے بسم اللہ نہیں پڑھی اور یہ ایسی شرطیت کا فائدہ دیتی ہے جس کا عدم عدم کو مستلزم ہے اور یہ بات اس کے وجوب سے زائد ہے کیونکہ وجوب تو کم ازکم ہے جو اس حدیث سے ثابت ہو ہی جاتا ہے۔(۳)

مزید ایک دوسری جگہ بیان کرتے ہیں کہ "نفی جب ذات کی طرف متوجہ ہو یعنی شرعی وضوء بذاتہ ہوتا ہی نہیں یا صحت کی طرف متوجہ ہو تو بسم اللہ کے وجوب کی دلیل ہوگی۔(٤)

اگر کوئی بسم اللہ پڑھنا بھول جائے:

تو یقیناً اس پر کوئی حرج نہیں ہے کہ اسے جب یاد آئے اسی وقت پڑھ لے کیونکہ بھول چوک کے گناہ میں معافی ہے جیسا کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے ﴿رفع عن أمتی الخطا والنسیان وما استکرھوا علیه﴾ "میری امت سے خطا' بھول اور جس کام پر مجبور کیا گیا ہو کے گناہ کو معاف کر دیا گیا ہے۔"(٥)

امام ابوداودؒ نے امام احمدؒ سے دریافت کیا کہ جب کوئی وضوء میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے (تو اس کا کیا حکم ہے)؟ تو امام احمدؒ نے جواب دیا کہ "مجھے امید ہے کہ اس پر کچھ نہیں ہے۔"(٦)

---

(۱) [تمام المنة (ص/۸۹)]

(۲) [السیل الجرار (۷۷/۱)]

(۳) [الروضة الندیة (۱۱۹/۱)]

(٤) [الروضة الندیة (۱۲۱/۱)]

(٥) [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۳۵۱۵) إرواء الغلیل (۸۲) ابن ماجه (۲۰٤۳' ۲۰٤٥) کتاب الطلاق: باب طلاق المکره والناسی]

(٦) [المغنی لابن قدامة (۱٤٦/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ابن قدامہؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۱)

بسم اللہ کے الفاظ:

ابتدائے وضوء میں صرف ''بسم اللہ'' کہنا ہی نبی ﷺ سے صحیح احادیث میں ثابت ہے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے ﴿توضؤا بسم الله﴾ ''بسم اللہ کہتے ہوئے وضوء شروع کرو۔''(۲)

علاوہ ازیں نبی ﷺ کے فعل سے بھی صرف ''بسم اللہ'' کہنا ہی ثابت ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں رکھا پھر فرمایا ''بسم اللہ'' پھر کہا اچھی طرح وضوء کرو۔''(۳)

معلوم ہوا کہ ابتدائے وضوء میں بسم اللہ کے ساتھ ''الرحمٰن الرحیم'' کے الفاظ ثابت نہیں ہیں جیسا کہ ذبح کے وقت بھی ''بسم اللہ'' کہنا مشروع ہے اور ہم انہی الفاظ پر اکتفاء کرتے ہوئے ''الرحمٰن الرحیم'' کا اضافہ نہیں کرتے بعینہ ابتدائے وضوء میں بھی ان الفاظ کا اضافہ نہ ہی کرنا زیادہ قرین قیاس ہے اور اسی موقف کو صاحب مغنی نے اختیار کیا ہے۔(۴)

وَيَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ	کلی کرے اور ناک میں پانی چڑھائے۔ ❶

❶ **لغوی وضاحت:** مضمضہ ''منہ میں پانی کو حرکت دینا'' استنشاق ''ناک میں پانی داخل کرنا'' استنثار ''ناک سے پانی خارج کرنا''(۵)

مضمضہ و استنشاق کے وجوب میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن راجح وجوب ہی ہے اور اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ﴾ [المائدۃ:٦] ''(دوران وضوء) اپنے چہروں کو دھولو۔'' چہرے میں مضمضہ اور استنشاق کی جگہ بھی شامل ہے جیسا کہ شیخ البانیؒ نے یہ وضاحت فرمائی ہے۔(٦)

(2) رسول اللہ ﷺ سے اسی پر مداومت ثابت ہے۔

(3) حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إذا توضأت فمضمض﴾ ''جب تم وضوء کرو تو کلی کرو۔''(۷)

(4) حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿وبالغ في الاستنشاق إلا أن تكون

---

(۱) [أيضا]

(۲) [عبدالرزاق (۱۱/۲۷٦) أحمد (۳/۱٦٥) نسائی (۷۸)]

(۳) [أحمد (۳/۲۹۲) دارمی (۱/۲۱) البداية والنهاية (٦/۸٥)]

(٤) [المغنی لابن قدامة (۱/۱۱٥)]

(٥) [القاموس المحيط (ص/٥٨٨) أنيس الفقهاء (ص/٥٤) الفوائد البهية (ص/١٤٩)]

(٦) [تمام المنة (ص/۹۳)]

(۷) [**صحیح** : صحيح أبو داود (۱۳۱) كتاب الطهارة : باب الاستنثار، أبو دود (١٤٤)] حافظ ابن حجرؒ اور امام نوویؒ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔[فتح الباري (١/٣٤٩) شرح مسلم (٢/١٠٨)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صائما﴾ ”ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرو الا کہ تم روزے دار ہو۔“ (۱)

(5) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إذا توضأ أحدكم فليجعل في أنفه ماء ثم لينتثر﴾ ”تم میں سے جب کوئی وضوء کرے تو اپنے ناک میں پانی داخل کرے پھر اسے جھاڑے۔“ (۲)

(احمدؒ، اسحاقؒ) مضمضہ اور استنشاق دونوں واجب ہیں۔ (۳)

(شوکانیؒ) وجوب کا قول ہی برحق ہے۔ (٤)

(البانیؒ) یہی بات راجح ہے۔ (٥)

(صدیق حسن خانؒ) یہ بھی وجوب کے ہی قائل ہیں۔ (٦)

امام ابو ثورؒ، امام ابو عبیدؒ، امام داود ظاہریؒ، امام ابو بکر بن منذر اور امام احمد رحمہم اللہ اجمعین سے ایک روایت کے مطابق غسل اور وضوء میں ناک میں پانی داخل کرنا واجب ہے جبکہ کلی کرنا سنت ہے۔ (۷)

(ابو حنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ) مضمضہ اور استنشاق دونوں واجب نہیں ہیں۔ (البتہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک غسل جنابت میں فرض ہیں) امام اوزاعیؒ، امام لیثؒ، امام حسن بصریؒ، امام زہریؒ، امام ربیعہؒ، امام یحیی بن سعیدؒ، امام قتادہؒ، امام حکم بن عتیبہؒ، امام محمد بن جریر طبری رحمہم اللہ اجمعین بھی اسی کے قائل ہیں۔ (۸)

ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حدیث نبوی ہے کہ ﴿عشر من سنن المسلمين﴾ ”دس اشیاء مسلمانوں کی سنتوں سے ہیں۔“

حافظ ابن حجرؒ ان کا رد کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ حدیث کے الفاظ یہ نہیں ہیں بلکہ یہ ہیں ﴿عشر من الفطرة﴾ ”دس اشیاء فطرت سے ہیں۔“ (۹)

---

(۱) [**صحيح** : صحيح أبو داود (۱۲۹) أيضا ' أبو داود (۱٤۲) ترمذی (۳۸) نسائی (۸۷) ابن ماجة (٤۰۷) دارمی (۱۷۹/۱) أحمد (۳۲/٤) ابن أبي شيبة (۱۱/۱) عبدالرزاق (۸۰) ابن خزيمة (۱٥۰) حاكم (۱٤۷/۱) بيهقی (٥۱/۱) شرح السنة (٤۹۰/۳)]

(۲) [بخاری (۱٦۲) كتاب الوضوء : باب الاستجمار وترا ' مسلم (۲۳۷) موطا (۱۹/۱) أحمد (۲٤۲/۲) أبو داود (۱٤۰) نسائی (٦٥/۱) بيهقی (٤۹/۱) أبو عوانة (۲٤۷/۱) حميدی (۹٥۷) أبو يعلی (٦۲٥٥) ابن حبان (۱٤٦٦ _ الإحسان)]

(۳) [المجموع (۳٦۳/۱) الروض النضير (۲۰٥/۱)]

(٤) [السيل الجرار (۸۱/۱)]

(٥) [تمام المنة (ص/۹۳)]

(٦) [الروضة الندية (۱۲۱/۱_۱۲۳)]

(۷) [شرح مسلم للنووی (۱۰۸/۲) نيل الأوطار (۲۱۹/۱)]

(۸) [الدر المختار (۱۰۸/۱) المجموع (۳٦۳/۱) قوانين الأحكام الشرعية (ص/۳٦)]

(۹) [**صحيح** : صحيح ابن ماجة (۲۳۸) كتاب الطهارة وسننها : باب الفطرة ' ابن ماجة (۲۹۳) أبو داود (٥۳) ترمذی (۲۷٥۷)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر پہلے الفاظ بھی منقول ہوتے تب بھی یہ حدیث عدم وجوب کی دلیل نہیں تھی کیونکہ یہاں سنت سے مراد طریقہ ہے نہ کہ اصطلاحی واصولی معنی مراد ہے۔(۱)

(2) ایک روایت میں ہے کہ ﴿المضمضة والاستنشاق سنة﴾ ''کلی کرنا اور ناک میں پانی داخل کرنا سنت ہے۔''(۲)

ثُمَّ يَغْسِلُ جَمِيعَ وَجْهِهِ ثُمَّ يَدَيْهِ مَعَ مِرْفَقَيْهِ	پھر اپنے سارے چہرے کو دھوئے ❶ اور پھر کہنیوں سمیت اپنے بازو دھوئے۔ ❷

❶ (1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ﴾ ''اپنے چہرے دھولو۔'' [المائدة :٦]

(2) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے وضوء کے طریقے کے متعلق مروی حدیث میں یہ لفظ ہیں ﴿ثم غسل وجهه﴾ ''پھر انہوں نے اپنا چہرہ دھویا۔''(۳)

(3) مکمل چہرہ دھونے کے وجوب پر اجماع ہے۔(٤)

واضح رہے کہ چہرے سے مراد وہ تمام حصہ ہے جس پر اہل لغت وشرع کے نزدیک ''وجــه'' کا لفظ بولا جاتا ہے (یعنی ایک کان سے دوسرے کان تک اور پیشانی کے اوپر بالوں کی ابتدا سے ٹھوڑی تک کا حصہ)۔(٥)

❷ (1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَاَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ﴾ [المائدة :٦] ''اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو۔''

(2) اس کے وجوب پر بھی اجماع ہے۔(٦)

اختلاف اس بات میں ہے کہ کیا کہنیاں بھی دھونے کے وجوب میں شامل ہیں یا نہیں؟ جن کے نزدیک کہنیاں بھی وجوب میں شامل ہیں ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وضوء کیا تو ﴿غسل يده اليمنى حتى أشرع فى العضد' ثم غسل يده اليسرى حتى أشرع فى العضد﴾ ''اپنے دائیں بازو کو بغل تک دھویا پھر اسی طرح اپنے بائیں بازو کو بغل تک دھویا۔''...... پھر کہا میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء کرتے دیکھا ہے۔(۷)

---

(۱) [تلخيص الحبير (١٣٠/١-١٣٢)]

(۲) [ضعيف : دار قطنى (٨٥/١) كتاب الطهارة : باب ما روى فى الحث على المضمضة والاستنشاق] حافظ ابن حجرؒ نے اسے ضعیف کہا ہے کیونکہ اس کی سند میں اسماعیل بن مسلم راوی ضعیف ہے۔ [تلخيص الحبير (١٣٢/١)]

(۳) [بخارى (١٦٤) كتاب الوضوء : باب المضمضة فى الوضوء]

(٤) [المغنى (١١٤/١) المهذب (١٦/١) بداية المجتهد (١٠/١) بدائع الصنائع (٣/١) الدر المختار (٨٨/١) مغنى المحتاج (٥٠/١)]

(٥) [الروضة الندية (١٢٤/١)]

(٦) [بداية المجتهد (١٠/١) المغنى (١٢٢/١) بدائع الصنائع (٤/١) كشاف القناع (١٠٨/١) المهذب (١٦/١) فتح القدير (١٠/١)]

(٧) [مسلم (٢٤٦) كتاب الطهارة : باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل فى الوضوء' أبو عوانة (٢٤٣/١) بيهقى (٥٧/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(2) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کہنیوں پر پانی ڈالا پھر فرمایا یہ وہ وضوء ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں فرماتے ۔(۱)

(3) لفظ " إلى " یہاں مع (ساتھ) کے معنی میں ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

☆ ﴿وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ﴾ [هود : ٥٢] "تمھاری طاقت پر اور طاقت وقوت بڑھا دے۔"

☆ ﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ﴾ [النساء : ٢] "اپنے مالوں کے ساتھ انکے مالوں کو ملا کر نہ کھا جاؤ۔"

(4) لفظ "یـد" دراصل پورے ہاتھ پر بولا جاتا ہے لیکن مرافق کے لفظ نے اس کی تحدید کرتے ہوئے کہنیوں سے آگے کے حصے کو ساقط کر دیا ہے ۔(۲)

(جمہور، ائمہ اربعہؒ) کہنیاں بھی وجوب میں شامل ہیں ۔(۳)

(زفرؒ، ابو بکر ظاہریؒ) کہنیاں وجوب میں شامل نہیں ہیں ۔ ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ان کا کہنا ہے کہ شمولیت کی روایات ضعیف ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح مسلم کی جس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے وہ صرف فعل ہے اور فعل سے وجوب ثابت نہیں ہوتا۔

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ مجمل کے بیان کے لیے ہے (جس کا وجوب قرآن کے حکم سے ثابت ہوتا ہے)۔(٤)

(2) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ [البقرة : ١٨٧] "پھر رات تک روزے کو پورا کرو۔"

ان کا کہنا ہے کہ یہ آیت اس بات کا ثبوت ہے کہ رات روزے کی انتہاء میں شامل نہیں لہذا کہنیاں بھی ہاتھوں کو دھونے کی انتہاء میں شامل نہیں۔

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ بات ایک نحوی قاعدہ پر مبنی ہے یعنی "إلى" کا مابعد اگر ماقبل کی جنس سے ہو تو یہ "مع" کے معنی میں ہوگا جیسے آیت ﴿وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ﴾ میں ہے اور اگر مابعد ماقبل کی جنس سے نہ ہو تو یہ انتہائے غایت کے لیے ہوگا جیسا کہ آیت ﴿ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ﴾ میں ہے اب چونکہ اس آیت ﴿أَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ﴾ میں إلیٰ کا مابعد (کہنیاں) ماقبل (ہاتھوں) کی جنس سے ہے لہذا یہاں إلیٰ مع کے معنی میں ہے چنانچہ یہ بات ثابت ہوگئی کہ کہنیاں بھی وجوب میں شامل ہیں۔

ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ مَعَ أُذُنَيْهِ	پھر اپنے سر ❶ اور کانوں کا مسح کرے۔ ❷

❶ ﴿وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ﴾ [المائدة : ٦] "اور اپنے سروں کا مسح کرو۔"

مسح الرأس کے وجوب میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ محل نزاع بات یہ ہے کہ کیا مکمل سر کا مسح کرنا واجب ہے یا سر کے کچھ حصے کا مسح بھی کفایت کر جاتا ہے۔ مکمل سر کے مسح کو واجب کہنے والوں کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(۱) [ضعیف : إرواء الغليل (٨٥) دار قطني (٨٣/١) بيهقي (٥٦/١)] یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں قاسم بن محمد اور عباد بن یعقوب دونوں راوی ضعیف ہیں۔

(۲) [الفقه الإسلامي وأدلته (٣٧٠/١)]

(۳) [نيل الأوطار (٢٢٣/١)]

(٤) [الفقه الإسلامي وأدلته (٣٧٠/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) مسح کے لیے قرآن میں لفظ ''رأس'' استعمال ہوا ہے اور رأس مکمل سر کو کہتے ہیں۔

اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ یہاں مطلقا سر کا مسح کرنا مراد ہے اور بعض حصے کا مسح بھی مسح ہی کہلاتا ہے جیسے کوئی کہے ''میں نے سر پر مارا'' اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مکمل سر پر مارا بلکہ کسی ایک جزء پر مارنا بھی مارنا ہی کہلائے گا۔ (یاد رہے کہ اگرچہ بظاہر عقلاً یہ بات درست معلوم ہوتی ہے لیکن آئندہ صحیح حدیث اس کا رد کر رہی ہے۔)

(2) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کا مسح اس طرح کیا کہ ﴿فأقبل بيديه وأدبر﴾ ''اپنے دونوں ہاتھ سر کے آگے سے پیچھے کی طرف لے گئے اور پھر پیچھے سے آگے کی جانب واپس لے آئے۔'' اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿بدأ بمقدم رأسه حتى ذهب بهما إلى قفاه ثم ردهما حتى رجع إلى مكان الذى بدأ منه﴾ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھوں کو سر کے اگلے حصے سے شروع کر کے سر کے پچھلے حصے یعنی گدی تک لے گئے اور پھر اسی طرح دونوں ہاتھوں کو سر کے بالوں کا مسح کرتے ہوئے اسی جگہ واپس لے گئے جہاں سے مسح کا آغاز کیا تھا۔'' (۱)

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ مجرد فعل سے وجوب ثابت نہیں ہوتا لیکن اس بات کا رد اس طرح کیا جاتا ہے کہ حدیث میں اجمالِ واجب کا بیان ہے اور واجب مجمل کا بیان بھی واجب ہوتا ہے۔

جن حضرات نے سر کے بعض حصہ کے مسح کو بھی درست قرار دیا ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے ﴿أنه توضّا ومسح بناصيته﴾ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا اور اپنی پیشانی کے بالوں پر مسح کیا۔'' (۲)

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے مکمل الفاظ یہ ہیں ﴿مسح بناصيته وعلى العمامة﴾ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیشانی کے بالوں اور پگڑی پر مسح کیا۔''

اس سے ثابت ہوا کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی کے بالوں پر مسح کیا تھا اس وقت پگڑی پر بھی مسح کیا تھا جو کہ مکمل سر کے حکم میں ہی ہے نہ کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ محض پیشانی کے بالوں کے بقدر سر کا مسح کافی ہے۔

(شافعیؒ) کم از کم جتنے حصے پر مسح کا لفظ صادق آتا ہے اتنے حصے کا مسح فرض ہے۔

(ابوحنیفہؒ) سر کے چوتھائی حصے کا مسح واجب ہے۔

(مالکؒ) مکمل سر کا مسح واجب ہے۔

(احمدؒ) مرد کے لیے مکمل سر کا مسح واجب ہے جبکہ عورت کے لیے صرف سر کے سامنے والے حصے کا مسح کر لینا ہی کافی ہے۔ (۳)

(شوکانیؒ) مکمل سر کے مسح کے وجوب کی کوئی دلیل نہیں۔ (٤)

---

(۱) [بخاری (۱۸۵) كتاب الوضوء : باب مسح الرأس كله، مسلم (۲۳۵) أبو داود (۱۸) ترمذی (۳۲) نسائی (۷۲/۱) ابن ماجة (٤۳٤) حمیدی (۲۰۲/۱) شرح السنة (۳۱٦/۱) مؤطا (۱۸/۱) عبدالرزاق (٥) أحمد (۳۸/٤)]

(۲) [مسلم (۲۷٤) كتاب الطهارة : باب المسح على الناصية والعمامة]

(۳) [المغنی (۱۷٦/۱) كشاف القناع (۱۰۹/۱) مغنی المحتاج (٥۳/۱) فتح القدير (۱۰/۱) بدائع الصنائع (٤/۱) بداية المجتهد (۱۱/۱)]

(٤) [السيل الجرار (۸٥/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(نوویؒ) مکمل سر کا مسح علماء کے اتفاق کے ساتھ مستحب ہے۔(۱)

(راجح) مکمل سر کا مسح واجب ہے۔ کیونکہ کسی ایک حدیث میں بھی یہ نہیں ملتا کہ نبی ﷺ نے سر کے کچھ حصے پر کبھی مسح کیا ہو اور جب آپ ﷺ پیشانی کے بالوں پر مسح کرتے تھے تو اسے پگڑی پر مکمل کرتے تھے جیسا کہ حدیث مغیرہ رضی اللہ عنہ میں ہے۔ (واضح رہے) کہ آپ ﷺ کبھی اپنے (مکمل) سر کا مسح کرتے تھے' کبھی صرف پگڑی پر مسح کرتے تھے اور کبھی پیشانی کے بالوں اور پگڑی (دونوں) پر کرتے تھے۔ (لہذا ثابت ہوا کہ قرآن کے حکم کی وضاحت نبی ﷺ کے عمل سے مکمل مسح الرأس پر مداومت کے ساتھ ہوتی ہے اس لیے یہی راجح ہے۔) جیسا کہ امام ابن قیمؒ نے بیان کیا ہے۔(۲)

(ابن قدامہ حنبلیؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۳)

(بخاریؒ) باب قائم کیا ہے ﴿مسح الرأس كله﴾ "مکمل سر کا مسح کرنا" اس کے تحت سعید بن میسب کا قول نقل کیا ہے کہ عورت بھی (اس عمل میں) مرد کے درجہ میں ہونے کی بنا پر اپنے سر کا مسح کرے گی۔(٤)

○ سر کے مسح کے لیے ہاتھوں کے بچے پانی کے علاوہ نیا پانی لینا ضروری نہیں کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ سے دونوں طرح ثابت ہے جیسا کہ احادیث میں ہے:

(1) ﴿مسح برأسه بماء غير فضل يديه﴾ "آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی کے علاوہ (نئے) پانی سے اپنے سر کا مسح کیا۔"(٥)

(2) ﴿أن النبي ﷺ مسح برأسه من فضل ماء كان في يده﴾ "نبی ﷺ نے اپنے سر کا مسح اسی زائد پانی سے کیا جو آپ ﷺ کے ہاتھ میں موجود تھا۔"(٦)

www.KitaboSunnat.com

❷ کانوں کے مسح کے وجوب کی دلیل حضرت ابو أمامہ' حضرت ابن عمر' حضرت ابن عباس' حضرت عائشہ' حضرت ابوموسیٰ' حضرت انس' حضرت سمرۃ بن جندب اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہم سے مروی صحیح حدیث ہے ﴿الأذنان من الرأس﴾ "دونوں کان سر سے ہیں۔"(۷)

جب دونوں کان سر میں شامل ہیں تو چونکہ سر کا مسح فرض ہے لہذا کانوں کا مسح بھی فرض ہوا۔ اسی بنا پر نبی ﷺ سر کے ساتھ کانوں کا مسح بھی کر لیا کرتے تھے جیسا کہ حدیث میں ہے ﴿فمسح برأسه وأذنيه﴾ "آپ ﷺ نے اپنے سر اور دونوں کانوں کا مسح کیا۔(۸)

---

(۱) [شرح مسلم (۱۲۵/۲)]

(۲) [نيل الأوطار (۲٤٤/۱) سبل السلام (۹۷/۱)]

(۳) [المغنى (۱۷٦/۱)]

(٤) [بخارى (قبل الحديث ۱۸٥/ كتاب الوضوء : باب مسح الرأس كله]

(٥) [مسلم (۲٤۷) كتاب الطهارة : باب فى وضوء النبى' أحمد (۱٥۸٤٥) دارمى (۷۰۳)]

(٦) [حسن : صحيح أبو داود (۱۲۰) كتاب الطهارة : باب صفة وضوء النبى' أبو داود (۱۳۰) ترمذى (۳۳)]

(۷) [صحيح : الصحيحة (۳٦)]

(۸) [حسن : صحيح أبو داود (۹۹) كتاب الطهارة : باب صفة وضوء النبى' أبو داود (۱۰۸)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

44- کانوں کے مسح کا طریقہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے ہاتھوں کی دونوں انگشت ہائے شہادت کو کانوں میں داخل کیا اور انگوٹھوں سے کانوں کے باہر والے حصے کا مسح کیا۔“ (۱)

45- کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینا

یہ عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔(۲)

46- کیا مسح صرف ایک مرتبہ کرنا ضروری ہے؟

اس ضمن میں دو مختلف احادیث ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

(1) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿مسح برأسه مرة﴾ ”انہوں نے ایک مرتبہ سر کا مسح کیا“...... پھر کہا کہ میں نے یہ مناسب سمجھا کہ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کا طریقہ بتلا دوں۔(۳)

(2) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ﴿أن النبی ﷺ مسح رأسه ثلاثا﴾ ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اپنے سر کا مسح کیا۔“ (٤)

حافظ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوداودؒ نے اسے دو سندوں سے روایت کیا ہے جن میں سے ایک کو تین مرتبہ سر کے مسح کے متعلق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں صحیح کہا ہے اور (واضح رہے کہ) ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔(٥)

امام ابن جوزیؒ بھی ”کشف المشکل“ میں تکرار کی تصحیح کی طرف مائل ہیں۔(٦)

(شافعیؒ) مسح بھی بقیہ اعضاء کی طرح تین مرتبہ کرنا مستحب ہے۔

(ابوحنیفہؒ، حسن بصریؒ) سر کے مسح میں تکرار مستحب نہیں ہے۔(۷)

(شوکانیؒ) انصاف اسی میں ہے کہ تین مرتبہ مسح کرنے کی احادیث درجہ اعتبار کو نہیں پہنچتیں لہذا صحیحین کی احادیث سے ثابت ایک مرتبہ ہی مسح کیا جائے۔(۸)

---

(۱) [صحیح : صحیح أبو داود (۱۲۳) کتاب الطهارة : باب الوضوء ثلاثا ثلاثا' أبو داود (۱۳۵) نسائی (۸۸/۱) ابن خزیمة (۱۷٤)]

(۲) [زاد المعاد (۱۹٥/۱)]

(۳) [صحیح : صحیح ترمذی (٤٤) کتاب الطهارة : باب وضوء النبی کیف کان ' أبو داود (۱۱٦) أحمد (۱۲۰/۱) نسائی (۷۰/۱) ابن ماجة (٤٥٦) ترمذی (٤٨)]

(٤) [صحیح : صحیح أبو داود (۱۰۱) کتاب الطهارة : باب صفة وضوء النبی ' أبو داود (۱۱۰)]

(٥) [فتح الباری (۳۱۲/۱)]

(٦) [بیهقی (۷۸/۱) تلخیص الحبیر (۱٤٦/۱)]

(۷) [الأم (۲٦/۱) المجموع (٤٢٦/۱) روضة الطالبین (٥٩/۱) المبسوط (٥/۱-۷) حاشیة الدسوقی (۹۸/۱)]

(۸) [نیل الأوطار (۲٤٨/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ابن حجرؒ) تین مرتبہ مسح کی احادیث اگر صحیح ہوں تو ان کا معنی یہ ہوگا کہ جو شخص زیادہ مسح کرنا چاہے وہ زیادہ سے زیادہ تین مرتبہ مسح کر سکتا ہے اور اس کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ تین مرتبہ مسح کرنا بہر صورت لازم ہے۔(۱)

(راجح) وضوء میں ایک مرتبہ مسح کرنا واجب ہے جبکہ تین مرتبہ مسح کرنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح حدیث کی وجہ سے سنت و مستحب ہے۔ (واللہ اعلم)

(البانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۲)

(امیر صنعانیؒ) ایک سے زیادہ مرتبہ مسح کرنا سنت ہے واجب نہیں یعنی اسے کبھی آپ کر سکتے ہیں اور کبھی چھوڑ سکتے ہیں۔(۳)

ہدایہ میں ہے کہ تین مرتبہ مسح کرنا مشروع ہے۔(٤)

47- گردن کا مسح

(ابن تیمیہؒ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وضوء میں گردن کے مسح کے متعلق کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں یہی وجہ ہے کہ جن احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کا بیان ہے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گردن کا مسح نہیں کرتے تھے۔(٥)

(ابن قیمؒ) گردن کے مسح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بھی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے۔(٦)

(نوویؒ) گردن کا مسح بدعت ہے۔(۷)

(جمہور، مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ) گردن کا مسح مسنون نہیں۔(۸)

(صدیق حسن خانؒ) قریب تھا کہ اس کے بدعت ہونے پر اہل مذاہب کے درمیان اجماع ہو جاتا۔(۹)

بایں ہمہ اس ضمن میں پیش کی جانے والی چند ایک روایات اور ان کا سبب ضعف حسب ذیل ہے:

(1) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل مرفوع روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿مسح رقبته﴾ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گردن کا مسح کیا۔''(۱۰)

یہ روایت تین راویوں کی بنا پر ضعیف ہے:

---

(۱) [فتح الباری (۳۹۹/۱)]
(۲) [تمام المنة (ص/۹۱)]
(۳) [سبل السلام (۸۲/۱)]
(٤) [(۲۱/۱)]
(٥) [مجموع الفتاوی (۱۲۷/۲۱)]
(٦) [زاد المعاد (۱۹٥/۱)]
(۷) [المجموع (٤۸۹/۱)]
(۸) [الفتاوی الکبری لابن تیمیة (٤۱۸/۱)]
(۹) [الروضة الندیة (۱۳۷/۱)]
(۱۰) [کشف الأستار للبزار (۱٤۰/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① محمد بن حجر: امام بخاریؒ نے اسے محل نظر کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے کہا ہے کہ اس کے لیے مناکیر ہیں۔(۱)

② سعید بن عبدالجبار: امام نسائیؒ نے اسے غیر قوی کہا ہے۔(۲)

③ ام عبدالجبار: ابن ترکمانیؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس کے حال اور نام کا کچھ علم نہیں۔(۳)

(2) طلحہ بن مصرف رضی اللہ عنہ عن ابیہ عن جدہ مروی ایک روایت میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گردن کے مسح کا ذکر ملتا ہے۔(٤)

یہ روایت بھی تین راویوں کی بنا پر ضعیف ہے:

① ابوسلمۃ کندی عثمان بن مقسم البری: امام جوزجانیؒ نے اسے کذاب اور امام نسائیؒ و دارقطنیؒ نے اسے متروک کہا ہے۔(٥)

② لیث بن أبی سلیم: صدوق ہے لیکن اسے اختلاط ہو گیا تھا اور اس کی حدیث متمیز نہیں ہے لہٰذا اسے چھوڑ دیا گیا۔(٦)

③ طلحہ بن مصرف: یہ مجہول ہے۔(٧)

(3) ایک روایت میں ہے ﴿مسح الرقبة أمان من الغل﴾ ”گردن کا مسح خیانت سے امان (کا باعث) ہے۔“(٨)

ویُجزِئُ مَسْحُ بَعْضِهِ وَالْمَسْحُ عَلَى الْعَمَامَةِ	سر کے کچھ حصے اور پگڑی پر مسح کفایت کر جاتا ہے۔ ❶

❶ (1) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أنه توضا ومسح بناصيته وعلى العمامة﴾ ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا اور پیشانی اور پگڑی پر مسح کیا۔“(٩)

(2) حضرت عمرو بن أمیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿رأيت رسول الله يمسح على عمامته وخفيه﴾ ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنی پگڑی اور اپنے موزوں پر مسح کرتے تھے۔“(١٠)

(3) جامع ترمذی میں حضرت مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں یہ الفاظ ہیں ﴿مسح على الخفين والعمامة﴾

---

(۱) [میزان الإعتدال (۵۱۱/۳)]

(۲) [میزان الإعتدال (۱٤٧/۲)]

(۳) ["الجوهر النقى" ذيل السنن الكبرى للبيهقى (۳۰/۲)]

(٤) [طبرانی کبیر (۱۸۰/۱۹)]

(٥) [میزان الاعتدال (٥٦/٣)]

(٦) [تقریب التهذیب (۱۳۸/۲)]

(٧) [تقریب التهذیب (۳۸۰/۱)]

(٨) [امام ابن صلاحؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو معروف نہیں ہے البتہ بعض سلف کا قول ہے۔[نيل الأوطار (٢٥٤/١)] اور امام نوویؒ نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔[المجموع (٤٨٩/٢)]

(٩) [مسلم (٢٧٤) كتاب الطهارة : باب المسح على الناصية والعمامة' أبو داود (١٥٠) أبو عوانة (٢٥٩/١) ابن الجارود (٨٣) بيهقى (٥٨/١) أحمد (٢٤٤/٤)]

(١٠) [بخارى (٢٠٥) كتاب الوضوء : باب المسح على الخفين' أحمد (١٧٩/٤) ابن أبى شيبة (١٧٨/١) نسائى (١٨/١) ابن ماجة (٥٦٢)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”آپ ﷺ نے موزوں اور پگڑی پر مسح کیا۔“ (۱)

اس مسئلہ میں اختلاف کیا گیا ہے کہ پگڑی یا ٹوپی وغیرہ پر مسح کرتے ہوئے سر کے کچھ حصے پر مسح کرنا ضروری ہے یا پگڑی کا مسح ہی کافی ہے۔

(جمہور، مالکؒ، شافعیؒ، ابوحنیفہؒ) صرف پگڑی پر مسح کر لینا جائز نہیں ہے۔

(نوویؒ) اسی کے قائل ہیں۔ امام سفیان ثوریؒ اور امام ابن مبارکؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(احمدؒ) صرف پگڑی پر مسح کرنا کافی ہے۔(۲)

(راجح) صرف سر پر' صرف پگڑی پر' یا سر اور پگڑی دونوں پر اکٹھا مسح کر لینا سب صحیح ثابت ہے۔

(شوکانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۳)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔(٤)

(صدیق حسن خانؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٥)

(ابن قدامہ حنبلیؒ) (صرف) پگڑی پر مسح جائز ہے۔(٦)

امام ابن منذرؒ بیان کرتے ہیں کہ پگڑی پر مسح کرنے والوں میں حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت انس' حضرت ابوامامہ' حضرت سعید بن مالک اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہم ہیں نیز حضرت عمر بن عبدالعزیز' امام حسن' امام قتادہ' امام مکحول' امام اوزاعی اور امام ابوثور وغیرہ رحمہم اللہ اجمعین کا بھی یہی موقف ہے۔(۷)

ثُمَّ يَغْسِلُ رِجْلَيْهِ مَعَ الْكَعْبَيْنِ	پھر ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں دھوئے۔ ❶

❶ (1) ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ [المائدة :٦] ”اور اپنے قدموں کو ٹخنوں تک دھولو۔“

(2) رسول اللہ سے ثابت وضوء کے بیان میں تمام احادیث اس بات کا ثبوت ہیں کہ آپ ﷺ ہمیشہ پاؤں دھویا کرتے تھے۔(۸)

(3) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس نے اپنی ایڑھی کو نہیں دھویا تھا تو فرمایا

(۱) [صحيح : صحيح أبو داود (١٣٦) ترمذى (١٠٠) كتاب الطهارة : باب ما جاء في المسح على العمامة' أحمد (٢٤٤/٤) مسلم (٢٧٤) أبو داود (١٥٠) نسائى (٧٦/١) ابن ماجة (٥٤٥) أبو عوانة (٢٥٩/١) دار قطنى (١٩٢/١) بيهقى (٥٨/١)]

(۲) [شرح مسلم للنووى (١٧٢/٢) فتح البارى (٣٨٨/١)]

(۳) [نيل الأوطار (٢٥٧/١)]

(٤) [تحفة الأحوذى (٣٥٨/١)]

(٥) [الروضة الندية (١٢٩/١)]

(٦) [المغنى (١٧٦/١)]

(٧) [فتح البارى (٣٦٩/١) تحفة الأحوذى (٣٦٣/١)]

(٨) [جامع الأصول لابن الأثير (١٤٩/٧)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ویل للأعقاب من النار﴾ ''ان ٹخنوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔''(۱)

(4) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی سے ارشاد فرمایا ﴿توضأ کما أمرك الله﴾ ''اس طرح وضوء کرو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وضوء کا طریقہ بتلایا اور اس میں پاؤں بھی دھوئے۔(۲)

(جمہورؒ) وضوء میں پاؤں دھونا واجب ہے۔(۳)

(نوویؒ) کسی بھی ایسے شخص سے اس کی مخالفت ثابت نہیں ہے جس کا اجماع میں کوئی شمار ہو۔(٤)

(ابن حجرؒ) کسی ایک صحابی سے بھی اس کی مخالفت ثابت نہیں ہے سوائے حضرت علی' حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کے۔ لیکن ان سے بھی اس بات سے رجوع ثابت ہے......اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے پاؤں دھونے پر اجماع کیا ہے۔(٥)

(ابن جریرؒ، حسن بصریؒ) قدموں کو دھونے اور ان پر مسح کرنے میں اختیار ہے۔(٦)

(بعض اہل ظاہر) دھونا اور مسح کرنا دونوں ہی واجب ہیں۔(۷)

جن لوگوں نے مسح کو لازم قرار دیا ہے ان کے پاس صرف قراءتِ جر کی ہی دلیل ہے۔ یعنی '' اَرْجُلِکُمْ'' لیکن یہ بھی اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ صرف مسح ہی ضروری ہے کیونکہ دوسری قراءت اس کا رد کرتی ہے لہذا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف پاؤں دھونا ہی منقول نہ ہوتا تو اس سے زیادہ سے زیادہ صرف دونوں کے درمیان اختیار ہی ثابت کیا جا سکتا تھا۔(۸)

(راجح) پاؤں دھونا فرض ہے جیسا کہ گذشتہ تمام دلائل اسی کے متقاضی ہیں۔(۹)

○ واضح رہے کہ ٹخنے پنڈلی اور پاؤں کے جوڑ کے پاس ابھری ہوئی دو ہڈیاں ہیں۔ انہیں دھونے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی حدیث میں واضح ذکر تو موجود نہیں ہے لیکن پاؤں دھونے کے فرض میں یہ بھی اسی طرح شامل ہیں جیسے بازو دھونے کے فرض میں کہنیاں شامل ہیں۔

---

(۱) [بخاری (١٦٥) کتاب الوضوء : باب غسل الأعقاب ' مسلم (٢٤٢) عبدالرزاق (٦٢) نسائی (٧٧/١) دارمی (١٧٩/١) أحمد (٢٢٨/٢) ابن الجارود (٧٨) شرح معانی الآثار (٣٨/١) أبو عوانة (٢٥١/١) بیهقی (٦٩/١) ترمذی (٤١) ابن ماجة (٤٥٣)]

(۲) [صحیح : صحیح ابن ماجة (٥٣٩) کتاب الطهارة : باب من توضأ فترك موضعا لم یصبه الماء' ابن ماجة (٦٦٥) أبو عوانة (٢٥٣/١) بیهقی (٨٣/١) إرواء الغلیل (٨٦)]

(۳) [نیل الأوطار (٢٦١/١)]

(٤) [المجموع (٤١٧/١)]

(٥) [فتح الباری (٢٦٦/١)]

(٦) [المجموع (٤١٧/١)]

(۷) [بدایة المجتهد (١٠/١)]

(۸) [نیل الأوطار (٢٦٢/١) الروضة الندیة (١٣١/١)]

(۹) [أیضا]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَهُ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ	اوراس کے لیے موزوں پرمسح کرنا بھی جائز ہے۔ ❶

❶ (1) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا ﴿ومسح علی الخفین والعمامة﴾ ''اور موزوں اور پگڑی پر مسح کیا۔'' (۱)

(2) حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿مسح رسول الله على الخفين والخمار﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں اور پگڑی پر مسح کیا۔'' (۲)

(3) حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے اپنے موزوں پر مسح کیا اور پھر کسی کے پوچھنے پر بتلایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (۳)

(نوویؒ) موزوں پر مسح کرنا اتنے صحابہ سے مروی ہے کہ جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ (٤)

(ابن حجرؒ) حفاظ کی ایک جماعت نے وضاحت کی ہے کہ موزوں پر مسح کرنا متواتر (دلائل سے ثابت) ہے۔ (٥)

(احمدؒ) اس مسئلہ میں صحابہ سے چالیس مرفوع احادیث مروی ہیں۔ (٦)

(ابن ابی حاتمؒ) اس مسئلہ میں اکتالیس صحابہ سے مروی ہے۔ (۷)

یاد رہے کہ مسح کے انکار میں حضرت عائشہ' حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی روایت صحیح نہیں ہے۔ (۸)

جیسا کہ امام ابن عبد البرؒ اور امام احمدؒ نے (انکار والی) احادیث کے باطل و غیر ثابت ہونے کی صراحت کی ہے۔ (۹)

---

(۱) [ترمذی (۱۰۰) کتاب الطهارة : باب ما جاء فی المسح علی الجوربین والعمامة' مسلم (۲۷٤) أحمد (۲٤٤/٤) أبو داود (۱۵۰) نسائی (۷٦۳۱) ابن ماجة (٥٤٥) أبو عوانة (۲٥۹۳۱) طیالسی (٦۹۹) شرح معانی الآثار (۳۰/۱)]

(۲) [مسلم (۲۷٥) كتاب الطهارة : باب المسح على الناصية والعمامة' أبو داود (۱٥۳) ترمذی (۱۰۱) نسائی (۷٥/۱) ابن ماجة (٥٦۱) أحمد (۱۲/٦)]

(۳) [بخاری (۳۸۷) کتاب الصلاة : باب الصلاة فی الخفاف' مسلم (۲۷۲) أبو داود (۱٥٤) ترمذی (۹۳) نسائی (۸۱/۱) ابن ماجة (٥٤۳) ابن خزیمة (۱۸٦)]

(٤) [شرح مسلم (۱۷۰/۲)]

(٥) [فتح الباری (٤۰۸/۱)]

(٦) [نیل الأوطار (۲۷٥/۱)]

(۷) [أیضا]

(۸) [المجموع (٤۷۸/۱)]

(۹) [التمهید (۱۳۸/۱۱) نیل الأوطار (۲۷٥/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

48- موزوں پر مسح کے لیے انہیں پہنتے وقت باوضو ہونا شرط ہے

جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿دعهما فإني أدخلتهما طاهرتين﴾ ''انہیں چھوڑ دو کیونکہ میں نے جب یہ موزے پہنے تھے تو میں باوضوء تھا۔'' (۱)

(جمہور، مالک، شافعی، احمد) اسی کے قائل ہیں۔

(ابوحنیفہ) حالت حدث میں بھی موزے پہننا جائز ہے اس کے بعد وہ اپنا وضوء مکمل کر لے۔(۲)

(راجح) جمہور کا موقف راجح ہے۔(۳)

49- موزے کے کس حصے پر مسح کیا جائے؟

اس مسئلے میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے۔

(مالک، شافعی) موزے کے اوپر مسح کرنا فرض ہے اور نیچے کرنا سنت ہے۔(٤)

(احمد، ابوحنیفہ) مسح صرف موزے کے اوپر والے حصے پر ہی کیا جائے گا۔(٥)

علاوہ ازیں امام ابوحنیفہ کے نزدیک مسح ہاتھ کی تین انگلیوں کے برابر کرنا واجب ہے۔ امام احمد موزے کے اکثر حصے پر مسح کے قائل ہیں جبکہ امام شافعی کا کہنا ہے کہ اتنے حصے پر واجب ہے جتنے پر مسح کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔(٦)

(راجح) صرف موزے کے اوپر والے حصے پر مسح کیا جائے گا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''اگر دین کا دارومدار رائے اور عقل پر ہوتا تو پھر موزوں کی نچلی سطح پر مسح اوپر کی بہ نسبت زیادہ قرین قیاس تھا۔ میں نے خود رسول اللہ کو موزے کے بالائی حصے پر مسح کرتے دیکھا ہے۔''(۷)

علاوہ ازیں مسح کی کیفیت کے متعلق کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے لہذا اتنے حصے کا مسح کرنا جسے لغت میں مسح کہا جا سکتا ہے کفایت کر جائے گا۔(۸)

(۱) [بخاری (۲۰۶) کتاب الوضوء : باب إذا أدخل رجليه وهما طاهرتان، مسلم (٤٠٤) أحمد (۲۵۱/٤) بيهقي (۳۰۹/۱) تحفة الأشراف (٤٨٣/٨)]

(۲) [المغني (۲۸۲/۱) المحلى (۱۰۰/۲) المجموع (٥٤٠/۱) بدائع الصنائع (۹/۱)]

(۳) [شرح مسلم للنووي (۱۷۳/۲) المجموع (٥٤٠/۱)]

(٤) [الأم (٤٨/۱)]

(٥) [اللباب (۱٦٠/۱)]

(٦) [المجموع (٥٥١/۱) المغني (۲۹۷/۱) المحلى (۱/۲) بدائع الصنائع (۱۲/۱)]

(۷) [**صحيح** : صحيح أبو داود (۱٤٧) كتاب الطهارة : باب كيف المسح، أبو داود (۱٦۲) ابن أبي شيبة (۱۸۱/۱) دارمي (۱۸۱/۱) دار قطني (۱۹۹/۱) بيهقي (۲۹۲/۱)] حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔[تلخيص الحبير (۲۸۲/۱)]

(۸) [سبل السلام (۱٤/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

50- مقیم اور مسافر کے لیے مدت مسح

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مدت مسح کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ﴿للمسافر ثلاثة أيام ولياليهن وللمقيم يوم وليلة﴾ ''مسافر کے لیے تین شب وروز اور مقیم کے لیے ایک دن رات (مسح کی مدت ہے)۔(۱)

(مالکؒ) مسح کی کوئی مدت مقرر نہیں اس لیے ہمیشہ مسح کیا جاسکتا ہے۔(۲)

امام مالکؒ کا یہ مذہب درست نہیں کیونکہ جس روایت سے تین دنوں سے زیادہ مسح کا جواز نکالا جاتا ہے ﴿نعم وما شئت﴾ وہ ضعیف ہے۔(۳)

اور جس حدیث میں مطلقاً مسح کا ذکر ہے ﴿إذا توضأ أحدكم ولبس خفيه فليصل فيهما وليمسح عليهما ثم لا يخلعهما إن شاء إلا من جنابة﴾ ''جب تم میں سے کوئی وضوء کرے اور اس نے اپنے دونوں موزے پہنے ہوئے ہوں تو ان دونوں میں نماز پڑھ لے اور ان دونوں پر مسح کر لے' پھر اگر چاہے تو انہیں مت اتارے مگر جنابت کی وجہ سے اتار دے۔'' (٤)

اسے مقید (یعنی مسافر کے لیے تین دن وغیرہ) پر محمول کیا جائے گا یہی جمہور کا مذہب ہے۔(٥)

51- مدتِ مسح میں جنابت کی وجہ سے موزے اتار دیے جائیں لیکن بول و براز یا نیند کی وجہ سے اتارنا ضروری نہیں

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے کہ ﴿أن لا ننزع خفافنا ثلثة أيام إلا من جنابة لكن من غائط وبول ونوم﴾ ''ہم تین دن تک اپنے موزے نہ اتاریں الا کہ حالت جنابت لاحق ہو جائے' البتہ بیت الخلاء جانے کی صورت میں' پیشاب اور نیند کی وجہ سے اتارنے کی ضرورت نہیں۔'' (٦)

52- جرابوں اور جوتیوں پر مسح کا حکم

ان دونوں پر مسح کرنا جائز ہے جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا

---

(۱) [مسلم (٦٧٦) كتاب الطهارة : باب التوقيت في المسح على الخفين' ابن ماجة (٥٥٢) نسائي (٨٤/١) ابن أبي شيبة (١٧٩/١) ابن خزيمة (١٩٢) ابن حبان (١٨٤_الموارد) شرح معاني الآثار (٨٢/١) دار قطني (١٩٤/١) بيهقي (٦٧٦٣١)]

(۲) [المنتقى للباجي (٧٨/١)]

(۳) [**ضعيف** : ضعيف أبو داود (٢٨) كتاب الطهارة : باب التوقيت في المسح' أبو داود (١٥٨) ابن ماجة (٥٥٧)]

(٤) [**صحيح** : صحيح الجامع الصغير (٤٤٧)]

(٥) [أعلام الموقعين (٢٨١/٤)]

(٦) [**حسن** : صحيح ابن ماجة (٣٨٧) كتاب الطهارة وسننها : باب الوضوء من النوم' إرواء الغليل (١٠٤) ابن ماجة ٤٧٨) ترمذي (٩٦) نسائي (٨٣/١) ابن أبي شيبة (١٧٧/١) أحمد (٢٣٩/٤) ابن خزيمة (١٩٣) ابن حبان (١٧٩_ الموارد)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ومسح علی الجوربین والنعلین﴾ ''اور جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔'' (١)

مندرجہ ذیل صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی جرابوں اور جوتیوں پر مسح کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

(1) حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ (٢) (2) حضرت انس رضی اللہ عنہ (٣)

(3) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ (٤) (4) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ (٥)

(ابن قدامہ حنبلی ؒ) صحابہ نے جرابوں پر مسح کیا ہے اور ان کے زمانے میں کوئی بھی ان کا مخالف ظاہر نہیں ہوا لہذا یہ اجماع (کی مانند ہی) ہے۔ (٦)

(ابن قیم ؒ) جرابوں پر مسح جائز ہے کیونکہ صحابہ کا یہی عمل تھا۔ (٧)

(ابن باز ؒ) موزوں اور جرابوں پر مسح جائز ہے۔ (٨)

وَلَا يَكُونُ وُضُوءٌ شَرْعِيًّا إِلَّا بِالنِّيَّةِ لِاسْتِبَاحَةِ الصَّلَاةِ	اور شرعی وضوء نماز پڑھنے کی نیت کے بغیر نہیں ہوتا۔ ❶

❶ کیونکہ نیت تمام اعمال صالحہ کی طرح وضوء میں بھی واجب ہے اس بنا پر کہ یہ بھی ایک نیک عمل ہے۔

(1) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إنما الأعمال بالنيات﴾ ''تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' (٩)

(2) ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿لا عمل ولا قول إلا بالنية﴾ ''کوئی بھی عمل اور کوئی بھی قول نیت کے بغیر قبول نہیں۔'' (١٠)

''إنما الاعمال'' اس ترکیب میں دو وجوہ سے حصر پایا جاتا ہے۔ ① ''إنما'' کلمہ حصر ہے یعنی سوائے اس کے نہیں یا

(١) [صحيح : صحيح أبو داود (١٤٧، ١٤٨) كتاب الطهارة : باب المسح على الجوربين ' إرواء الغليل (١٠١) تمام المنة (ص/ ١١٣) ترمذي (٩٩) ابن ماجة (٥٥٩) نسائي (٩٢/١) ابن حبان (١٧٦) شرح معاني الآثار (٩٧/١) بيهقي (٢٨٣/١)]

(٢) [صحيح : مصنف عبدالرزاق (٧٧٧) طبراني كبير (٩٢٣٩) أحمد في كتاب العلل و معرفة الرجال (٢٢٢/٣) بيهقي (٢٨٥/١) ابن أبي شيبة (١٧٢/١)]

(٣) [صحيح : أحمد في كتاب العلل (٣٧٥/٣) طبراني كبير (٢٤٤/١) عبدالرزاق (٧٧٩) ابن أبي شيبة (١٩٧٨)]

(٤) [حسن : ابن أبي شيبة (١٩٨٤) عبدالرزاق (٧٧٨)]

(٥) [حسن : ابن أبي شيبة (١٧٢/١)]

(٦) [المغني (٣٧٤/١)]

(٧) [تهذيب السنن (١٢٣/١)]

(٨) [فتاوى ابن باز مترجم (٤٦/١)]

(٩) [بخاري (١) كتاب بدء الوحي : باب بدء الوحي ' مسلم (١٩٠٧) أبو داود (٢٢٠١) نسائي (٥٨/١) ترمذي (١٦٤٧) ابن ماجة (٤٢٢٧) أحمد (٢٥/١) حميدي (٢٨) ابن خزيمة (١٤٢)]

(١٠) [صحيح بالشواهد : العلل المتناهية لابن الجوزي (٣٤٦/٢)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف کے معنی میں۔ ② ''الأعمال'' جمع ہے اور الف لام استغراق اس پر لگا ہوا ہے جو حصر کے معنی کو مستلزم ہے۔(۱)
لہذا اس کا معنی یہ ہوا کہ ہر عمل نیت پر ہی منحصر ہے اور یہ بھی کہ کوئی عمل (شرعی قبول) نہیں ہے مگر صرف نیت کے ساتھ ہی۔(۲)

(ابن حجرؒ) علماء کا اتفاق ہے کہ تمام مقاصد میں نیت شرط ہے۔(۳)

(مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ) وضوء میں بھی بقیہ اعمال کی طرح نیت فرض ہے۔ امام لیثؒ، امام ربیعہؒ اور امام اسحاق بن راھویہؒ کا بھی یہی موقف ہے۔

(ابو حنیفہؒ) وضوء کے لیے نیت ضروری نہیں ہے۔(۴)

امام ابو حنیفہؒ کا کہنا ہے کہ چونکہ صرف جسم کے بعض اعضاء کو دھونے کا ہی حکم دیا گیا ہے لہذا جب انہیں دھو دیا گیا تو نیت کی ضرورت نہیں لیکن ان کی یہ بات اس لیے درست نہیں کیونکہ جہاں بعض مخصوص اعضاء کو دھونے کا حکم ہے وہاں پر عبادت کو خالص نیت کے ساتھ کرنے کا بھی حکم ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾[البينة : ٥](٥)

(ابن قیمؒ) انہوں نے اکاون (51) جہات سے احناف کا رد کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ وضوء میں نیت ضروری ہے۔(٦)

(ابن حزمؒ) نماز فرض ہو یا نفل' طہارت کی نیت کے بغیر وضوء نہیں ہوتا۔(۷)

(شوکانیؒ) اس حدیث ﴿إنما الأعمال بالنيات﴾ میں تمام نیک اعمال کے لیے نیت کے شرط ہونے کا ثبوت ہے۔(۸)

(صدیق حسن خانؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۹)

53- زبانی الفاظ کے ساتھ نیت کا حکم

یہ عمل کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

(ابن تیمیہؒ) الفاظ کے ساتھ نیت کرنا بدعت ہے۔(۱۰) نیت کی جگہ علماء کے اتفاق کے ساتھ صرف دل ہی

(۱) [البحر المحيط للزركشي (٥٠/٤) الإحكام في أصول الأحكام للآمدي (٢٦٧/٣)]
(۲) [نيل الأوطار (٢٠٨/١)]
(۳) [فتح الباري (١٤/١)]
(٤) [الأم (١٢٩/١) الكافي (١٦٤/١) حاشية الدسوقي (٩٣/١) المغني (١١٠/١) المبسوط (٧٢/١) البحر الرائق (٢٤/١)]
(٥) [المحلى (١٣١/١)]
(٦) [أعلام الموقعين (١١١/٣)]
(٧) [المحلى (١٣١/١)]
(٨) [نيل الأوطار (٢١٠/١)]
(٩) [الروضة الندية (١٣٨/١)]
(١٠) [الفتاوى الكبرى (٢١٤/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔(۱) اور اگر کوئی حضرت نوح علیہ السلام کی عمر (950 سال) کے برابر بھی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے زبان کے ساتھ نیت کرنا تلاش کرتا رہے تب بھی سوائے سفید جھوٹ کے کامیاب نہیں ہوگا۔(۲)

البتہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ اجمعین کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ نے اسے مستحب اس لیے کہا ہے کیونکہ یہ مزید تاکید کا باعث ہے۔ جبکہ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ نے اسے غیر مستحب اور بدعت کہا ہے کیونکہ یہ عمل رسول اللہ ﷺ اور صحابہ میں سے کسی سے بھی منقول نہیں اور نہ تو نبی ﷺ نے کسی کو اس کا حکم دیا ہے اور نہ ہی کسی ایک کو بھی سکھایا ہے اور یہی دوسرا قول ہی راجح ہے۔(۳)

(ابن قیمؒ) زبان سے نیت کرنا بدعت ہے اور نیت کسی کام کے ارادے کا نام ہے جس کی جگہ صرف دل ہے اس کا اصلا زبان سے کوئی تعلق ہی نہیں۔(٤)

(نوویؒ) نیت صرف دل کے ارادے کو ہی کہتے ہیں۔(٥)

حنفی علماء نے بھی اس کے بدعت ہونے کا اعتراف کیا ہے:

(ابن عابدینؒ) زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔(٦)

(ملا علی قاریؒ) الفاظ کے ساتھ نیت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ بدعت ہے۔(۷)

(ابن ہمامؒ) رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک سے بھی زبان کے ساتھ نیت کرنا منقول نہیں۔(۸)

(انور شاہ کاشمیریؒ) نیت صرف دل کا معاملہ ہے۔(۹)

اور بھی مختلف کتب میں اس عمل کو بدعت ہی شمار کیا گیا ہے۔(۱۰)

علاوہ ازیں اس کے بدعت ہونے کا یہ بھی ثبوت ہے کہ اگر نبی ﷺ نے زبانی نیت سکھلائی ہوتی تو عربی زبان میں ہوتی جبکہ ہمارے ہاں اردو میں نیت سکھائی جاتی ہے۔

---

(۱) [مجموع الفتاوی (۱۸/۲٦۲)]

(۲) [إغاثة اللهفان (۱/۱٥۸)]

(۳) [الفتاوی الکبری (۱/۲۱٤)]

(٤) [زاد المعاد (۱/٦۹) إغاثة اللهفان (۱/۱۳٦)]

(٥) [شرح المهذب (۱/۳٥۲)]

(٦) [ردالمحتار (۱/۲۷۹)]

(۷) [مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (۱/٤۱)]

(۸) [فتح القدير (۱/۲۳۲)]

(۹) [فيض الباری (۱/۸)]

(۱۰) [عمدة الرعاية حاشية شرح الوقاية (۱/۱٥۹) السنن والمبتدعات (۱/۲۸)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متفرقات

54- ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال واجب ہے

(1) حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿وخلل بین الأصابع﴾ ''اور انگلیوں کے درمیان خلال کرو۔''(۱)

اس مطلق حکم میں ہاتھ اور پاؤں دونوں کی انگلیاں شامل ہیں۔

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إذا توضأت فخلل أصابع يديك و رجليك﴾ ''جب تم وضوء کرو تو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرو۔''(۲)

(شوکانیؒ) ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال واجب ہے۔(۳)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

(امیر صنعانیؒ) یہی موقف رکھتے ہیں۔(٥)

(البانیؒ) ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال حضرت لقیط رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے واجب ہے۔(٦)

واضح رہے کہ پاؤں کی انگلیوں کا خلال چھوٹی انگلی سے کرنا چاہیے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی عمل تھا۔(۷)

55- داڑھی کا خلال واجب ہے

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب وضوء کرتے تو پانی کا ایک چلو بھر کے اپنی ٹھوڑی کے نیچے داخل کرتے اور اس کے ساتھ اپنی داڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے ﴿هكذا أمرني ربي﴾ ''میرے رب نے مجھے اسی طرح حکم دیا ہے۔''(۸)

(١) [**صحيح** : صحيح أبو داود (١٢٩) كتاب الطهارة : باب في الاستنثار' أبو داود (١٤٢) ترمذى (٣٨) نسائى (٨٧) ابن ماجة (٤٠٧) دارمى (١٧٩/١) أحمد (٣٢/٤)]

(٢) [**حسن** : صحيح ابن ماجة (٣٦١) ترمذى (٣٩) كتاب الطهارة : باب ما جآء فى تخليل الأصابع' ابن ماجة (٤٤٧) أحمد (٢٨٧/١)]

(٣) [نيل الأوطار (٢٤١/١)]

(٤) [تحفة الأحوذى (١٥٦/١)]

(٥) [سبل السلام (٨٩/١)]

(٦) [تمام المنة (ص/٩٣)]

(٧) [**صحيح** : صحيح ابن ماجة (٣٦٠) كتاب الطهارة وسننها : باب تخيل الأصابع' ابن ماجة (٤٤٦) ترمذى (٤٠) أبو داود (١٤٨)]

(٨) [**صحيح** : صحيح أبو داود (١٣٣) كتاب الطهارة : باب تخليل اللحية' أبو داود (١٤٥) بيهقى (٥٤/١) شرح السنة (٣٠٩/١) إرواء الغليل (١٣٠/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(2) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أن النبي ﷺ كان يخلل لحيته﴾ ''نبی ﷺ اپنی داڑھی کا خلال کیا کرتے تھے۔''(۱)

(حسن بن صالحؒ ، ابوثورؒ، اہل ظاہر) وجوب کے قائل ہیں۔

(شافعیؒ ، ابوحنیفہؒ، احمدؒ) غسل جنابت میں داڑھی کا خلال واجب ہے لیکن وضوء میں نہیں۔ امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن، امام ثوری، امام اوزاعی، امام لیث، امام اسحاق، امام داود، امام طبری رحمہم اللہ اجمعین اور اکثر اہل علم اسی کے قائل ہیں۔

(مالکؒ) وضوء کی طرح غسل جنابت میں بھی داڑھی کا خلال واجب نہیں۔(۲)

(شوکانیؒ) داڑھی کا خلال فرض نہیں ہے اور حدیث ﴿هكذا أمرني ربي﴾ نبی ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔(۳)

(راجح) نبی ﷺ کو دیا گیا ہر حکم امت کے لیے بھی فرض ہے تاوقتیکہ تخصیص کی کوئی واضح دلیل نہ مل جائے جیسا کہ چار سے زائد خواتین سے ایک وقت میں نکاح آپ ﷺ کے خصائص سے ہے۔ نیز علماء نے نبی ﷺ کے جو خصائص شمار کیے ہیں ان میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کو دیا گیا خلال کا حکم امت کے لیے بھی فرض ہے۔

حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابن عمر، حضرت انس، حضرت علی، حضرت ابوامامہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم، امام ابن سیرینؒ اور امام ابراہیمؒ سے مروی ہے کہ (داڑھی کے) خلال کو مجرد بعض لوگوں کے فتوے کی بنا پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔(۴)

56- دائیں جانب سے وضوء کی ابتدا کرنا واجب ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إذا لبستم وإذا توضأتم فابدؤا بميامنكم﴾ ''جب تم لباس پہنو اور جب تم وضوء کرو تو اپنی دائیں جانب سے شروع کرو۔''(۵)

(امیر صنعانیؒ) حدیث میں موجود حکم اور آپ ﷺ کا اسی پر استمرار وجوب کی واضح دلیل ہے۔(۶)

(نوویؒ، شوکانیؒ) یہ عمل واجب نہیں ہے بلکہ سنت و مستحب ہے۔(۷)

---

(۱) [**صحیح** : صحیح ابن ماجة (۳٤٥) ترمذی (۳۱) كتاب الطهارة : باب ما جاء في تخليل اللحية، ابن ماجة (٤۳۰) ابن خزيمة (۱۰۲٬۱۰۱) دارمی (۱۷۸/۱) عبدالرزاق (۱۲٥) ابن أبي شيبة (۱۳/۱) حاكم (۱٤۹/۱) بیهقی (٥٤/۱)] امام بیہقیؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے جبکہ شیخ احمد شاکر اس کی تصحیح کی طرف مائل ہیں۔ [خلافيات للبيهقي (۳۰۹/۱) التعليق على الترمذي للشاكر (٤٦/۱)]

(۲) [نيل الأوطار (۲۳٥/۱)]

(۳) [أيضا]

(٤) [ابن أبي شيبة (۱۲/۱)]

(٥) [**صحیح** : صحیح أبو داود (۳٤۸۸) كتاب اللباس : باب في الانتعال، أبو داود (٤۱٤۱) أحمد (۳٥٤/۲) ابن خزيمة (۱۷۸/۱) ابن ماجة (٤۰۲)]

(٦) [سبل السلام (۹٦/۱)]

(۷) [شرح مسلم (۱٦۳/۲) نيل الأوطار (۲٦٥/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام نوویؒ نے تو علمائے اہل سنت کا اسی پر (یعنی عدم وجوب پر) اجماع بھی نقل کیا ہے لیکن راجح بات یہی ہے کہ صریح حدیث میں آپ ﷺ کا حکم محض وجوب پر ہی دلالت کرتا ہے۔

57- وضوء میں موالاۃ (پے در پے اعضاء کو دھونا) واجب ہے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے وضوء کیا تو اس کے قدم پر ایک ناخن کے برابر جگہ خشک رہ گئی چنانچہ نبی ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا ﴿ارجع فأحسن وضوء ﴾ ''واپس جاؤ اور اپنا وضوء درست کرو۔'' وہ واپس گیا اور وضوء کرنے کے بعد نماز پڑھی۔(۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موالاۃ ضروری ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اسے وضوء کرنے کا حکم دیا نہ کہ صرف خشک جگہ کو دھونے کا۔

(نوویؒ) گذشتہ بات کا رد کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ اس حدیث میں احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے اسے دوبارہ وضوء کا کہا یا اسی وضوء کو مکمل کرنے کا حکم دیا اور احتمال سے وجوب ثابت نہیں ہوتا۔(۲)

واضح رہے کہ دوسری حدیث کے الفاظ امام نوویؒ کی اس بات کا رد کرتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے ﴿فأمره رسول الله أن يعيد الوضوء﴾ ''نبی ﷺ نے اسے دوبارہ وضوء کرنے کا حکم دیا۔''(۳)

(شمس الحق عظیم آبادیؒ) اس حدیث میں موالاۃ کے وجوب پر صریح دلیل موجود ہے۔(٤)

(مالکؒ، احمدؒ) موالاۃ واجب ہے۔(٥)

(شافعیؒ، ابوحنیفہؒ) موالاۃ ضروری نہیں۔(٦)

(راجح) موالاۃ واجب ہے۔(٧)

(صالح عثیمینؒ) انہوں نے اسی کے مطابق فتوی دیا ہے۔(٨)

---

(۱) [أحمد (۲۱/۱) مسلم (۲٤۳) كتاب الطهارة : باب وجوب استيعاب جميع أجزاء محل الطهارة' ابن ماجة (٦٦٦)]

(۲) [شرح مسلم (۳۳/۳)]

(۳) [**صحيح** : صحيح أبو داود (۱٦۱) كتاب الطهارة : باب تفريق الوضوء' أبو داود (۱۷٥) أحمد (۱٤٦/۳)]

(٤) [عون المعبود (٦۸/۱)]

(٥) [المدونة الكبرى (۱٥۳۱) حاشية الدسوقي (۹۰/۱) الكافي (۳۲/۱) الإنصاف (۱۳۹/۱) كشاف القناع (۹۳/۱) المحرر (۱۲/۱)]

(٦) [الأم (۳۰/۱) المجموع (٤٥۱/۱) روضة الطالبين (٦٤/۱) مغني المحتاج (٦۱/۱) المبسوط (٥٦/۱) الهداية (۱۳/۱) حاشية ابن عابدين (۱۲۲/۱)]

(۷) [السيل الجرار (۹۲/۱) المغني لابن قدامة (۱٥۸/۱)]

(۸) [فتاوى ابن عثيمين (۱٤۱/٤)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

58- وضوء میں ترتیب واجب ہے

(1) کیونکہ نبی ﷺ نے ہمیشہ مرتب وضوء کیا اور اسی کا دوسروں کو حکم دیا۔

(2) حدیث نبوی ہے ﴿إذا توضأتم فابدأوا بميانكم﴾ ''جب وضوء کرو تو اپنی دائیں اطراف سے شروع کرو۔''(۱)
اس حدیث میں بھی مرتب وضوء کے وجوب کی طرف واضح اشارہ موجود ہے۔

(3) نبی ﷺ نے ایک دیہاتی سے کہا ﴿توضا كما أمرك الله﴾ ''اسی طرح وضوء کرو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے''
پھر آپ ﷺ نے اسے مرتب وضوء سکھایا۔(۲)

(شوکانیؒ) وضوء میں ترتیب واجب ہے اور غیر مرتب وضوء کفایت نہیں کرتا۔(۳)

(صدیق حسن خانؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

(سید سابقؒ) ترتیب واجب ہے۔(٥)

❁❁❁

---

(۱) [**صحيح** : صحيح ابن ماجة (۳۲۳) أبو داود (٤١٤١) كتاب اللباس : باب في الانتعال' ترمذی (۱۷٦٦) ابن خزيمة (۱۷۸)]

(۲) [**صحيح** : أبو عوانة (۲۵۳/۱) بيهقی (۸۳/۱)]

(۳) [السيل الجرار (۸۷/۱)]

(٤) [الروضة الندية (۱٤٠/۱)]

(٥) [فقه السنة (۳۳/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل

وضوء کی سنتیں

وَيُسْتَحَبُّ التَّثْلِيثُ فِي غَيْرِ الرَّأْسِ	سر کے علاوہ بقیہ اعضاء تین تین مرتبہ دھونا مستحب ہے۔ ❶

❶ نبی ﷺ سے ایک ایک مرتبہ، دو دو مرتبہ اور تین تین مرتبہ سب طرح سے وضوء کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿توضأ رسول الله مرة مرة﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک مرتبہ (اعضاء دھو کر) وضوء کیا۔''(۱)

(2) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ﴿أن النبی ﷺ توضأ مرتين مرتين﴾ ''نبی ﷺ نے دو دو مرتبہ وضوء کیا۔''(۲)

(3) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أن النبی ﷺ توضا ثلاثا ثلاثا﴾ ''نبی ﷺ نے تین تین بار وضوء کیا۔''(۳)

ایک ایک مرتبہ وضوء کرنا فرض ہے جبکہ تین تین مرتبہ وضوء کرنا بالاجماع سنت ہے۔(٤) لیکن یاد رہے کہ تین مرتبہ سے تجاوز کرنا جائز نہیں جیسا کہ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر سوال کرنے لگا تو آپ ﷺ نے اسے تین تین مرتبہ (وضوء کر کے) دکھایا اور فرمایا ﴿هذا الوضوء فمن زاد على هذا فقد أساء وتعدى وظلم﴾ ''یہ وضوء ہے اور جس نے اس پر زیادتی کی تو بے شک اس نے برا کیا، حد سے تجاوز کیا اور ظلم کیا۔''(٥)

(2) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''عنقریب اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو وضوء اور دعا میں حد سے تجاوز کریں گے اور بلاشبہ ایسا شخص برائی کرنے والا اور ظالم ہے۔''(٦)

سر کا مسح ایک سے زیادہ مرتبہ بھی کیا جا سکتا ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں سر کے مسح کے بیان میں وضاحت کی جا چکی ہے۔

---

(۱) [بخاری (۱۵۷) كتاب الوضوء : باب الوضوء مرة مرة، ترمذی (٤٢) أبو داود (۱۳۸) ابن ماجة (٤۱۱) نسائی (٦۲/۱)]

(۲) [بخاری (۱٥۸) كتاب الوضوء : باب الوضوء مرتين مرتين، أبو داود (۱۸) مسلم (۱۸) ترمذی (۳۲) موطا (۱۸/۱) دار قطنی (۹۳/۱) بيهقی (۷۹/۱) أحمد (٤۱/٤)]

(۳) [مسلم (۲۳۰) كتاب الطهارة : باب فضل الوضوء والصلاة عقبه، أبو داود (۱۰٦) ابن ماجة (۲۸٥) نسائی (٦٤/۱) بيهقی (٤۹/۱) دار قطنی (۸۳/۱) أحمد (٥۷/۱)]

(٤) [المجموع (٤٦٥/۱) شرح مسلم للنووی (۱۰۸/۲) نيل الأوطار (۲٦۷/۱)]

(٥) [**حسن** : صحيح أبو داود (۱۲۳) كتاب الطهارة : باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، أبو داود (۱۳٥) أحمد (۱۸۰/۲) نسائی (۸۸/۱) ابن ماجة (٤۲۲) ابن خزيمة (۱۷٤) ابن الجارود (۸٥) بيهقی (۷۹/۱)]

(٦) [**صحيح** : صحيح أبو داود (۸۷) كتاب الطهارة : باب الإسراف في الوضوء، أبو داود (۹٦) ابن ماجة (۳۸٦٤) أحمد (۸٦/٤)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَإِطَالَةُ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ وَتَقْدِيمُ السِّوَاكِ اِسْتِحْبَابًا	چمک اور سفیدی کو لمبا کرنا ❶ (یعنی مقررہ حد سے اعضاء کو زیادہ دھونا) اور ابتدائے وضوء میں مسواک کرنا (مستحب ہے)۔ ❷

❶ ''غرۃ'' دراصل اس سفیدی و چمک کو کہتے ہیں جو گھوڑے کی پیشانی میں ہوتی ہے اور ''تحجیل'' اس سفیدی کو کہتے ہیں جو گھوڑے کے قدموں میں ہوتی ہے۔(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إن أمتي يأتون يوم القيمه غرا محجلين من أثر الوضوء فمن استطاع منكم أن يطيل غرته فليفعل﴾ ''قیامت کے روز میری امت کے لوگ ایسی حالت میں آئیں گے کہ وضوء کے اثرات کی وجہ سے ان کے ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے تم میں سے جو شخص اس چمک اور روشنی کو زیادہ بڑھا سکتا ہے تو اسے ضرور ایسا کرنا چاہیے۔''(۲)

اس حدیث کی وجہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے بازوؤں کو کندھوں تک اور اپنے قدموں کو گھٹنوں تک دھو لیا کرتے تھے۔(۳)

❷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك عند كل صلاة﴾ ''اگر مجھے اپنی امت کو مشقت و تکلیف میں مبتلا کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دے دیتا۔اور بخاری میں تعلیقا یہ لفظ مذکور ہیں ﴿مع كل وضوء﴾ ''ہر وضوء کے ساتھ مسواک کا حکم دے دیتا۔''(٤)

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے بھی اسی معنی میں حدیث مروی ہے۔(٥)

یہ حدیث اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم وجوب کے لیے کافی ہوتا ہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہیں دیا تو استحباب کا حکم ہی باقی رہ جاتا ہے اور مستحب پر عمل ضروری نہیں ہوتا۔(٦)

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اجتہاد کے ساتھ حکم دینا درست تھا لیکن اس مسئلہ میں چار مختلف مذاہب ہیں:

(1) مطلق طور پر جائز تھا۔ یہ امام مالک' امام شافعی' امام احمد' امام ابو یوسف' امام عبد الجبار' امام ابو الحسین البصری' جمہور' امام غزالی' امام آمدی' امام رازی' امام قاضی بیضاوی' امام ابن حاجب' امام ابن سبکی اور احناف رحمہم اللہ اجمعین کا مذہب ہے اِلا کہ

(۱) [المعجم الوسيط (ص/٦٤٨-٦٥٨)]

(۲) [مسلم (٢٤٦) كتاب الطهارة : باب استحباب إطالة الغرة والتحجيل في الوضوء' بخارى مع الفتح (٢٣٥/١) أبو عوانة (٢٤٣/١) بيهقى (٥٧/١) أحمد (٤٠٠/٢) تحفة الأشراف (٣٨٣/١٠)]

(۳) [سبل السلام (٩٤/١) نيل الأوطار (٢٣٩/١) تلخيص الحبير (١٥٥/١)]

(٤) [بخارى (٨٨٧) كتاب الجمعة : باب السواك يوم الجمعة ' مسلم (٢٥٢) مؤطا (١٦٦٣١) أبو داود (٤٦) ابن ماجة (٢٨٧) ترمذى (٢٢) نسائى (١٢/١) أحمد (٢٤٥/٢) ابن خزيمة (١٣٩) ابن حبان (١٠٣١) شرح معانى الآثار (٤٤/١) بيهقى (٣٥/١)]

(٥) [**صحيح** : صحيح أبو داود (٣٧) كتاب الطهارة : باب السواك ' أبو داود (٤٧) أحمد (١١٤/٤) ترمذى (٢٣) نسائى (١٩٧/٢) ابن أبى شيبة (١٦٨/١)]

(٦) [نيل الأوطار (١٧٢/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احناف نے اجتہاد کے ساتھ تعبد کی شرط لگائی ہے۔

(2) مطلقاً منع تھا۔ یہ امام ابوعلی جبائیؒ ' اس کے بیٹے ابو ہاشمؒ اور امام ابن حزمؒ وغیرہ کا موقف ہے۔

(3) صرف جنگی معاملات اور دنیاوی مصالح میں جائز تھا اس کے علاوہ نہیں۔

(4) ان تینوں مذاہب میں توقف ہی بہتر ہے۔(۱)

امام نوویؒ بیان کرتے ہیں کہ مسواک تمام اوقات میں مستحب ہے لیکن پانچ اوقات میں بہت ہی زیادہ مستحب ہے:

① نماز کے وقت ② وضوء کے وقت

③ قراءت قرآن کے وقت ④ نیند سے بیدار ہونے کے وقت

⑤ منہ کے (کسی بھی وجہ سے) متغیر ہو جانے کے وقت (۲)

مسواک کے متعلق چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

(1) نبی ﷺ جب رات کو اٹھتے تو منہ کو مسواک سے ملتے۔(۳)

(2) نبی ﷺ گھر میں داخل ہونے کے بعد پہلا کام مسواک کرتے۔(٤)

(3) نبی ﷺ نے فرمایا مسواک منہ کی طہارت اور رب کی رضا مندی کا باعث ہے۔(٥)

وَغَسْلُ الْيَدَيْنِ إِلَى الرُّسْغَيْنِ ثَلَاثًا قَبْلَ الشُّرُوعِ فِي غَسْلِ الْأَعْضَاءِ الْمُتَقَدِّمَةِ	اور ابتدائے وضوء میں تین مرتبہ کلائیوں تک ہاتھ دھونا بھی مستحب ہے۔ ❶

❶ جیسا کہ دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا ﴿فغسلهما ثلاث مرات﴾ ''پھر انہیں تین مرتبہ دھویا۔'' (٦)

(۱) [منهاج العقول للبدخشي (۲٦٠/۳) غاية الوصول للشيخ زكريا الأنصارى (۳۲٥) التحصيل من المحصول للأرموى (۲۸۱/۲)]

(۲) [شرح مسلم للنووى (۱٤٦/۲)]

(۳) [بخارى (۲٤٥) كتاب الوضوء : باب السواك، مسلم (۲٥٥) أبو عوانة (۱۹۲/۱) أبو داود (٥٥) ابن ماجة (۲۸٦) ابن أبي شيبة (٦٨/۱) أحمد (۳۸۲/٥) دارمي (۱٤٠/۱)]

(٤) [مسلم (۲٥۳) كتاب الطهارة : باب السواك، نسائى (۱۳/۱) أبو داود (٥۱) ابن ماجة (۲۹٠) أحمد (۱۱٠/٦) ابن خزيمة (۷٠/۱) ابن حبان (۱٠۷۱)]

(٥) [صحيح : صحيح الترغيب (۲٠۹) إرواء الغليل (٦٦) نسائى (۱٠/۱) أحمد (۱۲٤/٦) أبو يعلى (۳۱٥/۸) ابن حبان (۱٤۳ ـ الموارد) حميدى (۱٦۲) بيهقى (۳٤/۱) ابن خزيمة (۱۳٥)] اس حدیث کو امام نوویؒ نے صحیح جبکہ امام بغویؒ نے حسن قرار دیا ہے۔[المجموع (۳۲٤/۱) شرح السنة (۲۹٤/۱)]

(٦) [بخارى (۱٦٤) كتاب الوضوء : باب المضمضة فى الوضوء، مسلم (۲۲٦)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(2) حضرت عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے وضوء کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے پانی منگوایا ﴿فغسل کفیه ثلاثا﴾ ''اور اپنے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا'' پھر اپنے چہرے اور پھر بازوؤں کو تین تین مرتبہ دھویا۔(۱)

(3) حضرت أوس بن أوس ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ﴿توضأ فاستوكف ثلاثا﴾ ''آپ ﷺ نے وضوء کیا تو اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا۔''(۲)

متفرقات

59- ہر نماز کے لیے الگ وضوء کرنا مستحب ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿كان النبي ﷺ يتوضا عند كل صلاة﴾ ''نبی ﷺ ہر نماز کے ساتھ وضوء کرتے تھے۔''(۳)

لیکن ایک وضوء سے کئی نمازیں پڑھنا بھی بالاتفاق درست ہے۔

(1) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿صلى رسول الله يوم الفتح خمس صلوات بوضوء واحد﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن ایک ہی وضوء سے پانچ نمازیں ادا کیں۔''(٤)

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ہر نماز کے لیے وضوء فرماتے ﴿وكنا نصلي الصلوات بوضوء واحد﴾ ''اور ہم ایک ہی وضوء سے کئی نمازیں پڑھ لیتے۔''(٥)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ﴿لا وضوء إلا من حدث﴾ ''وضوء صرف بے وضوء ہونے کی صورت میں ہی (کرنا پڑتا) ہے۔''(٦)

---

(۱) [**صحيح** : صحيح أبو داود (۱۲۳) كتاب الطهارة : باب الوضوء ثلاثا ثلاثا ' أبو داود (۱۳۵) نسائی (۱٤۰) ابن ماجة (٤۲۲)]

(۲) [**صحيح** : صحيح نسائی (۸۱) كتاب الطهارة : باب كم تغسلان ' نسائی (۸۳) أحمد (۲۱/۲)]

(۳) [بخاری (۲۱٤) كتاب الوضوء : باب الوضوء من غير حدث ' ترمذی (٦۰) نسائی (۳۱) أبو داود (۱۷۱) ابن ماجة (۵۰۹)]

(٤) [مسلم (۲۷۷) أبو داود (۱۷۲) كتاب الطهارة : باب الرجل يصلي الصلوات بوضوء واحد' ترمذی (٦۱) ابن ماجة (۵۱۰) نسائی (۱۳۳)]

(٥) [بخاری (۲۱٤) كتاب الوضوء : باب الوضوء من غير حدث ' ترمذی (٦۰) نسائی (۳۱) أبو داود (۱۷۱) ابن ماجة (۵۰۹)]

(٦) [**صحيح** : صحيح ابن ماجة (٤۱٦) إرواء الغليل (۱٤٥/۱) أحمد (۹۲٤۱) ترمذی (۷٤) كتاب الطهارة : باب ماجاء في الوضوء من الريح' دارمی (۱۸۳/۱) ابن ماجة (۵۱۵)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

60- وضوء سے فراغت کے بعد کی دعائیں

(1) ﴿أشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله﴾
”حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص وضوء مکمل کرنے کے بعد یہ کلمات کہے گا اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے کہ وہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔(۱)

(2) گذشتہ دعا کے بعد جامع ترمذی میں یہ لفظ زائد ہیں ﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ﴾(۲)

(3) ﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ﴾(۳)

61- وضوء کے بعد آسمان کی طرف دیکھنا اور انگلی اٹھانا

کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اسی لیے علماء نے اس عمل کو بدعات میں شمار کیا ہے۔ نیز جس روایت میں رفع بصر کا ذکر ملتا ہے اس میں ابن عم ابی عقیل راوی مجہول ہے اس لیے وہ ضعیف ہے۔(٤)

62- وضوء کے بعد تولیے کا استعمال

وضوء کے بعد تولیہ یا کوئی کپڑا استعمال کرنا جائز ہے جیسا کہ دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿كان للنبی ﷺ خرقة ينشف بها بعد الوضوء﴾ ”نبی ﷺ کے پاس ایک کپڑے کا ٹکڑا تھا جس سے وضوء کے بعد آپ ﷺ (پانی کو) خشک کرتے تھے۔“(٥)

(2) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے غسل کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ (جب آپ ﷺ نے غسل کر لیا تو) ﴿فناولته ثوبا فلم يأخذه فانطلق وهو ينفض يديه﴾ ”میں نے ایک کپڑا آپ ﷺ کو دیا لیکن آپ ﷺ نے اسے نہ پکڑا اور اپنے ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے چل پڑے۔“(٦)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کپڑا استعمال کیا کرتے تھے اسی لیے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے پیش کیا۔

---

(۱) [مسلم (۲۳٤) كتاب الطهارة : باب الذكر المستحب عقب الوضوء' أحمد (۱۹/۱) أبو داود (۱٦۹) نسائی (۹۲/۱) دارمی (۱۸۲/۱) أبو يعلى (۱۸۰)]

(۲) [صحیح : تمام المنة (ص/۹۷) ترمذی (٥٥) كتاب الطهارة: باب فيما يقال بعد الوضوء] شیخ احمد شاکرؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور امام ابن قیمؒ نے بھی بالجزم اس زیادتی کے اثبات کو ہی ترجیح دی ہے۔[التعليق على الترمذی للشاکر (۷۷/۱) زاد المعاد (٦۹/۱)]

(۳) [صحیح : صحيح الترغيب (۲۲٥) نسائی (۲٥/٦)]

(٤) [ضعيف : ضعيف أبو داود (۳۱) كتاب الطهارة : باب ما يقول الرجل إذا توضأ' أبو داود (۱۷۰) ابن السنی (۳۱) أحمد (۱٥۰/٤) دارمی (۱٤۸۳۱)] حافظ ابن حجرؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔[تلخيص الحبير (۱۳۰/۱)]

(٥) [حسن : الصحيحة (۲۰۹۹) ترمذی (٥۳) كتاب الطهارة : باب ما جاء في المنديل بعد الوضوء' حاكم (۱٥٤/۱)] حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔[تلخيص الحبير (۱۷۱/۱)]

(٦) [بخاری (۲٦۷) كتاب الغسل : باب نفض اليدين من الغسل عن الجنابة' مسلم (٤۷٦)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مالکؒ، احمدؒ، ابوحنیفہؒ) وضوء کے بعد تولیہ استعمال کرنا جائز ہے۔ امام ثوری، امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن، امام ابن سیرین، امام حسن، امام علقمہ، امام اسود، امام مسروق اور امام ضحاک رحمہم اللہ اجمعین بھی اسی کے قائل ہیں۔ تاہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت بشیر بن أبی مسعود رضی اللہ عنہ اس سے کراہت کرتے تھے۔(۱)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) اس کا جواز ہی راجح ہے۔(۲)

63- دوران وضوء کلام جائز ہے

(1) کیونکہ ممانعت کی کوئی دلیل موجود نہیں۔

(2) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے اتارنے کے لیے جھکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿دعهما فإني أدخلتهما طاهرتين﴾ ''انہیں چھوڑ دو میں نے جب انہیں پہنا تھا اس وقت میں وضوء سے تھا۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر مسح کر لیا۔(۳)

معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے جب کلام کیا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء مکمل نہیں ہوا تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح بعد میں کیا لہذا ثابت ہوا کہ دوران وضوء کلام جائز و درست ہے۔

❁❁❁

(۱) [عمدة القاری (۸۰/۳) تحفة الأحوذی (۱۸۳/۱)]

(۲) [تحفة الأحوذی (۱۸۵/۱)]

(۳) [بخاری (۲۰۶) کتاب الوضوء : باب إذا أدخل رجليه وهما طاهرتان ، مسلم (۴۰۸) أبو داود (۱۵۰) ترمذی (۱۰۰) نسائی (۷۶/۱) ابن ماجة (۵۴۵) أبو عوانه (۲۵۹/۱) دار قطنی (۱۹۲/۱) بیهقی (۵۸/۱) أحمد (۲۴۴/۴)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری فصل

وضوتوڑنے والی اشیاء

وَيَنْتَقِضُ الْوُضُوْءُ بِمَا خَرجَ مِنَ الْفَرْجَيْنِ مِنْ عَيْنٍ أَوْ رِيحٍ وَبِمَا يُوْجِبُ الْغُسْلَ	وضوء بول و براز یا ہوا خارج ہونے سے❶ یا غسل واجب کر دینے والے اسباب سے ٹوٹ جاتا ہے۔❷

❶ (1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لا يقبل الله صلاة أحدكم إذا أحدث حتى يتوضأ﴾ "اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں فرماتے جبکہ اسے حدث لاحق ہو حتی کہ وہ وضوء کر لے۔" ایک آدمی نے عرض کیا اے ابو ہریرہ! یہ حدث کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ﴿فساء أو ضراط﴾ "بلا آواز ہوا خارج ہونا یا آواز کے ساتھ (یعنی گوز)۔"(۱) حدث سے مراد (ہر وہ چیز ہے) جو پیشاب و پاخانے کے راستے خارج ہو۔(۲) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان ہلکی اشیاء کو حدث شمار کر کے بول و براز وغیرہ سے بالأولی وضوء کرنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(2) ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿لا وضوء إلا من صوت أو ريح﴾ "وضوء صرف آواز یا ہوا کے خارج ہونے کی وجہ سے ہے۔"(۳)

(3) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿فلا يخرجن من المسجد حتى يسمع صوتا أو يجد ريحا﴾ "ہرگز کوئی شخص مسجد سے باہر مت جائے تاوقتیکہ (ہوا خارج ہونے کی) آواز سنے یا بدبو پائے۔"(٤)

(ابن رشدؒ) بول و براز یا ہوا خارج ہونے یا مذی و ودی وغیرہ سے وضوء ٹوٹنے پر اجماع ہے۔(٥)

❷ مثلاً جماع وغیرہ اس کی مثل اشیاء کی وجہ سے وضوء ٹوٹنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔(٦)

وَنَوْمُ الْمُضْطَجِعِ	اور لیٹ کر سونے سے۔❶

❶ (1) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿العينان وكاء السه فمن نام فليتوضأ﴾ "آنکھیں

(١) [بخاري (١٣٥) كتاب الوضوء : باب لا تقبل صلاة بغير طهور' مسلم (٢٢٥) أبو داود (٦٠) ترمذي (٧٦) أحمد (٣٠٨/٢) ابن خزيمة (١١)]

(٢) [نيل الأوطار (٢٨٧/١)]

(٣) **صحيح** : صحيح ابن ماجة (٤١٦) كتاب الطهارة وسننها : باب لا وضوء إلا من حدث' ابن ماجة (٥١٦) دارمي (١٨٣/١) ترمذي (٧٤)]

(٤) [بخاري (١٣٧) كتاب الوضوء : باب من لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن' مسلم (٣٦١) ابن ماجة (٥١٣) نسائي (١٦٠) ترمذي (٧٥)]

(٥) [بداية المجتهد (٢٤/١)]

(٦) [الروضة الندية (١٤٣/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دبر کا تسمہ ہیں لہذا جو سو جائے وہ وضوء کرے۔'' (۱)

(2) حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جنابت کی وجہ سے موزے اتارے جائیں گے'' ﴿لکن من غائط و بول و نوم﴾ ''لیکن بول و براز اور نیند کی وجہ سے اتارنے کی ضرورت نہیں۔'' (۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیند بھی جملہ احداث میں سے ہے۔ بالخصوص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے بول و براز کے ساتھ ذکر فرمانا نیند کے ناقص وضوء ہونے کا قطعی ثبوت ہے۔

(3) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عہد رسالت مآب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز عشاء کا اتنا انتظار کرتے کہ غلبہ نیند کی وجہ سے ان کے سر جھک جاتے مگر وہ از سر نو وضوء کیے بغیر نماز پڑھ لیتے تھے۔ (۳)

اس مسئلہ میں علماء کے آٹھ مذاہب معروف ہیں:

① نیند کسی حال میں بھی وضوء کے لیے ناقض نہیں۔ یہ قول حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' سعید بن مسیب' ابو مجلز اور حمید اعرج رحمہم اللہ وغیرہ سے منقول ہے۔

② نیند ہر حال میں ناقض وضوء ہے (خواہ قلیل ہو یا کثیر) یہ امام حسن بصری' امام مزنی' امام ابو عبید' امام قاسم اور امام اسحاق بن راھویہ رحمہم اللہ وغیرہ کا مذہب ہے۔

③ نیند اگر بہت زیادہ ہو تو ہر حال میں وضوء کے لیے ناقض ہے لیکن اگر کم ہے تو کسی حال میں بھی ناقض نہیں ہے۔ یہ امام زہری' امام ربیعہ' امام اوزاعی' امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

④ جب انسان نماز کی حالتوں میں سے کسی حالت مثلاً رکوع' سجدہ' قیام' قعود وغیرہ میں سو جائے تو وضوء نہیں ٹوٹتا قطع نظر اس بات سے کہ وہ نماز میں ہو یا نہ ہو اور اگر لیٹ کر سو جائے تو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ امام ابو حنیفہ' امام داود اور ایک غریب قول امام شافعی رحمہم اللہ سے منقول ہے۔

⑤ رکوع کرنے والے یا سجدہ کرنے والے شخص کی نیند ہی ناقض وضوء ہے۔ اس طرح کا قول امام احمدؒ سے مروی ہے۔

⑥ صرف سجدہ کرنے والے کی نیند ناقض وضوء ہے۔ یہ بھی امام احمدؒ سے ہی مروی ہے۔

⑦ نماز میں کسی حال میں بھی نیند ناقض وضوء نہیں بلکہ صرف نماز کے علاوہ ناقض وضوء ہے۔

⑧ جب انسان زمین پر اپنی پشت کے بل بیٹھا ہوا سو جائے تو نیند کم ہو یا زیادہ' وہ نماز میں ہو یا اس سے خارج' ناقض وضوء

---

(۱) [حسن : صحيح ابن ماجة (٤٨٦) أبو داود (٢٠٣) كتاب الطهارة : باب في الوضوء من النوم' ابن ماجة (٤٧٧)]

(۲) [حسن : صحيح ابن ماجة (٣٨٧) ترمذى (٩٦) كتاب الطهارة : باب المسح على الخفين للمسافر و المقيم' ابن أبي شيبة (١٧٧٣١) أحمد (٢٣٩/٤) نسائي (٨٣/١) ابن ماجة (٤٧٨) ابن خزيمة (١٩٣) ابن حبان (١٧٩ ـ الموارد) بيهقي (٢٧٦/١)]

(۳) [صحيح : صحيح أبو داود (١٨٤) كتاب الطهارة : باب في الوضوء من النوم' أبو داود (٢٠٠) ترمذى (٧٨) بيهقي (١١٩/١) دار قطني (٣١/١) مسلم (٣٧٦) أحمد (٢٦٨/٣)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ یہ امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔(۱)

(شوکانیؒ) نیند کے ناقض ہونے کے متعلق مروی مطلق احادیث کو لیٹ کر سونے کی مقید احادیث پر محمول کیا جائے گا۔(۲)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔(۳)

(صدیق حسن خانؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

(راجح) نیند مطلق طور پر ناقض وضوء ہے۔

(ابن حزمؒ، البانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٥)

(ابن بازؒ) نیند ناقض وضوء ہے جبکہ گہری ہو اور شعور کو زائل کر دے۔(٦)

جن روایات میں صرف لیٹ کر سونے والے کی نیند کو ناقض کہا گیا ہے وہ ضعیف ہیں۔(۷) لہذا مطلق حدیث ﴿فمن نام فلیتوضأ﴾ کی وجہ سے مطلق ہی حکم مستنبط کیا جائے گا۔ اور لیٹ کر سونے کے باوجود بھی وضوء کا قائم رہنا صرف رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔(۸)

○ البتہ نیند اور نعاس میں فرق سمجھنا ضروری ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے:

نیند ایسا ثقیل پردہ ہے جس کا دل پر اچانک آ جانا اسے ظاہری امور کی معرفت سے کاٹ دیتا ہے اور نعاس (اونگھ) ایسا ثقل ہے جو انسان کو باطنی احوال کی معرفت سے کاٹ دیتا ہے۔(۹)

اس لیے جس حدیث میں صحابہ کا ہلکی نیند سے وضوء نہ کرنے کا ذکر ہے اسے حقیقی نیند شمار ہی نہیں کیا جائے گا بلکہ نیند سے مراد وہ نیند ہے جس سے انسان کا شعور باقی نہ رہے خواہ وہ کسی حالت میں بھی اس پر واقع ہو جائے۔

وَأَكْلُ لَحْمِ الْإِبِلِ وَالْقَيْئُ	اونٹ کا گوشت کھانے سے ❶ اور قے کرنے سے۔ ❷

❶ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ سے دریافت کیا کہ ہم بھیڑ بکریوں کا گوشت کھانے کے بعد وضوء کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر چاہو تو وضوء کر لو اور اگر چاہو تو نہ کرو۔'' پھر اس نے دریافت کیا کہ کیا ہم اونٹ کا

(۱) [شرح مسلم للنووی (۳۱۰/۲) المجموع (۲۰/۲) الأم (۲٦/۱) المغنی (۱۷۲/۱) المحلی (۲۲۲/۱) سبل السلام (۱۲۳/۱) نیل الأوطار (۲۹۲/۱)]

(۲) [نیل الأوطار (۲۹۳/۱)]

(۳) [تحفة الأحوذی (۲٦٤/۱)]

(٤) [روضة الندية (١٤٤/١)]

(٥) [المحلی بالآثار (۲۱۲/۱) تمام المنة (ص/۱۰۱)]

(٦) [فتاوی ابن باز مترجم (٤٩/١)]

(۷) [تمام المنة (ص/۱۰۲)]

(۸) [شرح مسلم للنووی (۳۱۰/۲)]

(۹) [غریب الحدیث للخطابی (۳۲/۲)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوشت کھانے کے بعد وضوء کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿نعم ' توضأ من لحوم الإبل﴾ ''ہاں! تم اونٹ کا گوشت کھا کر وضوء کرو۔'' (۱)

جو لوگ اسے ناقضِ وضوء شمار نہیں کرتے وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ ''نبی ﷺ کا آخری معاملہ یہی تھا کہ آپ آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضوء نہیں فرماتے تھے۔'' (۲)

لیکن یہ حدیث عام ہے جبکہ اونٹ کے گوشت سے وضوء والی حدیث خاص ہے لہٰذا خاص کو عام پر ترجیح دی جائے گی اور یہی بات برحق ہے۔ (۳)

(ابن قیمؒ) انہوں نے اسے ناقض ثابت کرنے کے لیے طویل بحث کی ہے۔ (٤)

(البانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔ (٥)

❷ (1) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أن النبي ﷺ قاء فتوضأ﴾ ''نبی ﷺ نے قے کی اور وضوء کیا۔'' (٦)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿من أصابه قيء أو رعاف أو قلس أو مذي فلينصرف ' وليتوضأ﴾ ''جسے (نماز میں) قے آجائے' یا نکسیر پھوٹ پڑے' یا پیٹ کے اندر کی کوئی چیز منہ تک آن پہنچے' یا مذی آجائے تو اسے (نماز سے) نکل کر وضوء کرنا چاہیے۔'' (۷)

(ابوحنیفہؒ) قے ناقض وضوء ہے (جبکہ معدے سے آئے' منہ بھر کے آئے اور ایک ہی مرتبہ آئے)۔

(شافعیؒ) قے ناقض وضوء نہیں ہے (حدیث میں موجود وضوء کے حکم کا مطلب ہاتھ دھونا ہے۔) (۸)

---

(۱) [أحمد (٨٦/٥) مسلم (٣٦٠) كتاب الحيض : باب الوضوء من لحوم الإبل ' ابن ماجة (٤٩٠) ابن خزيمة (٢١/١) شرح معاني الآثار (٧٠/١) بيهقي (١٥٨/١)]

(۲) [صحيح : صحيح أبو داود (١٧٧) كتاب الطهارة : باب في ترك الوضوء مما مست النار ' أبو داود (١٩٢)]

(۳) [شرح مسلم للنووي (١٠٥/٢)]

(٤) [أعلام الموقعين (٩٧/٢-١٠٠)]

(٥) [تمام المنة (ص/١٠٦)]

(٦) [صحيح : صحيح ترمذي (٧٦) كتاب الطهارة : باب الوضوء من القيء والرعاف ' ترمذي (٨٧) أحمد (٤٤٣/٦) أبو داود (٢٣٨١) دارمي (١٤/٢) دار قطني (١٠٨/١) ابن الجارود (٨) ابن خزيمة (١٩٥٧) بيهقي (١٤٤/١)]

(۷) [ضعيف : ضعيف ابن ماجة (٢٥٢) كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها : باب ماجاء في البناء على الصلاة ' ابن ماجة (١٢٢١) بيهقي (١٤٧/١) دار قطني (١٥٤/١)] امام زیلعیؒ اور حافظ بوصیریؒ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ [نصب الراية (٣٨/١) مصباح الزجاجة (٣٩٩/١)] اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش راوی ضعیف ہے۔ [المجروحين (١٢٤/١) الجرح والتعديل (١٩١/٢) الكاشف (٧٦/١) المغني (٨٥/١) الميزان (٢٤٠/١) التقريب (٧٣/١)]

(۸) [بدائع الصنائع (٢٤/١) المحلي (٢٥٥/١) المغني (١٨٤/١) المجموع (٦٢/٢) نيل الأوطار (٢٨٨/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(راجح) قے کی وجہ سے وضوء کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے کیونکہ پہلی صحیح حدیث میں نبی ﷺ کا مجرد فعل مذکور ہے اور یہ بات اصول میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ کا مجرد فعل وجوب پر دلالت نہیں کرتا بلکہ اس کے لیے خاص دلیل کی ضرورت ہے اور جس روایت میں وجوب کی وضاحت ہے وہ ضعیف ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر محققین نے اسے نواقض وضوء میں شمار نہیں کیا۔

(ابن تیمیہؒ) قے کی وجہ سے وضوء کرنا مستحب ہے۔(۱)

(البانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۲)

وَنَحْوُهُ	اور اس کی مثل سے۔ ❶

❶ مثلاً قلس اور رعاف وغیرہ کی وجہ سے۔

''قلس'' اس چیز کو کہتے ہیں جو پیٹ سے منہ کے راستے منہ بھر کے یا اس سے کم باہر آئے لیکن قے نہ ہو۔(۳) اس میں بھی قے کی مثل ہی اختلاف ہے۔(٤)

لیکن راجح بات یہی ہے کہ یہ ناقض وضوء نہیں کیونکہ جس روایت میں اس کی وجہ سے وضوء کا حکم ہے وہ ضعیف ہے جیسا کہ گذشتہ مسئلہ میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

''رعاف'' وہ خون جو ناک کے راستے نکلتا ہے (یعنی نکسیر)۔(۵)

نکسیر اور اس کے علاوہ وہ تمام اشیاء جو بول و براز کے راستوں کے علاوہ دیگر جگہوں سے خارج ہوتی ہیں ان کے ناقض ہونے میں اختلاف ہے۔

(مالکؒ، شافعیؒ) یہ اشیاء ناقض وضوء نہیں۔

(بغویؒ) اکثر صحابہ و تابعین کا یہی مذہب ہے۔

(نوویؒ) ایسا قطعاً ثابت نہیں ہے کہ نبی ﷺ نے ان اشیاء کی وجہ سے وضوء واجب قرار دیا ہو۔

(ابن تیمیہؒ) خون اور پیپ وغیرہ ناقض وضوء نہیں خواہ زیادہ مقدار میں ہی ہو۔

(عبدالرحمٰن سعدیؒ) صحیح بات یہی ہے کہ یہ اشیاء ناقض وضوء نہیں خواہ قلیل ہوں یا کثیر کیونکہ اس کی کوئی دلیل موجود نہیں اور اصل بقاء طہارت ہے۔

ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) قاعدہ براءۃ اصلیہ : یعنی اصل میں انسان ہر کام سے بری ہے جب تک کہ اس کے مکلف ہونے کی کوئی دلیل نہ مل جائے۔

---

(۱) [مجموع الفتاوی (۲/۲۳٤)]
(۲) [تمام المنة (ص/۱۱۱)]
(۳) [النهاية (٤/۱۰۰)]
(٤) [نيل الأوطار (۲۸۹۳۱)]
(۵) [المعجم الوسيط (ص/۳۵٤)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(2) یہاں قیاس بھی درست نہیں کیونکہ حکم کی علت ایک نہیں ہے۔

(3) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہید ہوتے وقت نماز پڑھی اوران کے جسم سے خون بہہ رہا تھا۔

(4) حسن بصریؒ بیان کرتے ہیں کہ مسلمان ہمیشہ اپنے زخموں میں نماز پڑھتے رہے ہیں۔

(5) ایک صحابی کو دوران پہرہ نماز پڑھتے ہوئے تیر لگا لیکن اس نے اپنی نماز کو جاری رکھا (اور خون بہتا رہا)۔

(6) حدیث نبوی ہے ﴿لا وضوء إلا من صوت أو ريح﴾ ''وضوء صرف آواز یا ہوا خارج ہونے کی وجہ سے ہی لازم ہوتا ہے۔'' (۱)

(ابوحنیفہؒ، احمدؒ) یہ اشیاء ناقض وضوء ہیں جبکہ کثیر ہوں البتہ ان کی کم مقدار ناقض نہیں۔ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قے کے بعد وضوء کیا لیکن بیان کیا جا چکا ہے کہ مجرد فعل سے وجوب ثابت نہیں ہوتا۔(۲)

(راجح) امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا موقف راجح ہے۔

(شوکانیؒ) خون کو ناقض کہنے والوں کے پاس کوئی بھی صحیح دلیل موجود نہیں۔(۳)

(صدیق حسن خانؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

(البانیؒ) خون نواقض وضوء سے نہیں ہے۔(٥)

وَمَسُّ الذَّكَرِ	اور شرمگاہ کو چھونے (سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے)۔ ❶

❶ حضرت بسرۃ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿من مس ذكره فليتوضأ﴾ ''جس شخص نے اپنے آلہ تناسل کو چھوا اسے چاہیے کہ وضوء کرے۔'' (٦)

معلوم ہوا کہ آلہ تناسل کو چھونے سے وضوء کرنا ضروری ہے لیکن مندرجہ ذیل حدیث بظاہر اس کے مخالف ہے۔

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! ایسے شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس نے وضوء کرنے کے بعد اپنے آلہ تناسل کو چھو لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿هل هو إلا بضعة منه﴾ ''وہ تو

(۱) [ترمذی (٦٧٤)]

(۲) [التعليق على سبل السلام للشيخ عبدالله بسّام (١٤٣/١) نيل الأوطار (٢٨٩/١) الهداية (١٤/١) المبدع شرح المقنع (١٥٧/١) المجموع (٥٤/٢)]

(۳) [السيل الجرار (٩٨/١)]

(٤) [الروضة الندية (١٤٩/١)]

(٥) [تمام المنة (ص/٥٢)]

(٦) [صحيح : صحيح أبو داود (١٦٦) كتاب الطهارة : باب الوضوء من مس الذكر ' أبو داود (١٨١) ترمذی (٨٢) أحمد (٢٢٣/٢) نسائی (١٠٠/١) ابن ماجة (٤٧٦) ابن خزيمة (٣٣) ابن حبان (٢١١) دارمی (١٨٥/١) مؤطا (٤٢/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف اس کے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔"(۱)

اس مسئلہ میں سلف وخلف کے درمیان اختلاف ہے۔

(1) حضرت عمرؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت عائشہؓ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم 'امام عطاءؒ امام زہریؒ حضرت سعید بن مسیبؒ امام مجاہدؒ امام اَبان بن عثمانؒ حضرت سلیمان بن یسارؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ امام مالک اور امام اسحاق رحمہم اللہ اجمعین کے نزدیک آلہ تناسل کو چھونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ان کی دلیل حدیث بسرۃ ہے۔

(2) حضرت علیؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت عمار رضی اللہ عنہم 'امام حسن بصریؒ امام ربیعہؒ امام ثوریؒ امام ابو حنیفہؒ امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن رحمہم اللہ کے نزدیک آلہ تناسل چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ان کی دلیل حدیث طلق ہے۔(۲)

(ابن حزمؒ) وضوء ٹوٹ جاتا ہے اور حدیث طلق منسوخ ہے۔(۳)

(صدیق حسن خانؒ) حق بات یہی ہے کہ وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔(٤)

(راجح) آلہ تناسل کو چھونے سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے بشرطیکہ بغیر کسی حائل (یعنی کپڑے یا پردے وغیرہ) کے چھوا جائے۔(٥)

جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿من أفضى بيده إلىٰ ذكره ليس دونه ستر فقد وجب عليه الوضوء﴾ "جو شخص اپنے آلہ تناسل کو بغیر کسی پردے کے چھوے تو اس پر وضوء واجب ہے۔" مسند شافعی کی روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ إذا أفضى أحدكم إلى ذكره ليس بينها و بينه شئ فليتوضأ﴾ (٦)

ناقض وضوء ہونے میں مرد وعورت کی شرمگاہ (اور قبل و دبر) میں کوئی فرق نہیں

(1) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿من مس فرجه فليتوضأ﴾ "جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے وہ وضوء کرے۔"(٧)

---

(۱) [صحيح : صحيح أبو داود (١٦٧) كتاب الطهارة : باب الرخصة فى ذلك' أبو داود (١٨٢) ترمذى (٨٥) طيالسى (١٠٩٦) نسائى (١٠١/١) أحمد (٢٣/٤) ابن ماجة (٤٨٣) شرح معانى الآثار (٧٦/١) دار قطنى (١٤٩/١) بيهقى (١٣٤/١)]

(۲) [نيل الأوطار (٣٠٣/١) المجموع (٤٦/٢) المبسوط (٦٦/١) المغنى (١٧٨/١) المحلى (٢٣٥/١)]

(۳) [المحلى (٢٣٩/١)]

(٤) [الروضة الندية (١٥٢/١)]

(٥) [نيل الأوطار (٣٠٤/١) تحفة الأحوذى (٢٨٢/١)]

(٦) [صحيح : أحمد (٣٣٣/٢) طحاوى (٧٤/١) الأم للشافعى (٣٤٣١) مسند شافعى (٣٤/١)ابن حبان (٢١٠- الموارد) دار قطنى (١٤٧/١) حاكم (١٣٨/١) طبرانى صغير (٤٢/١) بيهقى (١٣١/١) شرح السنة (٢٦٣/١)] شیخ حازم علی قاضی نے اسے صحیح کہا ہے۔[التعليق على سبل السلام (١٣٩٣١)]

(٧) [صحيح : صحيح ابن ماجة (٣٩٠) كتاب الطهارة و سننها : باب الوضوء من مس الذكر' إرواء الغليل (١١٧) ابن ماجة (٤٨١) شرح معانى الآثار (٧٥/١) بيهقى (١٣٠/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لفظ فرج قبل اور دبر دونوں کو شامل ہے۔(۱)

(2) حضرت عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ﴿أيما رجل مس فرجه فليتوضأ وأيما امرأة مست فرجها فلتتوضأ﴾ ''جو کوئی مرد اپنی شرمگاہ کو چھوئے اسے چاہیے کہ وضوء کرے اور جو کوئی عورت اپنی شرمگاہ کو چھوئے وہ بھی وضوء کرے۔''(۲)

امام ترمذیؒ نے امام بخاریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ ''یہ حدیث میرے نزدیک صحیح ہے۔''(۳)

متفرقات

64- عورت کا بوسہ لینے یا مجرد چھونے سے وضوء نہیں ٹوٹتا

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿أن النبي ﷺ قبل بعض نسائه ثم خرج إلى الصلاة ولم يتوضأ﴾ ''نبی ﷺ نے اپنی کسی اہلیہ کا بوسہ لیا اور نماز کے لیے نکل گئے اور آپ ﷺ نے وضوء نہیں کیا۔''(٤)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور میں آپ کے سامنے جنازے کی طرح لیٹی ہوتی تھی حتی کہ جب آپ ﷺ وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو مجھے پاؤں لگا دیتے۔(٥)

(3) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر سے غائب پایا تو آپ ﷺ کو تلاش کرنا شروع کر دیا (حتی کہ) میں نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے قدموں کی اندرونی جانب رکھا اس وقت آپ ﷺ مسجد میں تھے اور آپ کے قدم کھڑے تھے (یعنی آپ ﷺ حالت سجدہ میں تھے) اور یہ کہہ رہے تھے ﴿اللهم إني أعوذ برضاك من سخطك ...... الخ﴾ (٦)

جن لوگوں نے مجرد عورت کو چھونا ہی ناقض وضوء شمار کیا ہے ان کی دلیل یہ آیت ہے ﴿أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾ [النساء: ٤٣] لیکن یہ آیت ان کے موقف کی دلیل نہیں بنتی کیونکہ آیت میں ''مس'' (چھونے) سے مراد جماع و ہم بستری ہے۔(۷)

---

(۱) [القاموس المحيط (ص/١٨٤)]

(۲) [حسن : إرواء الغليل (تحت الحديث ١١٧) أحمد (٢٢٣/٢) دار قطني (١٤٧/١) ابن الجارود (١٩) شرح معاني الآثار (٧٥/١) بيهقي (١٣٢/١) الإعتبار للحازمي (ص/٤٤)]

(۳) [العلل الكبير (ص/٤٩)]

(٤) [صحيح : صحيح ابن ماجة (٤٠٦) ترمذي (٧٦) كتاب الطهارة : باب ما جاء في ترك الوضوء من القبلة ' ابن ماجة (٥٠٢) أبو داود (١٨٧) نسائي (١٧٠) أحمد (٢١٠/٦) دار قطني (١٣٩/١) بيهقي (١٢٦/١)]

(٥) [صحيح : صحيح نسائي (١٦٠) كتاب الطهارة : باب ترك الوضوء من مس الرجل امرأته من غير شهوة ' صحيح أبو داود (٧٠٧) نسائي (١٠١٣١)] حافظ ابن حجرؒ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔[تلخيص الحبير (٢٢٩/١)]

(٦) [مسلم (٤٧٦) كتاب الصلاة : باب ما يقال في الركوع والسجود ' ترمذي (٣٤٩٣) بيهقي (١٢٧/١)]

(۷) [تفسير فتح القدير (٦٠٢/١) تيسير العلي القدير (٣٩٣٣١) نيل الأوطار (٢٩٧/١) تلخيص الحبير (٢٢٩/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

65- محض شک کی بنا پر دوبارہ وضوء کرنا ضروری نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جب تم میں سے کوئی اپنے پیٹ میں ہوا کی حرکت محسوس کرے اور فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے کہ آیا پیٹ سے کوئی چیز خارج ہوئی ہے یا نہیں؟ تو ایسی صورت میں (وضوء کے لیے) ﴿فلا يخرجن من المسجد حتى يسمع صوتا أو يجد ريحا﴾ "وہ مسجد سے ہرگز باہر نہ نکلے حتی کہ آواز سن لے یا بدبو محسوس کرے۔"(۱)

امام نوویؒ رقمطراز ہیں کہ اس حدیث سے دین کے قواعد میں سے ایک عظیم قاعدہ حاصل ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر چیز اپنی اصل پر باقی رہتی ہے تاوقتیکہ اس کے خلاف یقین و وثوق نہ ہو جائے اور شک و تردد کوئی قابل اعتبار چیز نہیں ہے۔(۲)

66- آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا

(1) حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کے کندھے کا گوشت کاٹ کر کھاتے ہوئے دیکھا" پھر نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور چھری کو پھینک دیا ﴿وصلى ولم يتوضأ﴾ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی لیکن وضوء نہیں کیا۔"(۳)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿كان آخر الأمرين من رسول الله ترك الوضوء مما مست النار﴾ "آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضوء ترک کر دینا ہی رسول اللہ کے دونوں معاملات میں سے آخری تھا۔"(٤)

ان احادیث سے وہ تمام احادیث منسوخ ہو چکی ہیں جن میں آگ سے پکی چیز کھا کر وضوء کا حکم ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے ﴿توضؤوا مما مست النار﴾ "آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضوء کرو۔"(٥)

67- قہقہہ سے وضوء نہیں ٹوٹتا

کیونکہ اس کی کوئی واضح صحیح دلیل موجود نہیں۔ اور جس روایت سے استدلال کرتے ہوئے قہقہہ کو ناقض وضوء شمار کیا

---

(۱) [مسلم (٣٦٢) كتاب الحيض: باب الدليل على أن من تيقن الطهارة ثم شك في الحدث، أبو داود (١٧٧) ترمذى (٧٥) أحمد (٤١٤/٢) ابن خزيمة (٢٤، ٢٨)]

(۲) [شرح مسلم للنووى (٢٨٥/٢)]

(۳) [بخارى (٢٠٨) كتاب الوضوء: باب من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق، مسلم (٣٥٥) ابن ماجة (٤٩٠) ابن الجارود (٢٣) شرح معانى الآثار (٦٦/١) بيهقى (١٥٣/١) ابن حبان (١١٤١) أحمد (١٣٩/٤)]

(٤) [صحيح: صحيح أبو داود (١٧٧) كتاب الطهارة: باب فى ترك الوضوء مما مست النار، أبو داود (١٩٢) نسائى (١٠٨/١) ابن الجارود (٢٤) شرح معانى الآثار (٦٧/١) بيهقى (١٥٥/١)] امام نوویؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔[شرح مسلم (٢٧٩/٢)]

(٥) [مسلم (٣٥٢) كتاب الحيض: باب الوضوء مما مست النار، أحمد (٢٦٥/٢) أبو داود (١٩٤) ترمذى (٧٩) نسائى (١٠٦/١) ابن ماجة (٤٨٥)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے وہ ضعیف ہے جیسا کہ حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک آدمی جس کی آنکھوں میں کچھ تکلیف تھی مسجد میں داخل ہوتے وقت گڑھے میں گر گیا (یہ دیکھ کر) حالت نماز میں بہت زیادہ لوگ ہنسنے لگے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا ﴿من ضحك أن يعيدوا الوضوء والصلاة﴾ ''جو ہنسے ہیں وہ وضوء اور نماز دہرائیں۔''(۱) علاوہ ازیں اس معنی کی دیگر تمام روایات بھی ضعیف و ناقابل احتجاج ہیں۔(۲)

68- گناہ کے ارتکاب سے وضوء کا ٹوٹنا

کسی بھی معصیت کے ارتکاب کی وجہ سے وضوء نہیں ٹوٹتا (خواہ کبیرہ ہو یا صغیرہ) جیسا کہ امام شوکانی رحمہ اللہ نے اسی کو ترجیح دی ہے اور امام ابن منذر رحمہ اللہ سے بھی یہی قول مروی ہے۔(۳)

69- شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے وضوء نہیں ٹوٹتا

(1) کسی بھی محدث و فقیہ نے کتب حدیث و فقہ کے تراجم و ابواب میں اسے نواقض وضوء میں شمار نہیں کیا۔

(2) اس ضمن میں پیش کی جانے والی روایت ضعیف ہے جس میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اس حال میں نماز پڑھتے دیکھا کہ اس کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم ارشاد فرمایا ﴿اذهب فتوضأ﴾ ''جاؤ اور وضوء کرو۔''(٤)

معلوم ہوا کہ شلوار لٹکانا ناقض وضوء تو نہیں تاہم شریعت میں اس گناہ کی جو سزا مقرر ہے وہ بہرحال اسے لازماً مل کر رہے گی۔

70- جن افعال کے لیے وضوء کرنا مستحب ہے

① ذکر اللہ کے لیے:

جیسا کہ حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إني كرهت أن أذكر الله إلا على طهر﴾ ''مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں اللہ کا ذکر کروں مگر صرف پاکی کی حالت میں۔''(٥)

---

(۱) [مجمع الزوائد (۲٤٦/۱)] اس کی سند منقطع ہے جیسا کہ شیخ محمد صبحی حسن حلاق نے بیان کیا ہے کہ ابوالعالیہ کا حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہے۔[التعليق على السيل الجرار (۲٦٤/۱)] مزید برآں اس کی سند میں محمد بن عبدالملک بن مروان بن حکم ابوجعفر واسطی دقیقی راوی مختلف فیہ ہے۔[ميزان الاعتدال (۲۳۲/۳)]

(۲) [السيل الجرار (۱۰۰/۱ ـ ۱۰۱)]

(۳) [السيل الجرار (۹۹/۱) الأوسط لابن المنذر (۲۳۰/۱)]

(٤) [ضعيف : المشكاة (۲۳۸/۱) ضعيف أبو داود (۱۲٤) كتاب الصلاة : باب الإسبال في الصلاة] اس کی سند میں ابو جعفر راوی مجہول ہے جیسا کہ امام منذری رحمہ اللہ اور امام شوکانی رحمہ اللہ نے اسے غیر معروف قرار دیا ہے۔[مختصر سنن ابی داود (۳۲٤/۱) نيل الأوطار (۱۱۸/۳)]

(٥) [صحيح : صحيح أبو داود (۱۳) كتاب الطهارة : باب أيرد السلام وهو يبول ' أبو داود (۱۷) ابن ماجة (۳٥۰) نسائی (۳۷/۱) أحمد (۳٥٤/٤) ابن خزيمة (۲۰٦) ابن حبان (۱۸۹) شرح معاني الآثار (۸٥/۱) طبرانی کبیر (۷۸۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② ہر حدث کے وقت:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صبح کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا اے بلال! کس عمل کی وجہ سے تو مجھ سے جنت میں سبقت لے گیا ہے؟ بلاشبہ گذشتہ شب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے سامنے تمہارے چلنے کی آواز سنی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں نے ہمیشہ آذان دینے کے بعد دو رکعتیں ادا کی ہیں ﴿ولا أصابني حدث قط إلا توضأت عنده﴾ ''اور جب بھی بے وضوء ہوا اسی وقت وضوء کر لیا۔'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اسی کے بدلے'' (مجھے تمہاری آواز سنائی گئی ہے)۔(۱)

③ غسل جنابت سے پہلے:

جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو پہلے اپنے ہاتھ دھوتے ﴿ثم توضأ كما يتوضأ للصلاة﴾ ''پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح وضوء کرتے جیسے نماز کے لیے وضوء کرتے تھے......الخ۔''(۲)

④ سونے سے پہلے:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا ﴿إذا أتيت مضجعك فتوضأ وضوئك للصلاة......﴾ ''جب تم اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرو تو نماز کے وضوء کی طرح وضوء کر لیا کرو۔''(۳)

⑤ حالت جنابت میں کھانے یا سونے سے پہلے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنابت میں کچھ کھانا چاہتے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضوء کر لیتے۔''(٤)

⑥ ایک ہی رات دوسری مرتبہ مباشرت سے پہلے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی اپنی اہلیہ سے مباشرت و ہم بستری کرے' پھر دوبارہ لوٹنے (جماع کرنے) کا ارادہ کرے تو اسے وضوء کر لینا چاہیے۔''(٥)

⑦ میت کو اٹھانے کی وجہ سے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿من غسل ميتا فليغتسل ومن حمله فليتوضأ﴾ ''جو شخص میت کو غسل دے وہ غسل

---

(۱) [**صحيح** : صحيح الترغيب (۲۰۱) كتاب الطهارة : باب الترغيب في المحافظة على الوضوء وتجديده ' أحمد (٣٦٠/٥)]

(۲) [بخاری (٢٤٨) كتاب الغسل : باب الوضوء قبل الغسل]

(۳) [بخاری (٢٤٧) كتاب الوضوء : باب فضل من بات على الوضوء]

(٤) [**صحيح** : أبو داود (٢٢٤) كتاب الطهارة : باب من قال يتوضأ الجنب ' مسلم (٣٠٥) نسائی (١٣٨/١) ابن ماجة (٥٩١) صحيح أبو داود (٢٠٨)]

(٥) [مسلم (٣٠٨) كتاب الحيض: باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له...... ' أحمد (٢٨/٣) أبو داود (٢٢٠) ترمذی (١٤١) ابن ماجة (٥٨٧) حاكم (١٥٢/١) بيهقی (٢٠٣/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے اور جو اسے اٹھائے وہ وضوء کرے۔''(۱)

اس حدیث کی مزید وضاحت " باب الغسل " کے بیان میں آئے گی۔

⑧ قے کے بعد:

جیسا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أن النبی ﷺ قاء فتوضأ﴾ ''نبی ﷺ نے قے کی تو وضوء کرلیا۔''(۲)

71- تلاوت قرآن بغیر وضوء بھی درست ہے

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سو رہے تھے حتی کہ جب بیدار ہوئے تو اپنی آنکھوں کو ہاتھ سے صاف کیا ﴿وقرأ العشر الآيات الخواتم من سورة آل عمران ثم قام إلى شن معلقة فتوضأ منها فأحسن الوضوء ثم قام يصلي﴾ ''اور سورت آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت فرمائی' پھر لٹکے ہوئے مشکیزے کی طرف بڑھے اور وضوء کیا' پھر نماز شروع کردی۔''(۳)

اس حدیث پر امام بخاریؒ نے یہ باب قائم کیا ہے ((قراءة القرآن بعد الحدث وغيره)) ''بے وضوء ہونے کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔''

معلوم ہوا کہ بے وضوء ہونے کے باوجود انسان قرآن کی تلاوت کرسکتا ہے۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل حدیث سے بھی اس کا اشارہ ملتا ہے۔

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿كان رسول الله يذكر الله على كل أحيانه﴾ ''رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔''(٤)

72- کیا قرآن پکڑنے کے لیے وضوء ضروری ہے؟

حدیث نبوی ہے کہ ﴿لا يمس القرآن إلا طاهر﴾ ''قرآن کو صرف طاہر ہی ہاتھ لگائے۔''(٥)

---

(۱) [صحيح : إرواء الغليل (١٤٤) ترمذي (٩٩٣) كتاب الجنائز : باب ما جاء في الغسل من غسل الميت' ابن ماجة (١٤٦٣) عبدالرزاق (٦١١١)]

(۲) [صحيح : صحيح ترمذي (٧٦) كتاب الطهارة : باب الوضوء من القيء والرعاف]

(۳) [بخاري (١٨٣) كتاب الوضوء' مسلم (١٢٧٤)]

(٤) [مسلم (٣٧٣) كتاب الحيض : باب ذكر الله تعالى في حال الجنابة وغيرها' بخاري تعليقا (٣٠٥/١) أبو داود (١٨) ترمذي (٣٣٨٤) ابن ماجة (٣٠٢) بيهقي (٩٠/١) أحمد (٧٠/٦) ابن خزيمة (٢٠٧) شرح السنة (٣٦١/١) أبو يعلى (٤٦٩٩)]

(٥) [صحيح : إرواء الغليل (١٢٢) موطا (٤١٩) كتاب النداء للصلاة : باب الأمر بالوضوء لمن مس المصحف' نسائي (٥٧/٨) دارمي (١٦١/٢) ابن حبان (٧٩٣ ـ الموارد) دار قطني (١٢٢/١) بيهقي (٨٧/١) معرفة السنن والآثار (٢١١/٦)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں موجود لفظ طاہر کے معنی ومفہوم میں اختلاف کی وجہ سے اس مسئلہ میں بھی اختلاف کیا گیا ہے۔

① بعض کے نزدیک ہر مسلمان شخص ''خواہ وہ کسی بھی حالت میں ہو'' قرآن پکڑ سکتا ہے۔ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) عموم مشترک جائز نہیں: یعنی مذکورہ حدیث میں موجود لفظ طاہر سے مراد کیا صرف باوضوء ہے؟ اس کی کوئی واضح دلیل موجود نہیں کیونکہ لفظ طاہر عام ومشترک ہے اور یہ لفظ مومن' حدث اکبر سے طاہر' حدث اصغر سے طاہر اور جس کے بدن پر پلیدگی نہ ہو سب پر بولا جاتا ہے......لہذا زیادہ راجح بات یہی ہے کہ جب تک اس کی تعیین نہیں ہو جاتی اس پر عمل نہ کیا جائے۔جیسا کہ امام شوکانیؒ نے نقل کیا ہے۔(۱)

(2) لفظ طاہر کی تعیین مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

مدینہ کے کسی راستے پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔اس وقت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حالت جنابت میں تھے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں پیچھے رہ کر لوٹ گیا اور غسل کر کے واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے ابو ہریرہ! کہاں چلے گئے تھے۔انہوں نے جواب دیا کہ میں حالت جنابت میں تھا اس لیے میں نے آپ کے ساتھ بغیر غسل کے بیٹھنا برا سمجھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿سبحان الله إن المومن لا ينجس﴾ ''سبحان اللہ! بلاشبہ مومن نجس نہیں ہوتا۔''(۲)

معلوم ہوا کہ مومن ہر حال میں طاہر ہی رہتا ہے جبکہ اس کے برخلاف مشرک نجس ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ [التوبہ:۲۸] اس وضاحت سے ثابت ہوا کہ حدیث میں موجود لفظ طاہر سے مراد مومن ہے یعنی مومن ہر حال میں قرآن پکڑ سکتا ہے خواہ جنبی ہو یا بے وضوء جبکہ مشرک اسے کسی حال میں بھی نہیں چھو سکتا۔

(3) دشمن کے علاقے میں قرآن لے جانے سے بھی اسی لیے منع کیا گیا ہے تاکہ یہ کہیں دشمن (مشرکین) کے ہاتھ نہ لگ جائے جیسا کہ حدیث نبوی ہے کہ ﴿لا تسافروا بالقرآن فإني أخاف أن يناله العدو﴾ ''سفر میں قرآن لے کر مت جاؤ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اسے دشمن نہ پکڑ لے۔''(۳)

اس سے معلوم ہوا کہ اصل مقصود یہ ہے کہ کوئی مشرک قرآن کو نہ چھوئے۔

(البانیؒ) صرف مشرک قرآن کو نہیں چھو سکتا اس کے علاوہ مومن ہر حال میں قرآن پکڑ سکتا ہے جیسا کہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لفظ طاہر کے معنی کی تعیین کے لیے کافی ہے۔(۴)

② بعض لوگوں کا خیال ہے کہ لفظ طاہر کے اشتراک میں جو بھی اشیاء شامل ہیں ان سب میں طہارت کا ہونا ضروری ہے یعنی

---

(۱) [تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: نيل الأوطار (۳۱۵/۱)]

(۲) [بخاری (۲۸۳) كتاب الغسل : باب عرق الجنب وأن المسلم لا ينجس' مسلم (۳۷۱) أبو داود (۲۳۱) ترمذی (۱۲۱) ابن ماجة (۵۳٤) أحمد (۲۳۵/۲) أبو عوانة (۲۷۵/۱) شرح معانی الآثار (۷/۱)]

(۳) [صحيح : مسند أحمد بتخريج أحمد شاكر (٤٥۰۷)]

(٤) [تمام المنة (ص/۱۱٦)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن پکڑنے کے لیے مومن ہونا' حدث اکبر سے پاک ہونا اور باوضوء ہونا وغیرہ سب لازم ہے۔ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حسب امکان عموم مشترک پر عمل ضروری ہے: یعنی اگر مشترک کے تمام معانی پر عمل کرنا ممکن ہو تو سب پر عمل کیا جائے گا جیسا کہ جمہور شافعیہ وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔(۱)

(2) اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ جسے حدث اکبر لاحق ہو اس کے لیے قرآن پکڑنا جائز نہیں صرف امام داودؒ نے اس کی مخالفت کی ہے جیسا کہ امام شوکانیؒ نے نقل کیا ہے۔(۲)

(3) حدیث میں لفظ طاہر مطلقا استعمال ہوا ہے اور جب یہ لفظ مطلق طور پر استعمال ہو تو عموما باوضوء پر ہی بولا جاتا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث اس پر شاہد ہیں:

① حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ﴿ما عملت عملا أرجى عندي غير أني لم أتطهر طهورا في ساعة من ليل ولا نهار إلا صليت بذلك الطهور ما كتب لي أن أصلي﴾ ''میں نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جو مجھے اس سے زیادہ پر امید ہو کہ میں نے شب و روز میں جب بھی وضوء کیا تو اس وضوء کے ساتھ جس قدر میرے مقدر میں لکھی ہوئی تھی اتنی نماز پڑھی۔''(۳)

② نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران قضائے حاجت سلام کا جواب نہ دیا پھر وضوء کرنے کے بعد جواب دیا اور فرمایا ﴿إني كرهت أن أذكر الله إلا على طهر﴾ ''بے شک میں نے یہ ناپسند کیا کہ پاکیزگی کی حالت کے علاوہ اللہ کا ذکر کروں۔''(٤)

③ ﴿أن رسول الله كان أمر بالوضوء لكل صلاة طاهرا كان أو غير طاهر﴾ ''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کے لیے وضوء کا حکم دیا گیا تھا خواہ آپ (پہلے سے ہی) باوضوء ہوں یا بے وضوء ہوں۔''(٥)

④ ﴿ما من مسلم يبيت على ذكر طاهرا فيتعار من الليل فيسئال الله خيرا من الدنيا والآخرة إلا أعطاه الله إياه﴾ ''جو کوئی مسلمان ذکر کر کے باوضوء ہو کر سوتا ہے پھر رات کو اٹھ کر اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی خیر مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرما دیتے ہیں۔''(٦)

(4) متعدد محدثین نے کتب حدیث میں لفظ طاہر سے باوضوء ہی مراد لیا ہے۔

① امام بخاریؒ اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''صحیح بخاری'' میں باب نقل فرماتے ہیں کہ ''باب: إذا بات طاهرا '' اس کے تحت حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہا ﴿إذا أتيت مضجعك فتوضأ وضوئك للصلاة......الخ﴾(۷)

---

(۱) [أصول الفقه الإسلامي للدكتور وهبه الزحيلي (۲۸۷/۱) كشف الأسرار (۳۹/۱)]

(۲) [نيل الأوطار (۳۱٥/۱)]

(۳) [بخاری (۱۱٤۹) كتاب التهجد : باب فضل الطهور بالليل والنهار......]

(٤) [صحيح : صحيح أبو داود (۱۳) كتاب الطهارة : باب أيرد السلام وهو يبول ' أبو داود (۱۷)]

(٥) [حسن : صحيح أبو داود (۳۸) كتاب الطهارة : باب السواك ' أبو داود (٤۸)]

(٦) [صحيح : صحيح أبو داود (٤۲۱٦) كتاب النوم : باب في النوم على طهارة ' أبو داود (٥۰٤۲)]

(۷) [بخاری (٦۳۱۱) كتاب الدعوات]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② امام ترمذیؒ نے یہ باب قائم کیا ہے ''باب ما جاء فی فضل الطهور'' اور اس کے تحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث نقل کی ہے ﴿إذا توضأ العبد المسلم ـ أو المؤمن ـ فغسل وجهه......الخ﴾ (۱)

③ امام مالکؒ نے ان الفاظ میں باب قائم کیا ہے ''باب: الأمر بالوضوء لمن مس القرآن'' اور اس کے تحت یہ حدیث ذکر کی ہے ﴿لا یمس القرآن إلا طاهر﴾(۲)

(5) بعض آثار صحابہ بھی اس کے مؤید ہیں۔

① حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے مصعب کو وضوء کر کے قرآن پکڑنے کا حکم دیا۔(۳)

② حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے قضائے حاجت کے بعد بے وضگی کی حالت میں قرآن پکڑنے سے اجتناب کیا۔(٤)

(6) ائمہ اربعہ بھی اسی کے قائل ہیں۔(٥)

(7) جب یہ بات مسلم ہے کہ لفظ طاہر میں باوضوء بھی شامل ہے تو بالآخر کس دلیل کی بنا پر اسے لفظ طاہر سے خارج کیا جاتا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی جس حدیث سے لفظ طاہر کو صرف مومن کے لیے خاص کیا جاتا ہے اس میں یکسر ایسی کوئی بات موجود نہیں کہ لفظ طاہر سے مراد صرف مومن ہی ہے۔

(راجح) زیادہ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پکڑنے کے لیے وضوء کیا جائے اور یہ بات یاد رہے کہ جب قرآن پکڑنے کے لیے وضوء ضروری ہے تو حالت جنابت یا حالت حیض سے پاک ہونا بالاولی ضروری ہے۔

(ابن تیمیہؒ) کسی نے سوال کیا کہ قرآن کو بغیر وضوء کیے پکڑنا جائز ہے یا نہیں؟ تو انہوں نے جواب میں ائمہ اربعہ کا مذہب نقل کیا کہ قرآن کو صرف طاہر ہی پکڑ سکتا ہے اور مزید ذکر کیا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کا بھی یہی موقف ہے نیز صحابہ میں ان کا کوئی مخالف بھی معروف نہیں۔(٦)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) طاہر سے مراد باوضوء ہے۔(۷)

(ملا علی قاریؒ) قرآن کو طاہر کے سوا جنبی یا بے وضوء نہ پکڑے۔(۸)

---

(۱) [صحیح : صحیح ترمذی (۲) کتاب الطهارة]

(۲) [مؤطا : کتاب القرآن]

(۳) [صحیح : إرواء الغلیل (۱۶۱/۱) مؤطا (٤۲/۱)]

(٤) [ذکره السیوطی فی الدر المنثور (۱٦۲/٦) وعزاه لسعید بن منصور و ابن أبی شیبه فی المصنف وابن المنذر والحاکم وصححه]

(٥) [المغنی لابن قدامة (۲۰۲/۱'۲۰۳)]

(٦) [الفتاوی الکبری (۲۸۰/۱)]

(۷) [تحفة الأحوذی (٤۷۸۳۱)]

(۸) [أیضا]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب الغسل ❶ غسل کا بیان

پہلی فصل

غسل کو واجب کر دینے والی اشیاء

يَجِبُ بِخُرُوجِ الْمَنِيِّ بِشَهْوَةٍ وَلَوْ بِتَفَكُّرٍ بِالْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنِ	غسل شہوانی خیالات یا ختنے ملنے کی وجہ سے منی کے خارج ہونے سے واجب ہو جاتا ہے۔ ❷

❶ **لغوی وضاحت:** لفظ غسل اگر غین کے ضمہ کے ساتھ ہو تو اس سے مراد غسل (نہانا) ہے اور اگر غین کے فتحہ کے ساتھ ہو تو مصدر ہے باب غَسَلَ يَغْسِلُ (ضرب) سے جس کا معنی ''دھونا'' ہے اور اغتسل (افتعال) کا معنی ''غسل کرنا'' ہے۔(۱)

شرعی تعریف: نیت کے ساتھ مکمل بدن پر پاک پانی بہانا غسل کہلاتا ہے۔(۲)

❷ (1) ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾ [المائدة :٦] ''اگر تم حالت جنابت میں ہو تو غسل کر لو'' (واضح رہے کہ جنابت ایسی حالت کو کہتے ہیں جو احتلام یا بیوی سے ہم بستری کی وجہ سے انسان کو لاحق ہوتی ہے۔)

(2) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿وفى المنى الغسل﴾ ''اور منی (خارج ہونے کی صورت) میں غسل (واجب) ہے۔''(۳)

منی خارج ہونے کی صورت میں وجوب غسل میں کوئی اختلاف معروف نہیں ہے البتہ اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ اگر منی خارج نہ ہو بلکہ صرف شرمگاہوں کے ملتے ہی غسل واجب ہو جائے گا یا کہ وجوب غسل کے لیے منی کا خارج ہونا ضروری ہے۔(٤)

(خلفاء اربعہ، جمہور صحابہ و تابعین وفقہاء) انزال (منی کا خروج) ہونا ضروری نہیں بلکہ مجرد شرمگاہوں کے ملنے سے ہی غسل واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إذا جلس أحدكم بين شعبها الأربع ثم جهدها فقد وجب عليه الغسل﴾ ''جب تم میں سے کوئی عورت کی چار شاخوں (دو بازو اور دو ٹانگوں) کے درمیان بیٹھے پھر

---

(۱) [القاموس المحيط (ص/٩٣٥)]

(۲) [كشاف القناع (١٥١/١) مغنى المحتاج (٦٨/١)]

(۳) [أحمد (١٢٩/١) بخارى (١٧٨) كتاب الوضوء : باب من لم يرالوضوء إلا من المخرجين من القبل والدبر، مسلم (٣٠٣) أبو داود (٢٠٦) نسائى (١١١/١) ابن ماجة (٥٠٤) موطا (٤٠/١) بيهقى (١١٥/١) ابن خزيمة (١٨-١٩) أبو يعلى (٣١٤)]

(٤) [الروضة الندية (١٥٦/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے (مباشرت کے لیے) کوشش کرے تو اس پر غسل واجب ہو جائے گا۔'' اور صحیح مسلم کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے ﴿وإن لم ینزل﴾ ''خواہ انزال نہ ہوا ہو (تب بھی غسل واجب ہو جائے گا)۔'' (۱)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو اپنی بیوی سے ہم بستری کرتا ہے پھر اس کا عضو تناسل (انزال سے پہلے ہی) سست پڑ جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہیں بیٹھی تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إنی لأفعل ذلك أنا وهذه ثم نغتسل﴾ ''بے شک میں اور یہ اسی طرح کرتے ہیں پھر ہم غسل کر لیتے ہیں۔'' (۲)

(نوویؒ) غسل کے وجوب پر اجماع ہے جبکہ حشفہ (مرد کے عضو تناسل کا وہ حصہ جہاں سے ختنہ کے وقت کاٹا جاتا ہے) شرمگاہ میں غائب ہو جائے۔ (۳)

جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ جس حدیث میں ہے کہ ﴿الماء من الماء﴾ ''پانی پانی سے ہے'' یعنی غسل کا وجوب انزال منی سے ہی ہے' وہ منسوخ ہو چکی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث اس کا ثبوت ہے:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''بلا شبہ وہ فتویٰ جسے لوگ بیان کرتے تھے ﴿الماء من الماء﴾ ایسی رخصت تھی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے اسلام میں عنایت فرمایا تھا ﴿ثم أمرنا بالاغتسال بعدها﴾ ''پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (مجرد دخول سے ہی) غسل کرنے کا حکم دے دیا۔'' (٤)

(صدیق حسن خانؒ) غسل جنابت دونوں میں سے ایک کام کے ساتھ واجب ہو جاتا ہے۔

(1) حشفہ کے شرمگاہ میں داخل کر دینے سے۔ (2) مرد یا عورت سے مائے دافق (منی) کے خارج ہونے سے۔ (٥)

مذکورہ مسئلے کی مخالفت کرنے والوں میں حضرت ابو سعید خدری' حضرت زید بن خالد' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت معاذ' حضرت رافع بن خدیج' حضرت علی رضی اللہ عنہم' حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور ظاہریہ شامل ہیں۔ ان کا موقف یہ ہے کہ غسل صرف انزال کی صورت میں ہی واجب ہوتا ہے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿الماء من الماء﴾ ''پانی کا استعمال خروج پانی سے ہے۔'' (٦)

---

(۱) [بخاری (۲۹۱) كتاب الغسل : باب إذا التقى الختانان ' مسلم (۳٤۸) أبو داود (۲۱٦) ابن ماجة (٦۰۸) دارمی (۱۹٤/۱) دار قطنی (۱۱۳/۱) بیهقی (۱٦٤/۱) أحمد (۲٤۷/۲) ابن حبان (۱۱۷۸)]

(۲) [مسلم (۳٥۰) كتاب الحيض : أيضا ' أحمد (٦۸/٦)]

(۳) [شرح مسلم (۲۷٦/۲)]

(٤) [**صحیح** : صحیح ابن ماجة (٤۹۳) أبو داود (۲۱٥) كتاب الطهارة : باب في الإكسال ' ابن أبي شيبة (۸۹/۱) أحمد (۱۱٥/٥) دارمی (۱۹٤/۱) ترمذی (۱۱۰) ابن ماجة (٦۰۹) شرح معاني الآثار (٥۷/۱) دار قطنی (۱۲٦/۱) بیهقی (۱٦٥/۱) ابن خزيمة (۲۲٥) ابن حبان (۲۲۸ ـ الموارد)] مذکورہ مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: فتح الباری (۳۹۷/۱) تلخیص الحبیر (۱۳٥/۱) نصب الرایة (۸۲/۱)]

(٥) [الروضة الندية (۱٥۸/۱)]

(٦) [مسلم (۳٤۳) كتاب الحيض : باب إنما الماء من الماء' ترمذی (۱۱۲) نسائی (۱۹۹)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہ حدیث منسوخ ہو چکی ہے جیسا کہ گذشتہ حدیث اُبی بن کعب اس پر شاہد ہے۔

(راجح) جمہور کا موقف راجح ہے۔(۱)

وَبِانْقِطَاعِ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ	حیض یا نفاس کے ختم ہونے پر۔ ❶

❶ (1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ...... فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾ [البقرۃ: ۲۲۲] ''وہ لوگ آپ سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں تو کہہ دیجیے یہ گندگی ہے لہٰذا حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ ہاں جب وہ پاک ہو جائیں (یعنی غسل کر لیں) تو ان کے پاس اس راستے سے جاؤ جہاں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے۔''

امام شوکانیؒ بیان کرتے ہیں کہ آیت میں ﴿فإذا تطهرن﴾ سے مراد ہے ''جب وہ غسل کر لیں۔''(۲)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت اُبی حبیش رضی اللہ عنہا سے کہا ''جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دو'' ﴿وإذا أدبرت فاغتسلي وصلي﴾ ''اور جب وہ ختم ہو جائے تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔''(۳)

حیض اور نفاس کا خون ختم ہونے کے بعد غسل کے وجوب پر اجماع ہے۔(٤)

وَبِالْاِحْتِلَامِ مَعَ وُجُوْدِ بَلَلٍ	اور احتلام کی وجہ سے جبکہ تری کا وجود ہو۔ ❶

❶ (1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو تری کو تو دیکھتا ہے لیکن اسے احتلام یاد نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿يغتسل﴾ ''وہ غسل کرے گا'' پھر ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جسے اتنا تو معلوم ہے کہ اسے احتلام ہوا ہے لیکن وہ تری نہیں پاتا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لا غسل عليه﴾ ''اس پر کوئی غسل نہیں۔''(٥)

(2) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ سے سوال کیا کہ کیا جب عورت کو احتلام ہو

---

(۱) [تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: نيل الأوطار (۳۳۲/۱) سبل السلام (۱۸۲/۱) الروضة الندية (۱۵٦/۱) شرح مسلم للنووى (۲۷٦/۲)]

(۲) [السيل الجرار (۱٤۷/۱)]

(۳) [بخارى (۳۰٦) كتاب الحيض: باب الاستحاضة ' مسلم (۳۳۳) مؤطا (٦۱/۱) أبو داود (۲۸۲) ترمذى (۱۲٥) نسائى (۱۸٦/۱) ابن ماجة (٦۲٤) أحمد (٤۲/٦) ابن أبي شيبة (۱۲٥/۱) عبدالرزاق (۱۱٦٥) أبو عوانة (۳۱۹/۱) دارمى (۱۹۹/۱) دار قطنى (۲۰٦/۱) بيهقى (۳۲۳/۱)]

(٤) [المجموع (۱٤۸/۲) الفقه الإسلامى وأدلته (٥۱۹/۱)]

(٥) [حسن: صحيح أبو داود (۲۱٦) كتاب الطهارة: باب فى الرجل يجد البلة فى منامه' أبو داود (۲۳٦) ترمذى (۱۱۳) ابن ماجة (٦۱۲) دارمى (۱٦۱/۱) أحمد (۲٥٦/٦) بيهقى (۱٦۸/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مائے تو اس پر غسل فرض ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿نعم إذا رأت الماء﴾ ''ہاں جب وہ پانی دیکھے۔'' (۱)

3) حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے ایسی عورت کے متعلق سوال کیا جو اپنی نیند میں وہ چیز دیکھتی ہے جو کہ مرد دیکھتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ليس عليها غسل حتى تنزل﴾ ''اس پر کوئی غسل نہیں ہے جب تک کہ اسے انزال نہ ہو جائے۔'' (۲)

4) اس بات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ محتلم جب تری دیکھے تب اس پر غسل واجب ہوتا ہے۔ (۳)

وَبِالْمَوْتِ وَبِالْإِسْلَامِ	اور موت ❶ یا اسلام لانے سے۔ ❷

❶ اس سے مراد یہ ہے کہ زندوں پر واجب ہے کہ مردے کو غسل دیں اور ایسی تمام احادیث جن میں میت کو غسل دینے کا حکم ہے اس کی دلیل ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ﴿اغسلوه بماء وسدر﴾ ''اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو۔'' (٤)

امیر صنعانیؒ) یہ حدیث غسل میت کے وجوب کی دلیل ہے۔ (٥)

نوویؒ) غسل میت کے وجوب پر اجماع ہے۔ (٦)

❷ (1) حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس اسلام لانے کے ارادے سے گیا ﴿فأمرني أن أغتسل بماء و سدر﴾ ''تو آپ ﷺ نے مجھے پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل کرنے کا حکم دیا۔'' (٧)

2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا ﴿اذهبوا به إلى حائط بن فلان فمروه أن يغتسل﴾ ''اسے بنو فلاں کے باغ میں لے جا کر غسل کرنے کا حکم دو۔'' (٨)

---

١) [بخارى (٢٨٢) كتاب الغسل : باب إذا احتلمت المرأة ' مسلم (٣١٣) مؤطا (٥١/١) نسائى (١١٤/١) ابن ماجة (٦٠٠) إحمد (٣٠٢/٦) أبو عوانة (٢٩١/١) عبدالرزاق (١٠٤٩) حميدى (٢٩٨) ابن خزيمة (٢٣٥) أبو يعلى (٦٨٩٥) ابن حبان (١١٥١ ـ الإحسان)]

٢) [حسن : صحيح ابن ماجة (٤٨٦) كتاب الطهارة و سننها : باب ماجاء فى المرأة ترى فى منامها ' ابن ماجة (٦٠٢) نسائى (١١٥/١) أحمد (٤٠٩/٦)]

٣) [الإجماع لابن المنذر (ص/٣٦)]

٤) [بخارى (١٨٤٩) كتاب الحج : باب المحرم يموت بعرفة ' مسلم (٢٠٩٢)]

٥) [سبل السلام (٧٢٨/٢)]

٦) [المجموع (١٢٨/٥)]

٧) [صحيح : صحيح أبو داود (٣٤٢) كتاب الطهارة : باب فى الرجل يسلم فيؤمر بالغسل ' أبو داود (٣٥٥) ترمذى (٦٠٥) نسائى (١٠٩/١) أحمد (٦١/٥) ابن خزيمة (٢٥٤) ابن حبان (٢٣٤ ـ الموارد) طبرانى كبير (٣٣٨/١٨)]

٨) [صحيح : إرواء الغليل (تحت الحديث / ١٢٨) أحمد (٤٨٣/٢) عبدالرزاق (١٩٢٢٦) ابن خزيمة (٢٥٣) ابن حبان (١٢٣٨) بيهقى (١٧١/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کی اصل صحیحین میں ہے لیکن اُس میں غسل کے حکم کا ذکر نہیں ہے بلکہ مجرد حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ کے ازخود غسل کرنے کا ذکر ہے۔(۱)

اس مسئلے میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے۔

(احمدؒ، مالکؒ) ہر مسلمان ہونے والے شخص پر غسل واجب ہے۔امام ابن منذرؒ اور امام ابو ثورؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(ابو حنیفہؒ، شافعیؒ) اگر انسان جنبی نہ ہو تو غسل صرف مستحب ہے اور وضوء بھی کفایت کر جائے گا۔(۲)

(راجح) گذشتہ احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح حکم وجوب کو ثابت کرتا ہے۔(۳)

متفرقات

73- حائضہ اور جنبی کے لیے قرآن پڑھنا حرام نہیں بلکہ مکروہ ہے

جیسا کہ دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ﴿أنه لم یر فی القراءة للجنب باسا﴾ ''وہ جنبی کے لیے قراءت (قرآن) میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔'' (٤)

حافظ ابن حجرؒ رقمطراز ہیں کہ امام ابن بطالؒ وغیرہ نے کہا ہے کہ امام بخاریؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث (یعنی "غیر أن لا تطوفی بالبیت") کے ساتھ حائضہ اور جنبی کے لیے قرآن پڑھنے کے جواز پر استدلال کیا ہے کیونکہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مناسک حج میں سے صرف طواف کو ہی مستثنیٰ کیا ہے جبکہ طواف کے علاوہ مناسک حج میں ذکر، تلبیہ اور دعا وغیرہ سب شامل ہیں۔(٥)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔(٦)

(3) امام حماد بن أبی سلیمانؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے جنبی کی قراءت کے متعلق سوال کیا؟ تو انہوں نے اس میں کچھ حرج نہ محسوس کرتے ہوئے کہا ﴿ألیس فی جوفه القرآن؟﴾ ''کیا اس کے پیٹ میں قرآن نہیں ہے۔'' (٧)

---

(١) [بخاری (٤٦٢) کتاب الصلاة : باب الاغتسال إذا أسلم......، مسلم (١٧٦٤) أبو داود (٢٦٧٩) نسائی (١٠٩/١) أحمد (٢٤٦/٢)]

(٢) [المغنی (٢٣٩/١) المجموع (١٥٣/٢) نیل الأوطار (٣٣٨/١) الفقه الإسلامی وأدلته (٥٢١/١)]

(٣) [نیل الأوطار (٣٣٨/١) الروضة الندیة (١٦٢/١)]

(٤) [بخاری تعلیقا (٤٨٥/١) کتاب الحیض : باب تقضی الحائض المناسك کلها إلا الطواف بالبیت]

(٥) [فتح الباری (٤٨٦/١)]

(٦) [مسلم (٣٧٣) أبو داود (١٨)]

(٧) [تمام المنة (ص/١١٨)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(4) ''براءۃ اصلیہ'' کا قاعدہ بھی اس کی دلیل ہے۔

حائضہ اور جنبی کے لیے قراءتِ قرآن کی حرمت میں پیش کیے جانے والے دلائل اور ان کا ناقدانہ تجزیہ حسب ذیل ہے:

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لا تقرأ الحائض و لا الجنب شيئا من القرآن﴾ ''حائضہ اور جنبی قرآن سے کچھ نہ پڑھیں۔''(۱) یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس میں اسماعیل بن عیاش راوی ہے جو کہ اگر حجازیوں سے روایت بیان کرے تو ضعیف ہوتی ہے اور یہ روایت حجازیوں سے ہے۔(۲)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا انہوں نے اسماعیل بن عیاش کی حدیث بیان کی پھر کہا یہ خطا ہے یہ تو محض حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے۔(۳)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لا تقرأ الحائض و لا النفساء من القرآن شيئا﴾ ''حائضہ اور نفاس والی خواتین قرآن سے کچھ نہ پڑھیں۔''(٤) یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں محمد بن فضل راوی متروک ہے اور اسے احادیث گھڑنے کا بھی موردِ الزام ٹھہرایا گیا ہے۔(٥)

یہی روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی مروی ہے لیکن اس کی سند میں یحیی بن ابی انیسہ راوی کذاب ہے اس لیے وہ بھی ضعیف ہے۔(٦)

امام شوکانی رحمہ اللہ ان دونوں احادیث کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ ''یہ دونوں احادیث اس مسئلے میں دلیل نہیں بن سکتیں اور بغیر دلیل کے اسے (حائضہ اور جنبی کی قراءت قرآن کو) حرام نہیں کہا جا سکتا۔(۷)

(3) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أنه لم يكن يحجزه عن القرآن شيئ سوى الجنابة﴾ ''بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن (پڑھنے) سے سوائے جنابت کے کوئی چیز نہیں روکتی تھی۔''(۸)

---

(۱) [منكر : ضعيف ترمذى (۱۸) كتاب الطهارة : باب ما جآء فى الجنب والحائض أنهما لا يقرآن القرآن ' ترمذى (۱۳۱) شرح السنة (۲/٤۲) ابن ماجة (٥۹٥) بيهقى (۱/۸۹) دار قطنى (۱/۱۱۷)]

(۲) [ميزان الاعتدال (۱/۲٤۰)]

(۳) [العلل لابن أبى حاتم (۱/٤۹)]

(٤) [ضعيف : دار قطنى (۲/۸۷) أبو نعيم فى الحلية (٤/۲۲)]

(٥) [تلخيص الحبير (۱/۲٤۰)]

(٦) [دارقطنى (۱/۱۲۱)]

(۷) [نيل الأوطار (۱/۳٤۱)]

(۸) [ضعيف : إرواء الغليل (۲/۲٤۲) تمام المنة (ص/۱۱٦) أحمد (۱/۸۳) أبو داود (۲۲۹) ترمذى (۱٤٦) نسائى (۲٦٦) ابن ماجة (٥۹٤) ابن خزيمة (۲۰۸) صحيح ابن حبان (۲/۸٥) حاكم (٤/۱۰۷) دارقطنى (۱/۱۱۹) بيهقى (۱/۸۸) أبو يعلى (۱/۲٤۷) شرح السنة (۲/٤۱) حميدى (۱/۳۱) ابن أبى شيبة (۱/۱۰٤)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(4) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿كان رسول الله ﷺ يقرئنا القرآن مالم يكن جنبا﴾ ”رسول اللہ ﷺ ہمیں حالت جنابت کے علاوہ ہر حال میں قرآن پڑھا دیا کرتے تھے۔“(۱)

امام نوویؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔(۲)

بالفرض اگر اس حدیث کو صحیح یا حسن تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس میں صرف آپ ﷺ کے فعل کا بیان ہے اور مجرد فعل سے حرمت ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ اصول میں یہ بات ثابت ہے۔(۳)

(5) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے وضوء کیا پھر قرآن کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کے بعد فرمایا ﴿هكذا لمن ليس بجنب فأما الجنب فلا ولا آية﴾ ”اس طرح کرنا ایسے شخص کے لیے (جائز) ہے جو جنبی نہیں ہے اور جو جنبی ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا بلکہ ایک آیت بھی تلاوت نہیں کر سکتا۔“(٤)

(البانیؒ) (ضعیف ہونے کی وجہ سے) اس حدیث سے قراءت قرآن کی حرمت پر استدلال ساقط ہو گیا لہذا اصل کی طرف رجوع کرنا واجب ہے اور وہ اباحت ہے۔(۵)

(داودؒ، ابن حزمؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٦)

(شافعیؒ) جنبی پر مطلق طور پر قراءت قرآن حرام ہے۔

(ابوحنیفہؒ) صرف ایک آیت سے کم تلاوت جائز ہے کیونکہ یہ قرآن نہیں ہے۔(۷)

(ابن تیمیہؒ) نفاس والی عورت کو اگر قرآن بھول جانے کا خدشہ لاحق ہو تو (علماء کے اقوال میں سے ایک کے مطابق) وہ قراءت کر سکتی ہے اس کے علاوہ نہیں کر سکتی۔(۸)

(شوکانیؒ) حدیث سے زیادہ سے زیادہ جنبی کے لیے قراءت کی کراہت ہی ثابت ہوتی ہے حرمت نہیں۔(۹)

(امیر صنعانیؒ) حق بات یہی ہے کہ یہ حدیث ﴿يقرئنا القرآن مالم يكن جنبا﴾ حرمت کے لیے دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس بات کا احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے صرف حالت جنابت سے کراہت کرتے ہوئے قراءت ترک کر دی ہو۔(۱۰)

---

(۱) [**ضعيف** : إرواء الغليل (۲٤۲/۱) ترمذی (۱٤٦) كتاب الطهارة : باب ما جاء في الرجل يقرأ القرآن على كل حال مالم يكن جنبا ' نسائی (۱٤٤/۱) ابن حبان (۸۰۰/۳) أحمد (۸۳/۱) ابن ماجة (۵۹٤)]

(۲) [إرواء الغليل (۲٤۲/۱)]

(۳) [سبل السلام (۱۹۱/۱)]

(٤) [**ضعيف** : تمام المنة (ص/۱۱۷) أبو يعلى (٤۰۰/۱)]

(۵) [تمام المنة (ص/۱۱۷)]

(٦) [المحلى (۷۷/۱)]

(۷) [المجموع (۱۸۲/۲) بدائع الصنائع (۳۷/۱) المغنی (۱٤۳/۱) حاشية الدسوقي (۱۷٤/۱)]

(۸) [الفتاوى الكبرى (۳٤۰/۱)]

(۹) [السيل الجرار (۱۰۸/۱)]

(۱۰) [سبل السلام (۱۹۱/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ابن بازؒ) علماء کے دو اقوال میں سے صحیح ترین قول یہ ہے کہ حیض اور نفاس والی عورت کے لیے قرآن پڑھنا جائز ہے............رہا جنبی تو وہ جب تک غسل نہ کرلے قرآن کریم نہیں پڑھ سکتا۔(۱)

(خطابیؒ) جنبی اور حائضہ قرآن نہیں پڑھ سکتے۔(۲)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔(۳)

(راجح) حائضہ اور جنبی کے لیے قراءت قرآن کی حرمت تو ثابت نہیں ہوتی کیونکہ حرمت کے اثبات میں پیش کیے جانے والی تمام روایات یا تو ضعیف ہیں یا ان میں حرمت کا واضح ثبوت موجود نہیں جیسا کہ بیان کر دیا گیا ہے۔البتہ یہ امر کراہت سے خالی نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إنی کرهت أن أذكر الله إلا على طهر﴾ "بیشک مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ پاکیزگی کی حالت کے سوا اللہ کا ذکر کروں۔" (٤)

74- کیا حائضہ اور جنبی قرآن پکڑ سکتے ہیں؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا ﴿ناولینی الخمرة من المسجد﴾ "مجھے مسجد سے مصلی پکڑا دو۔" تو میں نے عرض کیا کہ میں حائضہ ہوں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ﴿إن حيضتك ليست في يدك﴾ "بلا شبہ تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔" (٥)

معلوم ہوا کہ حالت حیض میں عورت کا ہاتھ پاک ہی ہوتا ہے۔اگرچہ اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ حائضہ عورت قرآن پکڑ سکتی ہے لیکن راجح بات یہی ہے ایام ماہواری میں عورت اور حالت جنابت میں مرد و عورت دونوں قرآن نہیں پکڑ سکتے مزید تفصیل کے لیے دیکھیے گذشتہ متفرقات' مسئلہ نمبر (72)۔

75- کیا حائضہ اور جنبی مسجد میں قیام کر سکتے ہیں؟

حائضہ اور جنبی مسجد میں قیام نہیں کر سکتے البتہ بوقت ضرورت اس کا جواز موجود ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إني لا أحل المسجد لحائض ولا جنب﴾ "بلا شبہ میں حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد میں داخلہ جائز قرار نہیں دیتا۔" (٦)

---

(۱) [فتاوی ابن باز مترجم (۱/۵۰)]

(۲) [معالم السنن (۱/۷٦)]

(۳) [تحفة الأحوذی (۱/۴۳۰)]

(٤) [صحيح : الصحيحة (۸۳٤) تمام المنة (ص/۱۱۸)]

(٥) [مسلم (۲۹۸) كتاب الحيض : باب جواز غسل الحائض رأس زوجها......' أحمد (٦/٣٥) أبو داود (٢٦١) ترمذی (١٣٤) نسائی (١/١٩٢) ابن ماجة (٦٣٢) دارمی (١٩٧) طيالسی (١٤٣) بيهقی (١/١٨٦) أبو عوانة (١/٣١٤) التمهيد لابن عبدالبر (٣/١٧١) ابن أبي شيبة (٢/٣٦٥) عبدالرزاق (١٢٥٨)]

(٦) [ضعيف : ضعيف أبو داود (٣٢) كتاب الطهارة : باب في الجنب يدخل المسجد' أبو داود (٢٣٢) بيهقی (٢/٤٤٢)] امام زیلعیؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔[نصب الراية (١/١٩٤)] شیخ حازم علی قاضیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[التعليق على سبل السلام (١/٢٠١)] اور شیخ محمد صبحی حسن حلاق نے اسے حسن کہا ہے۔[التعليق على السيل الجرار (١/٢٨٠)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد میں داخلہ ممنوع ہے لیکن انہیں بوقت ضرورت داخلے کی جو رخصت حاصل ہے وہ بھی اس کے منافی نہیں ہے جیسا کہ امام شوکانیؒ اسی کے قائل ہیں۔(۱)

اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ علم ہونے کے باوجود کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہیں انہیں مسجد سے مصلیٰ لانے کو کہا۔(۲)

اور جنبی کی رخصت قرآن میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے ﴿وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ﴾ [النساء:٤٣]

(طبریؒ) فرماتے ہیں کہ یزید بن أبي حبیبؒ سے مروی ہے کہ انصار کے کچھ آدمیوں کے دروازے مسجد کی طرف تھے لہٰذا جب انہیں جنابت لاحق ہوتی اور پانی نہ ملتا تو مسجد کے علاوہ اسے حاصل کرنے کا ان کے پاس کوئی اور راستہ نہ ہوتا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی ﴿وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ﴾ [النساء:٤٣] (۳)

(شوکانیؒ) اس وضاحت کے بعد مطلوبہ مسئلہ میں کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا (یعنی حائضہ اور جنبی بوقت ضرورت مسجد میں داخل ہوسکتے ہیں۔)(٤)

(شافعیؒ، احمدؒ) اگر مسجد کے علاوہ کوئی راستہ نہ ہو تو ان کے لیے مسجد سے گزرنا جائز ہے اور امام احمدؒ تو بعض آثار صحابہ کی بنا پر وضوء کے بعد حالت جنابت میں ہی مسجد میں ٹھہرنے کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔

(مالکؒ، ابوحنیفہؒ) حائضہ و جنبی دونوں کا مسجد سے گزرنا (ہر حال میں) ممنوع ہے۔(۵)

(ابن تیمیہؒ) جنبی وضوء کے بعد مسجد میں سوسکتا ہے' ٹھہر سکتا ہے' لیکن حائضہ کے لیے یہ جائز نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے جنبی کے لیے وضوء کے بعد کھانا' سونا وغیرہ جائز قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اس کے حدث میں تخفیف ہو جاتی ہے تاہم حائضہ کے حدث میں دوام ہے لہٰذا اس کے لیے یہ جائز نہیں۔(٦)

(البانیؒ) جنبی کے مسجد میں ٹھہرنے کی حرمت کی کوئی دلیل نہیں۔(۷)

(راجح) حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد میں قیام کرنا درست نہیں البتہ بوقت ضرورت داخلہ یا گزرنا جائز ہے۔

76- ایک ہی غسل کے ساتھ زیادہ بیویوں سے مباشرت

ایسا کرنا جائز ہے لیکن الگ الگ غسل کرنا مستحب و اَولیٰ ہے جیسا کہ دلائل حسب ذیل ہیں:

---

(۱) [السیل الجرار (۱/ ۱۲۸)]

(۲) [أحمد (٦/ ٣٥) مسلم (٢٩٨) كتاب الحيض : باب جواز غسل الحائض رأس زوجها......]

(۳) [تفسیر طبری (٤/ ١٠٢)]

(٤) [نيل الأوطار (١/ ٣٤٤)]

(٥) [الأم (١/ ١٢٠) المغني (١/ ٢٠٠) الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف (١/ ٢٤٣) بداية المجتهد (١/ ٣٧) نيل الأوطار (١/ ٣٤٣'٣٤٤)]

(٦) [الفتاوى الكبرى (١/ ٤٤٦)]

(٧) [تمام المنة (ص/ ١١٩)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أن النبی ﷺ کان یطوف علی نسائه بغسل واحد﴾ ''نبی ﷺ ایک ہی غسل کے ساتھ اپنی بیویوں کے پاس چکر لگا آتے تھے (یعنی مباشرت کرتے)۔''

اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿فی لیلة بغسل واحد﴾ ''ایک ہی رات میں ایک غسل کے ساتھ (سب عورتوں سے مباشرت کرتے)۔'' (۱)

(نوویؒ) اس عمل کے جواز پر اجماع ہے۔ (۲)

(2) حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات میں اپنی مختلف بیویوں کے قریب گئے (یعنی ہم بستری کی) ﴿فاغتسل عند کل امرأة منهن غسلا﴾ ''اور آپ ﷺ نے ہر بیوی کے قریب جاتے ہوئے غسل کیا۔'' تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول! اگر آپ ایک ہی غسل فرما لیتے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ﴿هذا أطهر و أطیب﴾ ''یہ زیادہ طہارت و پاکیزگی کا باعث ہے۔'' (۳)

(شوکانیؒ) یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ دوبارہ قربت و مباشرت سے پہلے غسل کر لینا مستحب ہے اور اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں۔ (٤)

77- میاں بیوی کا اکٹھے غسل جنابت کرنا

مباح و درست ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿کنت أغتسل أنا و رسول الله من إناء واحد تختلف أیدینا فیه من الجنابة﴾ ''میں اور رسول اللہ ﷺ دونوں ایک ہی برتن سے غسل جنابت کر لیا کرتے تھے۔ اس برتن میں ہمارے ہاتھ یکے بعد دیگرے داخل ہوتے تھے۔'' (٥)

❁❁❁

(۱) [مسلم (۳۰۹) کتاب الحیض : باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له ......' أبو داود (۱۲۸) ترمذی (۱٤۰) نسائی (۱/۱٤۳) ابن ماجة (۵۸۸'۵۸۹) أحمد (۳/۹۹) ابن أبی شیبة (۱/۱٤۷) ابن حبان (۱۲۰۷) شرح معانی الآثار (۱/۱۲۹)]

(۲) [شرح مسلم (۲/۲۲۲)]

(۳) [حسن : صحیح أبو داود (۲۰۳) کتاب الطهارة : باب فی الوضوء لمن أراد أن یعود' أبو داود (۲۱۹) أحمد (٦/۷) ابن ماجة (۵۹۰) نسائی (۹۰۳۵)]

(٤) [نیل الأوطار (۱/۳٤٦)]

(٥) [بخاری (۲٦۱) کتاب الغسل : باب هل یدخل الجنب یده فی الإناء.....' مسلم (٤۷٤) ابن حبان (۳/۱۱۹۳) تحفة الأشراف (۱۲/۱٦۹)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل

غسل کا طریقہ

وَالْغُسْلُ الْوَاجِبُ هُوَ أَنْ يُفِيضَ الْمَاءَ عَلَى جَمِيعِ بَدَنِهِ أَوْ يَنْغَمِسَ فِيهِ مَعَ الْمَضْمَضَةِ وَالْإِسْتِنْشَاقِ وَالدَّلْكُ مَا يُمْكِنُ دَلْكُهُ	واجب غسل کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے مکمل جسم پر پانی بہائے یا پانی میں غوطہ لگائے ❶ نیز کلی کرے اور ناک میں پانی چڑھائے ❷ اور جن اعضاء کو ملنا ممکن ہو انہیں اچھی طرح ملے۔ ❸

❶ لغوی و شرعی اعتبار سے غسل اسی کو کہتے ہیں۔(۱)

علاوہ ازیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿من ترك موضع شعرة من جنابة لم يغسلها فعل به كذا و كذا من النار﴾ ''جس شخص نے جنابت کی وجہ سے (غسل کرتے ہوئے) ایک بال برابر جگہ بھی بغیر دھوئے چھوڑ دی تو اس کے ساتھ آگ سے اس طرح اور اس طرح کیا جائے گا (یعنی اسے روز محشر سزا دی جائے گی)۔''(۲)

اگر یہ حدیث قابل حجت ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ غسل جنابت کی صورت میں مکمل جسم دھونا ضروری ہے۔

❷ دوران غسل کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کے وجوب میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

(حنابلہؒ، حنفیہؒ) یہ دونوں عمل غسل میں واجب ہیں۔

(مالکیہؒ، شافعیہؒ) یہ وضوء کی طرح غسل میں بھی واجب نہیں ہیں۔(۳)

(راجح) وجوب کا قول راجح ہے۔ کیونکہ احادیث میں مکمل جسم دھونے کا حکم ہے اور مضمضہ واستنشاق (کلی اور ناک میں پانی چڑھانا) اگرچہ بدن کے ظاہری حصے نہیں ہیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء اور غسل میں انہیں اختیار کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ دونوں بدن کے ظاہری حصوں کے ہی حکم میں ہیں۔(۴)

❸ تاکہ اچھی طرح طہارت و پاکیزگی حاصل ہو جائے۔

(۱) [الفقه الإسلامي وأدلته (۵۱۲/۱) كشاف القناع (۱۵۸/۱) مغني المحتاج (۶۸/۱) الروضة الندية (۱۶۳/۱)]

(۲) [ضعيف : ضعيف أبو داود (۴۷) كتاب الطهارة : باب في الغسل من الجنابة ' إرواء الغليل (۱۳۳) ابن ماجة (۵۹۹) بيهقي (۱۷۵/۱) أبو نعيم في الحلية (۲۰۴) دارمي (۱۹۲/۱) ابن أبي شيبة (۱۰۰/۱)] حافظ ابن حجرؒ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔[تلخيص الحبير (۱۲۴/۱)] اور شیخ حازم علی قاضیؒ نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔[التعليق على سبل السلام (۲۰۳/۱)]

(۳) [بداية المجتهد (۴۲/۱) المهذب (۳۱/۱) فتح القدير (۳۸/۱) الدر المختار (۱۴۰/۱) مراقي الفلاح (ص/۱۷) اللباب (۲۰/۱) الشرح الصغير (۱۶۶/۱) الشرح الكبير (۱۳۳/۱) القوانين الفقهية (ص/۲۶) مغني المحتاج (۷۲/۱) سبل السلام (۲۰۴/۱)]

(۴) [السيل الجرار (۱۱۲/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا يَكُونُ شَرْعِيًّا إِلَّا بِالنِّيَّةِ لِرَفْعِ مُوجِبِهِ	اور شرعی غسل اسے واجب کرنے والے سبب کو رفع کرنے کی نیت کے بغیر نہیں ہوتا۔ ❶

❶ جیسا کہ دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ [البينة:٥] ''انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں۔''

(2) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إنما الأعمال بالنيات﴾ ''بے شک عملوں کا دارومدار صرف نیتوں پر ہی ہے۔'' (١)

مزید تفصیل کے لیے گذشتہ ''باب الوضوء'' دیکھا جا سکتا ہے۔

وَنُدِبَ تَقْدِيمُ غَسْلِ أَعْضَاءِ الْوُضُوءِ إِلَّا الْقَدَمَيْنِ ثُمَّ التَّيَامُنُ	غسل میں قدموں کے سوا وضوء کے بقیہ اعضاء پہلے دھو لینا ❶ اور دائیں اطراف سے شروع کرنا مستحب ہے۔ ❷

❶ جیسا کہ دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو اس طرح آغاز کرتے' پہلے ہاتھ دھوتے پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور اپنا عضو مخصوص دھوتے ﴿ثم يتوضا﴾ ''پھر وضوء کرتے'' پھر پانی لے کر اپنی انگلیوں کے ذریعے سر کے بالوں کی تہ (جڑوں) میں داخل کرتے' پھر تین چلو بھر کے یکے بعد دیگرے سر پر ڈالتے' پھر باقی سارے بدن پر پانی بہاتے ﴿ثم غسل رجليه﴾ ''پھر (آخر میں) اپنے دونوں پاؤں دھوتے۔'' (٢)

(2) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے لیے پانی رکھتی اور آپ اس سے (اس طرح) غسل فرماتے: پہلے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈال کر انہیں دو یا تین مرتبہ دھوتے' پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اپنی شرمگاہ دھوتے' پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر ملتے' پھر کلی کرتے اور ناک میں پانی چڑھا کر اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھوتے' پھر اپنے سر کو تین مرتبہ دھوتے' پھر اپنے سارے جسم پر پانی بہا دیتے' پھر اس جگہ سے علیحدہ ہوتے ﴿فغسل رجليه﴾ ''اور اپنے دونوں پاؤں دھو لیتے۔'' (٣)

(3) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿كان رسول الله لا يتوضأ بعد الغسل﴾ ''رسول اللہ ﷺ غسل کے بعد

---

(١) [بخاری (١) كتاب بدء الوحی : باب كيف كان بدء الوحی......]

(٢) [بخاری (٢٤٨ ' ٢٧٢) كتاب الغسل : باب الوضوء قبل الغسل ' موطا (٤٤/١) أحمد (٥٢/٦) مسلم (٣١٦) أبو داود (٢٤٢) ترمذی (١٠٤) نسائی (٢٠٥/١) ابن ماجة (٥٧٤) دارمی (١٩١/١) عبدالرزاق (٩٩٧) مسند حمیدی (١٦٣) أبو يعلى (٤٤٣٠) بيهقی (١٦٥/١)]

(٣) [أحمد (٣٣٠/٦) بخاری (٢٥٧) كتاب الغسل : باب الغسل مرة واحدة ' مسلم (٣١٧) دارمی (١٩١/١) أبو داود (٤٥٠) ترمذی (١٠٣) نسائی (٢٠٤/١) ابن ماجة (٥٧٣) بيهقی (١٧٣/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضوء نہیں کرتے تھے۔''(۱)

(4) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ان سے غسل کے بعد وضوء کرنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب میں کہا ﴿وأی وضوء أعم من الغسل﴾ ''اور کون سا وضوء غسل سے زیادہ عام ہے (یعنی وضوء تو غسل میں ہی شامل ہے)۔''(۲)

www.KitaboSunnat.com

(نوویؒ) محدث کے لیے صرف غسل وضوء کی نیابت نہیں کر سکتا (بلکہ اسے الگ وضوء کرنا پڑے گا) اور غسل جنابت میں غسل سے پہلے اعضائے وضوء دھونا مستحب ہے' واجب نہیں کیونکہ یہ تمام اعضاء دوران غسل دھو لیے جاتے ہیں۔(۳)

(شوکانیؒ) اسی قول کی مثل نقل کرنے کے بعد رقمطراز ہیں کہ امام ابن بطالؒ نے اجماع نقل کیا ہے کہ غسل کے ساتھ وضوء واجب نہیں' لیکن یہ (اجماع کا) دعویٰ درست نہیں۔(٤)

اگر چہ علماء نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے۔(٥) لیکن حقیقت یہی ہے کہ غسل سے پہلے وضوء واجب نہیں ہے کیونکہ وجوب کی کوئی دلیل ہمارے علم میں نہیں۔

(ابن حزمؒ) غسل کے ساتھ وضوء واجب نہیں۔(٦)

(البانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۷)

❷ (1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ ﴿فبدأ بشق رأسه الأيمن ثم الأيسر﴾ ''آپ ﷺ نے اپنے سر کے دائیں حصے کو پہلے (دھونا) شروع کیا پھر بائیں کو شروع کیا۔''(۸)

(شوکانیؒ) اس حدیث کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ (غسل کرتے ہوئے) دائیں اطراف سے ابتداء کرنا مستحب ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔(۹)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿أنه ﷺ كان يعجبه التيمن في تنعله وترجله وطهوره وفي شأنه كله﴾ ''آپ ﷺ کو اپنے جوتا پہننے میں' کنگھی کرنے میں' وضوء کرنے میں اور دیگر تمام کاموں میں دائیں طرف سے شروع

(۱) [صحيح : صحيح أبو داود (۲۲۵) كتاب الطهارة : باب في الوضوء بعد الغسل' أبو داود (۲۵۰) ترمذی (۱۰۷) نسائی (۲۰۹/۱) ابن ماجة (۵۷۹) أحمد (۱۹/٦)]

(۲) [مصنف ابن أبی شيبة (۷٤۳)]

(۳) [المجموع (۱۸٦/۲)]

(٤) [نيل الأوطار (۳٦٤/۱)]

(٥) [المجموع (۲۱۰/۲) المغنی (۲۱۸/۱) بدائع الصنائع (۳٤/۱) الأصل (۲۳/۱)]

(٦) [المحلی (۲۸/۲)]

(۷) [تمام المنة (ص/۱۳۰)]

(۸) [بخاری (۲۵۸) كتاب الغسل : باب من بدأ بالحلاب أو الطيب عند الغسل' مسلم (۳۱۸) أبو داود (۲٤۰) نسائی (۲۰٦/۱)' (٤۲٤) ابن خزيمة (۲٤۵)]

(۹) [نيل الأوطار (۳٦۵/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا پسند تھا۔'' (۱)

اس حدیث کے عموم سے بھی مذکورہ مسئلہ کے اثبات کے لیے استدلال کیا گیا ہے۔

(نوویؒ) ہر باعزت و باوقار کام کو دائیں طرف سے شروع کرنا اور اس کے مخالف و متضاد کام کو بائیں طرف سے شروع کرنا شریعت کا مستقل قاعدہ ہے۔(۲)

متفرقات

78- دوران غسل سر پر تین مرتبہ پانی بہانا مستحب ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿كان النبي ﷺ يفرغ على رأسه ثلاثا﴾ ''نبی ﷺ اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالتے تھے۔'' (۳)

www.KitaboSunnat.com

(نوویؒ) اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں۔(٤)

البتہ واضح رہے کہ واجب صرف ایک مرتبہ پانی بہانا ہی ہے جیسا کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے۔(٥)

79- غسل کے بعد تولیے کا استعمال اور ہاتھوں کو جھاڑنا

ایسا کرنا جائز و درست ہے جیسا کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿فناولته ثوبا فلم يأخذه فانطلق وهو ينفض يديه﴾ ''میں نے آپ ﷺ کو (غسل کے بعد) کپڑا پیش کیا لیکن آپ ﷺ نے اسے نہ پکڑا اور چل پڑے نیز اپنے ہاتھوں کو جھاڑنا شروع کر دیا۔(٦)

اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور سامنے آتے ہیں:

(1) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا تولیہ پیش کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ اسے استعمال کرتے تھے البتہ اس وقت آپ ﷺ نے اس سے گریز کیا۔

(2) اگر بالفرض ایسا نہ بھی ہو تب بھی مجرد آپ ﷺ کے کسی کام کو ترک کر دینے سے اس کی ممانعت لازم نہیں آتی تاوقتیکہ ممانعت کی کوئی واضح دلیل نہ مل جائے اور اصل اباحت و جواز ہی ہے۔

(3) اسی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ غسل کے بعد ہاتھوں کو جھاڑنا درست ہے اور جس روایت میں اس عمل کی ممانعت

---

(۱) [بخاری (۱٦۷، ٤۲٦) كتاب الوضوء : باب التيمن في الوضوء والغسل، مسلم (٦۲۸) أبو داود (٤١٤٠) ترمذی (٦٠٨) نسائی (۷۸/۱) ابن ماجة (٤٠١) أبو عوانة (۲۲۲/۱) شرح السنة (۳۱۰/۱)]

(۲) [شرح مسلم (۱٦۳/۲)]

(۳) [بخاری (۲٥٥) كتاب الغسل : باب من أفاض على رأسه ثلاثا]

(٤) [شرح مسلم (۲٤٦/۲)]

(٥) [بخاری (۲٥۷) كتاب الغسل : باب الغسل مرة واحدة]

(٦) [بخاری (۲۷٦) كتاب الغسل : باب نفض اليدين من الغسل عن الجنابة]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے وہ ضعیف ہے۔(۱)

جیسا کہ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿لا تنفضوا أيديكم في الوضوء فإنها مراوح الشيطان﴾ ''وضوء میں اپنے ہاتھوں کو مت جھاڑو کیونکہ یہ شیطان کے پنکھے ہیں۔''(۲)

80- فرض غسل کے دوران عورت کا سر کی مینڈھیاں کھولنا

غسل جنابت یا غسل حیض کے دوران عورت پر ضروری نہیں کہ وہ اپنے سر کی مینڈھیاں کھولے جیسا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کے بال (مینڈھیوں کی صورت میں) باندھ لیتی ہوں۔ کیا غسل جنابت کے لیے ان کو کھولوں؟ (ایک روایت میں غسل حیض کا ذکر ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لا، إنما يكفيك أن تحثي على رأسك ثلاث حثيات﴾ ''نہیں، بس تمہیں اتنا ہی کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین چلو پانی بہا دیا کرو۔''(۳)

(امیر صنعانیؒ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جس حدیث میں بال کھولنے کا حکم ہے وہ اس کے متعارض نہیں کیونکہ اس میں حکم استحباب کے لیے ہے۔(۴)

علاوہ ازیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ایک روایت سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ بال نہ کھولنا بھی جائز ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اطلاع ملی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ عورتوں کو غسل جنابت اور غسل حیض کے لیے سر کے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں۔ اس پر انہوں نے اظہار تعجب کیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کو تو (اس مسئلے کا) علم ہی نہیں ہے وہ کیسے عورتوں کو بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں، اس سے تو بہتر ہے کہ وہ عورتوں کو سر منڈوانے کا حکم دے دیں۔ (اور یاد رکھو!) میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی ٹب نما برتن میں غسل کر لیا کرتے تھے اور میں صرف سر پر تین مرتبہ پانی ڈال لیتی تھی (یعنی سر کے بال کھول کر دھونے کی ضرورت نہیں سمجھتی تھی)۔(۵)

81- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنے پانی سے غسل فرماتے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً ایک صاع (تقریباً اڑھائی کلوگرام) پانی سے غسل کر لیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿كان النبي يغتسل بالصاع إلى خمسة أمداد ويتوضأ بالمد﴾ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع (یعنی چار مد

---

(۱) [سبل السلام (۱۹۷/۱)]

(۲) [امام شوکانیؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ نيل الأوطار (۳۶۲/۱)]

(۳) [أحمد (۳۱۵/۶) مسلم (۳۳۰) كتاب الحيض : باب حكم ضفائر المغتسلة، أبو داود (۲۵۱) ترمذی (۱۰۵) نسائی (۱۳۱/۱) ابن ماجة (۶۰۳)]

(۴) [سبل السلام (۱۹۹/۱)]

(۵) [أحمد (۴۳/۶) مسلم (۳۳۱) كتاب الحيض : باب حكم ضفائر المغتسلة، نسائی (۲۰۳/۱) ابن ماجة (۶۰۴) ابن خزيمة (۲۴۷)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانی) سے لے کر پانچ مد پانی تک سے غسل اور ایک مد پانی سے وضوء کر لیا کرتے تھے۔'' (١)

چونکہ آپ ﷺ کا عموماً یہی فعل تھا لہٰذا حتی الوسع کوشش کر کے اتنا ہی پانی استعمال کرنا اور اسراف سے اجتناب کرنا ہی مستحب ہے تاہم اگر زائد پانی استعمال کر لیا جائے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ یہ حدیث پانی کی تعیین وتحدید کے لیے نہیں بلکہ محض آپ ﷺ کے فعل کے بیان کے لیے ہے۔

علاوہ ازیں آپ ﷺ سے ایک ''فرق'' (یعنی ایک بڑے برتن کہ جس میں تقریباً نو سیر پانی سما جاتا ہے) پانی سے بھی غسل کرنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ (٢)

82- غسل کے وقت چھپنا اور ستر ڈھانپنا

غسل کے وقت چھپنا مستحب ہے جبکہ ستر ڈھانپنا بہر حال واجب ہے جیسا کہ حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ حیادار اور پوشیدہ وچھپے ہوئے ہیں اور حیا اور پردہ کو ہی پسند فرماتے ہیں لہٰذا ﴿فإذا اغتسل أحدكم فليستتر﴾ ''جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو اسے چھپنا چاہیے۔'' (٣)

(شوکانیؒ) یہ حدیث بظاہر وجوب پر دلالت کرتی ہے لیکن بیشتر دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حکم وجوب کے لیے نہیں بلکہ استحباب کے لیے ہے۔ (٤)

نیز ستر ڈھانپنے کا وجوب تو مسلم ہے اور اس کے دلائل میں مندرجہ ذیل حدیث ہی کافی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿احفظ عورتك إلا من زوجتك أو ما ملكت يمينك﴾ ''اپنی بیوی اور لونڈی کے علاوہ (ہر ایک سے) اپنے ستر کی حفاظت کرو۔'' (٥)

✿✿✿

---

(١) [بخاري (٢٠١) كتاب الوضوء : باب الوضوء بالمد ' مسلم (٣٢٥) أحمد (١١٢/٣) نسائي (٥٧/١) دارمي (١٧٥/١) ابن أبي شيبة (٥٦/١) ابن خزيمة (١١٦)]

(٢) [بخاري (٢٥٠) كتاب الغسل : باب غسل الرجل مع امرأته ' مسلم (٣١٩) أحمد (٣٧/٦) حميدي (١٥٩) أبو داود (٢٣٨) نسائي (١٢٧/١) ابن ماجة (٣٧٦)]

(٣) [صحيح : صحيح أبو داود (٣٣٨٧) كتاب الحمام : باب النهي عن التعري' أبو داود (٤٠١٢ ' ٤٠١٣) نسائي (٢٠٠/١) أحمد (٢٢٤/٤)]

(٤) [نيل الأوطار (٣٧٥/١)]

(٥) [حسن : صحيح أبو داود (٣٣٩٠) كتاب الحمام : باب في التعري ' أبو داود (٤٠١٧)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری فصل

مسنون غسلوں کا بیان

وَيُشْرَعُ لِصَلَاةِ الْجُمُعَةِ	غسل مشروع ہے' نماز جمعہ کے لیے۔ ❶

❶ غسل جمعہ کی مشروعیت میں کوئی اختلاف نہیں ہے البتہ اختلاف اس مسئلے میں ہے کہ کیا غسل جمعہ واجب ہے یا محض سنت مؤکدہ ہے۔

وجوب کے قائل حضرات کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿غسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم﴾ "ہر بالغ شخص پر جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے۔" (١)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إذا جاء أحدكم إلى الجمعة فليغتسل﴾ "تم میں سے جب کوئی جمعہ کے لیے آئے تو غسل کرے۔" (٢)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿حق على كل مسلم أن يغتسل في كل سبعة أيام يوما' يغسل فيه رأسه و جسده﴾ "ہر سات دنوں میں ایک دن غسل کرنا ہر مسلمان پر حق ہے' وہ اس (غسل) میں اپنے سر اور جسم کو دھوئے۔" (٣)

(4) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صرف وضوء کر کے کچھ تاخیر سے جمعہ میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ انہیں ڈانٹا اور کہا ﴿أن رسول الله ﷺ كان يأمر بالغسل﴾ "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو (جمعہ کے دن) غسل کا حکم دیا کرتے تھے۔" (٤)

(5) امام ابن حزمؒ نے حضرت عمرؓ' حضرت ابو ہریرہؓ' حضرت ابن عباسؓ' حضرت ابو سعید خدریؓ' حضرت سعد بن ابی وقاصؓ' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم' حضرت عمرو بن سلیمؒ' امام عطاءؒ' امام کعب اور امام مسیب بن رافع رحمہم اللہ اجمعین سے وجوب کا

---

(١) [بخاري (٨٥٨) كتاب الأذان : باب وضوء الصبيان و متى يجب عليهم الغسل والطهور' مسلم (٨٤٦) أبو داود (٣٤١) نسائي (٩٣/٣) ابن ماجة (١٠٨٩) أحمد (٦/٣)]

(٢) [بخاري (٨٧٧) كتاب الجمعة : باب فضل الغسل يوم الجمعة ......' مسلم (٨٤٤) أبو داود (٣٤٢) نسائي (٩٣/٣) ابن ماجة (١٠٨٨) أحمد (٣٧/٢) حميدي (٦٠٨) ابن خزيمة (١٢٥/٣) ابن الجارود (٢٨٣) بيهقي (١٨٨/٣)]

(٣) [بخاري (٨٩٧'٨٩٨) كتاب الجمعة : باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان' مسلم (٨٤٩) بيهقي (١٨٨/٣) عبدالرزاق (٥٢٩٧) ابن خزيمة (١٧٦١) ابن حبان (١٢٣٤) طحاوي (١١٩/١)]

(٤) [بخاري (٨٧٨) كتاب الجمعة : باب فضل الغسل يوم الجمعة ......' مسلم (٨٤٥) مؤطا (١٠١/١) ترمذي (٤٩٤) عبدالرزاق (٥٢٩٢) ابن حبان (١٢٣٠)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قول نقل کیا ہے۔(۱)

(6) حضرت عمرو بن سلیم انصاریؒ کا بیان ہے کہ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ (جمعہ کا) غسل واجب ہے۔''(۲)

(ابن حجرؒ) غسل جمعہ فرض ہے۔(۳)

(ابن حزمؒ) جمعہ کے دن غسل فرض و لازم ہے۔(٤)

(ابن قیمؒ) جمعہ کے دن غسل کا حکم بہت زیادہ مؤکد ہے اور اس کا وجوب بقیہ مختلف اشیاء کے وجوب سے زیادہ قوی ہے۔(٥)

(البانیؒ) وجوب کا قول ہی برحق ہے۔(٦)

عدم وجوب کے قائل حضرات کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿من توضأ يوم الجمعة فبها ونعمت ومن اغتسل فالغسل أفضل﴾ ''جمعہ کے دن جس نے وضوء کیا اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل و بہترین ہے۔(۷)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے وضو کیا اور عمدہ وضو کیا پھر جمعہ کے لیے آیا اور توجہ سے سنتا رہا اور خاموش بھی رہا ﴿غفرله ما بين الجمعة إلى الجمعة وزيادة ثلاثة أيام﴾ ''تو اس جمعہ سے اگلے جمعہ کے درمیان اور مزید تین دنوں (یعنی کل دس دنوں کے اس کے گناہوں) کو بخش دیا جائے گا۔''(۸)

(3) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی جس روایت میں ہر بالغ پر غسل جمعہ کے وجوب کا بیان ہے اس میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں ''اور مسواک اور حسب استطاعت خوشبو لگانا (واجب ہے)۔''(۹)

ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ جمعہ کے دن مسواک اور خوشبو لگانا واجب نہیں ہے اس لیے غسل بھی واجب نہیں ہے کیونکہ ان سب کا عطف ایک ہی حکم کا متقاضی ہے۔

---

(۱) [المحلى بالآثار (۲۵٦/۱)]

(۲) [بخاری (۸۸۰) كتاب الجمعة : باب الطيب للجمعة]

(۳) [فتح الباری (۱۳/۳)]

(٤) [المحلى بالآثار (۲۵۵/۱)]

(٥) [زاد المعاد (۳٦٥/۱)]

(٦) [تمام المنة (ص/۱۲۰)]

(۷) [حسن : صحيح أبو داود (۳٤۱) كتاب الطهارة : باب في الرخصة في ترك الغسل يوم الجمعة ' أبو داود (۳٥٤) ترمذی (٤۹۷) نسائی (۹٤/۳) بیهقی (۱۹۰/۳) ابن خزیمة (۱۷٥۷) أحمد (۱۱/٥)]

(۸) [مسلم (۷٥۷) كتاب الجمعة : باب فضل من استمع وأنصت في الخطبة ' ابن ماجة (۱۰۹۰ ' ۱۰٥۰) ترمذی (٤۹۸) أحمد (٤۲٤/۲) ابن خزیمة (۱۷٥٦) بیهقی (۲۲۳/۳)]

(۹) [صحيح : صحيح أبو داود (۳۳۲) كتاب الطهارة : باب في الغسل يوم الجمعة ' أبو داود (۳٤٤)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(4) بروز جمعہ وجوب غسل کا سبب یہ تھا کہ صحابہ مشکل حالات کی بنا پر موسم گرما میں بھی اونی لباس پہنے ہوتے تھے جس وجہ سے مسجد میں ان کے پسینہ کی بدبو پھیل جاتی تھی تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا ﴿لو أنكم تطهرتم ليومكم هذا﴾ ''اگر تم اس دن غسل کر لیا کرو (تو بہتر ہے)۔''(۱)

معلوم ہوا کہ وجوب غسل کا ایک خاص سبب تھا جب وہ سبب زائل ہو گیا تو وجوب بھی زائل ہو گیا۔

(ابوحنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ) غسل جمعہ سنت مؤکدہ ہے واجب نہیں ہے۔(۲)

(ابن تیمیہؒ) غسل جمعہ مستحب ہے' البتہ جس میں پسینے کی وجہ سے بدبو ہو اور نمازی اور فرشتے اس سے تکلیف محسوس کر سکتے ہوں تو اس پر واجب ہے۔(۳)

(جمہور) غسل جمعہ مستحب ہے۔(٤)

(امیر صنعانیؒ) زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ غسل جمعہ چھوڑا نہ جائے۔(٥)

(وھبہ زحیلیؒ) غسل جمعہ سنت مؤکدہ اور مستحب ہے۔(٦)

(ترمذیؒ) اس حدیث ﴿من توضأ فبها ونعمت......﴾ کے بعد رقمطراز ہیں کہ ''صحابہ اور ان کے بعد میں آنے والے اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ انہوں نے جمعہ کے دن غسل کو پسند تو کیا ہے لیکن اس رائے کا بھی اظہار کیا ہے کہ جمعہ کے دن وضوء غسل سے کفایت کر جاتا ہے۔(٧)

(شوکانیؒ) غسل جمعہ سنت مؤکدہ ہے۔(٨)

(عبدالرحمن مبارکپوریؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٩)

(خطابیؒ) جمعہ کے لیے وضوء بھی کافی ہے البتہ غسل افضل تو ہے فرض نہیں۔(١٠)

---

(١) [بخاری (٩٠٣) کتاب الجمعة : باب وقت الجمعة إذا زالت الشمس' مسلم (٨٤٧) أبو داود (٣٥٢) بيهقی (٢٩٥/١)]

(٢) [فتح القدیر (٤٤/١) الدر المختار (١٥٦/١) القوانین الفقهية (ص/٢٥) الشرح الصغير (٥٠٣/١) كشاف القناع (١٧١/١) اللباب (٢٣/١) مراقی الفلاح (ص/١٨)]

(٣) [التعليق على سبل السلام للشيخ عبدالله بسام (١٨٦/١)]

(٤) [نيل الأوطار (٣٥٠/١) المجموع (٥٣٥/٤)]

(٥) [سبل السلام (١٨٩/١)]

(٦) [الفقه الإسلامی وأدلته (٥٤١/١)]

(٧) [ترمذی (٤٩٧) کتاب الصلاة : باب ما جاء فی الوضوء يوم الجمعة]

(٨) [السيل الجرار (١١٧/١)]

(٩) [تحفة الأحوذی (٢٤/٣)]

(١٠) [كما فی قفو الأثر (١٤٨/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(سید سابق) غسل جمعہ مستحب ہے۔(۱)

(راجح) مختلف صحیح احادیث کو ایک دوسرے پر ترجیح دینے سے انہیں جمع کر لینا بہتر ہے اور اصول کے مطابق بھی ہے یعنی غسل جمعہ سنت مؤکدہ اور مستحب ہے۔ (واللہ اعلم)

○ جمعہ کے دن کے غسل سے مراد نماز جمعہ کے لیے غسل ہے جیسا کہ گذشتہ صحیح احادیث اس پر شاہد ہیں مثلاً ﴿إذا جاء أحدكم إلى الجمعة فليغتسل﴾ ''جب تم میں سے کوئی (نماز) جمعہ کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ غسل کرے۔''(۲)

وَلِلْعِيدَيْنِ	عیدین کے لیے۔ ❶

❶ حضرت فاکہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أن النبي ﷺ كان يغتسل يوم الجمعة ويوم الفطر ويوم النحر﴾ ''نبی ﷺ جمعہ کے دن، عید الفطر کے دن اور عید الاضحیٰ کے دن غسل کیا کرتے تھے۔''(۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی معنی میں روایت مروی ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے۔(٤)

امام بزارؒ نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔(٥)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ امام بزارؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ ''مجھے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن غسل کے متعلق کوئی صحیح حدیث یاد نہیں۔(٦)

گو کہ اس معنی میں جتنی روایات ہیں ان میں کچھ نہ کچھ ضعف بہر حال موجود ہے لیکن دیگر مختلف آثار صحابہ سے اس کی تائید ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أنه كان يغتسل يوم الفطر قبل أن يغدو إلى المصلى﴾ ''آپ رضی اللہ عنہ عید الفطر کے دن عید گاہ کی جانب جانے سے پہلے غسل کر لیا کرتے تھے۔''(۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی معنی میں اثر منقول ہے لیکن وہ ضعیف ہے۔(۸)

اسی طرح حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ، حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید بن مسیبؒ سے بھی اس معنی کے آثار

---

(۱) [فقه السنة (۱/۵۱)]

(۲) [الروضة الندية (۱/۱٦۸)]

(۳) [موضوع : إرواء الغليل (۱٤٦) أحمد (٤/۷۸) ابن ماجة (۱۳۱٦) كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها : باب ما جاء في الاغتسال في العيدين] حافظ بوصیریؒ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔[الزوائد (۱/٤۳۱)]

(٤) [إرواء الغليل (۱٤٦) تلخيص الحبير (۲/۸۰) الدراية (۱/٥) ابن ماجة (۱۳۱٥)]

(٥) [كشف الأستار (٦٤۸)] اسے شیخ محمد صبحی حسن حلاقؒ نے توصیح کہا ہے۔[التعليق على السيل الجرار (۱/۲۹۸)] مگر امام ہیثمیؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔[المجمع (۲/۱۹۸)]

(٦) [تلخيص الحبير (۲/۸۱)]

(۷) [صحيح : مؤطا (۱/۱۷۷) كتاب العيدين : باب العمل في غسل العيدين' الأم للشافعي (۱/۲٦٥)] امام نوویؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[المجموع (٥/٦)]

(۸) [الأم للشافعي (۱/۲٦٥) بيهقي (۳/۲۷۸) المجموع للنووي (٥/٦)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مروی ہیں لیکن وہ بھی نا قابل حجت وضعیف ہیں۔(۱)

(شوکانیؒ) اس مسئلہ میں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں جس سے شرعی حکم ثابت ہو سکے۔(۲)

(صدیق حسن خانؒ) اس مسئلہ میں مروی تمام احادیث صحیح نہیں ہیں اور نہ ہی ان میں کوئی حسن لذاتہ یا حسن لغیرہ کے درجہ تک پہنچتی ہے۔(۳)

(ابن قیمؒ) (اگر چہ روایات ضعیف ہیں) لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ' جو بے حد شدت سے سنت کی پیروی کرتے تھے' (کے عمل سے) ثابت ہے کہ وہ عیدگاہ کی طرف نکلنے سے پہلے غسل کر لیا کرتے تھے۔(٤)

گذشتہ تفصیل اس بات کی متقاضی ہے کہ غسل عیدین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو کوئی صحیح حدیث مروی نہیں ہے البتہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اثر صحیح ہے لہٰذا فقدانِ احادیث کے وقت آثار صحابہ پر عمل کر لینا ہی زیادہ قرین قیاس ہے۔(واللہ اعلم)

میت کو غسل دینے والے کے لیے۔ ❶	وَلِمَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا

❶ (1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿من غسل ميتا فليغتسل ومن حمله فليتوضأ﴾ ''جو شخص میت کو غسل دے اسے غسل کرنا چاہیے اور جو اسے اٹھائے وہ وضوء کرے۔''(٥)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار چیزوں کی وجہ سے غسل کر لیا کرتے تھے: ① جمعہ ② جنابت ③ سینگی لگوانا ④ میت کو غسل دینا۔(٦)

(علیؓ، ابو ہریرہؓ) میت کو غسل دینے والے پر غسل کرنا واجب ہے۔

(جمہور، مالکؒ، شافعیؒ) مستحب ہے۔

---

(۱) [الأم للشافعي (٢٦٥/١) بيهقي (٢٧٨/٣) المجموع للنووي (٦/٥-٧)]

(۲) [نيل الأوطار (٣٥٥/١)]

(۳) [الروضة الندية (١٦٩/١)]

(٤) [زاد المعاد (٤٤٢/١)]

(٥) [صحيح : إرواء الغليل (١٧٣/١) ترمذي (٩٩٣) كتاب الجنائز: باب ما جاء في الغسل من غسل الميت' ابن ماجة (١٤٦٣) عبدالرزاق (٦١١١) شرح السنة (١٦٨/٢) حاكم (٣٥٤/١)] حافظ ابن حجرؒ رقمطراز ہیں کہ کثرت طرق کی وجہ سے کم از کم یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔[تلخيص الحبير (١٣٧/١)] امام ابن قیمؒ نے اس حدیث کی گیارہ اسناد بیان کی ہیں۔[تهذيب السنن (٣٠٦/٤)]

(٦) [ضعيف : ضعيف أبو داود (٦٩٣) كتاب الجنائز : باب في الغسل من غسل الميت' أبو داود (٣١٦٠) ابن أبي شيبة (٢٦٩/٣) أحمد (١٥٢/٦) بيهقي (٢٩٩/١) دار قطني (١١٣/١)] یہ حدیث ضعیف ہے۔[التعليق على السيل الجرار (٣٠٣/١)] کیونکہ اس کی سند میں ''مصعب بن شیبہ'' راوی ضعیف ہے۔[التقريب (٢٥١/٢) الضعفاء للعقيلي (١٩٦/٤) ميزان الاعتدال (١٢٠/٤) الجرح و التعديل (٣٠٥/٤)] امام دار قطنیؒ نے اس راوی کو غیر قوی وغیر حافظ کہا ہے جبکہ امام نسائیؒ نے اسے منکر الحدیث کہا ہے۔[سنن دار قطني (١٥٧/١) تهذيب التهذيب (١٤٧/١٠)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(احناف، لیث) یہ غسل نہ واجب ہے نہ مستحب ہے۔
(ابن قدامہ حنبلی) میت کو غسل دینے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔(۱)
(راجح) یہ غسل مستحب ہے۔(۲)

اگرچہ گذشتہ احادیث وجوب کی متقاضی ہیں لیکن مندرجہ ذیل دلائل کی وجہ سے وجوب کا حکم استحباب کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ليس عليكم في غسل ميتكم غسل إذا غسلتموه إن ميتكم يموت طاهرا فحسبكم أن تغسلوا أيديكم﴾ ”جب تم اپنی میت کو غسل دے چکو تو تم پر غسل (ضروری) نہیں ہے کیونکہ تمہاری میت پاکیزگی کی حالت میں فوت ہوئی ہے لہٰذا تمہیں اتنا ہی کافی ہے کہ تم اپنے ہاتھ دھولو۔“(۳)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿كنا نغسل الميت فمنا من يغتسل ومنا من لا يغتسل﴾ ”ہم میت کو غسل دیتے تھے تو ہم میں سے کچھ غسل کر لیتے تھے اور کچھ غسل نہیں کرتے تھے۔(٤)

(3) حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل دیا تو مہاجرین سے کہا ”آج شدید سردی ہے کیا مجھ پر غسل کرنا (اس حالت میں بھی) ضروری ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ﴿لا﴾ ”نہیں۔“(٥)

وَلِلْإِحْرَامِ وَلِدُخُولِ مَكَّةَ	احرام باندھنے کے لیے ❶ اور مکہ میں داخل ہونے کے لیے۔ ❷

❶ (1) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ﴿أنه رأى النبي ﷺ تجرد لإهلاله واغتسل﴾ ”انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھنے کے لیے علیحدہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا۔“(٦)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ”حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ایک درخت کے قریب محمد بن ابی بکر کی وجہ سے نفاس والی ہو گئیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ وہ انہیں غسل کرنے اور پھر احرام باندھنے کا

(۱) [المجموع (۱٤٣/٥) المغني (۲۱۱/۱) الأصل (٦٣/۱) حاشية الدسوقي (٤١٦/۱) الروض النضير (٣٣٣/۱)]
(۲) [نيل الأوطار (٣٥٧/۱) الروضة الندية (١٧١/۱) سبل السلام (١٤٩/۱)]
(۳) [حسن : أحكام الجنائز (ص/ ۷۲) حاكم (۳۷٦/۱) بيهقي (۳۰٦/۱) دار قطني (۷٦/۲)] حافظ ابن حجرؒ نے اسے حسن کہا ہے۔[تلخيص الحبير (۱۳۸/۱)]
(٤) [صحيح : تمام المنة (ص/ ۱۲۱) دار قطني (۷۲/۲)] حافظ ابن حجرؒ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ [تلخيص الحبير (۱۳۸/۱)]
(٥) [حسن : موطا (۲۲۳/۱) بيهقي (۳۹۷/۳)] شیخ محمد صبحی حسن حلاق نے اسے حسن قرار دیا ہے۔[التعليق على السيل الجرار (۳۰٦/۱)]
(٦) [حسن : إرواء الغليل (١٤٩) ترمذی (۸۳۰) كتاب الحج : باب ما جاء في الاغتسال عند الاحرام ' ابن خزيمة (۲٥٩٥) دار قطني (۲۲۰/۲) بيهقي (۳۲/٥)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم دیں۔"(۱)

جمہور کے نزدیک یہ غسل مستحب ہے اور یہی بات راجح ہے۔(۲)

❷ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ (ہمیشہ) مکہ میں داخل ہوتے وقت مقام ذی طوی میں رات ٹھہرتے حتی کہ صبح ہوتی تو ﴿یغتسل﴾ "غسل کرتے" پھر دن کو مکہ میں داخل ہوتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کرتے کہ ﴿أنه فعله﴾ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔"(۳)

(شوکانیؒ) یہ حدیث مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل کے استحباب کی دلیل ہے۔(٤)

(ابن حجرؒ) انہوں نے امام ابن منذرؒ کا قول نقل کیا ہے کہ "مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا تمام علماء کے نزدیک مستحب ہے اور اسے چھوڑنے میں ان کے نزدیک کوئی فدیہ نہیں ہے (یہی وجہ ہے کہ) ان میں سے اکثر نے کہا ہے کہ غسل کے سوا اگر وضوء بھی کر لیا جائے تو کافی ہو جاتا ہے۔(٥)

متفرقات

83- مستحاضہ عورت کے لیے غسل

استحاضہ کی بیماری میں مبتلا عورت کے لیے ہر نماز کے لیے الگ غسل کرنا یا ظہر و عصر دونوں کے لیے ایک غسل' مغرب و عشاء دونوں کے لیے ایک غسل اور فجر کے لیے ایک غسل کرنا مستحب ہے۔

(1) حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا استحاضہ کی بیماری میں مبتلا ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا کہ غسل کیجیے پھر نماز پڑھیے لہٰذا ﴿فكانت تغتسل عند كل صلاة﴾ "وہ ہر نماز کے لیے (الگ) غسل کرتی تھیں۔" اور ایک روایت میں یہ لفظ بھی ہیں ﴿فلتغتسل عند كل صلاة ولتصل﴾ "انہیں چاہیے کہ ہر نماز کے وقت غسل کریں اور (پھر) نماز پڑھیں۔"(٦)

---

(۱) [مسلم (۱۲۰۹) کتاب الحج : باب إحرام النفساء واستحباب اغتسالها للإحرام ......' أبو داود (۱۷٤۳) ابن ماجة (۲۹۱۱) دارمی (۳۳/۲)]

(۲) [الروضة الندية (۱۷۲/۱)]

(۳) [مسلم (۱۲۵۹) کتاب الحج : باب استحباب المبيت بذی طوی ......' بخاری (۱۵۷۳) أبو داود (۱۸٦٥) نسائی (۲۸٦٥) موطا (۳۲٤/۱) بیهقی (۷۲/٥)]

(٤) [نيل الأوطار (۳٥۹/۱)]

(٥) [فتح الباری (۲۲٥/٤)]

(٦) [أحمد (۱٤۱/٦) بخاری (۳۲۷) کتاب الحيض : باب عرق الاستحاضة' مسلم (۳۳٤) أبو داود (۲۹۰) ترمذی (۱۲۹) نسائی (۱۸۱/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے حضرت سھلہ بنت سھیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کو حالت استحاضہ میں ظہر و عصر کو ایک غسل کے ساتھ اور مغرب و عشاء کو ایک غسل کے ساتھ جمع کرنے اور فجر کو ایک غسل کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا۔'' (۱)

(جمہور) مستحاضہ عورت پر کسی نماز یا کسی وقت میں بھی غسل واجب نہیں ہے سوائے حیض کے خون کے اختتام پر صرف ایک مرتبہ۔ (۲)

(نوویؒ) جمہور سلف و خلف کا یہی مؤقف ہے اور حضرت علی' حضرت ابن مسعود' حضرت ابن عباس' حضرت عائشہ' حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم' ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن' امام مالک' امام ابو حنیفہ اور امام احمد رحمہم اللہ اجمعین وغیرہ سے بھی یہی مذہب مروی ہے۔ (۳)

(شوکانیؒ) حق بات وہی ہے جسے جمہور نے اختیار کیا ہے۔ (٤)

84- جس پر غشی طاری ہو جائے......

ایسے شخص کے لیے افاقہ کے بعد غسل کرنا مستحب ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مرض بڑھ گیا تو آپ ﷺ نے کہا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ضعوا لی ماء فی المخضب﴾ ''میرے لیے ٹب میں پانی ڈالو۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے ایسا ہی کیا اور آپ ﷺ نے غسل فرمایا پھر آپ ﷺ تکلیف کے باوجود اٹھنے لگے تو آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی۔ جب افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ تو ہم نے کہا نہیں اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ٹب میں پانی ڈالنے کو کہا' ہم نے ایسا ہی کیا اور آپ ﷺ نے غسل کیا لیکن پھر جب آپ ﷺ اٹھنے لگے تو آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی۔ پھر افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا نہیں اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں...... الخ۔ (٥)

(شوکانیؒ) نبی ﷺ نے غشی سے افاقے پر تین مرتبہ غسل فرمایا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ غسل مستحب ہے۔ (٦)

---

(۱) [**صحیح** : صحیح أبو داود (۲۸۱) کتاب الطهارة : باب من قال تجمع بین الصلاتین و تغتسل لهما غسلا' أبو داود (۲۹٤' ۲۹۵) أحمد (۱۹/٦ ـ ۱۷۲) نسائی (۱۲۲/۱' ۱۸٤)]

(۲) [المغنی (٤٤٨/۱) نیل الأوطار (۳٦۰/۱)]

(۳) [شرح مسلم (۲۵۷/۲)]

(٤) [نیل الأوطار (۳٦۱/۱)]

(٥) [بخاری (٦٨٧) کتاب الأذان : باب إنما جعل الإمام لیؤتم به' مسلم (۳۱۱/۱) کتاب الصلاة : باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر' نسائی (۷۸/۲) أحمد (۵۲/۲)]

(٦) [نیل الأوطار (۳٦۳/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ابن قدامہ حنبلیؒ) غشی سے افاقے پر غسل واجب نہیں (بلکہ مستحب) ہے اور امام ابن منذرؒ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔(۱)

(البانیؒ) غشی کے بعد غسل مستحب ہے۔(۲)

85- مشرک کو دفن کرنے کے بعد......

کسی مشرک کو دفن کرنے کے بعد غسل کر لینا بہتر و اولیٰ ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا کہ ابو طالب فوت ہو گئے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جاؤ انہیں دفن کر دو۔'' (حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ) جب میں دفن کر کے واپس گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا ﴿اغتسل﴾ ''غسل کرو۔''(۳)

86- ہر جماع کے وقت غسل کرنا مستحب ہے

جیسا کہ گذشتہ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کے متعلق فرمایا ﴿هــــذا أطهر و أطيب﴾ ''یہی زیادہ پاکیزگی و صفائی کا باعث ہے۔''(٤)

87- کیا دو غسلوں سے ایک ہی غسل کفایت کر جاتا ہے؟

یعنی حیض اور جنابت' جمعہ اور عید' یا جنابت اور جمعہ کے لیے' اگر دونوں کی نیت کر کے ایک ہی غسل کر لیا جائے تو کیا کافی ہو جائے گا؟ تو راجح بات یہی ہے کہ ایک غسل کفایت نہیں کریگا بلکہ ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ غسل کرنا پڑے گا جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث اس پر شاہد ہے۔

حضرت عبد اللہ بن أبي قتادہؒ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد میرے پاس آئے تو میں جمعہ کے دن غسل کر رہا تھا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ یہ غسل جنابت کا ہے یا جمعہ کے لیے۔ تو میں نے کہا یہ جنابت کا غسل ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ایک دوسرا غسل کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا وہ دوسرے جمعہ تک طہارت میں رہے گا۔(٥)

(ابن حزمؒ، البانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٦)

(۱) [المغنى (۲۷۹/۱ ـ ۲۸۰)]

(۲) [تمام المنة (ص/۱۲۳)]

(۳) [صحيح : تمام المنة (ص/۱۲۳) نسائی (۱۹۰) کتاب الطهارة : باب الغسل من مواراة المشرك]

(٤) [حسن : صحيح أبو داود (۲۰۳) کتاب الطهارة : باب في الوضوء لمن أراد أن يعود' أبو داود (۲۱۹) أحمد (۸/٦) نسائی (۳۲۹/٥) ابن ماجة (٥۹۰)]

(٥) [حسن : تمام المنة (ص/۱۲۸) الصحيحة (۲۳۲۱) حاكم (۲۸۲/۱) مجمع الزوائد (۱۷٤/۲)]

(٦) [المحلى بالآثار (۲۸۹/۱) تمام المنة (ص/۱۲٦)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح رہے کہ نیت کرنے سے دو کام ایک نہیں ہو جاتے مثلاً دو روزوں کی نیت ایک دن کرنے سے دونوں روزے نہیں ہو جائیں گے، اسی طرح دو نمازوں کی نیت ایک نماز میں دونوں سے کفایت نہیں کرے گی۔ (واللہ اعلم)

88- خواتین کے لیے حمام میں جا کر غسل کرنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يدخل الحمام إلا بمئزر ومن كان يؤمن با لله واليوم الآخر فلا يدخل حليلته الحمام﴾ ”جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ تہبند کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے۔“ (۱)

(البانیؒ) خواتین کا حمام میں جانا حرام ہے۔ (۲)

(شوکانیؒ) مردوں کا بغیر تہبند اور خواتین کا مطلقاً حماموں میں جانا حرام ہے۔ (۳)

❁❁❁

---

(۱) [ترمذی (۲۸۰۱) كتاب الأدب : باب ماجاء في دخول الحمام ، نسائی (۱۹۸/۱) دارمی (۱۱۲/۲) أحمد (۳۳۹/۳) ابن خزيمة (۲٤۹)]

(۲) [تمام المنة (ص/۱۳۰)]

(۳) [نيل الأوطار (۳۷۷/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب التیمم ❶ — تیمم کا بیان

يُسْتَبَاحُ بِهِ مَا يُسْتَبَاحُ بِالْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ لِمَنْ لَا يَجِدُ الْمَآءَ	جس شخص کو پانی میسر نہ ہو ❷ اسکے لیے تیمّم کے ساتھ وہ کام جائز ہو جاتے ہیں جو وضوء ❸ اور غسل ❹ کے ساتھ جائز ہوتے ہیں۔

❶ **لغوی وضاحت:** لفظ "تیمم" باب تَيَمَّمَ يَتَيَمَّمُ (تفعّل) سے مصدر ہے اور اس کا معنی ارادہ وقصد کرنا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ﴾ [البقرة: ٢٦٧] "ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا۔"(١)

شرعی تعریف: مخصوص طریقے سے پاک مٹی کے ساتھ چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا۔(٢)

مشروعیت: (1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَآءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَا مَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ﴾ [المائدة: ٦] "اگر تم بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی ضروری حاجت سے فارغ ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمّم کر لو اسے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مل لو۔"

(2) حدیث نبوی ہے کہ ﴿جعلت لی الأرض مسجدا وطهورا﴾ "میرے لیے زمین کو مسجد اور پاک کرنے والی (چیز) بنایا گیا ہے۔"(٣)

(3) تیمّم کے جواز پر امت کا اجماع ہے۔(٤)

تیمّم کی ابتدا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں نکلے جب بیداء یا ذات الجیش (مقام) پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے تلاش کرنے کے لیے ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹھہر گئے لیکن وہاں پانی نہ تھا اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی تھا۔ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر (انہیں) کہنے لگے کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کے ساتھ آپ کو بھی ایسے مقام پر ٹھہرا دیا ہے جہاں پانی نہیں ہے اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی ہے یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سو رہے تھے۔ انہوں نے کہا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو ایسے مقام پر روک دیا ہے جہاں پانی نہیں ہے اور نہ ہی ان کے پاس پانی ہے، اور مجھ سے ناراض ہو کر میری کوکھ پر کونچنے (مارنے) لگے لیکن میں نے ہلچل نہیں کی، صرف اس وجہ سے کہ

---

(١) [القاموس المحيط (ص/١٠٥٧) المعجم الوسيط (ص/١٠٦٦) أنيس الفقهاء (ص/٥٧)]

(٢) [كشاف القناع (١٨٣/١) المغنى (٣١٠/١)]

(٣) [مسلم (٥٢٣) كتاب المساجد ومواضع الصلاة ' ترمذى (١٥٥٣) أحمد (٤١٢/٢) أبو عوانه (٣٩٥/١) بيهقى (٤٣٢/٢) دلائل النبوة (٤٧٢/٥) شرح السنة (٦/٧)]

(٤) [المغنى (٣١٠/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کا سر میری ران پر تھا (آپ ﷺ سوئے رہے)۔ جب صبح کو اٹھے تو پانی نہ تھا (بعض صحابہ نے بغیر وضوء کے ہی نماز پڑھ لی جیسا کہ دوسری روایت میں ہے) تب اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت نازل فرمادی۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوبکر کے گھر والو! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے (یعنی تمہاری وجہ سے بہت سی برکتیں اور راحتیں مسلمانوں کو نصیب ہوئی ہیں)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر ہم نے اپنا وہ اونٹ اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو میرا ہار بھی اس کے نیچے سے برآمد ہو گیا۔(۱)

❷ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَآءً فَتَيَمَّمُوا﴾ [النساء: ٤٣، المائدۃ: ٤] ''تم پانی نہ پاؤ تو تیمّم کرلو۔''

یہ بات یاد رہے کہ اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ مجرد پانی کا وجود تیمّم کے لیے مانع ورکاوٹ ہے خواہ وہ ایسے کنوئیں کی گہرائی میں ہی کیوں نہ ہو کہ جہاں تک پہنچنا بالکل ناممکن ہو۔ (لہذا ایسا موجود پانی جسے کسی عذر کی وجہ سے استعمال کرنا ناممکن ہو مثلاً انسان بھول جائے کہ اس کے پاس پانی ہے یا کسی دوسرے کے پاس موجود ہے لیکن وہ دیتا نہیں وغیرہ وغیرہ تو وہ غیر موجود پانی کے حکم میں ہی ہوگا) جیسا کہ امام شوکانی رحمہ اللہ نے یہ وضاحت کی ہے۔(۲)

❸ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو شخص سفر میں نکلے' نماز کا وقت آ گیا لیکن دونوں کے پاس پانی نہ تھا۔ ان دونوں نے پاک مٹی کے ساتھ تیمّم کیا اور نماز ادا کرلی۔ بعد ازاں انہوں نے نماز کے وقت میں ہی پانی پالیا۔ ایک شخص نے وضوء کر کے دوبارہ نماز ادا کی جبکہ دوسرے نے نماز نہ دہرائی۔ اس کے بعد دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور (آپ ﷺ سے) اس کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے اس شخص سے کہا جس نے نماز نہیں دہرائی تھی ﴿أصبت السنة وأجزأتك صلاتك﴾ ''تو نے سنت کی موافقت کی ہے اور تیری نماز تیرے لیے کافی ہو گئی ہے۔'' اور جس نے وضوء کر کے دوبارہ نماز ادا کی تھی اس سے فرمایا ﴿لك الأجر مرتين﴾ ''تجھے دوگنا ثواب ہے۔''(۳)

اس صحابی کا تیمّم کے ساتھ نماز ادا کرنا اور آپ ﷺ کا اسے سنت کے موافق قرار دینا جبکہ نماز کے لیے وضوء ضروری ہے اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ تیمّم وضوء کا بدل ہے۔

❹ (1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿أَوْ لَا مَسْتُمُ النِّسَآءَ﴾ [المائدۃ: ٦] ''یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو (یعنی جماع کیا ہو تو تیمّم کرلو)۔''

(2) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو ایک آدمی (جماعت سے) الگ تھا۔ آپ ﷺ نے (اسے) کہا ''تمہیں کس چیز نے نماز سے روکے رکھا؟'' اس نے کہا ﴿أصابتني جنابة ولا ماء﴾ ''مجھے حالت جنابت لاحق ہے اور مزید یہ کہ پانی بھی میسر نہیں ہے۔'' تو آپ ﷺ

(۱) [نسائی (۳۱۰) کتاب الطهارة: باب بدء التيمم' بخاری (۳۳٤) مسلم (۳٦۷) أبو داود (۳۱۷)]

(۲) [السیل الجرار (۱/۱۲٤)]

(۳) [صحيح: صحيح أبو داود (۳۲۷) كتاب الطهارة: باب المتيمم يجد الماء بعد ما يصلي في الوقت' أبو داود (۳۳۸) نسائی (۱/۲۱۳) دارمی (۱/۲۰۷) حاكم (۱/۱۷۸) دار قطنی (۱/۱۸۸)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا ﴿عليك بالصعيد فإنه يكفيك﴾ ”تم مٹی کو لازم پکڑو (یعنی تیمّم کرلو) بلاشبہ یہ تمہیں کفایت کر جائے گی۔“ (۱)
ثابت ہوا کہ جماع ومباشرت اور احتلام کے بعد اگرچہ غسل ضروری ہے لیکن پانی نہ ملنے پر تیمم بھی کافی ہو جاتا ہے۔

أَوْ خَشِيَ الضَّرَرَ مِن إِسْتِعْمَالِهِ	یا اسے پانی کے استعمال سے نقصان کا اندیشہ ہو۔ ❶

❶ جیسا کہ دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ ......﴾ [المائدة: ٦] ”اور اگر تم حالت مرض میں ہو......۔“

(2) ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ [التغابن: ١٦] ”جس قدر تم میں استطاعت ہے اللہ سے ڈرو۔“

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إذا أمرتكم بأمر فاتوا منه ما استطعتم﴾ ”جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو اس پر حسب استطاعت عمل کرو۔“ (۲)

(4) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم سفر میں نکلے تو ہم میں سے ایک شخص کے سر پر پتھر لگ گیا جس سے اس کا سر زخمی ہو گیا (اسی رات) اسے احتلام ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ ﴿هل تجدون لي رخصة في التيمم؟﴾ ”کیا تم سمجھتے ہو کہ میرے لیے تیمّم کی اجازت ہے۔“ انہوں نے جواب دیا ہم تیرے لیے کوئی رخصت نہیں پاتے کیونکہ تم پانی (کے استعمال) پر قادر ہو ﴿فاغتسل فمات﴾ لہذا اس نے غسل کیا اور وہ فوت ہو گیا۔“ پھر جب ہم (واپس) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿قتلوه قتلهم الله﴾ ”انہوں نے اسے قتل کر دیا' اللہ تعالیٰ انہیں قتل کرے۔“ انہوں نے علم نہ ہونے پر سوال کیوں نہ کیا کیونکہ جہالت کا علاج سوال ہی تو ہے۔ (۳)

اس روایت میں مزید یہ الفاظ بھی موجود ہیں لیکن وہ ضعیف ہیں ﴿إنما كان يكفيه أن يتيمم و يعصب على جرحه خرقة ' ثم يمسح عليها و يغسل سائر جسده﴾ ”اسے تو تیمم ہی کافی تھا اور وہ اپنے زخم پر پٹی باندھتا پھر اس پر مسح کرتا اور باقی جسم کا غسل کر لیتا۔“

(5) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو جب غزوہ ذات السلاسل میں بھیجا گیا تو کہتے ہیں کہ ایک سخت سرد رات کو مجھے احتلام ہو گیا۔ مجھے ڈر تھا کہ اگر میں نے غسل کیا تو کہیں ہلاک نہ ہو جاؤں لہٰذا میں نے تیمّم کر لیا پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ صبح کی نماز پڑھ لی۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو لوگوں نے اس بات کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے

---

(۱) [بخاری (٣٤٤) كتاب التيمم : باب الصعيد الطيب وضوء المسلم يكفيه من الماء ' مسلم (٦٨٢) أحمد (٤٣٤/٤) نسائی (١٧١/١) شرح معانی الآثار (٤٦٦/١) دار قطنی (٢٠٢/١) بیهقی (٢١٨/١) ابن خزیمة (١٣٧/١) ابن حبان (٤٢٧/٢ ـ الإحسان)]

(۲) [بخاری (٧٢٨٨) كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة : باب الاقتداء بسنن رسول الله ' مسلم (١٣٣٧) أحمد (٢٥٨/٢) حمیدی (١١٢٥) أبو يعلى (٦٣٠٥)]

(۳) [حسن : صحيح أبو داود (٣٢٥) كتاب الطهارة : باب في المجروح يتيمم ' أبو داود (٣٣٦) دارقطنی (١٨٩/١) بیهقی (٢٢٧/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرو! تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ حالت جنابت میں نماز ادا کر لی؟ میں نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد آ گیا کہ ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ [النساء: ۲۹] ''اور تم اپنے نفسوں کو قتل مت کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہیں۔'' اس لیے میں نے تیمّم کیا اور پھر نماز پڑھ لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور کچھ نہ کہا۔(۱)

(مالکؒ، شافعیؒ، ابوحنیفہؒ) اگر پانی کے استعمال سے کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ ہو تو تیمّم درست ہے۔

(احمدؒ) ایسی صورت میں تیمّم درست نہیں کیونکہ ایسے شخص کو پانی میسر ہے۔ ایک قول کے مطابق امام شافعیؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔(۲)

(شوکانیؒ) (گذشتہ) حدیث اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى﴾ [النساء: ۴۳] امام احمدؒ وغیرہ کے موقف کا رد کرتے ہیں۔(۳)

(مالکؒ، ابوحنیفہؒ، ابن منذرؒ) سخت سردی کی وجہ سے اگر کوئی شخص تیمّم کر کے نماز پڑھ لے تو اس پر نماز دہرانا واجب نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی (حضرت عمرو رضی اللہ عنہ) کو اس کا حکم نہیں دیا۔

(حسنؒ، عطاءؒ) جس پر غسل واجب ہے وہ غسل ہی کرے گا خواہ فوت ہو جائے۔(۴)

(البانیؒ) سنت (نبوی) نے مسئلہ تیمّم میں وسعت کرتے ہوئے کسی مرض یا سخت سردی کی وجہ سے اسے جائز قرار دیا ہے۔(۵)

(ابن ارسلانؒ) سخت سردی میں ایسے شخص کے لیے تیمّم کرنا درست نہیں جو پانی کو گرم کر کے استعمال کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔(۶)

(راجح) کسی بھی عذر کی وجہ سے اگر انسان وضوء یا غسل نہ کر سکتا ہو تو اسے تیمّم کفایت کر جائے گا' یہی جمہور علماء کا موقف ہے۔(۷)

○ البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حالت جنابت میں پانی نہ ملنے پر تیمّم درست نہیں سمجھتے تھے۔(۸)

وَأَعْضَائُهُ الْوَجْهُ ثُمَّ الْكَفَّانِ يَمْسَحُهَا	اس کے ارکان چہرہ اور دونوں ہاتھ ہیں وہ شخص ان پر ہاتھ پھیر لے۔ ❶

❶ (1) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أن النبي ﷺ أمره بالتيمم للوجه والكفين﴾ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

(۱) [بخاری تعليقا (۱/۴۵۴) كتاب التيمم : باب إذا خاف الجنب على نفسه المرض' أحمد (۴/۲۰۳) أبو داود (۳۳۴) دار قطنی (۱/۱۷۸) حاكم (۱/۱۷۷) بيهقی (۱/۲۲۵) صحيح أبو داود (۳۲۳)]

(۲) [الأم (۱/۴۲) حاشية الدسوقی (۱/۱۶۰) المجموع (۲/۳۲۹) المغنی (۱/۲۶۱) المبسوط (۱/۱۱۲)]

(۳) [نيل الأوطار (۱/۳۸۰)]

(۴) [المجموع (۲/۳۲۹) الأم (۱/۱۴۵) المغنی (۲۶۱۳۱) بدائع الصنائع (۱/۴۸) شرح فتح القدير (۱/۱۰۹)]

(۵) [تمام المنة (ص/۱۳۲)]

(۶) [كما فی نيل الأوطار (۱/۳۸۲)]

(۷) [الروضة الندية (۱/۱۷۸) السيل الجرار (۱/۱۲۵)]

(۸) [حجة الله البالغة (۱/۱۸۰)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں چہرے اور دونوں ہاتھوں کے لیے تیمّم کا حکم دیا۔‘‘ (۱)

(2) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں جنبی ہو گیا اور مجھے پانی نہ مل سکا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو یاد ہوگا کہ میں اور آپ سفر میں تھے (ہم دونوں جنبی ہو گئے) آپ نے تو نماز ادا نہ کی لیکن میں مٹی میں لیٹ گیا اور نماز ادا کر لی پھر میں نے اس واقعہ کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إنما كان يكفيك هكذا﴾ ’’تمہیں تو صرف اس طرح کرنا ہی کافی تھا‘‘ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارا اور ان میں پھونکا ﴿ثم مسح بهما وجهه و كفيه﴾ ’’پھر ان دونوں کو اپنے چہرے اور ہتھیلیوں پر پھیر لیا۔‘‘

اور صحیح مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿إنما يكفيك أن تضرب بيديك الأرض ثم تنفخ ثم تمسح بهما وجهك و كفيك﴾ ’’تجھے صرف اتنا ہی کافی تھا کہ تو اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر مارتا پھر ان میں پھونکتا اس کے بعد ان کے ساتھ اپنے چہرے اور اپنی ہتھیلیوں کا مسح کرتا۔‘‘ (۲)

(احمدؒ، اسحاقؒ، ابن منذرؒ) تیمّم کرتے ہوئے ہاتھوں کے مسح میں صرف ہتھیلیوں پر ہی اکتفاء کیا جائے گا۔ امام عطاءؒ، امام مکحولؒ، امام اوزاعیؒ اور عام اہل حدیث کا یہی مذہب ہے۔

(مالکؒ، ابوحنیفہؒ) کہنیوں تک ہاتھ پھیرنا واجب ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، امام حسن بصریؒ، امام شعبیؒ، حضرت سالمؒ، امام سفیان ثوریؒ اور اصحاب الرائے کا یہی مذہب ہے۔

(زہریؒ) بغلوں تک مسح کرنا واجب ہے۔

(خطابیؒ) علماء میں سے کسی نے بھی اس بات میں اختلاف نہیں کیا کہ کہنیوں سے آگے (مزید) مسح کرنا لازم نہیں ہے۔ (۳)

(راجح) صرف ہتھیلیوں پر ہی مسح کیا جائے گا۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ﴿كفيه﴾ کے لفظ موجود ہیں۔

(شوکانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔ (٤)

(عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ) اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔ (٥)

---

(۱) [صحیح : صحیح أبو داود (۳۱۸) کتاب الطهارة : باب التیمم، ترمذی (۱٤٤) أحمد (۲٦۳/٤) أبو داود (۳۲۷) دارمی (۱۹۰/۱) ابن خزیمة (۲٦۷)]

(۲) [بخاری (۳۳۸) کتاب التیمم : باب المتیمم هل ینفخ فیهما، مسلم (۳٦۸) أحمد (۲٦٥/٤) دارمی (۱۹۰/۱) أبو داود (۳۲۲) ترمذی (٤٤) نسائی (۱٦٥/۱) ابن ماجة (٥٦۹) شرح معانی الآثار (۱۲۲/۱) دارقطنی (۱۸۲/۱)]

(۳) [نیل الأوطار (۳۹۱/۱) شرح مسلم للنووی (٥٦/٤) الروضة الندیة (۱۸۰/۱)]

(٤) [نیل الأوطار (۳۹۲/۱)]

(٥) [تحفة الأحوذی (٤۷۰/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(صدیق حسن خانؒ) یہی موقف رکھتے ہیں۔(۱)

جن روایات میں ﴿إلى المرفقين﴾ ''کہنیوں تک'' ﴿إلى الآباط﴾ ''بغلوں تک'' ﴿إلى نصف الذراع﴾ ''آدھے بازو تک'' ہاتھ پھیرنے کا ذکر ہے۔ وہ تمام روایات ضعیف و ناقابل احتجاج ہیں یا صرف موقوف ہیں۔ اور مرفوع و صحیح روایات میں صرف ﴿يديه﴾ ''دونوں ہاتھ'' یا ﴿كفيه﴾ ''دونوں ہتھیلیوں'' کا ہی ذکر ہے جیسا کہ گذشتہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث اس پر شاہد ہے۔ لہذا مطلق ﴿يديه﴾ کے الفاظ کو مقید ﴿كفيه﴾ پر محمول کیا جائے گا۔(۲)

مَرَّةً بِضَرْبَةٍ وَاحِدَةٍ	ایک مرتبہ مٹی پر ہاتھ مار کر ایک مرتبہ (چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرنا)۔ ❶

❶ (1) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تیمم کے متعلق سوال کیا تو ﴿فأمرني ضربة واحدة للوجه والكفين﴾ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے لیے (زمین پر) ایک مرتبہ ہاتھ مارنے کا حکم دیا۔''(۳)

(2) صحیحین میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ثم ضرب بيديه الأرض ضربة واحدة﴾ ''پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک مرتبہ زمین پر مارا۔''(٤)

جس روایت میں چہرے کے لیے الگ اور ہاتھوں کے لیے الگ زمین پر ہاتھ مارنے کا ذکر ہے وہ ضعیف ہے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿التيمم ضربتان: ضربة للوجه وضربة لليدين إلى المرفقين﴾ ''تیمم یہ ہے کہ دو مرتبہ زمین پر ہاتھ مارا جائے' ایک مرتبہ چہرے کے لیے اور ایک مرتبہ کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کے لیے۔''(٥)

راجح بات یہی ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ رقمطراز ہیں کہ ''ائمہ نے اس کے موقوف ہونے کو ہی درست کہا ہے۔''(٦)

(جمہور، احمد، اسحاق) تیمم' چہرے اور دونوں ہاتھوں کے لیے ایک ہی مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنے کا نام ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت عمار رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ' امام عطاءؒ' امام مکحولؒ' امام اوزاعیؒ اور امام شعبیؒ کا بھی یہی موقف ہے۔

(مالکؒ، شافعیؒ) تیمم یہ ہے کہ زمین پر دو مرتبہ ہاتھ مارا جائے' ایک مرتبہ چہرے کے لیے اور ایک مرتبہ کہنیوں تک دونوں ہاتھوں

(۱) [الروضة الندية (۱/۱۸۰)]
(۲) [فتح الباری (۱/۵۳۰) نيل الأوطار (۱/۳۹۱) تحفة الأحوذی (۱/٤٦٤-٤٧٠) الروضة الندية (۱/۱۸۱)]
(۳) [صحيح : صحيح أبو داود (۳۱۸) كتاب الطهارة : باب التيمم' أبو داود (۳۲۷)]
(٤) [بخاری (۳۳۸) كتاب التيمم : باب المتيمم هل ينفخ فيهما' مسلم (۳٦۸) كتاب الحيض : باب التيمم]
(٥) [ضعيف : إرواء الغليل (۱/۱۸٥) دارقطنی (۱/۱۸۰) حاكم (۱/۱۷۹) بيهقی (۱/۲۰۷)] اس کی سند میں علی بن ظبیان راوی ہے کہ جسے حافظ ابن حجرؒ امام ابن قطانؒ اور امام ابن معینؒ وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔[تلخيص الحبير (۱/۱٥۱)]
(٦) [بلوغ المرام (۱۱۸)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت جابر رضی اللہ عنہ' امام ابراہیم' امام حسن اور امام سفیان ثوری کا بھی یہی موقف ہے۔

(سعید بن مسیب، ابن سیرین) تین مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا واجب ہے۔ ایک مرتبہ چہرے کے لیے' ایک مرتبہ دونوں ہاتھوں کے لیے اور ایک مرتبہ دونوں بازؤوں کے لیے۔(۱)

(راجح) جمہور کا موقف راجح ہے۔

(نووی) اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔(۲)

(شوکانی) حق بات یہی ہے کہ صحیحین میں موجود حدیث عمار سے ثابت ایک ضرب پر ہی اکتفاء کیا جائے گا۔(۳)

(عبدالرحمن مبارکپوری) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

(صدیق حسن خان) یہی مؤقف رکھتے ہیں۔(٥)

نَاوِيًا مُسَمِّيًا وَنَوَاقِضُهُ نَوَاقِضُ الْوُضُوْءِ	طہارت کی نیت کرتے ہوئے' بسم اللہ پڑھ کے۔ ❶ اور اسے توڑنے والی اشیاء وہی ہیں جو وضوء توڑ دیتی ہیں۔ ❷

❶ نیت ہر عمل کی طرح اس میں بھی ضروری ہے اور بسم اللہ اس لیے کیونکہ یہ وضوء کا بدل ہے۔ مزید بسم اللہ کے مسئلہ میں تحقیق کے لیے گذشتہ "باب الوضوء" کا مطالعہ کیجیے۔

❷ بلاشبہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مٹی کے ساتھ طہارت حاصل کرنا پانی کے ساتھ طہارت حاصل کرنے کی طرح ہی ہے۔ تیمم کرنے والا اس کے ذریعے وہ تمام کام سرانجام دے سکتا ہے جو پانی کے ذریعے طہارت حاصل کرنے والا کرتا ہے۔ اور اس کے خلاف نہ تو کتاب وسنت میں کوئی دلیل موجود ہے اور نہ ہی کسی (صائب الرائے کی) درست رائے میں۔ اس لیے اس کی نواقض صرف وہی اشیاء ہوں گی جو پانی کے ذریعے حاصل شدہ طہارت کی نواقض ہیں۔ یہ دعوی کرنا کہ جس کام کے لیے تیمم کیا گیا ہے اس سے فراغت پر وہ ٹوٹ جاتا ہے یا اُس کے علاوہ کسی اور کام میں مشغولیت سے اس کے ٹوٹنے کا دعویٰ (یکسر) بے بنیاد ہے۔(٦)

89- اگر دوران نماز پانی مل جائے......

تو کیا تیمم ٹوٹ جاتا ہے یا کہ نماز مکمل کر لی جائے گی؟ حقیقت یہی ہے کہ پانی مل جانے سے تیمم ختم ہو جاتا ہے جبکہ انسان

(۱) [فتح الباری (۱/٦٠٦) نیل الأوطار (۱/۳۸۹) تحفة الأحوذی (۱/٤٦٦) التاج المذهب (۱/٥٥) مغنی المحتاج (۱/۹۹) الهداية (۱/۲٥) الإنصاف (۱/۳۰۱) الروض النضير (۱/٤٦۳) المحلى لابن حزم ۲/١٤٦)]

(۲) [المجموع (۲/۲۱۰)]

(۳) [نيل الأوطار (۱/۳۹۰)]

(٤) [تحفة الأحوذی (۱/٤٧٠)]

(٥) [الروضة الندية (۱/۱۸۱)]

(٦) [السيل الجرار (۱/١٤٠)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے استعمال پر قادر ہو۔ لہٰذا اگر حدث اصغر ہو تو وضوء اور اگر حدث اکبر ہو تو غسل کر کے دوبارہ نماز ادا کرنی چاہیے۔ اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''پاک مٹی مسلمان کو پاک کرنے والی ہے اگرچہ دس سال اسے پانی نہ ملے لیکن ﴿فإذا وجد الماء فليمسه بشرته ' فإن ذلك خير﴾ ''جب پانی میسر آ جائے تو اسے اپنے جسم پر ملے کیونکہ بلاشبہ اسی میں خیر و بھلائی ہے۔'' (۱)

(ابن قدامہ حنبلیؒ) جب تیمم کرنے والے شخص کو پانی مل جائے اور وہ حالت نماز میں ہو تو وہ نماز چھوڑ کے وضوء کرے یا اگر حالت جنابت سے ہے تو غسل کرے اور پھر نماز ادا کرے۔(۲)

(ابوحنیفہؒ، ثوریؒ) اسی کے قائل ہیں۔

(مالکؒ، شافعیؒ، ابن منذرؒ) اگر انسان نماز میں ہو تو پانی ملنے کے باوجود نماز مکمل کرلے۔(۳)

(راجح) پہلا موقف ہی راجح ہے (کیونکہ اصل کی موجودگی سے نیابت ختم ہو جاتی ہے)۔(٤)

○ البتہ گزشتہ حدیث ﴿فإذا وجد الماء فليمسه بشرته﴾ کے عموم سے ایک صورت خاص ہے وہ یہ کہ نماز سے فراغت کے بعد اگر نماز کے وقت میں ہی پانی مل جائے تو وضوء کر کے دوبارہ نماز ادا کرنا ضروری نہیں جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''دو آدمی سفر میں نکلے اور جب نماز کا وقت ہوا تو ان کے پاس پانی نہیں تھا لہٰذا انہوں نے پاک مٹی سے تیمم کیا اور نماز ادا کرلی پھر انہیں (نماز کے) وقت میں ہی پانی مل گیا۔ ان میں سے ایک نے تو وضوء کر کے دوبارہ نماز ادا کی جبکہ دوسرے نے ایسا نہ کیا۔ پھر دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص سے ''کہ جس نے نماز نہیں دہرائی تھی'' فرمایا ﴿أصبت السنة وأجزأتك صلاتك﴾ ''تم نے سنت کو حاصل کرلیا اور تمہیں تمہاری نماز کافی ہوگئی اور دوسرے شخص کے لیے فرمایا ﴿لك الأجر مرتين﴾ ''تمھارے لیے دوگنا اجر ہے۔'' (٥)

(ائمہ اربعہؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٦)

---

(۱) [**صحيح** : صحيح أبو داود (۳۲۱ ' ۳۲۲) كتاب الطهارة : باب الجنب يتيمم ' أبو داود (۳۳۲ ' ۳۳۳) أحمد (١٤٦/٥-١٤٧) ترمذي (١٢٤) نسائي (١٧١/١) دارقطني (١٨٧/١) حاكم (١٧٦/١-١٧٧) بيهقي (٢١٢/١) ابن أبي شيبة (١٥٦/١)]

(۲) [المغني لابن قدامة (٣٤٧/١)]

(۳) [بدائع الصنائع (٥٧/١) الأصل (١٠٥/١) المجموع (٣٦٤/٢) المحلى (١٢٢/٢) المغني (٣٤٧/١)]

(٤) [نيل الأوطار (٣٩٣/١)]

(٥) [**صحيح** : صحيح أبو داود (٣٢٧) كتاب الطهارة : باب في المتيمم يجد الماء بعد مايصل في الوقت' أبو داود (٣٣٨) نسائي (٢١٣/١) حاكم (١٧٨/١) دارقطني (١٨٨/١)]

(٦) [نيل الأوطار (٣٩٣/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

90- کیا نماز کا وقت ختم ہونے سے تیمّم ٹوٹ جاتا ہے؟

(شوکانیؒ) نماز کا وقت ختم ہو جانے سے تیمّم ٹوٹ جانے کے دعوے کی کوئی اصل نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی دلیل ہے۔(۱)

لیکن حنابلہ کے نزدیک وقت ختم ہونے پر تیمّم سے حاصل شدہ طہارت ختم ہو جاتی ہے۔(۲)

متفرقات

91- کیا تیمّم صرف مٹی سے کیا جائے گا؟

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ [المائدة: ٦] ''پاکیزہ مٹی سے تیمّم کرو۔''

(2) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہمیں دیگر تمام لوگوں پر تین فضیلتیں حاصل ہیں۔ ہماری نماز کی صفیں فرشتوں کی صفوں کی مانند ہیں' ہمارے لیے زمین مسجد بنادی گئی ہے ﴿وجعلت تربتها لنا طهورا إذا لم نجد الماء﴾ ''اور زمین کی مٹی ہمارے لیے وضوء کے قائم مقام ہے جب ہمیں (وضوء کے لیے) پانی مہیا نہ ہو سکے۔''(۳)

(صاحب قاموس) لفظ ''صعید'' سے مراد مٹی یا زمین کا بالائی حصہ ہے۔(٤)

(صاحب منجد) ''صعید'' کا معنی مٹی' قبر' راستہ اور زمین کا بلند حصہ ہے۔(٥)

(علامہ احمد مقریؒ) ''صعید'' زمین کے بالائی حصے کو کہتے ہیں وہ مٹی ہو یا اس کے علاوہ کچھ اور۔(٦)

(امام ثعالبیؒ) ''صعید'' سے مراد زمین کے اوپر والے حصے کی مٹی ہے۔(٧)

(امام زجاجؒ) ''صعید'' زمین کے بالائی حصے کو کہتے ہیں وہ مٹی ہو یا کچھ اور۔ اس بات میں اہل لغت کا کوئی اختلاف میرے علم میں نہیں۔(٨)

(امام ازہریؒ) اکثر علماء کا یہی مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿صعيدا طيبا﴾ میں صعید سے مراد مٹی ہے۔(٩)

(شافعیؒ، احمدؒ، داودؒ) تیمّم صرف مٹی سے ہی کیا جائے گا۔

---

(۱) [السيل الجرار (١٤١/١)]

(۲) [المغني (٣٥٠/١)]

(۳) [مسلم (٥٢٢) كتاب المساجد ومواضع الصلاة ' ابن أبي شيبة (١٥٧/١) طيالسي (٤١٨) نسائي (١٥/٥) ابن خزيمة (٢٥٦) دارقطني (١٧٥/١)]

(٤) [القاموس المحيط (ص/٢٦٦)]

(٥) [المنجد (ص/٤٧٠)]

(٦) [المصباح (ص/١٢٩)]

(٧) [فقه اللغة (ص/٢٨٧)]

(٨) [معاني القرآن وإعرابه (٥٢/٢)]

(٩) [نيل الأوطار (٣٨٦/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مالکؒ، ابوحنیفہؒ) زمین کا بالائی حصہ کچھ بھی ہو اس سے تیمّم درست ہے۔ امام عطاءؒ، امام اوزاعیؒ اور امام ثوریؒ کا بھی یہی موقف ہے۔(۱)

(ابن قدامہ حنبلیؒ) "صعید" سے مراد مٹی ہے۔(۲)

(سید سابقؒ) تیمّم' پاک مٹی اور زمین کی جنس کی ہر چیز سے درست ہے۔ مثلاً ریت' پتھر وغیرہ۔(۳)

(شوکانیؒ) اہل لغت نے لفظ "صعید" کا معنی مٹی یا زمین کا بالائی حصہ بتلایا ہے جیسا کہ صاحب قاموس وغیرہ۔ مختلف روایات ان دونوں معنوں میں سے ایک یعنی (مٹی) کی تعیین کر دیتی ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے ﴿و جعل التراب لی طهورا﴾ علاوہ ازیں زمانہ نبوت میں صرف مٹی کے ساتھ ہی تیمّم کیا جاتا تھا اس کے علاوہ کسی اور چیز کے ساتھ تیمّم معروف نہیں تھا۔(٤)

(صدیق حسن خانؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٥)

(راجح) چونکہ لفظ "صعید" کا معنی زمین کا بالائی و سطحی حصہ ہے جیسا کہ گذشتہ اکثر و بیشتر ائمہ لغت کے اقوال سے یہی ثابت ہوتا ہے اس لیے ہر اس چیز کے ساتھ تیمّم درست ہوگا جو زمین کی سطح ہے اور حدیث میں موجود مٹی کا ذکر قرآن کے لفظ "صعید" کی تخصیص نہیں کرتا بلکہ اس کے ایک فرد کی وضاحت کرتا ہے یعنی جس طرح صعید میں دیگر اشیاء شامل ہیں اسی طرح مٹی بھی شامل ہے اور بالخصوص حدیث میں مٹی کا ہی لفظ اس لیے بیان کیا گیا ہے کیونکہ عموماً زمین کا بالائی حصہ یہی ہوتی ہے لہٰذا اسی سے تیمّم کیا جائے گا' لیکن جہاں ریت ہوگی وہاں ریت سے تیمّم کیا جائے گا' اسی طرح جہاں زمین کی سطح کوئی اور چیز ہوگی وہاں اسی سے تیمّم کیا جائے۔(واللہ اعلم)

92- نماز کا وقت ختم ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمّم

خواہ انسان پانی کے استعمال پر قادر ہی کیوں نہ ہو کیا ایسی صورت میں تیمّم کیا جائے گا یا کہ وضوء ہی کرنا ضروری ہے اگرچہ نماز کا وقت ختم ہو جائے۔

(شافعیہ، حنابلہ) ایسی صورت میں تیمّم جائز نہیں۔

(حنفیہ) نماز جنازہ اور نماز عید کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو پانی کی موجودگی میں بھی تیمّم کیا جا سکتا ہے اور اسی طرح اگر نماز کسوف اور فرائض کی سنتوں کے فوت ہونے کا خطرہ ہو تب بھی تیمّم کیا جا سکتا ہے۔(٦)

(راجح) شافعیہ کا موقف راجح ہے کیونکہ تیمّم کی اجازت صحت و تندرستی کی حالت میں صرف اسی وقت ہے جب پانی میسر نہ ہو

(۱) [المجموع (۲۷۹/۲) المغنی (۲۳٦/۱) بدائع الصنائع (٥٤/۱) حاشية الدسوقی (۱٥٦/۱) المحلی (۱۳۳/۲)]

(۲) [المغنی (۳۲٤/۱)]

(۳) [فقه السنة (۷۱/۱)]

(٤) [السيل الجرار (۱۳۱/۱)]

(٥) [الروضة الندية (۱۷٦/۱)]

(٦) [مغنی المحتاج (۸۸/۱) كشاف القناع (۲۰٦/۱) الدر المختار (۲۲۳/۱) مراقی الفلاح (ص/۱۹) بدائع الصنائع (٥۱/۱) فتح القدير (۹٦/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا﴾ [المائدة : ٦]

(شوکانیؒ، البانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۱)

93- اگر پانی میسر ہو لیکن ناکافی ہو؟

تو ایسی صورت میں اس شخص کو چاہیے کہ اوّلاً اپنے بدن اور کپڑوں سے نجاست دور کرے یا اس پانی کو قضائے حاجت وغیرہ میں استعمال کرے کیونکہ شریعت نے قبل از وضوء انہی افعال کا ذکر کیا ہے۔(۲)

حدیث نبوی ہے کہ ﴿إذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم﴾ ''جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اس پر عمل کرو۔''(۳)

اس لیے جہاں تک ممکن ہو طہارت کے لیے پانی استعمال کرنا ضروری ہے۔(ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ اگر پانی کم ہو تو اسے یکسر ترک کر کے محض تیمم ہی کر لیا جائے)۔(٤)

94- لاچار و بے بس مریض کیا کرے؟

یعنی نہ تو وہ خود حرکت کر کے پانی حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا شخص اس کے قریب ہے جو اسے پانی مہیا کر سکے تو ایسی صورت میں اس کے لیے تیمم کر لینا مباح و درست ہوگا کیونکہ وہ بعینہ ایسے شخص کی طرح ہے کہ جو کسی گہرے کنوئیں میں پانی دیکھتا ہے لیکن اسے حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ اس کے پاس نہیں۔

(ابن قدامہؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٥)

95- اگر کچھ بھی میسر نہ ہو تو کیا بغیر طہارت نماز درست ہے؟

تیمم کی اجازت نازل ہونے سے پہلے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا تھا تو کچھ آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ نے اسے تلاش کرنے کے لیے بھیجا اور پھر نماز کا وقت ہو گیا لیکن اس وقت ان کے پاس پانی موجود نہیں تھا اور تیمم بھی مشروع نہیں تھا ﴿فصلوا بغير وضوء﴾ ''لہٰذا انہوں نے بغیر وضوء کے ہی نماز پڑھ لی''۔ پھر جب واپسی پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کی شکایت کی تو آیتِ تیمم نازل ہوئی۔(٦)

---

(۱) [السيل الجرار (۱۲٦/۱) تمام المنة (ص/۱۳۲)]

(۲) [السيل الجرار (۱۳٦/۱)]

(۳) [بخاری (۷۲۸۸) كتاب الاعتصام بالكتاب و السنة : باب الاقتداء بسنن رسول الله، مسلم (۱۳۳۷) أحمد (۲۵۸/۲) حميدی (۱۱۲۵) أبو يعلى (٦۳۰٥)]

(٤) [نيل الأوطار (۳۸۷/۱)]

(٥) [المغنی (۳۱٦/۱)]

(٦) [**صحيح** : صحيح أبو داود (۳۰۹) كتاب الطهارة : باب التيمم، أبو داود (۳۱۷) بخاری (۳۳٤) ابن ماجة (٥٦۸) أحمد (٥۷/٦) نسائی (۱٦۳/۱) حميدی (۱٦٥)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں محل شاہد یہ ہے کہ اگر ایسی حالت میں نماز ممنوع ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اس کی ضرور وضاحت فرماتے حالانکہ ایسا کچھ منقول نہیں ہے اور اس وقت پانی کا نہ ہونا پانی اور تیمّم کے لیے مٹی وغیرہ دونوں کے نہ ہونے کے مترادف تھا کیونکہ اس وقت طہارت کا حکم صرف پانی کے ساتھ ہی خاص تھا۔

(شافعیؒ، احمدؒ، جمہور محدثین) ان سب نے ایسی حالت میں ادا کی ہوئی نماز کو درست قرار دیا ہے البتہ اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے کہ کیا دوبارہ نماز پڑھنا لازم ہے یا نہیں؟۔

(شافعیؒ) نماز دہرانا واجب ہے کیونکہ یہ نادر عذر ہے۔

(احمدؒ، ابن منذرؒ) واجب نہیں ہے کیونکہ اگر واجب ہوتا تو رسول اللہ ﷺ انہیں ضرور حکم دیتے۔

(مالکؒ، ابوحنیفہؒ) ایسی صورت میں وہ شخص نماز ہی ادا نہیں کرے گا (البتہ احناف کے نزدیک اس پر قضاء واجب ہے جبکہ امام مالکؒ کے نزدیک واجب نہیں)۔

(نوویؒ) ایسی حالت میں نماز پڑھ لینا بہتر ہے لیکن بعد میں (وضوء یا تیمّم کر کے) دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔(۱)

(راجح) امام احمدؒ کا موقف سنت کے زیادہ قریب ہے۔ (واللہ اعلم)

فی الحقیقت ایسا بہت کم واقع ہوتا ہے لیکن بہر حال اس کا امکان تو موجود ہے مثلاً اگر کوئی مسلمان مجاہد بطور جنگی قیدی دشمنوں کے ہاتھ آ جائے اور اسے اس طرح جکڑا گیا ہو کہ اسے پانی اور مٹی دونوں میسر نہ ہوں، اس کے علاوہ ایسا شدید مریض جو حرکت پر قادر نہ ہو اور نہ ہی کوئی دوسرا شخص اس کے قریب ہو جو اسے پانی یا مٹی وغیرہ فراہم کر سکتا ہے تو ایسی صورت میں انہیں کیا کرنا چاہیے؟ یقیناً حسب استطاعت عمل کا حکم ہے اس لیے بغیر وضوء و تیمّم کے ہی نماز ادا کر لینی چاہیے۔

❁❁❁

(۱) [فتح الباری (۵۸۵/۱) نیل الأوطار (۳۹٤/۱) المجموع (۳۲۱/۲)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب الحيض ❶ والنفاس ❷ — حیض اور نفاس کا بیان

پہلی فصل

حیض کے مسائل

لَمْ يَأْتِ فِي تَقْدِيرِ أَقَلِّهِ وَأَكْثَرِهِ مَا تَقُومُ بِهِ الْحُجَّةُ وَكَذٰلِكَ الطُّهْرُ	حیض کی کم ازکم اور زیادہ سے زیادہ مدت کی تعیین کے متعلق کوئی قابل حجت دلیل نہیں ہے اور اسی طرح طہر کے متعلق بھی نہیں ہے۔ ❸

❶ **لغوی وضاحت:** اس کا معنی ''بہنا اور ماہواری کا خون جاری ہونا'' ہے۔ لفظ ''حیض'' باب حَاضَ يَحِيضُ (ضرب) سے مصدر ہے اور اسی طرح لفظ ''محیض'' بھی اسی باب سے مصدر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيضِ﴾ [البقرة: ۲۲۲] ''اور وہ لوگ آپ سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں۔'' (۱)

شرعی و اصطلاحی تعریف: ایسا خون جو عورت کے رحم سے ولادت یا امراض سے سلامتی کی حالت میں بلوغت کے بعد مخصوص ایام میں خارج ہو۔ (۲)

حیض کے خون کا رنگ: فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس خون کا رنگ سیاہ، سرخ، زرد اور خاکی (یعنی سفید اور سیاہ کے درمیان) ہوتا ہے۔ (۳)

(البانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔ (٤)

حیض کا وقت: حیض کے لیے کم از کم یا زیادہ سے زیادہ کوئی وقت یا عمر مقرر نہیں۔ (٥)

❷ **لغوی وضاحت:** لفظ ''نفاس'' مصدر ہے باب نَفِسَ يَنْفَسُ (سمع) سے۔ اس کا معنی ''بچہ جننا اور حائضہ ہونا'' مستعمل ہے اور اس کی جمع ''نُفَسَاء'' آتی ہے۔ (٦)

اصطلاحی تعریف: ایسا خون جو (پیدائش کے وقت) بچے کے ساتھ یا بعد میں خارج ہو۔ (۷)

(۱) [فتح الباری (۵۳۱/۱) القاموس المحیط (۵۷٦) المنجد (۱۸۹)]

(۲) [أنیس الفقهاء (ص/٦۳) الإختیار (۲٦/۱) الفقه الإسلامی وأدلته (٦۱۰/۱) تهذیب اللغة (۱۵۸/۵) لسان العرب (٤۱۹/۳)]

(۳) [فتح القدیر مع حاشیة العنایة (۱۱۲/۱) اللباب (٤۷/۱) الشرح الصغیر (۲۰۷/۱) مغنی المحتاج (۱۱۳/۱) حاشیة الباجوری (۱۱۲/۱) کشاف القناع (۲٤٦/۱) بدائع الصنائع (۳۹/۱)]

(٤) [تمام المنة (ص/۱۳٦)]

(٥) [فتاوی المرأة المسلمة (۲٦٦/۱)]

(٦) [القاموس المحیط (ص/٥۳٤) المنجد (ص/۹۱۳)]

(۷) [أنیس الفقهاء (ص/٦٤)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❸ اس مسئلے میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے۔

(احناف) حیض کی کم از کم مدت تین (3) دن اور زیادہ سے زیادہ پندرہ (15) دن ہے۔

(مالکیہ) کم از کم کوئی مدت نہیں البتہ زیادہ سے زیادہ مدت مختلف عورتوں کی مختلف ہوتی ہے اور وہ چار ہیں "مبتدأة" (15 دن)، "معتادة" (3 دن سے زائد) "حاملة" (20 دن) اور "مختلطة" (15 دن)۔

(شافعیہ، حنابلہ) حیض کی کم از کم مدت ایک دن اور رات ہے' اس کی غالب مدت چھ (6) یا سات (7) دن ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت پندرہ (15) دن اور ان کی راتیں ہے۔(۱)

طہر کی تعریف: طہر ایسے وقت کو کہتے ہیں جب عورت حیض و نفاس سے پاک ہوتی ہے۔(۲)

طہر کی مدت: اس کی مدت میں بھی فقہائے اسلام نے اختلاف کیا ہے۔

(جمہور) طہر کی کم از کم مدت پندرہ (15) دن ہے اور زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں کیونکہ طہر بعض اوقات سال یا دو سال تک بھی لمبا ہو جاتا ہے۔(۳)

(حنابلہ) طہر کی کم از کم مدت تیرہ (13) دن ہے اور زیادہ سے زیادہ کی فقہاء کے اتفاق کے ساتھ کوئی مدت متعین نہیں ہے۔(٤)

(راجح) حیض کی کم از کم یا زیادہ سے زیادہ مدت کی تعیین میں کوئی قابل حجت دلیل منقول نہیں ہے بلکہ وہ تمام دلائل جو اس ضمن میں پیش کیے جاتے ہیں' یا موضوع ہیں یا ضعیف ہیں۔(٥)

حیض آنے کا علم بعض اوقات مقررہ عادت کی معرفت کے ذریعے ہوتا ہے' بعض اوقات حیض کے خون کی معرفت کے ذریعے ہوتا ہے اور بعض اوقات دونوں کے ساتھ ہوتا ہے۔(٦)

اور اسی طرح طہر کی بھی کوئی مدت متعین نہیں۔

فَذَاتُ الْعَادَةِ الْمُتَقَرِّرَةِ تَعْمَلُ عَلَيْهَا	جس عورت کی عادت کے کچھ ایام مقرر ہوں وہ انہی کے مطابق عمل کرے گی۔ ❶

❶ (1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے جب استحاضہ کی بیماری میں مبتلا

(۱) [بداية المجتهد (٤٨/١) القوانين الفقهية (ص/٣٩) بدائع الصنائع (٢٠٨/١) الدر المختار (٢٦٢/١) فتح القدير (١١١/١) مغنى المحتاج (١٠٩/١) حاشية الباجورى (١١٤/١) المغنى (٣٠٨/١) كشاف القناع (٢٣٣/١)]

(۲) [بداية المجتهد (٥٢/١) القوانين الفقهية (ص/٤١)]

(۳) [المهذب (٣٩/١) بداية المجتهد (٤٨/١) فتح القدير (١٢١/١) مراقى الفلاح (ص/٢٤) الشرح الصغير (٢٠٩/١) مغنى المحتاج (١٠٩/١) حاشية الباجورى (١١٦/١)]

(٤) [كشاف القناع (٢٣٤/١)]

(٥) [السيل الجرار (١٤٢/١) الروضة الندية (١٨٤/١)]

(٦) [نيل الأوطار (٣٩٦/١) المغنى (٣١١/١) الإفصاح (١٠٦/١) المجموع (٤٥٥/٢) بدائع الصنائع (٤١/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کی شکایت کی تو نبی ﷺ نے فرمایا ﴿فإذا أقبلت حيضتك فدعى الصلاة وإذا أدبرت فاغسلي عنك الدم ثم صلي﴾ ''جب تمہیں حیض آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب ختم ہو جائے تو جسم سے خون صاف کرو پھر نماز پڑھو۔'' (۱)

(2) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿لتنتظر عدد الليالي والأيام التي كانت تحيضهن من الشهر قبل أن يصيبها الذى أصابها فلتترك الصلاة قدر ذلك من الشهر﴾ ''اس بیماری (یعنی استحاضہ) کے لاحق ہونے سے پہلے وہ خواتین مہینے کی جن راتوں اور دنوں میں حیض والی ہوتی تھیں اس گنتی کے مطابق ہر ماہ نماز چھوڑ دیں۔'' (۲)

(3) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے مستحاضہ عورت کے متعلق فرمایا ﴿تجلس أيام أقرائها﴾ ''ایسی عورت اپنے حیض کے دنوں میں بیٹھے گی (نماز اور روزے وغیرہ سے' یعنی طاہر خواتین کی طرح افعال سرانجام نہیں دے گی)۔'' (۳)

(4) حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ سے (استحاضہ کی بیماری کے) خون کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿امكثي قدر ما كانت تحبسك حيضتك ثم اغتسلي﴾ ''اتنی مدت انتظار کرو جتنی دیر تمہارا حیض تمہیں پہلے روکے رکھتا تھا پھر غسل کر لو۔'' (٤)

یہ تمام احادیث اس بات کا ثبوت ہیں کہ جس عورت کے ایام ماہواری مقرر ہوں وہ انہی کو پورا کرے گی۔

وَغَيْرُهَا تَرْجِعُ إِلَى الْقَرَائِنِ	اور جس کے ایام مقرر نہیں وہ قرائن کی طرف رجوع کرے گی۔ ❶

❶ (1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا استحاضہ کے مرض میں مبتلا تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا ﴿إن دم الحيض دم أسود يعرف فإذا كان ذلك فأمسكي عن الصلاة فإذا كان الآخر فتوضئ وصلي﴾ ''بلاشبہ حیض کا خون سیاہ رنگ کا ہوتا ہے جو پہچانا جاتا ہے' جب ایسا خون ہو تو نماز سے احتراز کرو اور جب کوئی دوسرا (خون) ہو تو وضوء کرو اور نماز ادا کرو۔'' (٥)

(۱) [بخاری (۳۰٦) کتاب الحیض : باب الاستحاضة' مسلم (۳۳۳) أبو داود (۲۸۲) نسائی (۱۲٤/۱) ترمذی (۱۲۵) ابن ماجة (٦۲۱) ابن أبی شيبة (۱۲۵/۱) عبدالرزاق (۱۱٦۵) أبو عوانة (۳۱۹/۱)]

(۲) [**صحيح** : صحيح نسائی (۳٤۳) أبو داود (۲۷٤) كتاب الطهارة : باب فی المرأة تستحاض...... ' موطا (٦۲/۱) أحمد (۲۹۳/٦) نسائی (۱۸۲/۱) ابن ماجة (٦۲۳) دارمی (۱۹۹/۱) دار قطنی (۲۱۷/۱) بيهقی (۳۳۳/۱)]

(۳) [**صحيح** : صحيح نسائی (۳٤۹) صحيح أبو داود (۲۷٦) نسائی (۳٦۱) كتاب الحيض والاستحاضة : باب جمع المستحاضة بين الصلاتين و غسلها إذا جمعت]

(٤) [مسلم (۳۳٤) كتاب الحيض : باب المستحاضة وغسلها وصلاتها ' أحمد (۲۳۷/٦) دارمی (۱۹۸/۱) شرح معانی الآثار (۹۸/۱) نسائی (۱۸۱/۱)]

(٥) [**حسن** : صحيح أبو داود (۲٦۳) كتاب الطهارة : باب إذا أقبلت الحيضة تدع الصلاة ' أبو داود (۲۸٦) نسائی (۱۸۱/۱)' (۲۱٦)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(2) ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿فإنما هو داء عرض أو ركضة من الشيطان أو عرق انقطع﴾ "بلاشبہ یہ ایک پیش آمدہ بیماری ہے' یا شیطان کا چوکہ ہے' یا ایک منقطع رگ ہے" (واضح رہے کہ یہ بات استحاضہ کے خون کے متعلق ہے)۔(۱)

فَدَمُ الْحَيْضِ يَتَمَيَّزُ عَنْ غَيْرِهِ فَتَكُونُ حَائِضًا إِذَا رَأَتْ دَمَ الْحَيْضِ	حیض کا خون دوسرے خون سے ممتاز (الگ) ہوتا ہے' جب عورت حیض کا خون دیکھے گی تب ہی حائضہ ہو گی۔ ❶

❶ (1) حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے ﴿إن دم الحيض دم أسود يعرف﴾ "بلاشبہ حیض کا خون سیاہ رنگ کا ہوتا ہے جو کہ پہچانا جاتا ہے۔"(۲)

(2) حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم زرد اور خاکی رنگ کے خون کو طہارت و پاکیزگی کے بعد کچھ شمار نہیں کرتی تھیں۔(۳)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا اور دیگر مسلم خواتین طہر سے پہلے اس رنگ کے خون کو حیض شمار کرتی تھیں۔

(3) ایک روایت میں ہے کہ خواتین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ڈبیہ (جس میں حیض کی روئی رکھی جاتی تھی) بھیجتی تھیں' اس میں ایسی روئی ہوتی جس میں زرد رنگ ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں کہ جلدی نہ کرو جب تک کہ چونے کی طرح سفیدی نہ دیکھو یعنی ایام ماہواری سے بالکل پاک نہ ہو جاؤ۔(٤)

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ حیض کا خون سیاہ رنگ کے علاوہ' زرد اور خاکی رنگ کا بھی ہوتا ہے اس کے علاوہ حیض کے خون کا رنگ (بعض روایات سے) سرخ بھی ثابت ہے۔

(البانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٥)

(سید سابقؒ) انہوں نے حیض کے خون کے رنگوں میں سیاہ' سرخ' زرد اور خاکی رنگ شمار کیا ہے۔(٦)

(جمہور' شوکانیؒ) خاکی اور زرد رنگ کا خون حالت حیض کے دوران حیض ہی ہے۔(٧)

---

(۱) [صحيح : التعليقات الرضية على الروضة الندية (۲۱۳/۱) دارقطني (۲۰٦/۱) بيهقي (۳٤٤/۱) حاكم (۱۷٥/۱)]

(۲) [حسن : صحيح أبو داود (۲٦۳) كتاب الطهارة : باب إذا أقبلت الحيضة تدع الصلاة ' أبو داود (۲۸٦)]

(۳) [صحيح : صحيح أبو داود (۳۲٥) كتاب الطهارة : باب في المرأة ترى الكدرة والصفرة بعد الطهر ' أبو داود (۳۰۷) بخاري (۳۲٦) عبدالرزاق (۱۲۱٦) دارمي (۲۱٥/۱) نسائي (۱۸٦/۱) ابن ماجة (٦٤٧) بيهقي (۳۳۷/۱) حاكم (۱۷٤/۱)]

(٤) [بخاري (قبل الحديث/ ۳۲۰) كتاب الحيض : باب إقبال المحيض وإدباره ' مؤطا (۵۹/۱)]

(٥) [تمام المنة (ص/ ۱۳٦) التعليقات الرضية على الروضة الندية (۲۱٥/۱)]

(٦) [فقه السنة (۷٤/۱ـ۷٥)]

(٧) [نيل الأوطار (٤۰۲/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمُسْتَحَاضَةٌ إِذَا رَأَتْ غَيْرَهُ وَهِيَ كَالطَّاهِرَةِ وَتَغْسِلُ أَثَرَ الدَّمِ	جب اسے اس کے علاوہ کوئی اور خون نظر آئے تو وہ مستحاضہ ❶ ہوگی البتہ یہ پاکیزہ عورت کی طرح ہے ❷ اور خون کے نشانات کو دھوئے گی۔ ❸

❶ مستحاضہ ایسی عورت کو کہتے ہیں جو استحاضہ کی بیماری میں مبتلا ہو یعنی وہ عورت جس کا حیض کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی اور رگ کی وجہ سے (مسلسل) خون بہتا ہو۔ استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو رحم کے علاوہ (عورت کی) شرمگاہ سے خارج ہو نیز یہ باب اِسْتَحَاضَ يَسْتَحِيْضُ (استفعال) سے مصدر ہے۔(۱)

❷ (1) جیسا کہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا میں استحاضہ کی بیماری میں مبتلا خاتون ہوں اور میں پاک نہیں ہوتی لہذا کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إنما ذلك عرق وليس بالحيضة﴾ "یہ صرف ایک رگ ہے حیض نہیں ہے۔" اس لیے جب حیض کا خون آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب اس کی مقدار ختم ہو جائے تو ﴿فاغسلي عنك الدم وصلي﴾ "اپنے بدن سے خون دھو کر نماز ادا کرلو (اگرچہ استحاضہ کا خون ختم نہ ہوا ہو)۔"(۲)

(2) مستحاضہ عورت کے متعلق ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے ﴿تصوم وتصلي﴾ "وہ روزہ رکھے گی اور نماز پڑھے گی۔"(۳)

یہ احادیث اور ان کے علاوہ گذشتہ اسی باب میں متعدد بیان کردہ احادیث اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ مستحاضہ عورت پاک ہے۔

❸ اس کی دلیل گذشتہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کی حدیث میں موجود یہ الفاظ ہیں ﴿فاغسلي عنك الدم وصلي﴾ "اپنے بدن سے خون دھو لو اور نماز ادا کرو۔"

وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ	اور ہر نماز کے لیے وضوء کرے گی۔ ❶

❶ (1) حضرت عدی بن ثابت عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مستحاضہ عورت کے متعلق فرمایا کہ "وہ اپنے ان ایام ماہواری میں نماز ترک کرے گی جن میں وہ (پہلے) حائضہ ہوتی تھی ﴿ثم تغتسل وتتوضأ عند كل صلاة﴾ "پھر وہ غسل کرے گی اور ہر نماز کے لیے وضوء کرے گی۔"(٤)

(۱) [أنيس الفقهاء (ص/٦٤) القاموس المحيط (ص/٥٧٦) فتح الباري (٤٨٧/١) تحفة الأحوذي (٤٠٩/١)]

(۲) [بخاري (٣٠٦) كتاب الحيض : باب الاستحاضة، مسلم (٣٣٣) أبو داود (٢٨٢) نسائي (١٢٤/١) ترمذي (١٢٥) ابن ماجة (٦٢١) ابن أبي شيبة (١٢٥/١) عبدالرزاق (١١٦٥) أبو عوانة (٣١٩/١)]

(۳) [**صحيح** : صحيح ترمذي (١٠٩) كتاب الطهارة : باب ما جاء أن المستحاضة تتوضأ لكل صلاة، صحيح ابن ماجة (٦٢٥) ترمذي (١٢٦) أبو داود (٢٩٧) ابن ماجة (٦٢٥) دارمي (٢٠٢/١)]

(٤) [**صحيح** : صحيح ترمذي (١٠٩) كتاب الطهارة : باب ما جاء أن المستحاضة تتوضأ لكل صلاة، ترمذي (١٢٦) أبو داود (٢٩٧) ابن ماجة (٦٢٥) دارمي (٢٠٢/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(2) نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا ﴿ثم اغتسلي وتوضئ لكل صلاة ثم صلي﴾ ''(ایام حیض گزارنے کے بعد) غسل کرو اور ہر نماز کے لیے وضوء کرو پھر نماز ادا کرو۔'' (۱)

امام شوکانیؒ رقمطراز ہیں کہ ''ان احادیث سے ثابت ہوا کہ (مستحاضہ عورت پر) ہر نماز کے لیے وضوء واجب ہے اور غسل صرف ایک مرتبہ حیض کے اختتام پر ہی واجب ہے۔'' (۲)

(مالکیہ) مستحاضہ عورت پر اسی طرح ہر نماز کے لیے وضوء مستحب ہے جیسا کہ استحاضہ کے خون کے اختتام پر اس کے لیے غسل مستحب ہے۔ (۳)

(جمہور، شافعیہ، حنابلہ، حنفیہ) مستحاضہ عورت پر واجب ہے کہ وہ ہر نماز کا وقت ہو جانے پر اپنی شرمگاہ دھوئے اور پھر وضوء کرے۔ (٤)

حضرت علیؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت عائشہؓ حضرت عروہ بن زبیر اور حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہم اللہ وغیرہ سے بھی یہی قول مروی ہے جبکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور امام عطا بن ابی رباحؒ وغیرہ سے اس کے برخلاف یہ منقول ہے کہ مستحاضہ عورت ہر نماز کے لیے غسل کرے گی۔ (٥)

ہر نماز کے لیے غسل کو واجب کہنے والوں کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے استحاضہ کے خون کے متعلق مسئلہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ تو صرف ایک رگ ہے ﴿فاغتسلي ثم صلي فكانت تغتسل لكل صلاة﴾ ''لہٰذا تم غسل کرو پھر نماز پڑھو تو وہ ہر نماز کے لیے غسل کر لیتی تھیں۔'' (٦)

اگرچہ انہوں نے اس حدیث سے استدلال تو کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث وجوب کے قائل حضرات کی دلیل نہیں بنتی کیونکہ اس میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر نماز کے لیے غسل کا حکم دیا ہے بلکہ یہ محض حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا اپنا فعل و عمل ہے جو کہ مسلمہ قوانین کے مطابق وجوب کے لیے کافی نہیں ہے۔

(نوویؒ) وہ احادیث جو سنن ابی داود اور بیہقی وغیرہ میں موجود ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں ہر نماز کے لیے غسل کا حکم دیا تھا، ان میں سے کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔ اور امام بیہقی وغیرہ نے تو ان کے ضعف کو واضح کر کے بیان کر دیا ہے۔ (۷)

---

(۱) [**صحيح** : صحيح أبو داود (۲۸۷) كتاب الطهارة : باب من قال تغتسل من طهر إلى طهر، أبو داود (۲۹۸) أحمد (٤٢/٦) ابن ماجة (٦٢٤) نسائی (۱۸٥/۱)]

(۲) [نيل الأوطار (٤٠٤/۱)]

(۳) [بداية المجتهد (٥٧/۱) القوانين الفقهية (ص/٢٦-٤١)]

(٤) [اللباب (٥١/۱) مراقی الفلاح (ص/٢٥) مغنى المحتاج (١١١/۱) المهذب (٤٥/۱) المغنى (٣٤٠/۱)]

(٥) [تحفة الأحوذى (٤٢٥/۱)]

(٦) [ترمذی (۱۲۹) كتاب الطهارة : باب ما جاء في المستحاضة أنها تغتسل عند كل صلاة، مسلم (٣٣٤) أحمد (٢٣٧/٦) أبو داود (٢٨٥) ابن ماجة (٦٢٦) نسائی (١١٨/۱) دارمی (١٩٦/۱)]

(۷) [المجموع (٥٣٦/۲)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(شوکانیؒ) ان احادیث کے متعلق ''کہ جن میں مستحاضہ عورت کے لیے غسل کا حکم ہے'' حفاظ کی ایک جماعت نے صراحت کی ہے کہ وہ قابل احتجاج نہیں ہیں۔(۱)

(شافعیؒ) رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کو غسل کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا اس میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں ہر نماز کے لیے غسل کا حکم دیا۔(۲)

(راجح) استحاضہ کی بیماری میں مبتلا عورت پر ہر نماز کے لیے غسل نہیں بلکہ صرف وضوء واجب ہے اور غسل صرف ایک مرتبہ ایام ماہواری کے اختتام پر ہی واجب ہے۔(۳)

(شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ) انہوں نے اسی کے مطابق فتوی دیا ہے۔(٤)

واضح رہے کہ اگر مستحاضہ عورت دو نمازوں کو اس طرح جمع کرے کہ پہلی کو مؤخر اور دوسری کو مقدم کرے اور پھر دونوں کے لیے ایک غسل کرے یعنی ظہر و عصر کے لیے ایک غسل' مغرب و عشاء کے لیے ایک غسل اور فجر کے لیے ایک غسل' تو یہ عمل مندوب و مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسی کو پسند فرمایا ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں آپ ﷺ کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ ﴿وهو أعجب الأمرين إلي﴾ ''ان دونوں باتوں میں سے یہی مجھے زیادہ پسند ہے۔''(۵)

وَالْحَائِضُ لَا تُصَلِّيْ وَلَا تَصُوْمُ	حائضہ عورت نہ نماز پڑھے گی اور نہ ہی روزہ رکھے گی۔ ❶

❶ جیسا کہ یہ مسئلہ اجماع امت سے ثابت ہے مزید اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عورتوں سے ارشاد فرمایا...... ﴿أليس إذا حاضت المرأة لم تصل ولم تصم﴾ ''کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو نہ وہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے۔''(٦)

(2) حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کہا ﴿فإذا أقبلت الحيضة فاتركي الصلاة﴾ ''جب حیض کا خون آئے تو نماز چھوڑ دو۔''(۷)

---

(۱) [نيل الأوطار (۱٤۹/۱)]

(۲) [الأم (۸۰/۱)]

(۳) [شرح مسلم للنووي (۲۵۷/۲) المجموع (۵۳٥/۲) نيل الأوطار (٤٠٤/۱) السيل الجرار (۱٤۸/۱) الروضة الندية (۱۸۸/۱)]

(٤) [فتاوى المرأة المسلمة (۲۹۱/۱)]

(۵) [حسن : صحيح أبو داود (۲٦۷) كتاب الطهارة : باب من قال إذا أقبلت الحيضة تدع الصلاة ' أبو داود (۲۸۷) ترمذي (۱۲۸) أحمد (۳۸۱/٦) الأدب المفرد للبخاري (۲۳۷) ابن ماجة (٦۲۷)]

(٦) [بخاري (۳۰٤) كتاب الحيض : باب ترك الحائض الصوم ' مسلم (۱۳۲) نسائي (۱۷۸/۳) ابن ماجة (۱۲۸۸) ابن حبان (۵۷٤٤) بيهقي (۲۳۵/٤)]

(۷) [بخاري (۳۰٦) كتاب الحيض : باب الاستحاضة ' مسلم (۳۳۳) أبو داود (۲۸۲) نسائي (۱۲٤/۱) ترمذي (۱۲۵) ابن ماجة (٦۲۱) عبدالرزاق (۱۱٦۵) أبو عوانة (۳۱۹/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(شوکانیؒ) اس مسئلے پر اجماع ہے۔(۱)

(شیخ عثیمینؒ) انہوں نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے کہ حائضہ عورت نہ تو نماز پڑھے گی اور نہ ہی روزہ رکھے گی۔(۲)

وَلَا تُوطَأُ حَتّٰى تَغْتَسِلَ بَعْدَ الطُّهْرِ	اور نہ ہی حالت طہر میں آنے کے بعد غسل تک اس سے ہم بستری کی جا سکتی ہے۔ ❶

❶ (1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾[البقرة:۲۲۲] ”لوگ آپ ﷺ سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں' تو کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے لہٰذا تم حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ (حیض سے) پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب مت جاؤ' ہاں جب وہ (غسل کرکے) پاکیزگی حاصل کر لیں تو جہاں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے ان کے پاس جاؤ۔“

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ﴿من أتى حائضا أو امرأة في دبرها أو كاهنا فقد كفر بما أنزل على محمد﴾ ”جس نے حائضہ عورت سے مباشرت و ہم بستری کی یا کسی عورت کی پشت میں دخول کیا یا کاہن کے پاس آیا (اور اس کی تصدیق کی) تو اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ تعلیمات کا کفر کر دیا۔“(۳)

(3) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حائضہ عورت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ﴿اصنعوا كل شيئ إلا النكاح﴾ ”نکاح (یعنی جماع) کے علاوہ (حائضہ عورت سے) سب کچھ کرو۔“(٤)

(4) اس بات پر اجماع ہے کہ حائضہ عورت سے ہم بستری و جماع کرنا حرام ہے۔(٥)

(شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ) انہوں نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔(٦)

96- جماع کے علاوہ حائضہ عورت سے مباشرت کا حکم

یہ عمل جائز و مباح ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث اس پر شاہد ہیں:

---

(۱) [نيل الأوطار (۱/۴۰۹)]

(۲) [فتاوى المرأة المسلمة (۱/۲۸۲-۲۸۳)]

(۳) [صحيح: صحيح ترمذى (۱۱٦) كتاب الطهارة: باب ما جاء فى كراهية إتيان الحائض' ترمذى (۱۳۵) أحمد (۲/۴۰۸) أبو داود (۳۹۰٤) ابن ماجة (٦۳۹) دارمى (۱/۲۵۹)]

(٤) [مسلم (۳۰۲) كتاب الحيض: باب جواز غسل الحائض رأس زوجها و ترجيله......' أحمد (۳/۱۳۲) دارمى (۱/۲٤۵) أبو داود (۲۵۸) ترمذى (۲۹۷۷) نسائى (۱/۱۸۷) ابن ماجة (٦٤٤) بيهقى (۱/۳۱۳) ابن حبان (۱۳۵۲) أبو عوانة (۱/۳۱۱)]

(٥) [نيل الأوطار (۱/٤۰٤)]

(٦) [فتاوى المرأة المسلمة (۱/۲۸۰)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) نبی ﷺ نے فرمایا﴿اصنعوا کل شئ إلا النکاح﴾ ''(حائضہ عورت سے) جماع کے علاوہ سب کچھ کرو۔''(۱)

(2) ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میری بیوی جب حائضہ ہو تو میرے لیے اس سے کیا حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا﴿لك ما فوق الإزار﴾ ''تمہارے لیے وہ سب کچھ حلال ہے جو تہبند کے اوپر ہے۔''(۲)

(3) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی حائضہ ہوتی اور رسول اللہ ﷺ اس سے مباشرت کرنا چاہتے تو اسے تہبند باندھنے کا حکم دیتے' اس وقت حیض زور پر ہوتا' پھر آپ ﷺ اس سے مباشرت کرتے۔''(۳)

97- انقطاعِ حیض پر غسل سے پہلے مباشرت کا حکم

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ﴾ [البقرۃ : ۲۲۲] ''حالتِ حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب مت جاؤ پس جب وہ پاک ہو جائیں تو جہاں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے ان کے پاس جاؤ۔''

اس آیت میں حائضہ عورت سے مباشرت کے لیے دو مرتبہ طہارت کا ذکر ہے یعنی ﴿حتى يطهرن﴾ اور ﴿فإذا تطهرن﴾ پہلی طہارت سے مراد تو بالاتفاق انقطاعِ حیض ہی ہے لیکن دوسری طہارت میں اختلاف کیا گیا ہے کہ اس سے مراد غسل ہے یا مجرد انقطاعِ حیض۔

(ابن عباسؓ) اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ﴿حتى يطهرن﴾ ''یعنی وہ خون سے پاک ہو جائیں۔'' ﴿فإذا تطهرن﴾ ''یعنی وہ پانی کے ساتھ طہارت حاصل کر لیں۔''(٤)

(ابن کثیرؒ) علماء نے اس بات پر اتفاقِ رائے کا اظہار کیا ہے کہ عورت سے جب حیض کا خون ختم ہو جائے تو وہ پانی کے ساتھ غسل کرنے تک' یا بامر مجبوری تیمم کرنے تک' حلال نہیں ہوتی۔(٥)

(جمہور، مالکؒ) شوہر کے لیے حائضہ عورت سے اس وقت تک مباشرت جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ پانی کے ساتھ طہارت نہ حاصل کر لے۔(٦)

(مجاہدؒ، عکرمہؒ) مجرد انقطاعِ خون ہی عورت کو اس کے خاوند کے لیے حلال کر دیتا ہے' لیکن وہ وضوء کرے گی۔(۷)

---

(۱) [تقدم آنفا]

(۲) [صحیح : صحیح أبو داود (۱۹۷) کتاب الطهارة : باب فی المذی' أبو داود (۲۱۲)]

(۳) [بخاری (۳۰۲) کتاب الحیض : باب مباشرة الحائض' أحمد (۱۷۳/۶) دارمی (۲٤۲/۱) مسلم (۲۹۳) أبو داود (۲٦۸) ترمذی (۱۳۲) ابن ماجة (٦۳٥) الإحسان لابن حبان (٤٦۷/۲) بیهقی (۳۱۰/۱) شرح السنة (٤۱۱/۱)]

(٤) [تیسیر العلی القدیر (۱۸۱/۱)]

(٥) [تفسیر ابن کثیر۔ بتحقیق عبدالرزاق مهدی (٥۲۲/۱)]

(٦) [تفسیر فتح القدیر (۲۲٦/۱)]

(۷) [أیضا]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ابوحنیفہؒ،ابو یوسفؒ،محمدؒ) اگر دس دن گزرنے کے بعد خون منقطع ہو تو غسل سے پہلے بھی اس عورت سے جماع وہم بستری کرنا جائز ہے اور اگر انقطاع خون دس دنوں سے پہلے ہو جائے تو غسل یا نماز کا وقت اس پر داخل ہو جانے سے پہلے اس سے جماع کرنا جائز نہیں ہے۔

(ابن حزمؒ) غسل کے بغیر بھی جماع درست ہے۔(۱)

(البانیؒ) اسی کے قائل ہیں۔(۲)

(قرطبیؒ) اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ ﴿فاذا تطهرن﴾ یعنی وہ عورتیں پانی کے ساتھ طہارت حاصل (یعنی غسل) کرلیں۔(۳)

(شوکانیؒ) انہوں نے "تطھرن" کا معنی غسل کرتے ہوئے غسل سے پہلے جماع کو حرام قرار دیا ہے۔(٤)

(راجح) جمہور کا موقف راجح ہے کیونکہ "تطھرن" کا راجح معنی غسل ہی ہے نیز جب اباحت و تحریم دونوں کا احتمال ہو تو تحریم کو ہی مقدم کیا جاتا ہے۔

98- حالت حیض میں جماع کا کفارہ

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا جو حالت حیض میں اپنی بیوی سے ہم بستری کرتا ہے ﴿يتصدق بدينار أو بنصف دينار﴾ "وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے۔"(٥)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اگر ایام ماہواری کی ابتدا میں ہم بستری کرے تو دینار اور اگر خون کے انقطاع پر جماع وہم بستری کرے تو آدھا دینار (صدقہ کرے گا)۔(٦)

(3) ایک اور روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "اگر (جماع کے وقت) سرخ خون آ رہا ہو تو دینار اور اگر زرد ہو تو آدھا دینار (صدقہ کرے گا)۔"(٧)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حائضہ عورت سے جماع کرنے والے شخص پر کفارہ ادا کرنا واجب ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ' امام حسن بصری' حضرت سعید بن جبیر' امام قتادہ' امام اوزاعی' امام اسحاق' امام احمد سے دوسری روایت میں

---

(۱) [المحلى بالآثار (۳۹۱/۱)]

(۲) [آداب الزفاف (ص/٤٧)]

(۳) [تفسير قرطبي (۸۸/۲)]

(٤) [تفسير فتح القدير (۲۲٦/۱)]

(٥) [**صحيح** : صحيح أبو داود (۲۳۷) كتاب الطهارة : باب إتيان الحائض' أبو داود (٢٦٤) أحمد (۲۲۹/۱) دارمی (۲٥٤/۱)]

(٦) [**صحيح موقوف** : صحيح أبو داود (۲۳۸) كتاب الطهارة : باب إتيان الحائض' أبو داود ٢٦٥)]

(٧) [**صحيح موقوف** : صحيح ترمذی (۱۱۸) كتاب الطهارة : باب ما جآء في الكفارة في إتيان الحائض' ترمذی (۱۳۷)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور امام شافعی رحمہم اللہ اجمعین کے قدیم قول کے مطابق یہی موقف راجح ہے۔البتہ انہوں نے کفارے کے متعلق اختلاف کیا ہے۔

(حسن بصریؒ، سعید بن جبیرؒ) ایسا شخص ایک غلام آزاد کرے گا۔

(جمہور،) دینار یا نصف دینار صدقہ دے گا۔

(مالکؒ، ابوحنیفہؒ) اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے بلکہ صرف توبہ واستغفار ہی واجب ہے۔ان کے نزدیک کفارہ کی احادیث مضطرب و ناقابل حجت ہیں۔امام عطاء بن ابی ملیکہ' امام شعبی' امام نخعی' امام مکحول' امام ابوالزناد' امام ربیعہ' امام حماد بن ابی سلیمان' امام ابن مبارک' امام ایوب سختیانی' امام سفیان ثوری' امام لیث بن سعد' امام شافعی سے جو زیادہ صحیح روایت ہے اور امام احمد رحمہم اللہ اجمعین سے ایک روایت میں یہی مذہب منقول ہے۔(۱)

(شوکانیؒ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ''دینار یا نصف دینار صدقہ'' والی روایت کے متعلق رقمطراز ہیں کہ ''بے شک آپ کو اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ پہلی روایت قابل حجت ہے لہٰذا اسی کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔(یعنی یہ بھی دینار یا نصف دینار صدقہ کفارہ ادا کرنے کے ہی قائل ہیں)۔(۲)

(نوویؒ) اگر کوئی مسلمان یہ عقیدہ رکھے کہ حائضہ عورت سے جماع و ہم بستری حلال ہے تو وہ کافر و مرتد ہو جائے گا' اگر کوئی ایسا عقیدہ نہ رکھتے ہوئے بھول کر' یا حرمت' یا حیض کا علم نہ ہونے کی وجہ سے جماع کرے تو اس پر کوئی گناہ اور کفارہ نہیں ہے' اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر' حیض اور حرمت کا علم ہونے کے باوجود ایسا کرے تو اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہے اس لیے ایسے شخص پر اس گناہ سے توبہ کرنا ہی واجب ہے۔(۳)

(سید سابقؒ) ایسے شخص پر کوئی کفارہ نہیں۔(٤)

(شیخ عثیمینؒ) توبہ کے ساتھ دینار یا نصف دینار' جو بھی وہ شخص اختیار کرے' کفارہ ادا کرے گا۔(٥)

(شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی) دینار یا نصف دینار کفارہ ادا کرے گا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے۔(٦)

(راجح) یقیناً کبیرہ گناہ کے ارتکاب کے بعد توبہ ایک لازمی امر ہے لیکن یہاں توبہ کی صورت یہی ہے کہ استغفار کے ساتھ دینار یا نصف دینار جسے بھی وہ شخص پسند کرے صدقہ کر دے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف اتنا ہی ثابت ہے تاہم دینار یا نصف

(۱) [نیل الأوطار (۱/۴۰۸) تحفة الأحوذی (۱/٤٤٤) معالم السنن (۱/۸۳۔۸٤) المغنی (۱/٤١٦۔٤١٧)]
(۲) [نیل الأوطار (۱/۴۰۸)]
(۳) [فقه السنة (۱/۷۷)]
(٤) [أیضا]
(٥) [فتاوی المرأة المسلمة (۱/۲۸۰)
(٦) [فتاوی المرأة المسلمة (۱/۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینار صدقہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی موقوف روایات کو مدنظر رکھنا ہی اولیٰ و بہتر ہے۔

وَتَقْضِي الصِّيَامَ	اور وہ صرف روزوں کی قضائی دے گی۔ ❶

❶ حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت روزے کی قضائی تو دیتی ہے لیکن نماز کی قضائی نہیں دیتی؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمیں ایسی حالت درپیش ہوتی تو ﴿فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلاة﴾ ''ہمیں روزے کی قضائی کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضائی کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔'' (١)

(نوویؒ) اس مسئلے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ (٢)

(شوکانیؒ) اس مسئلے پر اس امت کے سلف وخلف اور سابق ولاحق کا اجماع ہے اور علمائے اسلام میں سے کسی ایک سے بھی اس میں اختلاف نہیں سنا گیا۔ (٣)

(ابن منذرؒ) علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ عورت پر حالت حیض میں فوت شدہ نمازوں کی قضائی واجب نہیں ہے البتہ حالت حیض میں چھوڑے ہوئے روزوں کی قضائی اس پر واجب ہے۔ (٤)

امام ابن عبد البرؒ رقمطراز ہیں کہ خوارج کا ایک گروہ حائضہ عورت پر نماز کی قضاء کو واجب قرار نہیں دیتا۔ (٥)

(صدیق حسن خانؒ) (خوارج کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ) اجماع امت میں ایسے لوگوں کی مخالفت ''جو کہ کلاب النار ہیں'' کچھ اثر نہیں رکھتی۔ (٦)

❀❀❀

(١) [صحيح : صحيح أبو داود (٢٣٦) كتاب الطهارة : باب في الحائض لا تقضي الصلاة ' أبو داود (٢٦٣) أحمد (٢٣٢/٦) بخاري (٣٢١) مسلم (٣٣٥) ترمذي (١٣٠) نسائي (١٩١/١) ابن ماجة (٦٣١) أبو عوانة (٣٢٤/١) دارمي (٢٣٣/١) بيهقي (٣٠٨/١)]

(٢) [المجموع (٣٥١/٢ـ٣٥٥)]

(٣) [السيل الجرار (١٤٨/١)]

(٤) [الإجماع لابن المنذر (ص/٣٧)' (رقم/٢٨'٢٩)]

(٥) [مقالات الإسلاميين لأبي الحسن الأشعري (ص/٨٦ـ١٣١) الفرق بين الفرق للبغدادي (ص/٧٢ـ١١٣)]

(٦) [الروضة الندية (١٩٠/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل

نفاس کے مسائل

وَالنِّفَاسُ أَكْثَرُهُ أَرْبَعُونَ يَوْمًا	نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ ❶

❶ (1) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿كانت النفساء تجلس على عهد رسول الله ﷺ أربعين يوما﴾ ”نفاس والی خواتین عہد رسالت میں چالیس دن عدت گزارتی تھیں۔“ (۱)

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿كان رسول الله وقت للنفساء أربعين يوما إلا أن ترى الطهر قبل ذلك﴾ ”رسول اللہ ﷺ نے نفاس والی خواتین کے لیے چالیس دن مقرر کیے تھے الا کہ وہ اس سے پہلے پاکی حاصل کر لیں۔“ (۲)

(جمہور) نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت عمر، حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم، امام عطاء، امام ثوری، امام شعبی، امام مزنی، امام احمد بن حنبل، امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ اجمعین کا بھی یہی موقف ہے۔

(شافعیؒ) یہ مدت ساٹھ دن ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام مالکؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(حسن بصریؒ) یہ مدت پچاس دن ہے۔

علاوہ ازیں بعض حضرات نے ستر دن مدت بھی بتلائی ہے۔ (۳)

(نوویؒ) صحابہ، تابعین اور ان کے بعد والوں میں سے اکثر علماء کے نزدیک نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ امام ترمذیؒ اور امام خطابیؒ وغیرہ نے بھی یہی قول اکثر سے نقل کیا ہے۔ امام خطابیؒ بیان کرتے ہیں کہ امام ابو عبیدہؒ نے کہا کہ ”اسی پر لوگوں کی جماعت ہے۔“ اور امام ابن منذرؒ نے یہی قول حضرت عمر بن خطاب، حضرت ابن عباس، حضرت انس، حضرت عثمان بن ابی العاص، حضرت عائذ بن عمرو، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم امام ثوری، امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، امام ابن مبارک

---

(۱) [حسن : صحیح أبو داود (۳۰٤) كتاب الطهارة : باب ما جاء في وقت النفساء، أحمد (۳۰۰/٦-۳۰٤) ترمذی (۱۳۹) ابن ماجة (٦٤۸) دارقطنی (۲۲۱/۱-۲۲۲) حاكم (۱۷۵/۱) بيهقی (۳٤۱/۱)]

(۲) [ضعیف : ضعيف ابن ماجة (۱۳۸) كتاب الطهارة وسننها : باب ما جاء في النفساء كم تجلس، إرواء الغليل (۲۰۱) الضعيفة (۵٦۵۳) عبدالرزاق (۳۱۲/۱) دارقطنی (۲۲۰/۱) بيهقی (۳٤۳/۱) حافظ بوصیریؒ نے زوائد میں اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (۲۳۲/۱)]

(۳) [المجموع (۵۳۹/۲) المغنی (۳٤۵/۱) المحلی (۲۰۳/۲) الإفصاح (۱۰۸/۱) بدائع الصنائع (٤۱/۱) مراقی الفلاح (ص/۲۳) مغنی المحتاج (۱۱۹/۱) حاشية الباجوری (۱۱۳/۱) المهذب (٤۵/۱) كشاف القناع (۲۲٦/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمدؒ امام اسحاق اور امام ابو عبید رحمہم اللہ اجمعین سے بیان کیا ہے۔(۱)

(زید بن علیؒ) نفاس چالیس دن سے زیادہ نہیں ہوتا۔(۲)

(صدیق حسن خانؒ) یہی بات برحق ہے۔(۳)

(شوکانیؒ) نفاس والی خواتین پر چالیس دن عدت گزارنا واجب ہے۔(٤)

(عبدالرحمن مبارکپوریؒ) اسی کے قائل ہیں۔(٥)

(ترمذیؒ) صحابہ تابعین اور ان کے بعد آنے والے اہل علم کا اس پر اجماع ہے۔(٦)

(راجح) یہی موقف راجح و برحق ہے۔

99- اگر چالیس دن کے بعد بھی خون آ تا رہے؟

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ ''اکثر اہل علم نے یہی کہا ہے کہ چالیس دن کے بعد نماز نہیں چھوڑے گی۔''(۷)

(شیخ عبدالرحمن بن ناصر سعدیؒ) اگر چالیس دن کے بعد خون آئے گا تو اس کا حکم نفاس والی عورت کا ہی ہوگا۔(۸)

(شیخ عثیمینؒ) اگر تو عورت کی عادت پہلے سے ہی چالیس دن سے زائد ہے تو وہ عادت کے مطابق عمل کرے گی اور اگر ایسا نہیں تو پھر اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ غسل کر کے نماز' روزہ اور دیگر عبادات سرانجام دے گی اور مستحاضہ کے حکم میں ہوگی' اور بعض نے کہا ہے کہ وہ ساٹھ دن تک انتظار کرے گی اس کے بعد وہ مستحاضہ کی مانند شمار ہوگی۔(۹)

(شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ) اگر تو اس کی پہلے سے یہ عادت ہے تو وہ اسی کے مطابق عمل کرے گی اور اگر ایسا نہیں ہے تو وہ چالیس دن پورے کرنے کے بعد غسل کر کے روزے اور نماز ادا کرے گی۔(۱۰)

(راجح) شیخ محمد بن ابراہیمؒ کا قول ہی راجح معلوم ہوتا ہے۔(واللہ اعلم)

---

(۱) [المجموع (٥٢٤/٢)]

(۲) [الروض النضير (٥١٣/١)]

(۳) [الروضة الندية (١٩١/١)]

(٤) [نيل الأوطار (٤١٤/١)]

(٥) [تحفة الأحوذى (٤٥٢/١)]

(٦) [ترمذى (بعد الحديث/ ١٣٩) كتاب الطهارة : باب ما جآء فى كم تمكث النفسآء]

(۷) [ترمذى (بعد الحديث/ ١٣٩) كتاب الطهارة : باب ما جآء فى كم تمكث النفسآء]

(۸) [فتاوى المرأة المسلمة (٣٠٠/١)]

(۹) [فتاوى المرأة المسلمة (٣٠٣/١)]

(۱۰) [فتاوى المرأة المسلمة (٢٩٧/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَاحَدَّ لِأَقَلِّهِ وَهُوَ كَالْحَيْضِ	اس کی کم از کم کوئی حد مقرر نہیں ہے ❶ اور یہ (احکام ومسائل میں) حیض کی طرح ہے۔ ❷

❶ بیشتر دیگر مسائل کی طرح اس میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے۔

(شافعیؒ، احمدؒ) نفاس کی کم از کم کوئی مدت نہیں۔

(ابوحنیفہؒ، ابو یوسفؒ) اس کی کم از کم مدت گیارہ دن ہے۔

(ثوریؒ) یہ مدت تین دن ہے۔

(زید بن علیؒ) پندرہ دن مدت کے قائل ہیں۔

(ابن قدامہ حنبلیؒ) اس کی کم از کم کوئی مدت نہیں ہے جب بھی وہ پاکی محسوس کرے تو غسل کر لے اس کے بعد وہ پاک ہے۔(۱)

(راجح) پہلا قول راجح ہے کیونکہ صحابہ' تابعین اور ان کے بعد والے علماء کا اجماع ہے کہ نفاس والی عورتیں چالیس دن نماز چھوڑیں گی اِلا کہ اس سے پہلے پاکی محسوس کر لیں تو غسل کر کے نماز پڑھیں گی۔(۲) اور گذشتہ صفحات میں ایک حدیث میں بھی یہی لفظ بیان کیے گئے ہیں ﴿إلا أن ترى الطهر قبل ذلك﴾ "یہ الفاظ اس بات کی دلیل ہیں کہ کم از کم نفاس کی کوئی مدت نہیں۔

❷ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿كانت المرأة من نساء النبي ﷺ تقعد في النفاس أربعين ليلة لا يأمرها النبي ﷺ بقضاء صلاة النفاس﴾ "نبی ﷺ کی بیویوں میں سے (کوئی بھی) عورت چالیس راتیں انتظار کرتی تھی اور نبی ﷺ اسے حالت نفاس میں چھوڑی ہوئی نمازوں کی قضائی کا حکم نہیں دیتے تھے۔"(۳)

علماء کا اس مسئلے میں اجماع ہے کہ نفاس ان تمام چیزوں میں' جو حلال و حرام ہوں یا مکروہ و مستحب ہوں' حیض کی طرح ہی ہے۔(٤)

(صدیق حسن خانؒ) نفاس "جماع کی حرمت' نماز اور روزہ چھوڑنے میں حیض کی طرح ہے۔" اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔(٥)

(شوکانیؒ) یہی بات درست ہے۔(٦)

(ابن قدامہ حنبلیؒ) نفاس والی خواتین کا حکم وہی ہے جو حائضہ کا ہے ان تمام اشیاء میں جو اس پر حرام ہوتی ہیں یا اس سے

---

(۱) [الأم (٦٤/١) المجموع (٢٢٨/١) المغني (٢٢٥/١) الأصل (٤٥٨/١)]

(۲) [نيل الأوطار (٤١٤/١ ـ ٤١٥)]

(۳) [حسن : صحيح أبو داود (٣٠٥) كتاب الطهارة : باب ما جاء في وقت النفساء ' أبو داود (٣١٢) حاكم (١٧٤٥/١) بيهقي (٣٤١/١) دارقطني (٢٢٣/١)]

(٤) [نيل الأوطار (٤١٥/١) المجموع (٥٢٠/٢)]

(٥) [الروضة الندية (١٩٢/١)]

(٦) [السيل الجرار (١٥٠/١)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساقط ہوتی ہیں اور ہمیں اس مسئلہ میں کسی اختلاف کا علم نہیں ہے......اور یہ (حکم) اس لیے ہے کیونکہ نفاس کا خون فی الحقیقت حیض کا خون ہی ہے' صرف حمل کی مدت میں اس کا خروج اس لیے رک جاتا ہے کیونکہ یہ حمل کی غذا بننا شروع ہو جاتا ہے اور جب حمل وضع ہو جاتا ہے تو یہ دوبارہ خارج ہونا شروع ہو جاتا ہے۔(۱)

متفرقات

100- کیا حاملہ حائضہ ہو سکتی ہے؟

اس مسئلے میں فقہاء کی دو آراء ہیں:

(مالکیہ، شافعیہ) حاملہ عورت بعض اوقات حائضہ بھی ہو جاتی ہے۔اس کی دلیل ''آیتِ محیض '' کا اطلاق ہے اور یہ بھی کہ حیض عورت کی طبیعت سے ہے۔(۲)

(احناف، حنابلہ) بلاشبہ حاملہ خاتون حائضہ نہیں ہو سکتی۔اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوال پر صرف دو حالتوں میں طلاق کا حکم دیا ﴿ثم ليطلقها طاهرا أو حاملا﴾ ''پھر وہ پاکی کی حالت میں یا حالت حمل میں طلاق دے۔''(۳)

محل شاہد یہ ہے کہ نبی ﷺ نے حمل کو بعینہ حیض نہ ہونے کی علامت قرار دیا جس طرح طہر کو اس کی علامت کہا۔(٤)

(شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی) امام احمدؒ سے دوسری روایت یہ ہے کہ بعض اوقات حاملہ بھی حائضہ ہو جاتی ہے اور یہی صحیح ہے......اور اسی کو ہم نے اختیار کیا ہے۔(٥)

101- حائضہ عورت کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟

حائضہ کے ساتھ خوردونوش میں شرکت کرنا حتی کہ اس کا جوٹھا کھانا بھی جائز ہے جیسا کہ دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودیوں میں جب کوئی عورت حائضہ ہو جاتی تو وہ اس کے ساتھ کھانا پینا اور گھروں میں میل جول رکھنا چھوڑ دیتے تھے۔صحابہ کرام نے نبی ﷺ سے دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ﴾ [البقرة:۲۲۲] تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿اصنعوا كل شئ إلا النكاح﴾ ''تم ان

---

(۱) [المغني (۱/٤۳۲)]

(۲) [بداية المجتهد (۱/٥۱) الشرح الصغير (۱/۲۱۱) مغني المحتاج (۱/۱۱۸)]

(۳) [بخاري (۷۱٦۰) كتاب الأحكام: باب هل يقضي القاضي أو يفتي وهو غضبان ' مسلم (۱۰۹٥) كتاب الطلاق: باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها ' أبو داود (۱/٥۰۰) عارضة الأحوذي (٥/۱۲۳) دارمي (۲/۱٦۰) مؤطا (۲/٥۷٦) أحمد (۲/٤۳-٥۱)]

(٤) [الدر المختار (۱/۲٦۳) المغني (۱/۳٦۱) كشاف القناع (۱/۲۳۲)]

(٥) [الفتاوى السعدية (ص/۱۳٤) فتاوى المرأة المسلمة (۱/۲٦٦)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہر طرح کا فائدہ اٹھا سکتے ہو البتہ جماع وہم بستری نہیں کر سکتے۔'' (۱)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ﴿كنت أشرب وأنا حائض ثم أنا وله النبي ﷺ فيضع فاه على موضع في فيشرب وأتعرق العرق وأنا حائض ثم أناوله النبي ﷺ فيضع فاه على موضع في﴾ ''میں حالت حیض میں پانی پیتی اس کے بعد وہ برتن نبی ﷺ کو دیتی۔ آپ ﷺ میرے ہونٹوں کی جگہ پر اپنے ہونٹ رکھتے اور پانی پیتے' اور جب (دانتوں کے ساتھ) ہڈی سے گوشت اتارتی جبکہ میں حائضہ ہوتی اس کے بعد میں وہ ہڈی نبی ﷺ کو دیتی' آپ ﷺ اپنے دانت میرے دانتوں کی جگہ پر رکھتے۔'' (۲)

(طبریؒ) حائضہ کے ساتھ کھانے پینے کے جواز پر اجماع ہے۔ (۳)

(ترمذیؒ) (حائضہ کے ساتھ کھانا جائز ہے) یہی عام اہل علم کا قول ہے اور وہ (یعنی علماء) حائضہ کے ساتھ کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ (٤)

102- طواف بیت اللہ کے علاوہ حائضہ تمام مناسک ادا کرے گی

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ ﴿فافعلي ما يفعل الحاج غير أن لا تطوفي بالبيت حتى تطهري﴾ ''تم پاکیزہ ہونے تک بیت اللہ کے طواف کے علاوہ وہ تمام کام کرو جو حاجی کرتے ہیں۔'' (٥)

103- حائضہ عورت اپنے خاوند کے سر میں کنگھی کر سکتی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿كنت أرجل رأس رسول الله وأنا حائض﴾ ''میں رسول اللہ ﷺ کے سر میں کنگھی کیا کرتی تھی اور میں حائضہ ہوتی تھی۔'' (٦)

104- خاوند اپنی حائضہ بیوی کی گود میں قرآن پڑھ سکتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿أن النبي ﷺ كان يتكئ في حجري وأنا حائض ثم يقرأ القرآن﴾ ''نبی ﷺ میری گود میں ٹیک لگا لیتے اور میں حائضہ ہوتی پھر آپ ﷺ قرآن پڑھتے تھے۔'' (۷)

---

(۱) [مسلم (۳۰۲) كتاب الحيض : باب جواز غسل الحائض رأس زوجها و ترجيله' أبو داود (۲٥۸) ترمذی (۲۹۷۷) نسائی (۱۸۷/۱) ابن ماجة (٦٤٤) بیهقی (۳۱۳/۱) ابن حبان (۱۳٥۲) أبو عوانة (۳۱۱/۱) أحمد (۱۳۲/۳) دارمی (۲٤٥/۱)]

(۲) [مسلم (۳۰۰) أيضا' أبو داود (۲٥۹) نسائی (٥٦/۱) ابن ماجة (٦٤۳) أحمد (٦۲/٦) حمیدی (۱٦٦) ابن خزیمة (۱۱۰)]

(۳) [تفسیر طبری (۳۹۷/۲)]

(٤) [ترمذی (بعد الحديث ۱۳۳)]

(٥) [بخاری (۳۰٥) كتاب الحيض : باب تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت]

(٦) [بخاری (۲۹٥) كتاب الحيض : باب غسل الحائض رأس زوجها و ترجيله]

(۷) [بخاری (۲۹۷) كتاب الحيض : باب قراءة الرجل في حجر امرأته وهي حائض]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

105- حیض آلود کپڑا دھونا

چونکہ حیض کا خون نجس و پلید ہے لہذا جس کپڑے کو یہ خون لگ جائے اسے دھونا ضروری ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إذا أصاب ثوب إحداكن الدم من الحيضة فلتقرصه ثم لتنضحه بماء ثم لتصلي فيه﴾ ''جب تم میں سے کسی عورت کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اسے چاہیے کہ اس کپڑے کو ملے پھر اس پر پانی کے چھینٹے مارے پھر اس میں نماز پڑھے۔'' (۱)

106- حائضہ کے ساتھ سونا جائز ہے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی اتنے میں مجھ کو حیض آ گیا اور میں نکل بھاگی اور اپنے حیض کے کپڑے سنبھالے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے نفاس (یعنی حیض) ہوا ہے؟ تو میں نے کہا جی ہاں! ﴿فدعاني فأدخلني معه في الخميلة﴾ ''پھر آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور اپنے ساتھ چادر میں داخل کر لیا۔'' (۲)

107- حائضہ عورت اور عیدین

حائضہ عورت پر عید کے دن عید گاہ میں جا کر مسلمانوں کی دعا میں شریک ہونا ضروری ہے۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ فرماتے تھے ''دیگر خواتین کی طرح حائضہ عورتیں بھی خیر اور مسلمانوں کی دعوت میں شریک ہوں لیکن نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔ (۳)

108- حائضہ عورت بوقت ضرورت مسجد میں داخل ہو سکتی ہے

نبی ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا ﴿ناوليني الخمرة من المسجد﴾ ''مجھے مسجد سے مصلی پکڑاؤ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا میں تو حائضہ ہوں اس پر نبی ﷺ نے فرمایا ﴿إن حيضتك ليست في يدك﴾ ''کہ تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔'' (٤)

109- حالت حیض میں عورت کو طلاق دینا حرام ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات نبی ﷺ کو بتلائی تو آپ ﷺ ناراض ہو گئے پھر آپ ﷺ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو رجوع کا حکم دینے کے بعد فرمایا ''اسے چاہیے کہ وہ اسے پاکیزگی کی حالت میں یا حالت حمل میں طلاق دے۔'' (٥)

---

(۱) [بخاری (۳۰۷) كتاب الحيض : باب غسل دم الحيض]

(۲) [بخاری (۳۲۲) كتاب الحيض : باب النوم مع الحائض وهي في ثيابها]

(۳) [بخاری (۳۲٤) كتاب الحيض : باب شهود الحائض العيدين ودعوة المسلمين ويعتزلن المصلى]

(٤) [مسلم (۲۹۹) كتاب الحيض : باب جواز غسل الحائض رأس زوجها و ترجيله]

(٥) [بخاری (۷۱٦۰) كتاب الأحكام : باب هل يقضي القاضي أو يفتي وهو غضبان ' مسلم (۱۰۹٥) كتاب الطلاق : باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها ' أبو داود (۲/۱۰۰٥) عارضة الأحوذي (٥/۱۲۳) دارمي (۲/۱٦۰) موطا (۲/٥۷٦) أحمد (۲/۲٦)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

110- اگر عورت کو وقفے وقفے سے حیض آئے؟

یعنی بالفرض عورت کو چار دن حیض آئے پھر تین دن بعد دوبارہ آنے لگے تو وہ کیا کرے؟ اس مسئلے میں راجح موقف یہی ہے کہ وہ جب خون کو دیکھے نماز روزہ ترک کر دے اور اس کا خاوند بھی اس سے مباشرت نہ کرے اور جب خون ختم ہو جائے' خواہ وہ درمیانی وقت ہو یا اس کے علاوہ' وہ غسل کر کے پاکیزہ خواتین کی طرح تمام افعال سرانجام دے اور اگر عادت کے ایام میں کچھ کمی بیشی ہو جائے تو پھر وہ اسی اصول پر عمل کرے گی (یعنی عادت کے ایام پورے کرے گی)۔(۱)

111- مستحاضہ عورت سے جماع کرنا جائز ہے۔

(1) حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بلاشبہ وہ مستحاضہ ہوتیں ﴿وكان زوجها يجامعها﴾ ''اور ان کا خاوند ان سے جماع و ہم بستری کرتا تھا۔'' (۲)

(2) حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا استحاضہ کی بیماری میں مبتلا ہوتی تھیں ﴿فكان زوجها يغشاها﴾ ''اور ان کا خاوند ان سے مباشرت کرتا تھا۔'' (۳)

(جمہور) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

112- کیا (سن یاس) حیض ختم ہونے کی آخری عمر مقرر ہے؟

(شیخ عثیمین ؒ) حیض ختم ہونے کی کوئی معین عمر نہیں ہے بلکہ جب بھی حیض کا خون ختم ہو جائے کہ اس کے دوبارہ آنے کی امید باقی نہ رہے تو وہی اس کی عمر ہوگی۔(٥)

(راجح) یہی موقف راجح ہے۔(٦)

113- ولادت کے بعد اگر نفاس کا خون نہ آئے......

تو کیا ایسی عورت پر نماز' روزہ ضروری ہے یا نہیں؟

ایسی عورت کے متعلق ''سعودی مجلس افتاء'' کا یہی فتوی ہے کہ جب حمل وضع ہو جائے اور خون نہ نکلے تو اس عورت پر غسل' نماز اور روزہ (سب) واجب ہے اور غسل کے بعد اس کے خاوند کے لیے اس سے جماع بھی جائز ہے۔(۷)

---

(۱) [فتاوی ابن باز مترجم (۱/٥٥) الفتاوى السعدية (ص/۱۳٥) فتاوى المرأة المسلمة (۱/۲٦۷)]

(۲) [حسن : صحيح أبو داود (۳۰۳) كتاب الطهارة : باب المستحاضة يغشاها زوجها ' أبو داود (۳۱۰)]

(۳) [صحيح : صحيح أبو داود (۳۰۲) أيضا ' أبو داود (۳۰۹)]

(٤) [نيل الأوطار (۱/٤۱۱)]

(٥) [فتاوى المرأة المسلمة (۱/۲٦۸) فتاوى الحرم (ص/۲۸٦) مجموع فتاوى عثيمين (٤/۲۷۰)]

(٦) [المجموع (۲/۳۷٤)]

(۷) [فتاوى اللجنة (۱/٤۲۰)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

114- نفاس والی عورت کو اگر وقفے وقفے سے خون آئے؟

نفاس والی عورت اگر چالیس دنوں سے پہلے پاک ہو جائے لیکن کچھ دنوں بعد چالیس دن کے اندر اسے دوبارہ خون آنے لگے تو کیا اسے نفاس ہی سمجھا جائے گا؟

اگر وہ عورت چالیس دنوں سے پہلے پاک ہو جائے اور نماز‘ روزہ اور دیگر عبادات ادا کرنے لگے لیکن اس کے بعد دوبارہ خون آ جائے تو صحیح بات یہی ہے کہ چالیس دنوں کی مدت کے اندر اسے نفاس ہی سمجھا جائے گا اور جو روزے‘ نمازیں اور حج اس نے حالت طہارت میں ادا کیے تھے وہ سب صحیح ہیں ان میں سے کسی بھی چیز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔(۱)

115- حائضہ کے لیے قراءت قرآن

قراءت قرآن اور قرآن پکڑنا وغیرہ جیسے مسائل ”باب الغسل“ میں گزر چکے ہیں نیز نفاس والی عورت کا بھی یہی حکم ہے۔

116- مانع حیض ادویات استعمال کرنا

(شیخ عثیمینؒ) عورت کے لیے حیض روکنے والی ادویات استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ اسے صحت کے حوالے سے کوئی ضرر و نقصان نہ ہو بشرطیکہ وہ اپنے خاوند سے اجازت لے کر ایسا کرے۔

لیکن فی الواقع ایسی ادویات ضرر سے عاری نہیں ہوتیں اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ حیض کا خون طبعی طور پر خارج ہوتا ہے لہٰذا جب کسی طبعی چیز کو اس کے وقت میں روک دیا جاتا ہے تو اس سے جسم میں نقصان کا حصول ناگزیر ہوتا ہے اور اسی طرح ایسی ادویات کا نقصان یہ بھی ہے کہ یہ عورت پر اس کی عادت حیض میں اختلاط و اختلاف ڈال دیتی ہیں جس بنا پر وہ اضطراب و پریشانی کا شکار رہتی ہے اور نماز یا خاوند کی اس سے مباشرت اور اس کے علاوہ دیگر افعال میں بھی تشکیک کا محور ہوتی ہے اس لیے میں اسے حرام تو نہیں کہتا لیکن عورت کے لیے اسے پسند اس لیے نہیں کرتا کیونکہ اس میں نقصان کا اندیشہ ہے۔

عورت کے لیے یہی بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اس کی تقدیر میں لکھ دیا ہے اسی پر رضا مند رہے۔ نبی ﷺ حجۃ الوداع کے سال ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو وہ رو رہی تھیں اور انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ”تمہیں کیا ہوا ہے؟ شاید کہ تم حائضہ ہو گئی ہو؟“ انہوں نے کہا ”ہاں“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ﴿هـذا شیئ كتبه الله على بنات آدم﴾ ”یہ تو ایسی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر لازم قرار دیا ہے۔“

اس لیے عورت کو چاہیے کہ صبر و احتساب سے ہی کام لے اور جب حیض کی وجہ سے نماز و روزہ میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو ذکر کا دروازہ بلاشبہ کھلا ہوا ہے وہ اللہ کا ذکر کرے‘ تسبیح بیان کرے‘ صدقہ و خیرات کرے‘ قول و فعل سے لوگوں پر احسان کرے یہی افضل ترین کام ہے۔(۲)

---

(۱) [فتاوی ابن باز مترجم (۵٤/۱)]

(۲) [مجموع الفتاوی شیخ عثیمین (۲۸۳/٤) فتاوی المرأة المسلمة (۲٦۹/۱)]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ